اردو شرح علم الصیغہ

مع تحفہ رسولیہ

تحقیق و تشریح مطالب

حلِ اعتراضات

تلخیص علم الصیغہ سوالاً جواباً

تصنیف

علامہ الحاج نذیر احمد مہروی مدظلہ

بانی و مہتمم دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

ناشران

مکتبہ مہریہ

دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

0301-7547507

مکتبہ غوثیہ مہریہ

مدرسہ غوثیہ مہریہ مدینۃ العلوم ممتاز آباد ملتان

0301-7419642

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں
اس کتاب کی اشاعت کے جملہ حقوق بحق مکتبہ غوثیہ مہریہ ملتان قانونی
معاہدے کے تحت محفوظ ہیں۔ اس کتاب کا کوئی حصہ مکتبہ غوثیہ مہریہ
ملتان کی اجازت کے بغیر شائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔
خلاف ورزی پہ قانونی کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔
درس نظامی کرنے والے طلبہ و طالبات کے لیے مفید لنکس
درس نظامی کتب و شروحات ویب سائٹ
Ghousia Mehria.Com
تنظیم المدارس اپڈیٹس
Ghousia Mehria Multan
فیس بک پیج
Ghousia Mehria Multan
وٹس ایپ
حافظ محمد حسنین اسدی 03015879123

نام کتاب ----- ----- تحفہ سعیدیہ اردو شرح علم الصیغہ

مع تحفہ رسولیہ المعروف علم الصیغہ اردو سوالاً جواباً

مؤلف ----- ----- علامہ حاجی نذیر احمد مہروی

تقدیم ----- ----- علامہ سعید احمد سعیدی صدر مدرس جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

پروف ریڈنگ ----- ----- علامہ الحاج نذیر احمد مہروی

کمپوزنگ ----- ----- محمد اختر محمود مدرس جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

صفحات ----- ----- ۲۳۲

طبع اوّل	۱۴۰۴ھ ...... تعداد ۱۱۰۰	طبع دوم	۱۴۰۸ھ ...... تعداد ۱۱۰۰
طبع ثالث	۱۴۲۰ھ ...... تعداد ۱۱۰۰	طبع رابع	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ...... تعداد ۲۰۰۰
طبع خامس	۱۴۳۰ھ ...... تعداد ۱۰۰۰	طبع سادس	رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ ...... تعداد ۱۱۰۰

قیمت مجلد ----- ----- ۳۰۰ روپے

ناشر ----- ----- مکتبہ مہریہ دارالعلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان

مکتبہ غوثیہ مہریہ مدرسہ غوثیہ مہریہ مدینۃ العلوم ممتاز آباد ملتان

ملنے کے پتے

- ★مکتبہ مہریہ دارالعلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان فون نمبر 0301-7547507
- ★مکتبہ مہریہ کاظمیہ متصل جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان، فون نمبر 061-6560699
- ★مکتبہ اہل سنت جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور فون نمبر 042-37634478
- ★مکتبہ نظام مصطفیٰ نزد طبیہ کالج بہاولپور، فون نمبر 0300-6818535
- ★حضرت علامہ محمد ہاشم نقشبندی صاحب جامعہ ہجویریہ دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ 0300-7341995
- ★ادارہ ضیائے السنۃ اندرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون نمبر 0306-6521197
- ★کاظمی کتب خانہ داتا گنج بخش روڈ رحیم یار خان، فون نمبر 068-5871361
- ★مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد مانسہرہ، فون نمبر 0300-4592192
- ★مکتبہ فیضان سنت اندرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون نمبر 0306-6305026
- ★کتب خانہ حاجی نیاز بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون نمبر 0312-7504001

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

فہرست مضامین تحفہ سعیدیہ

انتساب

میں اس حقیر کوشش کو اپنے مربی و محسن استاذِ محترم غزالی عصر

حضرت علامہ

سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی بارگاہ اقدس میں بصد عقیدت و نیاز پیش کرنے کی

سعادت حاصل کرتا ہوں جنکے فیضانِ نظر سے ہزاروں قلوب

واذہان علم ودانش کی روشنی سے منور ہوئے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

ناچیز

محمد نذیر احمد غفرلہٗ

دارالعلوم غوثیہ مہریہ ملتان

ناشر کے قلم سے ......

الحمد اللّٰہ الذی صرف قلوبنا الی اشاعۃ دینہ المتین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آلہ اصحابہ وعلماء ملتہ الذین قاموا بنصرۃ الدین اما بعد:

قرآن وحدیث کی صحیح تفہیم کے لئے علم صرف کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر علماء نے صرف کو اُمّ العلوم قرار دیا۔ اہل علم نے فن صرف کی خدمت کے لئے مختلف زبانوں میں اپنے اپنے انداز سے بیسیوں کتب یادگار چھوڑیں اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ فارسی زبان میں لکھی گئی کتب صرف میں جس طرح حضرت بحر العلوم علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی علم الصیغہ اپنی مثال آپ ہے اسی طرح اس کی اردو شروح میں بزرگ عالم دین علامہ حاجی محمد نذیر احمد مہروی کے قلم سے نکلا ہوا شاہکار تحفہ سعیدیہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

شائقین علم صرف، طلبہ ومدرسین کی ضرورت کے پیش نظر علم الصیغہ کا ترجمہ اور تحفہ سعیدیہ میں بعض مقامات پر مناسب ترمیم واضافہ کر کے مکمل کتاب کی اشاعت جدید کا اہتمام کیا گیا ہے مزید یہ کہ طلبہ کی رہنمائی وسہولت کی خاطر تیس سال سے ثانویہ عامہ کے پرچہ صرف میں کامیابی کی ضمانت سمجھے جانے والے خلاصہ علم الصیغہ سوالاً جواباً کا تحفہ سعیدیہ کے ساتھ اضافہ کیا جا رہا ہے یہ رسالہ استاذ العلماء حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب ہی کی تصنیف ہے۔ مناسب ترمیم واضافہ کے بعد مصنف نے اسے اپنے والد گرامی حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے تحفہ رسولیہ کے نام سے شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔ انشاء اللہ تحفہ رسولیہ کی اشاعت طلبہ کو کسی طرح کے خلاصے یا نوٹس سے بے نیاز کر دیگی۔

امید ہے کہ شائقین علم ہماری اس کاوش کو سراہتے ہوئے اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیں گے۔

والسلام مع الاکرام

طالب دعا: قاری حبیب الرحمن عفی عنہ

مکتبہ مہریہ غوثیہ مدرسہ غوثیہ مہریہ مدینۃ العلوم ممتاز آباد ملتان

0301-7419642

مقدمہ: از فاضل جلیل علامہ مولانا سعید احمد سعیدی صدر مدرس جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں

علم صرف کی اہمیت

قرآن کریم عربی زبان کی ایک ایسی عدیم المثال اور معیاری کتاب ہے جس کی فصاحت و بلاغت ایک معجزہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ قرآن کی اس زبان کو سمجھنے کے لئے جن علوم کی اشد ضرورت ہے ان میں علم صرف کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی ہے اس لئے متقدمین و متاخرین علماء نے ہر دور میں علم صرف میں عمدہ سے عمدہ کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے ایک عمدہ کتاب علم الصیغہ ہے جو متحدہ ہندوستان کے ایک مرد مجاہد حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "یہ کتاب میں نے جزیرہ انڈمین (کالا پانی) کے ایام اسیری میں لکھی اور اس کی تصنیف کے وقت میرے پاس کسی علم کی کوئی کتاب نہ تھی" اس کے باوجود کتاب کی وقعت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اشاعت کے بعد سے اسے ہمیشہ اہل علم کی طرف سے قبولیت عامہ حاصل رہی ہے۔

علم الصیغہ کی خصوصیات

(۱) --- علم الصیغہ میں صرفی قوانین کا جس جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کی نظیر نہیں ہے خود مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ میزان و منشعب، پنج گنج، زبدہ اور صرف میر کے قائم مقام ہو سکے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔

(۲) --- علم الصیغہ میں مصنف نے اپنے استاذ حضرت علامہ سید محمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کئے ہوئے ایسے ضوابط ذکر کئے ہیں جن سے بے شمار کلمات کا شذوذ ختم ہو جاتا ہے اور وہ کلمات قانون صرفی کے تحت آجاتے ہیں۔

(۳) --- نحات کوفہ و بصرہ کے مابین فعل یا مصدر کے اصل ہونے کا اختلاف جس احسن پیرایہ میں بیان فرمایا ہے وہ حیران کن اور بے مثال ہے۔

(۴) --- مصنف نے کتاب میں قواعد مشکلہ بڑے سہل انداز میں ذکر کرنے کے بعد ان کے تذکر اور تعلم کے لئے کتاب کے آخر میں قرآن کریم سے مشکل صیغے منتخب کر کے سوال و جواب کے انداز میں بیان کر دیئے ہیں۔

تحفہ سعیدیہ

عرصہ دراز سے بڑی شدت کے ساتھ انتظار تھا کہ علم الصیغہ جیسی جامع اور مقبول کتاب جو تمام مدارس میں شامل نصاب ہے اُس کی ایک سہل شرح اردو زبان میں ہو تاکہ طلبہ اس جامع کتاب کے اسرار و رموز سے بخوبی آشنا ہو سکیں اور نگاہیں منتظر تھیں کہ توفیق ایزدی اس عظیم کام کیلئے کس کا انتخاب کرتی ہے۔ الحمد للہ اس خدمت کیلئے اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے حضرت علامہ مولانا حاجی محمد نذیر احمد مہروی کو منتخب فرمایا اور انہوں نے علم الصیغہ کی اردو شرح تحفہ سعیدیہ لکھی جو چوتھی بار چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ علامہ حاجی محمد نذیر احمد صاحب نے کچھ عرصہ پہلے علم الصیغہ کا خلاصہ بھی لکھا تھا جو بار ہا نظر سے گذرا دلی تمنا تھی کہ یہ خلاصہ مفیدہ بھی چھپ کر اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچے، سو وہ تمنا بھی پوری ہوئی اور اب اہل علم تحفہ سعیدیہ کے آخر میں خلاصہ علم الصیغہ (تحفہ رسولیہ) بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

والسلام

ناچیز: سعید احمد سعیدی

صدر مدرس جامعہ غوثیہ لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجاہد تحریک آزادی حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف علم الصیغہ

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ جب ہم تاریخ علم صرف کے حوالے سے مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے متعدد اہل علم کے نام آتے ہیں جنہوں نے اس علم کی خوب خدمت و آبیاری کی، اس کو مدوّن کیا اس کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا......اس کو تمثیلات و تسہیلات کے ذریعے عام فہم بنایا تا کہ قرآن و حدیث اور عربی ادب کے دارسین و شائقین اس سے کامل طور پر استفادہ کر سکیں......ان ماہرین علم صرف میں ایک معروف اور مقتدر نام حضرت علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ کا بھی ہے جنہوں نے مختلف علوم و فنون پر متعدد کتب و رسائل تصنیف کرنے کے ساتھ علم صرف کے موضوع پر نہایت منفرد، معلومات افزاء اور فوائد صرفیہ پر مشتمل ایک جامع کتاب لکھی جسے اہل علم نے خوب سراہا...... علم صرف کے اساتذہ نے ہاتھوں ہاتھوں لیا ...... طلبہ نے خوب استفادہ کیا اور آج تک کر رہے ہیں۔

وِلادت

آپ ۱۲۲۴ھ میں کاکوری کے مقام پر پیدا ہوئے جو بھارت میں واقع ہے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم (قرآن پاک اور سکول کی تعلیم) حاصل کرنے کے بعد ۱۳ سال کی عمر میں رام پور تشریف لائے اور نامور عالم علامہ سید محمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اپنے دور کے مقتدر اور نامور اساتذہ کرام سے مختلف علوم و فنون کا اکتساب کیا خصوصاً علوم کی تکمیل حضرت مولانا بزرگ علی ماہروی رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور معروف محدث حضرت شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمہ (متوفی ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) سے درس حدیث لیا۔

بحیثیت منصف (جج)

چونکہ علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ علوم قدیمہ و جدیدہ کے حامل اور انتہائی باصلاحیت انسان تھے اس لیے آپ کو انگریز حکومت میں سروس مل گئی جہاں آپ منصف و مدرس جیسے مختلف مناصب پر متمکن رہے، خصوصاً جج کے عہدہ پر فائز رہ کر قانون عدل کی پاسداری کرتے ہوئے حق وانصاف پر مبنی عدالتی فیصلے صادر فرمائے جنہیں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

بحیثیت مدرس

علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس کا ذوق بھی خوب بخشا تھا جس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ملازمت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کے سلسلہ کو بھی ترک نہیں کیا، اسے نہ صرف جاری رکھا بلکہ اس سے پوری طرح انصاف کیا چنانچہ آپ کے تلامذہ میں حضرت علامہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی (۱۹۱۶ھ) اور علامہ حسین شاہ بخاری جیسے جیّد اور معروف علماء شامل ہیں۔

بحیثیت مصنف

آپ اعلیٰ تدریسی صلاحیتوں کے مالک بہترین مدرس ہی نہ تھے بلکہ ایک کامیاب مصنف اور قلمکار بھی تھے جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر خوب سے خوب تر لکھا، چنانچہ آپ نے متعدد علمی، فقہی، اخلاقی، اصلاحی اور تبلیغی موضوعات پر کتب اور رسائل تصنیف فرمائے جن میں سے چند معروف ومشہور کے نام حسب ذیل ہیں۔

۰۱	علم الفرائض	۱۰	فضائل درود وسلام
۰۲	ملخصات الحساب	۱۱	ہدایات الاضاحی
۰۳	تصدیق المسیح	۱۲	الدر الفرید فی مسائل الصیام السعید
۰۴	الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعلمین	۱۳	وظیفہ کریمہ
۰۵	ضمان الفردوس	۱۴	خجستہ بہار
۰۶	بیان شب قدر وشب برأت	۱۵	احادیث حبیب الکریم
۰۷	رسالہ درمذمت میلہ ہائے	۱۶	نقشہ مواقع النجوم
۰۸	فضائل علم وعلماء دین	۱۷	تواریخ حبیب الٰہ
۰۹	محاسن العمل الافضل	۱۸	علم الصیغہ

تواریخ حبیب الٰہ، علامہ کاکوروی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں سے ایک اہم اور مقبول ترین تصنیف ہے یہ حضور رحمۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیّبہ اور حیات منزّہ پر مشتمل ہے۔ جسے نے حکیم محمد امیر خان اینٹوڈاکٹر انڈمان کی فرمائش پر تحریر کیا۔ جسے عوام وخواص میں خوب پزیرائی ملی۔

علم الصیغہ

آپ کی تصانیف میں علم صرف کے موضوع پر بلا مبالغہ یہ ایک نہایت جامع اور بے مثال کتاب ہے جس کو آپ نے حافظ وزیر علی مرحوم کی فرمائش پر ان کی دلجوئی کرتے ہوئے اس وقت تحریر کیا جب آپ جزیرہ انڈمان میں قید وبند صعوبتیں برداشت کررہے تھے، دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت آپ کے پاس اس موضوع پر کوئی کتاب نہ تھی

جس سے استفادہ کرتے۔ آپ نے محض اللہ پر توکل کر کے اپنی یادداشت سے کام لیتے ہوئے اسے سپرد قلم فرمایا، اس کتاب کی جامعیت بیان کرتے ہوئے اس کے بارے میں خود ہی فرماتے ہیں کہ "یہ کتاب اس انداز سے تحریر کی گئی ہے کہ میزان ومنشعب، پنج گنج، زُبدہ اور صرف میر کی جگہ کام آئے" بلاشبہ جہاں یہ کتاب آپ کی اس علم میں مہارت کی آئینہ دار ہے وہاں آپ کی انتہائی اعلیٰ ذہانت کی بھی عکاس ہے۔

جزیرۂ انڈمان میں قید وبند کا پس منظر

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بہت بڑے مجاہد بلکہ مجاہدین کے سرخیل تھے، جب انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا آغاز ہوا تو اسی دوران آپ نواب بہادر خاں بہادر روہیل کھنڈ کے ناظم مقرر ہوئے۔ چنانچہ آپ نے ان کی حکومت کی مالی امداد واعانت کے لیے فتویٰ جاری کیا جسکا بڑا فائدہ ہوا اور نہایت دوررس اثرات مرتب ہوئے۔ جب انگریز حکومت کا بریلی میں دوبارہ قیام ہوا تو ریکارڈ کی پڑتال کے دوران کاغذات میں سے آپ کا وہ فتویٰ بھی برآمد ہوا چنانچہ آپ کو (حق کا ساتھ دینے کے) اس جرم کی پاداش میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی (ایسا اہل حق کے ساتھ ہمیشہ ہوتا آیا ہے) قید وبند کے دوران ایک انگریز کی فرمائش پر عربی کی ضخیم کتاب "تقويم البلدان" کا اردو میں ترجمہ کیا جو دو برس کے عرصہ میں مکمل ہوا۔

سوانح نگار لکھتے ہیں کہ یہی ترجمہ آپ کی رہائی کا سبب بنا اور ۱۲۷۷ھ میں حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی صاحب علیہ الرحمہ کی رہائی عمل میں آئی، سبحان اللہ! یہ علم کا کمال ہے جس طرح یہاں انگریز کی قید سے رہائی کا سبب بن گیا، انشاء اللہ آخرت میں بھی فلاح ونجات کا ذریعہ بنے گا۔

جزیرہ انڈمان سے رہائی پانے کے بعد حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ مستقل طور پر کانپور میں اقامت گزیں ہوگئے، یہاں آپ نے علوم اسلامیہ کی ترویج کے لئے مدرسہ فیض عام قائم فرمایا اور آئندہ اپنی تبلیغی واصلاحی سرگرمیوں کیلئے اسے ہی مرکز بنالیا۔

وفات

توفیق الٰہی سے ۱۲۷۹ھ میں حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی علیہ الرحمہ حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے لئے عازم سفر ہوئے تو جدہ کے قریب آپ کا جہاز پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا اور آپ نے ۷ شوال المکرم ۱۲۷۹ھ کو احرام باندھے ہوئے بحالت نماز جام شہادت نوش کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے روحانی فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری وساری رکھے۔ آمین۔

حضرت علامہ الحاج مولانا نذیر احمد مہروی صاحب

ایک نامور علمی شخصیت اور بے مثال استاذ

قابلِ رشک ہیں وہ حضرات جنہیں منعمِ حقیقی اور فیاضِ ازلی نے علم و تحقیق کے ذوق سے بہرہ ور فرمایا ہے اور لائق صد تحسین ہیں وہ لوگ جن کی راتیں قرآن وحدیث اور کتبِ فقہ وتفسیر کے مطالعہ میں بسر ہوتی ہیں، تو دن درس و تدریس میں گذرتے ہیں۔۔اُنہیں مبارک اور لائقِ تقلید علماء واساتذہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم شخصیت حضرت استاذ العلماء علامہ الحاج مولانا نذیر احمد صاحب مہروی دامت مکارم العالیہ ہیں جو ایک طویل عرصہ سے مسند تدریس کی زینت بن کر اپنے علمی سرچشمہ سے تشنگانِ علم وحکمت کو سیراب فرمارہے ہیں۔

پیدائش ------آپ ۱۹۴۴ء/ ۱۳۶۳ھ میں بستی میاں پور تحصیل وضلع لودھراں میں پیدا ہوئے ......آج کل بیری والا باغ بیرون چوطاقہ گیٹ شجاعباد شہر میں رہائش پذیر ہیں۔آپ کے والدِ گرامی کا نام حضرت مولانا غلام رسول (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے جو علم وعمل کے پیکر، اخلاص وتقویٰ کے حسین مرقع اور اپنے دور کے عمدہ مدرّس تھے۔

خاندانی شرف ------علامہ الحاج نذیر احمد صاحب مہروی ایک معروف علمی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ آپ کے جدِ امجد زبدۃُ الاصفیاء حضرت علامہ مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ علومِ عربیہ کے ماہر ترین اساتذہ میں شمار ہوتے تھے بالخصوص علمِ نحو اور منطق کی تدریس اُن کا محبوب ترین مشغلہ تھا......تدریس سے شغف کا اندازہ اِس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ عمر کے آخری حصہ میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی تھی مگر پھر بھی تا دمِ واپسیں سلسلہ تدریس جاری رکھا ......بقول علامہ مہروی زِیدشرفہٗ ''اُس دور میں مَیں نے خود اُن کو عبد الغفور اور قطبی جیسی کتابیں پڑھاتے ہوئے دیکھا''۔ علامہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ کی اِس دلی خواہش اور دیرینہ تمنا کو بڑی شہرت حاصل ہے کہ ''اللہ تعالیٰ میری اولاد میں مدرسین پیدا کرے'' کہتے ہیں وہ شب وروز یہی دعا کرتے اور اولاد کو محنت ولگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی تلقین فرماتے رہے۔ایک مرتبہ ایک بزرگ سے ملاقات کے دوران اُنہوں نے فرمایا'' آپ یہ دعا کریں کہ میرے بعد میری اولاد دینِ متین کی خدمت میں مشغول رہے اور ربِ کریم میری اولاد میں مدرسین پیدا کرے''

آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (والدِ گرامی حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب) اور چھوٹے فرزند حضرت مولانا فیض احمد رحمۃ اللہ علیہ (والدِ گرامی حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالحکیم صاحب چشتی) جید علماء ہوئے اور اِس طرح اپنے والدِ ماجد کے عظیم مشن کو بڑی خوش اُسلوبی سے جاری رکھا اور اپنی اولاد کی علمی، دینی اور اخلاقی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا...... بحمد اللہ ہمارے ممدوح علامہ مہروی صاحب کے جدِ امجد کی دعاؤں کا فیضان، آپ کے والد گرامی اور عمِ محترم کی پُرخلوص کاوشوں کا نتیجہ وثمرہ ہے کہ آج آپ کے خاندان اور جدامجد کی اولاد میں درجنوں حفّاظِ کرام اور علوم وفنونِ دینیہ کے ماہر اساتذہ خدمتِ دین میں مصروفِ عمل ہیں، ایسے قابل رشک افراد میں حضرت علاّمہ مولانا محمد عبدالعزیز صاحب چشتی، حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب چشتی (مدرسین جامعہ انوار العلوم ملتان) حضرت علاّمہ مولانا سعید احمد سعیدی صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ مہریہ لودھراں اور حضرت علاّمہ مولانا حافظ عبدالرشید صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان قابل ذکر ہیں

تعلیم کا آغاز------آپ نے قرآنِ مجید حفظ کرنے کی سعادت حضرت استاد الحفاظ حافظ پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو نابینا تھے اور آپ کے دادا جی کے شاگردِ رشید۔ اِس کے بعد گھر پر ہی اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے مروّجہ نصاب کے مطابق فارسی کے اسباق پڑھے ۔ بلاشبہ اُنہوں نے بڑی توجہ اور محنتِ شاقہ سے اپنے عزیز بیٹے کو تعلیم دی۔

اساتذہِ کرام-----بعد ازاں آپ نے علومِ اسلامیہ کی عظیم درس گاہ اور علمی وروحانی مرکز جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں داخلہ لے لیا اور مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے اپنے دور کے ماہر ترین شُیوخ واساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے اکتسابِ علم کیا، اُن قابلِ قدر اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں ☆ غزالی زماں رازی دوراں امامِ اہلسنت حضرت علاّمہ سیّد احمد سعید شاہ صاحب کاظمی قدس سرہ العزیز، آپ سے بخاری شریف، شرح عقائد، سلم العلوم اور فنون کی دیگر کتب پڑھیں ☆ شیخ الحدیث حضرت علاّمہ مولانا محمد شریف رضوی صاحب، آپ سے دورہ حدیث شریف کے دوران بعض کتبِ حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا ☆ رئیس المدرسین حضرت علاّمہ مولانا مفتی امید علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، سے اِبن ماجہ، تفسیر بیضاوی، شرح جامی اور کافیہ وغیرہ جیسی اہم کتب پڑھیں ☆ حضرت علامہ مولانا عبدالکریم جام پوری سواگی رحمۃ اللہ علیہ سے حسامی وغیرہ کا درس لیا ☆

حضرت علاّمہ مولانا مفتی سیّد مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے جامع ترمذی اور فن کی بعض کتب پڑھنے کا موقع ملا، جبکہ فنون کی دیگر کتب مناظر اسلام حضرت علاّمہ مولانا محمد جعفر☆ حضرت علاّمہ مولانا منظور احمد پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہما☆ حضرت علاّمہ مولانا محمد یوسف صاحب تونسوی نظامی☆ حضرت علاّمہ مولانا فقیر محمود صاحب سدیدی مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف اور حضرت علاّمہ مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب چشتی مدرس جامعہ انوار العلوم ملتان سے پڑھیں۔

تدریس ------آپ کو درس وتدریس کا ذوق وشوق چونکہ وراثت میں ملا ہے اِس لئے ۱۹۶۵ء میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں پڑھانے کا آغاز کیا جو یقیناً آپ کی دورانِ تعلیم استعداد وقابلیت کی عکاسی اور اساتذہ کی نگاہوں میں بلند اور اہم مقام کو نمایاں کرتا ہے۔ چھ ماہ تک جامعہ انوار العلوم میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے بعد درجہء تخصص فی التفسیر والحدیث کے لئے حضرتِ غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ (سابق شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور) کے ساتھ جامعہ اسلامیہ بہاولپور چلے گئے اور مقصد حاصل کیا۔ جامعہ اسلامیہ بہاولپور سے تخصص کرنے کے بعد چھ سال تک جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان میں بطورِ استاذ فرائض انجام دیئے پھر جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز ہوئے اور متواتر ۲۲ سال تک نہایت جانفشانی اور عرق ریزی سے تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے خصوصاً یہاں آپ نے تدریس کا خوب جادو جگایا اور ایسے تلامذہ تیار کئے جو اِس وقت ملک کے متعدد سرکاری اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ (جن کا ذکر آئندہ سطروں میں آرہا ہے) پھر دو سال تک جامعہ غوثیہ دار القرآن جامع مسجد درس والی اندروں دولت گیٹ ملتان میں پڑھاتے رہے اور اَب عرصہ چار سال سے دار العلوم غوثیہ مہریہ چوک شاہ عباس ملتان میں مہتمم اور صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمتِ دینِ مصطفٰی کا بیڑہ اُٹھایا ہوا ہے اور یہ ادارہ ''دار العلوم غوثیہ مہریہ'' آپ ہی کی کاوشوں سے ۲۰۰۱ء کو معرض وجود میں آیا اور نہایت قلیل عرصہ میں قابل ذکر ترقی کی اِس وقت سو (۱۰۰) سے زائد طلبہ، شعبہ درسِ نظامی اور تحفیظ القرآن کے ساتھ یہ ادارہ اہلسنت کے اہم اداروں میں شمار ہونے لگا ہے۔

روحانی نسبت-----آپ کو روحانی نسبت قدوۃ السالکین، عمدۃ الواصلین حضرت پیر سیّد امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مہر آباد شریف ضلع لودھراں) سے حاصل ہے۔ اِس سعادت کا باعث ایک تو خاندان کے بزرگوں کی حضرت سے عقیدت اور دوسرے حضرت کا زہد وورع تھا چنانچہ آپ سے متاثر ہو کر ۱۹۶۰ء میں ہی بیعت کا شرف حاصل کر لیا۔

تلامذہ-----یوں تو آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے مگر یہاں آپ کے چند اہم تلامذہ اور فیض یافتہ حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ پتہ چلے کہ آپ کا علمی فیضان کہاں کہاں تک پہنچا ہے اور وہ حضرات مہتمم، ناظم، مدرس، مفتی اور خطیب جیسے کن کن اعلیٰ مناصب پر فائز ہیں۔ ☆ حضرت علاّمہ مولانا ظہور احمد صاحب نظامی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ ہدایت القرآن ملتان ☆ حضرت علامہ مولانا غلام حسین صاحب رضوی دار العلوم غوثیہ رضویہ کلور کوٹ بھکر ☆ حضرت مولانا محمد ابراھیم صاحب رضوی مہتمم مظہر العلوم ملتان ☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب لیکچرار بین الاقوامی اِسلامی یونیورسٹی اسلام آباد ☆ حضرت مولانا خواجہ عبدالحیٔ صاحب سجادہ نشین سندیلہ شریف ☆ حضرت مولانا سیّد عتیق الرحمن سول جج بلوچستان ☆ علامہ رحمت اللہ لیکچرار گورنمنٹ کالج مظفر گڑھ ☆ علامہ مولانا سیّد حسین احمد مدنی چوک منڈا ☆ مولانا سیّد احمد کمال مدرس فیض العلوم فقیر والی ہارون آباد ☆ مولانا مفتی محمد اقبال چشتی صاحب (ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان پنجاب) لاہور ☆ حضرت مولانا قاری احمد یار صاحب سعیدی مہتمم مدرسہ سعیدیہ کاظمیہ فیض العلوم ملتان ☆ حضرت مولانا محمد شفیع چشتی صاحب مدرس جامعہ خیر المعاد ملتان ☆ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سلیمانی مدرس مدرسہ فخریہ ڈیرہ غازی خاں ☆ حضرت مولانا فیض احمد فیضی صاحب ٹبہ سلطان پور ☆ مولانا قاضی قاری عطاء اللہ مہروی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ ضیاء الاسلام جامع مسجد غوثیہ گلبرگ کالونی ملتان ☆ حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب ☆ حضرت مولانا عطا محمد صاحب ☆ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ☆ حضرت مولانا محمد کلیم صاحب ☆ قاری محمد رمضان صاحب ☆ قاری خدا بخش صاحب مدرسین مدرسہ ہدایت القرآن ملتان ☆ مولانا محمد رفیق صاحب مدرس مدرسہ فیضان رسول ملتان ☆ مولانا حافظ رب نواز سعیدی صاحب مہتمم وصدر مدرس جامعہ سعیدیہ حسان بن ثابت قاسم پور کالونی ملتان ☆ مولانا محمد ہاشم صاحب نقشبندی ☆ مولانا حبیب الرحمن صاحب عاصی مدرس دار العلوم غوثیہ مہریہ ملتان ☆ مولانا غلام مصطفی قادری صاحب ☆

مولانا محمد اسماعیل صاحب فیضی مدرسین دارالعلوم غوثیہ مہریہ ملتان ☆ مولانا بشیر احمد صاحب اویسی خطیب مسجد دربار حضرت خواجہ اویس ملتان ☆ مولانا قاری فقیر احمد صاحب لاہور ☆ قاری محمد رمضان صاحب ایم،اے خطیب پاکستان آرمی ☆ مولانا فیاض احمد صاحب خطیب پاکستان آرمی ☆ مولانا عبد الرسول صاحب ☆ مولانا عبدالرزاق صاحب مدرسین مدرسہ سراج الاسلام لودھراں ☆ مولانا محمد اکرم سعیدی صاحب مدرس مدرسہ رحمت العلوم ملتان ☆ مولانا قاری الطاف حسین صاحب مدرس مدرسہ فیض القرآن لکڑ منڈی ملتان اور ☆ مولانا گل حسن صاحب۔ ٹبہ سلطان پور (عربی ٹیچر)

اِن کے علاوہ بھی آپ کے تلامذہ کی ایک بڑی تعداد ہے جو علمی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ذوقِ تصنیف------ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تدریس کے ساتھ ساتھ ذوقِ تصنیف وتالیف سے بھی خوب نوازا ہے حالانکہ جو شخص تدریس کی بھاری ذمہ داریاں نبھارہا ہو اُس کیلئے تصنیف وتالیف کیلئے وقت نکالنا آسان کام نہیں ہوتا مگر حضرت علامہ نذیر احمد مہروی صاحب تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کیلئے وقت نکال لیتے ہیں چنانچہ آپ مختلف موضوعات پر کتب، رسائل، فتاوٰی اور مقالات سپر دِ قلم کر کے عوام وخواص سے دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ آپ کی تحریری خدمات اور قلمی کاوشوں میں تازہ ترین وقایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو ہے۔ تحفہ سعیدیہ (مع تحفہ رسولیہ) اردو شرح علم الصیغہ، حاشیہ میزان الصرف مطبوعہ ہیں اول الذکر کا پانچواں ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اور شرح صرف میر تکمیل کے مراحل میں ہے جبکہ کافیہ، شرح ملا جامی جیسی اہم فنی کتب کی شرح وتسہیل مستقبل کے عزائم میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تصدق اِن خوابوں کو جلد شرمندۂ تعبیر فرمائے، آمین بجاہِ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (13-09-2009)

خادم العلم والعلماء

حافظ عبد العزیز سعیدی

مدرس جامعہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ..

تمام تعریفیں ....

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم الحمد للّٰہ الذی صَرَّفَ قُلوبَنا نَحْوَ الخَیْرَاتِ وَخَفَّفَ اَثْقَالَنَا بِعَفْوِ السَّیِّئَاتِ وَمَیَّزَنَا مِن بَیْنِ سَائِرِ الاُمَمِ بتضاعُفِ الحسَنَاتِ والصلوٰۃ والسلامُ علی مَن اُوتِیَ مَفَاتِیْحَ خزائِنِ الارضِ والسَّمَاوَاتِ وَعَلٰی آلہٖ واصحابِہٖ اکملُ الصلواتِ واَفضلُ التسلیماتِ.

قولہ الحمد للہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے کلام اللہ کی اقتداء اور حدیث "کل امر ذی بال لم یبدأ بحمد اللہ فھو اقطع واجزم" کی اتباع اور سلف صالحین کی موافقت کے پیش نظر اپنی کتاب کو تسمیہ کے بعد حمد باری تعالیٰ سے شروع فرمایا۔

(فائدہ) جملہ الحمد للہ اصل میں جملہ فعلیہ (حمدت اللہ حمداً) تھا، چونکہ مقام تعریف میں دوام وثبوت مقصود ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ دوام وثبوت پر دلالت نہیں کرتا، اس لیے جملہ فعلیہ کو اسمیہ سے بایں طریق تبدیل کیا کہ فعل کو مع فاعل کے حذف کیا اور مصدر مرفوع کو اس کے قائم مقام کرکے محلیٰ بلام کر دیا۔

سوال:۔ الحمد للہ جملہ اسمیہ ہے جس کی خبر ظرف حکمی ہے اور جس طرح کہ وہ جملہ اسمیہ کہ جس کی خبر صریح جملہ فعلیہ ہو تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے جیسے زید قَامَ، ایسے ہی وہ جملہ اسمیہ جس کی خبر ظرف ہو تجدد وحدوث پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ وہ ظرف مقدر بفعل ہوتا ہے، پس ثابت ہوا کہ جملہ الحمد للہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتا ہے نہ کہ دوام واستمرار پر۔

جواب:۔ ایسا جملہ اسمیہ کہ جس کی خبر ظرف ہو، اس وقت تجدد پر دلالت کرتا ہے جس وقت وہاں کوئی قرینۂ دوام موجود نہ ہو اور اس جگہ جملہ فعلیہ سے عدول الی الاسمیۃ قرینۂ دوام موجود ہے، لہٰذا الحمد للہ دوام واستمرار کیلئے ہے۔

سوال:۔ حمد وصف پر دلالت کرتا ہے اور لفظ اللہ ذات پر اور ذات طبعاً مقدم ہے تو ذکراً بھی اس کو مقدم کرتے ہوئے مصنف علیہ الرحمۃ کو للہ الحمد فرمانا چاہیے تھا؟

جواب:۔ یہاں تقدیم حمد اہتمام مقام کی وجہ سے ہے کہ یہ مقام مقامِ حمد ہے جس طرح کہ آیت کریمہ ﴿اقرأ باسم ربک﴾ میں اہتمام ذاتی تو اس بات کا مقتضی تھا کہ قرأت بعد میں ہو لیکن مقام مقامِ قرأت ہے اس لیے قرأت کو مقدم کیا گیا۔

فائدہ:۔ حمد کے لغوی معنی ہیں ستودن (تعریف کرنا) اور اصطلاح میں ممدوح کی اختیاری خوبیوں کو زبان سے بیان کرنا خواہ نعمت کے مقابل ہوں یا غیر نعمت کے، حمد ہے۔

سوال:۔ حمد کی مذکورہ بالا تعریف سے اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات کی حمد کرنا اور جمادات ونباتات کا اللہ کی حمد کرنا خارج ہو گیا کیونکہ یہ حمد زبان سے نہیں۔

جواب:۔ جس حمد کی تعریف اوپر بیان کی گئی ہے وہ مطلق حمد نہیں بلکہ حمد انسان مراد ہے یا زبان سے مراد مطلق مبدأ تعبیر ہے۔

لِلّٰهِ الَّذِیْ بِیَدِهٖ تَصْرِیْفُ الْاَحْوَالِ وَتَخْفِیْفُ الْاَثْقَالِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ....

اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں وہ کہ جس کے قبضۂ قدرت میں حالتوں کا پھیرنا ہے اور بوجھوں کا ہلکا کرنا ہے اور درود وسلام.......................

قولہ للہ:۔ لفظ اللہ ایسی ذات کا علم ہے جو واجب الوجود اور تمام تعریفوں کی مستحق ہے۔ لفظ اللہ میں کئی اعتبار سے اختلاف ہے کہ عربی ہے یا غیر عربی، جامد ہے یا مشتق، ماخذ اشتقاق کیا ہے، علم ذاتی ہے یا علم صفتی؟ صحیح قول یہ ہے کہ یہ لفظ عربی ہے اور علم ذاتی ہے مشتق نہیں؛ کیونکہ اس اسم کو موصوف قرار دے کر دیگر اسماء صفاتی کو اس کی صفت میں ذکر کرتے ہیں اگر یہ مشتق ہوتا اسم صفت ہوگا جو کہ موصوف نہیں ہوسکتا۔

فائدہ:۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ لفظ اللہ مرکب ہے یا مفرد؟ آپ نے جواب دیا کہ مشہور تو یہ ہے کہ اسم جلالت الف لام تعریف اور الٰہ سے مرکب ہے، ہمزہ کی حرکت لام کو دے کر اس کو حذف کیا، پھر لام کی حرکت حذف کر کے اس کو لام میں ادغام کیا تو اللہ ہوگیا۔ مگر مجھے دوسرا قول پسند ہے کہ لفظ اللہ مرکب نہیں بلکہ بہیت کذائیہ ذات باری تعالیٰ کا علم ہے، کہ جس طرح اس کی ذات غیر مرکب ہے اسی طرح اس کا نام بھی غیر مرکب ہونا چاہیے، اور اس کا مؤید لفظ اللہ کا طرز استعمال بھی ہے کہ وقت ندا اس کا الف لام نہیں گرتا، جیسے یا اللہ۔

قولہ تصریف الاحوال:۔ اس میں صنعتِ براعتِ استہلال کی رعایت ہے جو کہ کلام کے ابتداء کی ایک نہایت حسین نوع ہے یعنی آغازِ کلام میں ایسی چیز ذکر کرنا جس سے آئندہ کلام کی غرض معلوم ہو جائے اور مقصود کی طرف اشارہ ہو جائے، مصنف علیہ الرحمۃ نے لفظِ تصریف سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ کتاب علم صرف کی ہے۔

فائدہ:۔ تصریف باب تفعیل کا مصدر ہے جو کہ برائے مبالغہ وتکثیر صرف سے ماخوذ ہے جس کے لغوی معنی تغییر کے ہیں، یعنی چیز کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پھیرنا اور اصطلاح میں اصل واحد کو مختلف ابنیہ وصیغ کی طرف معانی مقصودہ حاصل کرنے کیلئے پھیرنے کا نام **تصریف** ہے۔ علماء بصرہ کے نزدیک اصل واحد سے مراد مصدر اور علماء کوفہ کے نزدیک فعل ماضی ہے تو مصدر سے ماضی، مضارع وغیرہ بنانا یا ماضی سے مضارع وغیرہ بنانا مختلف معانی حاصل کرنے کیلئے اصطلاح میں اس کو **تصریف** کہتے ہیں۔ یہاں لغوی معنی مراد ہیں یعنی پھیرنا۔

قولہ والصلوٰۃ:۔ صلوٰۃ کا اصل صَلَوَۃ (بفتح حروف ثلثہ) تھا واؤ الف ہوگیا صلوٰۃ ہوا، صلوٰۃ جب اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو مراد رحمت کا نزول ہوتا ہے، ملائکہ کی طرف منسوب ہو تو استغفار اور مؤمنین کی طرف منسوب ہو تو دعا اور حیوانات کی طرف منسوب ہو تو مراد تسبیح ہوتی ہے۔

شریعت میں ارکان مخصوصہ کا نام صلوٰۃ ہے اور اس جگہ مراد اول معنی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

قولہ والسلام:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے صلوٰۃ وسلام کو جمع فرما کر قرآن کریم کی اتباع کی کیونکہ باری تعالیٰ نے صلوٰۃ وسلام دونوں کا حکم فرمایا ہے، نیز امام نووی نے بعض علماء سے صلوٰۃ وسلام کے افراد کی کراہت نقل کی ہے جس کے پیش نظر مصنف علیہ

عَلٰی سَیِّدِ الْھَادِیْنَ اِلٰی مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ وَعَلٰی اٰلِہٖ ....

نازل ہو اچھے کاموں کی طرف رہنمائی کرنے والوں کے سردار پر اور ان کی آل پر..

الرحمۃ نے دونوں کو جمع کیا ہے۔

سوال:۔ لفظ صلوٰۃ کے بعد کلمہ علی کا استعمال مناسب نہیں کہ علی معنی مضرت پر دلالت کرتا ہے۔

جواب:۔ علی مضرت کیلئے اس وقت ہوتا ہے جب لفظ دعا کا صلہ ہو۔

قولہ سید الھادین:۔ سید بمعنی سردار اصل میں سَیْوِدٌ تھا واؤ کو یاء کیا اور اول یاء کو ثانی میں ادغام کیا تو سیّد ہوا، لفظ سید کا استعمال خدا تعالٰی کیلئے خاص ہے یا نہیں؟ اس میں تین قول ہیں: (۱) اس کا اطلاق خدا تعالٰی پر نہیں کیا جاسکتا۔ (۲) اس کا اطلاق اللہ تعالٰی پر ہی کیا جاسکتا ہے نہ غیر پر؛ کیونکہ حضرات صحابہ کرام نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا سید کہہ کر پکارا تو آپ نے فرمایا: "السید ھو اللہ" (۳) سب پر اطلاق کیا جاسکتا ہے۔ یہی صحیح ہے اور قرآن وحدیث اس پر شاہد ہے، اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: "وسیدا وحصورا" "والفیا سیدھا لد الباب" اور حدیث میں ہے: "انا سید ولد آدم" "قوموا الی سیدکم"۔

قولہ الھادین:۔ ہدایت سے بمعنی رہنمائی ہے، سید الہادین سے مراد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم شریف کو ترک کر کے اسلوب مشہور سے عدول کیوں کیا ہے؟

جواب:۔ تعظیماً سرکار علیہ السلام کا اسم شریف ذکر نہیں فرمایا، یا غرابت اسلوب کے پیش نظر کہ اس کی طرف طبائع کی رغبت زیادہ ہوتی ہے، سید الھادین حدیث "أنا سید ولد آدم" کی طرف تلمیح ہے۔

قولہ محاسن الافعال:۔ محاسن حسن کی جمع خلاف قیاس ہے، بمعنی خوبیاں، اس میں تلمیح ہے، حدیث (بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال) کی طرف، یعنی صلوٰۃ وسلام نازل ہو اچھے کاموں کی طرف رہبری کرنے والوں کے سردار پر، نیز لفظ افعال میں براعت استہلال کی رعایت ہے۔

قولہ وعلی آلہ:۔ لفظ آل اسم جمع ہے اصل میں اھل تھا بدلیل اھیل کے "لان التصغیر یرد الاشیاء الی اصولھا"، پس ھا ہمزہ سے تبدیل ہوگئی اور ہمزہ موافق قیاس کے الف سے تبدیل ہوا تو آل بنا یہ سیبویہ کا مذہب ہے اور یہی مشہور ومختار عند البصریین ہے۔ کسائی کے نزدیک اس کا اصل اول تھا کیونکہ تصغیر اویل آئی ہے پس واؤ کو الف سے تبدیل کیا تو آل بنا۔ کسائی کہتا ہے کہ میں نے ایک اعرابی سے سنا جو کہ کہتا تھا آل و اویل اھل و اھیل یعنی کسائی کے نزدیک آل اور اھل ایک لفظ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل اَءَ لٌ تھا ہمزہ دوم الف ہوگیا۔

فائدہ:۔ آل میں چند مذہب ہیں: ۱۔ آل بمعنی اتباع ہے یہ جابر بن عبد اللہ اور سفیان ثوری کا مذہب ہے، اسی کو بعض اصحاب شافعی نے اختیار کیا اور نووی وازھری کے نزدیک یہی پسندیدہ ہے۔

۲۔ آل سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں یہ امام شافعی کا قول ہے اور امام احمد سے بھی یہی مروی ہے۔

وَصَحْبِهِ الْمُضَارِعِيْنَ لَهٗ فِي الصِّفَاتِ وَالْاَعْمَالِ اَمَّا بَعْدُ: میگوید بندۂ نیازمند بارگاہِ رب صمد........

اور آپ کے اصحاب پر جو آپ کی مشابہت پسند کرنے والے ہیں صفات واعمال میں بہر حال حمد وصلوٰۃ کے بعد! اللہ بے نیاز کی بارگاہ کا نیاز مند بندہ...

۳۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ آل فقط بنو ہاشم ہیں اسی کو بعض مالکیہ نے پسند کیا۔

۴۔ آل سے مراد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج وذریت وداماد ہیں۔

فائدہ:۔ آل کو ماقبل پر معطوف کرنے کیلئے کلمہ علی کا اعادہ فرمایا کیونکہ اہل سنت نے نبی اور آل کے درمیان کلمہ علی کے ایراد کا التزام فرمایا ہے اس میں مذہب شیعہ کا رد ہے جو کہ ایراد علی کو جائز نہیں سمجھتے اور اس سلسلہ میں حدیث نقل کرتے ہیں: "من فصل بینی وبین آلی بعلی لم ینل شفاعتی" اور معنی یہ کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص میرے اور میری آل کے درمیان لفظ علی سے فصل کرے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔ اوّل تو یہ حدیث موضوع ہے اگر صحیح مان بھی لی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ جو میرے اور میری آل کے درمیان حضرت علی سے فصل کرے گا اور ان کو نہ مانے گا وہ شفاعت سے محروم رہے گا۔

فائدہ:۔ لفظ آل گو اپنے اصل کے اعتبار سے عام ہے مگر استعمال کے اعتبار سے اس میں دو تخصیصیں پیدا ہو گئیں:

۱۔ اس کی اضافت غیر عاقل کی طرف نہیں ہوتی۔ یعنی آل اسلام اور آل مصر نہیں کہتے بلکہ اھل اسلام اور اھل مصر کہتے ہیں۔

۲۔ عاقل کی جانب بھی اس کی اضافت اس وقت ہوتی ہے جب اس کیلئے شرافت دینی اور دنیوی ہو جیسے آل نبی یا صرف دنیوی جیسے آل فرعون۔

قولہ وصحبہ:۔ صحب کے لغوی معنی ہمراہ کے ہیں۔ یہ صاحب کی اسم جمع ہے اس کی جمع اصحاب آتی ہے جیسے نھر کی جمع انھار آتی ہے۔ صحابی باتفاق محدثین ہر وہ شخص ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بحالتِ اسلام دیکھا ہو اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ آل کے پہلے معنی کے اعتبار سے آل کے بعد اصحاب کا ذکر تخصیص بعد التعمیم ہے اور اس میں نکتہ صحابہ کا اہتمام شان ہے۔ صحب خاص کا عام پر عطف کر کے صحابہ کرام کے شرف وفضل پر تنبیہ فرمائی۔

صحابی اس مقدس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور ایمان پر وفات پائی ہو۔

قولہ المضارعین:۔ یہ مضارع کی جمع ہے بمعنی مشابہ مضارعت سے مشتق ہے جو ضرع (بمعنی شیر نوشیدن از یک پستان) سے ماخوذ ہے۔ مضارعین میں بھی براعت استہلال کی رعایت ہے۔

قولہ اما بعد:۔ لفظ اما اصل میں مھما تھا ھاء کو ہمزہ سے تبدیل کیا پھر قلب مکانی کر کے میم کو میم میں مدغم کر دیا پس امّا ہو گیا۔ یہ لفظ شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے اس لیے اس کے جواب میں اکثر فاء لایا جاتا ہے بعد کا لفظ مبنی بر ضمہ ہوتا ہے اگر اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو ورنہ معرب اس جگہ مبنی ہے۔ ای بعد الحمد والصلوۃ۔

فائدہ:۔ سب سے پہلے لفظ "امّا بعد" کس نے استعمال کیا؟ اس میں اختلاف ہے۔ قول اول: اسماعیل بن غنیم جوہری کہتے ہیں کہ

المعتصم بذیل سید الانبیاء محمد عنایت احمد غفرلہ الاحد کہ ایں رسالہ ایست در علم صرف کہ بپاس خاطر شفیق محسن مجمع محاسن حافظ وزیر علی صاحب بجزیرۂ انڈمین بمعرض تحریر در آمد ورود حقیر دران جزیرہ از نیرنگ تقدیر بودہ وکتابے از ہیچ علم نزد خود نداشت ایں رسالہ را بوضعی نگاشت کہ بجائے میزان ومنشعب وپنج گنج وزبدہ وصرف میر بکار آید وبر فوائد دیگر ہم مشتمل باشد نَفَعَ اللّٰہُ بِہِ الطَّالِبِیْنَ وَرَزَقَھُمْ وَاِیَّایَ اِتِّبَاعَ سُنَّۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

جو کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مبارک کو مضبوط تھامے ہوئے ہے وہ عاجز بندہ عنایت احمد ہے اللہ واحد اس کی مغفرت فرماوے کہتا ہے کہ یہ ایک رسالہ ہے علم صرف میں جو مشفق محسن خوبیوں کے جامع حافظ وزیر علی کی دلجوئی کیلئے جزیرۂ انڈمین (کالا پانی) میں تحریر میں آیا۔ اور گردش تقدیر سے اس ناچیز کا وروداس جزیرہ میں ہوا تھا۔ اور کسی علم کی کوئی کتاب اپنے پاس نہیں رکھتا تھا۔ یہ رسالہ ایسے انداز میں لکھا کہ بجائے میزان ومنشعب اور پنج گنج اور زبدہ وصرف میر کے کام آئے اور دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ساتھ طالب علموں کو نفع دے اور انہیں اور مجھ کو نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی سعادت بخشے۔

"اول من نطق بھا آدم علیہ السلام" یعنی سب سے پہلے یہ لفظ حضرت آدم علیہ السلام نے بولا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء سکھائے تھے ان میں سے "امّا بعد" بھی تھا، پھر آدم علیہ السلام کو اسماء بتانے کا حکم ہوا تو آپ نے لفظ "امّا بعد" بھی بولا۔

قول دوم:۔ سب سے پہلے یہ لفظ حضرت داؤد علیہ السلام نے بولا اور آپ جو فصل خطاب دیے گئے وہ یہی کلمہ تھا۔

قول سوم:۔ یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ آیا تو انہوں نے کہا: "امّا بعد فانا اھل بیت مؤکل بالبلاء" اسی طرح کعب بن لؤی، یعرب بن قحطان، سحبان بن وائل کے متعلق بھی آیا ہے کہ پہلے ان میں کس نے بولا۔ اور اگر آدم علیہ السلام میں اولیت حقیقیہ اور باقی میں اولیت اضافیہ مراد لی جائے تو یہ تعارض ختم ہوسکتا ہے۔

فائدہ:۔ مصنفین کی عادت ہے کہ وہ اپنی کتابوں کے شروع میں آٹھ چیزیں ذکر کیا کرتے ہیں جنہیں رؤس ثمانیہ کہا جاتا ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے رؤس ثمانیہ میں سے عبارت مذکورہ میں چند چیزوں کا ذکر فرمایا ہے: (۱) نام مصنف (۲) نوع علم (۳) غرض تصنیف (۴) کتاب کی منفعت۔

قولہ نفع اللہ بہ الطالبین:۔ جملہ دعائیہ ہے نفع اگرچہ فعل ماضی کا صیغہ ہے مگر اس جگہ بمعنی مضارع ہے کیونکہ دعا ان مواضع سے ایک موضع ہے جہاں ماضی مضارع کے معنی میں ہوتا ہے اور وہ مقامات حسب ذیل ہیں:

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا   عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتدا
بعد موصول و ندا و لفظ حیث کلما   در جزا و شرط و عطف ہر دو باشد در دعا

سوال:۔ جب اس جگہ ماضی بمعنی مضارع ہے تو مصنف صیغہ مضارع کیوں نہیں لائے؟

وایں رسالہ مشتمل ست بر یک مقدمہ و چہار باب و خاتمہ۔ مقدمہ در تقسیم کلمہ واقسام آں کلمہ کہ لفظ موضوع مفرد را گویند برسہ قسم ست فعل واسم وحرف۔

اور یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ اور چار ابواب اور خاتمہ پر۔ مقدمہ:۔ کلمہ کی تقسیم اور اس کے اقسام کے بیان میں۔ کلمہ جو کہ اکیلے بامعنی لفظ کو کہتے ہیں تین قسم پر ہے: فعل اور اسم اور حرف۔

جواب:۔ برائے نیک فال یعنی تاکہ ماضی باعتبار صورت کے دلالت کرے کہ یہ دعا گزشتہ زمانہ میں قبول ہو چکی ہے۔

قولہ مقدمہ:۔ یہ مقدمۃ الجیش سے ماخوذ ہے جو کہ لشکر کی اس جماعت کو کہتے ہیں جو آگے آگے چلنے والی ہو۔ اگر بفتح الدال پڑھا جائے تو قَدَّمَ فعل متعدی کا اسم مفعول ہوگا، بمعنی آگے لایا ہوا مگر الفائق میں ہے: "الفتح خلف" یعنی دال کا فتح باطل ہے۔ اگر بکسر الدال پڑھا جائے اور یہ قدم فعل متعدی کا اسم فاعل ہو تو معنی ہوگا مقدم کرنے والا؛ چونکہ یہ اپنے جاننے والے کو اس شخص پر مقدم کرتا ہے جو اس کو نہیں جانتا اس لیے اس کو مقدمہ کہتے ہیں یا پھر قدم بمعنی تقدم فعل لازم سے ہے جس نے معنی ہیں آگے ہونے والا۔

پھر جب اس لفظ کو معنی وصفی سے معنی اسمی کی طرف منتقل کیا گیا اور لشکر کی جماعت متقدمہ کیلئے اسم قرار دیا گیا تو تائے نقلت کا اضافہ کیا گیا تاکہ وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرے۔

فائدہ:۔ مقدمہ کی دو قسمیں ہیں: مقدمۃ العلم و مقدمۃ الکتاب۔ مقدمۃ العلم کا اطلاق ان معانی پر ہوتا ہے جن پر علم کا شروع کرنا علی وجہ البصیرۃ موقوف ہو، جیسے علم کی تعریف، بیان موضوع، معرفت غرض و غایت وغیرہ۔

مقدمۃ الکتاب اس مجموعہ کلام کو کہتے ہیں جو مقصود سے پہلے لایا جائے بایں معنی کہ اس مجموعہ کلام کے ساتھ مقصود کا ارتباط ہے اس جگہ مقدمہ سے مراد قسم ثانی یعنی مقدمۃ الکتاب ہے۔

سوال:۔ اسم کی فعل پر شرافت اس کی مقتضی ہے کہ اسے فعل پر مقدم کیا جائے جیسا کہ کتب نحو میں اس کا لحاظ کیا گیا ہے مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے فعل کو مقدم فرمایا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ صرفی کلمات سے بحث کرتے ہیں از جہت تصریف، چونکہ تصریف فعل میں زیادہ ہے اس لیے اس کو مقدم کیا۔

سوال:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے کلمہ کو اقسام ثلثہ میں بند کر دیا اور چوتھی قسم کیوں نہیں ذکر کی؟

جواب:۔ چوتھی قسم ہے نہیں کیونکہ کلمات جن معانی پر دلالت کرتے ہیں وہ تین حال سے خالی نہیں۔ یا ذات یا صفت یا ربط، اوّل پر اسم دال ہے، ثانی پر فعل اور ثالث پر حرف۔ صرف میر میں منظوم ہے:۔ کلمات عرب سہ قسم بود نام شاں حرف و فعل و اسم بود

فعل آنکہ دلالت کند بر معنی مستقل با یکے از ازمنۂ ثلثہ ماضی وحال واستقبال چوں ضَـرَبَ و یَضْـرِبُ واسم آنکہ دلالت کند بر معنی مستقل نہ با یکے از ازمنۂ ثلثہ چوں رَجُلٌ و ضَارِبٌ وحرف آنکہ دلالت کند بر معنی غیر مستقل کہ بے ضم کلمۂ دیگر فہمیدہ نشود چوں مِنْ و اِلٰی فعل باعتبار معنی وزمانہ بر سہ قسم است ماضی ومضارع وامر

فعل وہ کلمہ ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے تین زمانوں یعنی ماضی اور حال اور استقبال میں سے کسی ایک کے ساتھ، جیسے ضرب اور یضرب۔ اور اسم وہ کلمہ ہے جو معنی مستقل پر دلالت کرے بغیر ازمنۂ ثلاثہ کے، جیسے رجل اور ضارب۔ اور حرف وہ کلمہ ہے جو معنی غیر مستقل پر دلالت کرے کہ دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کے معنی سمجھ میں نہ آئیں، جیسے مِنْ اور اِلٰی۔ فعل معنی وزمانہ کے لحاظ سے تین قسم پر ہے، ماضی اور مضارع اور امر۔

سوال:۔ فعل کی مذکورہ بالا تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں کیونکہ نِعْمَ، بِئْسَ اور لَیْسَ افعال ہیں مگر ان میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا۔

جواب:۔ فعل کے معنی کا احد الازمنہ کے ساتھ اقتران بحسب وضع مراد ہے اور افعال مذکورہ کے مفہوم میں وضعاً زمانہ معتبر ہے، اگرچہ استعمال میں زمانہ ان سے دور ہو گیا ہے۔

سوال:۔ فعل کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں کیونکہ اس میں وہ اسماء داخل ہو گئے ہیں جن میں زمانہ معتبر ہے جیسے اسم فاعل و مفعول وغیرہ۔

جواب:۔ تعریف مانع ہے کیونکہ ان اسماء میں زمانہ از روئے استعمال پایا جاتا ہے نہ از روئے وضع پس تعریف جامع و مانع ہے۔

سوال:۔ فعل کی تعریف سے مضارع خارج ہو گیا کیونکہ اس کا معنی ایک زمانہ سے نہیں بلکہ دو سے مقترن ہوتا ہے؟

جواب 1:۔ اکثر علماء کے نزدیک مضارع زمانہ واحد کیلئے موضوع ہے اور دوسرے زمانہ میں اس کا استعمال مجازاً ہے۔

جواب 2:۔ مضارع زمانہ حال و مستقبل میں مشترک ہے اور دونوں کیلئے موضوع ہونے سے یہ مراد ہے کہ بحالت واحدہ زمانہ واحدہ کیلئے موضوع ہوتا ہے نہ کہ ہر معنی کیلئے معاً، یعنی یا بمعنی حال یا استقبال ہوتا ہے۔

جواب 3:۔ وضع برائے اثنین وضع برائے واحد کے منافی نہیں کیونکہ دو میں ایک بھی ہوتا ہے۔

سوال:۔ معنی مستقل سے مراد وہ معنی ہے جو اسم سے سمجھے جانے میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو، لہٰذا اسم کی اس تعریف سے اسماء لازمۃ الاضافۃ جیسے فوق، تحت نکل گئے کیونکہ ان کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مفہوم ہوتا ہے نہ تام۔

جواب:۔ اصل معنی ان کا مطلق فوقیت وتحتیت ہے جس کا فہم کسی خاص مضاف الیہ کے فہم پر ہرگز موقوف نہیں بلکہ مطلق مایفوق علیہ کا فہم ضروری ہے جو کہ اجمالاً ہو تو کفایت کرتا ہے۔

ماضی آنکہ دلالت کند بر وقوع معنی در زمانہ گزشتہ چوں فَعَلَ کرد آں یک مرد در زمانہ گذشتہ و مضارع آنکہ دلالت کند بر وقوع معنی در زمانہ حال یا آئندہ چوں یَفْعَلُ میکند یا خواہد کرد آں یک مرد بزمانہ حال یا آئندہ۔

ماضی وہ فعل ہے جو گذشتہ زمانہ میں معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے فعل اس ایک مرد نے زمانہ گذشتہ میں کیا۔اور مضارع وہ فعل ہے جو موجودہ یا آئندہ زمانہ میں معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے، جیسے یفعل وہ ایک مرد کرتا ہے یا کرے گا زمانہ موجودہ یا آئندہ میں۔

قولہ ماضی آنکہ دلالت کند:۔ ماضی کو مقدم کرنے کی دو وجہ ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ ماضی مضارع کیلئے اصل ہے۔دوم یہ کہ فعل ماضی میں جو زمانہ ہوتا ہے وہ پہلے ہے اور مضارع میں جو زمانہ ہے وہ بعد میں تو پہلے زمانہ پر دلالت کرنے والے کو مقدم کر دیا گیا ہے۔

سوال:۔ اِنْ ضَرَبَ میں ضَرَبَ فعل ماضی ہے مگر اس کی دلالت گذشتہ زمانہ کی بجائے مستقبل پر ہے پس ماضی کی تعریف سے یہ ماضی نکل گئی۔

جواب:۔ ماضی کی دلالت گذشتہ زمانہ پر وضعی ہوتی ہے اور مثال مذکور میں ماضی کی مستقبل پر دلالت وضعی نہیں بلکہ عارضی بوجہ حرف اِنْ کے ہے یعنی اِنْ شرطیہ نے ماضی کو مستقبل کے معنی میں کر دیا ہے یعنی واضع نے ماضی کو گذشتہ زمانہ پر دلالت کرنے کیلئے بنایا ہے۔

سوال:۔ ماضی کی مذکورہ بالا تعریف لم یضرب میں واقع مضارع پر صادق آتی ہے کہ یہ بھی معنی کے زمانہ گذشتہ میں واقع ہونے پر دال ہے؟

جواب:۔ اس مثال میں مضارع کی دلالت گذشتہ زمانہ پر وضعی نہیں بلکہ عارضی ہے بوجہ جازم کے۔پس اگر لم جازمہ ہٹا دیا جائے تو یضرب مستقبل پر دلالت کرے گا۔

قولہ مضارع آنکہ دلالت کند:۔ مضارع، مضارعت سے ماخوذ ہے بمعنی مشابہ چونکہ مضارع عدد حرکات و سکنات و عدد حروف اور نکرہ کی صفت واقع ہونے میں اسم فاعل کے مشابہ ہے اس لیے یہ مضارع کے نام سے موسوم ہوا۔

فائدہ:۔ صاحب صرف بہائی نے کہا ہے کہ "مضارع زمانہ آئندہ را گویند" یہ مضارع کا نہ تو لغوی معنی ہے اور نہ اصطلاحی معنی؛ چونکہ بعض اہل صرف کے نزدیک مضارع آئندہ زمانہ کیلئے موضوع ہے تو فاضل مصنف نے مسامحۃً یہ لکھ دیا کہ مضارع زمانہ آئندہ کو کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ مضارع کی وضع میں تین قول ہیں:

(۱) مضارع حال و استقبال میں مشترک ہے، یہ مذہب جمہور کا ہے اور اسی کو زمخشری نے اختیار کیا ہے۔دلیل اول یہ کہ مضارع کا حال و استقبال پر اطلاق معانی متعددہ پر لفظ مشترک کے اطلاق کی مثل ہے، جیسے کہ لفظ مشترک کا کوئی ایک معنی قرینہ سے متعین کیا جاتا ہے، ایسے ہی مضارع میں حال و استقبال میں سے کسی ایک کا تعین سین، سوف اور لام کے قرینہ سے کیا جائے گا۔

وامرآنکہ دلالت کند برطلب کارے از فاعل مخاطب بزمان آیندہ چوں اِفْعَلْ بکن تو یک مرد بزمانہ آیندہ۔

اورامروہ ہے جوزمانہ آئندہ میں فاعل حاضر سے کسی کام کی طلب پردلالت کرے، جیسے اِفْعَلْ کرتوایک مردزمانہ آئندہ میں۔

دوم اس لیے کہ فقط بمعنی حال حقیقت ہوتولازم آئے گا کہ یَفْعَلُ الآن مفید تکرار اور یَفْعَلُ غداً مفید تناقض ہو اور اگر فقط بمعنی استقبال حقیقت ہوتو اس کا عکس لازم آئے گا۔ سوم اس لیے کہ جب زمانہ ماضی کیلئے ایک لفظ موضوع ہے تو زمانہ حال و استقبال کیلئے بھی ہونا چاہیے، خواہ مشترک کیوں نہ ہو۔

(۲) مضارع استقبال میں حقیقت اور حال میں مجاز ہے یہ زجاج وغیرہ کا مذہب ہے، یہ کہتے ہیں کہ زمانہ حال کے وجود میں کمال خفاء ہے۔ اسی لیے حکماء نے اس کے وجود کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو حصہ گزر گیا وہ ماضی ہے اور جو باقی ہے وہ مستقبل ہے اور حال حد مشترک اور امر اعتباری ہے فی نفسہ اس کا وجود نہیں۔

(۳) مضارع حال میں حقیقت ہے اور استقبال میں مجاز، بہت سے محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے، دلیل یہ ہے کہ جب مضارع قرائن سے خالی ہوتو حال کا معنی متبادر ہوتا ہے جو کہ اس کے حقیقت ہونے پر روشن دلیل ہے بخلاف استقبال کے کہ وہ محتاج قرینہ ہوتا ہے۔

قولہ امر آنکہ دلالت کند:۔ امر کا لغوی معنی ہے فرمودن اور اصطلاح میں امر وہ فعل ہے جو فاعل مخاطب سے کسی کام کی طلب پر دلالت کرے آئندہ زمانہ میں:۔ امر کیا ہے چاہنا اک کام کا منع کرنا نہی ہے اے باصفا

سوال:۔ امر کی تعریف مانع نہیں کیونکہ اس میں اسماء افعال داخل ہوگئے جیسے صَہٍ (ای اسکت سکوتاما) کہ یہ بھی فاعل حاضر سے کام کی طلب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس کو بھی امر کہنا چاہیے۔

جواب:۔ صیغہ امر باعتبار وضع کے معنی مذکور پر دلالت کرتا ہے مگر صَہٍ کہ یہ اسکت فعل کیلئے موضوع ہے اور وہ فعل طلب پر دلالت کرتا ہے نہ کہ صَہٍ۔

فائدہ:۔ اہل عربیۃ کے نزدیک امر عام ہے خواہ آمر مامور سے اعلیٰ ہو یا رتبہ میں مساوی ہو یا ادنیٰ سب کو امر شامل ہے مگر منطقیوں کے نزدیک آمر مامور سے اعلیٰ ہوتو یہ امر ہے، مساوی ہوتو التماس ہے اور ادنیٰ ہوتو دعا ہے۔

فائدہ:۔ فعل امر میں انشاء کے اعتبار سے زمانہ حال ہوتا ہے۔ دمامینی کہتا ہے: "**کل انشاء له زمن حال من حیث کونه انشاء**" یعنی ہر انشاء میں زمانہ حال ہوتا ہے، اور بلحاظ اس کام کے جس کے کرنے کا حکم کیا جاتا ہے اس میں زمانہ مستقبل ہوتا ہے اور امر کا فعل ہونا بھی اسی اعتبار ثانی کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمۃ نے بزمان آئندہ فرمایا ہے۔

ماضی ومضارع اگر نسبت فعل دراں بفاعل یعنی کنندۂ کار باشد معروف باشد چوں ضَرَبَ زدآں یک مرد ویَضْرِبُ می زند یا خواہد زدآں یک مرد، واگر بمفعول باشد یعنی آنکہ کار بروواقع شدہ باشد، مجہول بود چوں ضُرِبَ زدہ شدآں یک مرد ویُضْرَبُ زدہ میشود یا زدہ خواہد شدآں یک مرد۔ وامر مذکور نمی باشد مگر معروف۔

ماضی اور مضارع اگر ان میں فعل کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہوتو معروف ہوں گے، جیسے ضرب اس ایک مرد نے مارا اور یضرب وہ ایک مرد مارتا ہے یا مارے گا۔ اور اگر مفعول کی طرف ہو یعنی جس پر فعل واقع ہوا ہے تو وہ مجہول ہوں گے، جیسے ضُرب وہ ایک مرد مارا گیا اور یُضرب وہ ایک مرد مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔ اور امر مذکور نہیں ہوتا مگر معروف۔

قولہ ماضی و مضارع:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے معروف اور مجہول کی طرف صرف ماضی اور مضارع کی تقسیم فرمائی ہے اس لیے کہ ان کے نزدیک امر منحصر ہے حاضر معروف میں اور باقی رہا امر حاضر مجہول یا غائب مطلقاً تو وہ ان کے نزدیک مضارع میں داخل ہیں یعنی مصنف علیہ الرحمۃ ان کو مضارع مجزوم بلام امر کہتے ہیں کیونکہ ان تمام میں فاعل حاضر سے کسی کام کی طلب مقصود نہیں ہوتی؛ اسی لیے بعد میں صراحت فرمادی ہے کہ امر صرف معروف ہوتا ہے۔

سوال:۔ فاعل کا ذکر کرنا اصل اور حذف کرنا خلاف اصل ہے پس فاعل کو ذکر نہ کرنا اور مفعول کی طرف فعل کو منسوب کرنا اس میں کیا نکتہ ہے؟

جواب:۔ وجوہات ذیل میں سے کسی ایک وجہ کے پیشِ نظر فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول رکھا جاتا ہے اور فعل کی نسبت اس کی طرف کر دی جاتی ہے۔

(۱) جب مفعول حقیر ہو تو فاعل کی تعظیم کے پیشِ نظر اس کو حذف کیا جاتا ہے جیسے ضُرِبَ اللصُّ (چور مارا گیا)۔ (۲) حذفِ فاعل بوجہ تحقیر فاعل ہوتا ہے جب کہ مفعول عظیم المرتبت ہو جیسے طُعِنَ الاَمِیْرُ (امیر نیزہ مارا گیا)۔ یہ اس وقت ہے جب کہ نیزہ مارنے والا حقیر ہو۔ (۳) جب فاعل مخاطب کو معلوم ہو تو حذف کیا جاتا ہے تا کہ اس کا ذکر عبث نہ ہو۔ (۴) متکلم مفعول ہی کو جانتا ہو۔ (۵) فاعل پر خوف کرتے ہوئے مبہم رکھنا جیسے قُتِلَ زَیْدٌ (زید قتل کیا گیا) حالانکہ مخبر قاتل کو جانتا ہے مگر سامع پر مخفی رکھتا ہے۔ (۶) فاعل سے خوف کے پیشِ نظر جیسے قُتِلَ زَیْدٌ جبکہ قاتل کا علم ہو مگر اس کے خوف سے سامع پر مخفی رکھنا مقصود ہو ان کے علاوہ کبھی دیگر اغراض بھی ہوتی ہیں جنکی وجہ سے خلاف اصل کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

قولہ وامر مذکور نمی باشد:۔ یعنی امر صرف معروف ہی ہوتا ہے؛ کیونکہ امر کی تعریف یعنی ''طلب کارے از فاعل مخاطب'' صرف امر حاضر پر ہی صادق آتی ہے کیونکہ غائب معلوم میں فاعل غائب سے طلب ہوتی ہے نہ فاعل مخاطب سے اور غائب ومخاطب مجہول میں مفعول سے طلب ہوتی ہے، لہٰذا مصنف کے نزدیک امر حاضر کے علاوہ تمام مضارع مجزوم بلام ہیں۔

ماضی ومضارع، معروف ومجہول اگر دلالت بر ثبوت کارے کند اثبات باشد، چوں نَصَرَ و یَنْصُرُ واگر بر نفی دلالت کند نفی باشد، چوں مَا ضَرَبَ و لَا یَضْرِبُ۔ وفعل باعتبار تعداد حرف اصلی بر دو قسم است................

ماضی اور مضارع معروف اور مجہول اگر کسی کام کے ثابت ہونے پر دلالت کریں تو اثبات ہوں گے جیسے نصر اور ینصر۔ اور اگر نفی پر دلالت کریں تو منفی ہونگے، جیسے ماضرب اور لایضرب۔ اور فعل حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے دو قسم پر ہے،....................

قولہ معروف ومجہول:۔ معروف کو معلوم الفاعل اور مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ بھی کہتے ہیں، لغت میں معروف کے معنی ہیں شناختہ شدہ چونکہ اس فعل کا فاعل معلوم ہوتا ہے اس لیے اس فعل کو فعل معروف کہتے ہیں اور مجہول کے معنی ہیں ناشناختہ شدہ یعنی نامعلوم؛ اس لیے اس کو فعل مجہول کہتے ہیں۔

قولہ اثبات باشد:۔ سوال :۔ اثبات باب افعال کا مصدر ہے بمعنی ثابت کرنا اسی طرح نفی بھی مصدر مجرد ہے از باب ضَرَبَ جس کے معنی ہیں دور کرنا اس معنی مصدری کے لحاظ سے فعل کو اثبات یا نفی کہنا درست نہیں۔

جواب:۔ یہاں پر اثبات بمعنی مُثْبَتٌ اور نفی بمعنی مَنْفِیٌ ہے۔

قولہ چوں نصر ینصر :۔ یہاں ماضی اور مضارع کو معلوم ومجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، چونکہ فعل مثبت اصل ہے کہ اس پر حرف نفی زائد کر کے فعل منفی بنایا جاتا ہے اور مزید علیہ اصل ہوا کرتا ہے اس لیے مصنف نے اس کی مثال نصر ینصر کے ساتھ دی ہے جو کہ ابواب اصول میں سے حرکت قویہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اصل ہے، نیز نُصْرَتْ کے عمدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس کی ترغیب ہے اور نفی کی مثال میں ظلم وزیادتی کی قباحت کا بیان ہے اور اس سے ترہیب ہے۔

قولہ حرف اصلی:۔

اصلی آں حرف است کو موجود باشد مطلقا   در ہمہ تصریف و زائد شد مخالف مردرا

اصلی وہ حرف ہے جو تمام تصریف میں پایا جائے خواہ لفظاً یا تقدیراً، اور حرف زائد وہ ہے جو اس طرح نہ ہو۔

ماہرین فن صرف نے فاء، عین اور لام کو حرف اصلی اور زائد کی شناخت کیلئے معیار و میزان قرار دیا ہے، یہ میزان دراصل ثلاثی کیلئے ہے اور اسی کو تکرار لام کے ساتھ رباعی اور خماسی کیلئے میزان قرار دیا گیا۔ لہٰذا ثلاثی میں اصلی حرف تین رباعی میں چار اور خماسی میں پانچ قرار پائے مگر فعل صرف ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے پس جس فعل کے صیغہ واحد غائب ماضی میں فاعین لام پر زیادتی نہ ہو اس کو مجرد اور جس میں زیادتی ہو اس کو مزید کہیں گے ایسے ہی اگر فاعین اور دو لام پر زیادتی نہ ہو تو رباعی مجرد، ورنہ مزید کہیں گے۔

سوال:۔ رباعی وخماسی کیلئے ان حروف کو تکرار لام کے ساتھ کیوں میزان قرار دیا گیا؟

جواب:۔ ان کے میزان کیلئے حرف کی زیادتی مطلوب تھی، پس لام کو مکرر کر دیا گیا کہ حروف زیادت سے ہے اور آخر میں ہے اور زیادتی عموماً آخر میں کی جاتی ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے ثلاثی مجرد کی مثال میں نصر کے ساتھ ینصر کا ذکر فرما کر اس بات کی

ثلاثی ورباعی۔ ثلاثی آنکہ سہ حرف اصلی درو باشد چوں نَصَرَ و یَنْصُرُ.......................

ثلاثی اور رباعی۔ ثلاثی وہ ہے کہ جس میں حروف اصلی تین ہوں، جیسے نصر اور ینصر ....

طرف اشارہ کیا ہے کہ علامت مضارع کی زیادتی سے بھی فعل مجرد رہتا ہے:۔

آنچہ میزان بود دریں اقسام	فا و عین آمدہ است آنکہ لام
ہرچہ اندر مقابل انہا ست	حرف اصلی است با تو گویم راست

سوال:۔ فاء عین اور لام کو میزان کیوں قرار دیا؟

جواب:۔ تا کہ مبدأ، وسط اور منتہی ہر سہ مخرج سے ایک ایک حرف اس میں آجائے، پس عین مبدأ سے ہے کہ یہ حرف حلقی ہے اور لام وسط سے اور فاء منتہیٰ سے کیونکہ یہ حرف شفوی ہے اور یہ مبدأ، وسط و منتہیٰ باعتبار خروج صوت از صدر ہے۔

سوال:۔ مخارج ثلثہ سے ان تین حروف کو کیوں منتخب کیا گیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ ان کی ترکیب سے جو کلمہ بنتا ہے یعنی لفظ فعل وہ تمام افعال کے معانی کو شامل ہے مثلاً اَکَلَ اس کا معنیٰ ہے فَعَلَ فعلَ الاکل اور قَتَلَ کا معنیٰ ہے فَعَلَ فِعْلَ القَتْلِ۔

سوال:۔ جمیع افعال کو تو عَلِمَ اور عَمِلَ بھی شامل ہے پس ان کو میزان کیوں نہیں قرار دیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ عَمِلَ افعال ظاہری سے خاص ہے اور عَلِمَ افعال باطنی سے برخلاف فَعَلَ کے کہ یہ عام ہے۔

سوال:۔ سینہ سے خارج ہونے کے اعتبار سے فاء عین ولام کی ترکیب میں مقتضی قیاس یہ تھا کہ حرف حلقی پہلے ہوتا اور شفوی بعد میں یعنی مجموعہ عَلَفَ ہوتا نہ کہ فَعَلَ اور خروج من الفم کی صورت میں فَلَعَ ہوتا مگر اس ترتیب کو ترک کیا، اس میں کیا نکتہ ہے؟

جواب:۔ چونکہ وسط کا تعین ابتداء وانتہاء کی معرفت پر موقوف ہے اس لیے لام حرف وسطی کو مؤخر کیا گیا اور باقی دو کو حسب ترتیب رکھا گیا۔ بعض ظرفاء نے یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ میزان کے دونوں پلڑے ہلکے اور مساوی ہوتے ہیں اور حرف شفوی و وسطی بھی خفیف ہوتے ہیں اس لیے ان کو ہر دو جانب رکھا، اور حرف حلقی ثقیل کو درمیان میں رکھا کہ ڈنڈی مستحکم و مضبوط ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ ثلاثی ثلثۃ کی طرف منسوب ہے اور ثلاثی کا ضمہ تغیرات نسبت سے ہے اور نسبت میں تغیر و تخالف کثیر ہے جیسے رَیّ کی طرف نسبت کرتے ہوئے رازی اور مَرْو کی طرف نسبت کرتے ہوئے مَرْوزِیّ کہتے ہیں اس طرح رباعی اربعۃ کی طرف اور خماسی خمسۃ کی طرف منسوب ہے۔

قولہ سہ حرف اصلی درو باشد:۔ **سوال:۔** بہت سے مصادر اور مشتقات ایسے ہیں کہ وہ حروف زائد پر مشتمل ہیں مثلاً ضَرَبَۃٌ اور ضاربٌ لہٰذا ان کو مزید کہنا چاہیے حالانکہ وہ مجرد ہیں۔

جواب:۔ مجرد یا مزید ہونے کا مدار ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب پر ہے اور ضَرَبَۃٌ و ضاربٌ کا صیغہ واحد مذکر غائب ضَرَبَ چونکہ مجرد ہے اس لیے ضَرَبَۃٌ اور ضاربٌ بھی مجرد ہیں۔

ورباعی آنکہ چار حرف اصلی دراں باشد چوں بَعْثَـرَ یُبَعْثِرُ وہر یکے ازیں ہردو یا مجرد باشد کہ جز حروف ثلثہ یا اربعہ اصلی زیادتی در ماضی نداشتہ باشد، یا مزید فیہ کہ دراں در ماضی زیادت بر حروف اصلی باشد مثال ثلاثی مجرد نَصَرَ یَنْصُرُ مثال ثلاثی مزید فیہ اِجْتَنَبَ اَکْرَمَ مثال رباعی مجرد بَعْثَرَ مثال رباعی مزید فیہ تَسَرْبَلَ اِبْرَنْشَقَ

اور رباعی وہ ہے کہ اسمیں حروف اصلی چار ہوں، جیسے بعثر یبعثر۔ اور ان دو میں سے ہر ایک یا تو مجرد ہوگا کہ ماضی میں تین حرف اصلی سے زیادتی نہیں رکھتا ہوگا، یا مزید فیہ کہ اسمیں ماضی میں حروف اصلی پر زیادتی ہوگی۔ ثلاثی مجرد کی مثال نصر ینصر، ثلاثی مزید فیہ کی مثال اجتنب اکرم، رباعی مجرد کی مثال بعثر اور رباعی مزید فیہ کی مثال تسربل اور ابرنشق ہے۔

فائدہ:۔ رباعی میں حروف اصلی چار ہوتے ہیں: فاء، عین، دو لام۔

سوال:۔ رباعی کیلئے ان حروف کو تکرار لام کے ساتھ کیوں میزان قرار دیا گیا ہے فاء یا عین کو کیوں مکرر نہیں کیا گیا؟

جواب:۔ اس کے میزان کیلئے حرف کی زیادتی مطلوب تھی پس لام کو مکرر کر دیا گیا کہ حروف زیادت سے ہے اور آخر میں ہے اور زیادتی عموماً آخر میں کی جاتی ہے۔

قولہ یا مجرد باشد:

چیست دانی مجرد آں کلمہ　　　　کہ حروفش اصول بود ہمہ

سوال:۔ حروف زیادت کونسے حروف ہیں؟ **جواب:۔** سَئَلْتُمُوْنِیْهَا کے مجموعہ کو حروف زیادت کہتے ہیں کیونکہ اگر کسی جگہ حرف زائد کرنے کی ضرورت پیش آئے تو ان میں سے کوئی حرف زائد کیا جاتا ہے۔

لطیفہ:۔ شاگرد: استاذ مکرم سے! حروف زیادت کونسے حروف ہیں؟ استاذ! سَئَلْتُمُوْنِیْهَا۔ استاذ کی مراد یہ تھی کہ سَئَلْتُمُوْنِیْهَا کا مجموعہ حروف زیادت ہیں لیکن شاگرد کی نظر اس کے معنی کی جانب تھی اور اس کے معنی ہیں کہ تم انکے بارے میں پوچھ چکے ہو۔ تو شاگرد بولا: اللہ کی قسم میں نے تو ان کے متعلق کبھی نہیں پوچھا۔ جس پر استاذ نے کہا: اَلْیَوْمَ تَنْسَاهُ یعنی یہ مجموعہ حروف زیادت ہیں جس کے معنی ہیں آج تم ان کو بھول گئے ہو۔ تو شاگرد نے کہا: "واللہ ما نَسِیْتُهَا" واللہ میں ان کو نہیں بھولا۔ استاذ نے کہا نادان میں نے تمہیں دو بار بتایا کہ وہ حروف کونسے ہیں تو سمجھا ہی نہیں۔ بقول علامہ نور محمد مدقق یہ استاذ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تھے شیخ رضی کہتے ہیں کہ مبرد نے مازنی سے ان حروف کے بارے پوچھا تو مازنی نے یہ شعر پڑھا: "هویت السمانا فشیبننی" ***"وکنت قلما هویت السمانا" مبرد نے کہا میں حروف زیادت کے بارے پوچھتا ہوں اور تم اپنے معاشقہ کی خبر دیتے ہو؟ مازنی نے کہا کہ شعر سنا کر میں نے تمہارے سوال کا دو بار جواب دیا ہے۔ ترجمہ:۔ میں نے موٹی عورتوں سے محبت کی تو انہوں نے مجھے بوڑھا کر دیا، اور میں قدیم زمانہ سے موٹی عورتوں سے محبت کرتا تھا۔

قولہ اجتنب اکرم:۔ یہ ثلاثی مزید فیہ کی مثال ہے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ثلاثی مزید میں ایک حرف زائد ہوتا ہے جیسے اکرم اور کبھی دو جیسے اجتنب اور کبھی تین حرف بھی زائد ہوتے ہیں جیسے اِسْتَنْصَرَ اور تسربل اور ابرنشق

وفعل باعتبار اقسام حروف بر چہار قسم است صحیح ومہموز ومعتل ومضاعف۔ صحیح آنست کہ در حروف اصلی وے ہمزہ وحروف علت ودو حرف یک جنس نباشد، حرف علت واو والف ویا را گویند کہ مجموعۂ آں "وای" باشد امثلہ کہ گذشتہ ہمہ از صحیح بودہ۔

اور فعل اقسام حروف کے لحاظ سے چار قسم پر ہے، صحیح اور مہموز اور معتل اور مضاعف۔ صحیح وہ ہے کہ اس کے حروف اصلی میں ہمزہ اور حروف علت اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں، حرف علت واو اور الف اور یا کو کہتے ہیں جن کا مجموعہ "وای" ہوتا ہے۔ گذشتہ مثالیں سب کی سب صحیح کی تھیں۔

سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رباعی مزید فیہ میں ایک حرف زائد ہوتا ہے جیسے تَسَرْبَلَ میں تاء زائد ہے اور دو حرف زائد ہوتے ہیں جیسے ابرنشق میں ہمزہ اور نون زائد ہیں، لیکن رباعی میں تین حرف زائد نہیں ہوتے۔ کیونکہ تین حرف زائد ہونے کی صورت میں کل سات حرف ہو جائیں گے حالانکہ فعل میں چھ سے زائد حروف نہیں ہوتے۔

اعتراض:۔ یَسْتَنْصِرَانِ اور یَسْتَنْصِرُوْنَ چھ سے زیادہ حروف پر مشتمل ہیں حالانکہ یہ فعل ہیں؟

جواب:۔ فعل سے ہماری مراد صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی ہے اور وہ چھ حروف سے زائد پر مشتمل نہیں بلکہ اسمیں چھ حرف ہیں۔

سوال:۔ اسم سات حروف سے زائد پر مشتمل نہیں ہوتا اور فعل چھ حروف سے زائد پر، تو اس باب میں فعل پر اسم کو ترجیح کیوں ہے؟

جواب:۔ فعل کا مفہوم حدث، زمانہ اور نسبت کا مجموعہ ہے لہٰذا فعل میں ثقل معنوی ہے۔ جبکہ اسم کا مفہوم امر واحد ہے جس کی وجہ سے اسم میں ثقل معنوی نہیں ہے، لہٰذا اسم میں ایک حرف بڑھا دیا تا کہ اسم کا ثقل لفظی فعل کے ثقل معنوی کا مقابل بن جائے اور کلمہ کی ان دونوں قسموں میں ثقل کے اندر برابری ہو جائے۔

فائدہ:۔ صحیح کی تفسیر میں تین قول ہیں: (۱) جس کو مصنف نے ذکر کیا ہے اس قول کے پیش نظر صحیح، مہموز اور مضاعف کے درمیان مباینت کلیہ ہے۔ (۲) صحیح وہ ہے کہ جس میں حرف علت وتضعیف نہ ہو اس صورت میں صحیح اور مہموز کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوگی، یعنی ایک مادہ اجتماع کا اور دو افتراق کے۔ مادہ افتراق از جانب صحیح جیسے ضرب اور مادہ افتراق از جانب مہموز جیسے اَنَّ اور جاءَ اور مادہ اجتماع جیسے سأل (۳) صحیح وہ ہے جس میں حرف علت نہ ہو۔

قولہ حرف علت آہ:۔ ان حروف کو اس نام سے یا تو اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ یہ ایک حال پر نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں، کبھی دوسرے حرف سے تبدیل ہوتے ہیں کبھی ساکن ہو جاتے ہیں اور کبھی حذف ہو جاتے ہیں جیسے مریض ایک حالت پر نہیں رہتا یا اس لیے کہ مرض اور تکلیف کے وقت یہ بولے جاتے ہیں، جیسا کہ شاعر ان کی وجہ تسمیہ بیان کرتا ہے:

حرف علت نام کردند واوٌ والف ویائے را — ہر کہ را دردے رسد ناچار گوید وائے را

سوال:۔ صحیح کو باقی اقسام پر مقدم کیوں کیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ صحیح کا مفہوم عدمی ہے اور باقی اقسام ثلاثہ کا وجودی؛ چونکہ ممکنات میں عدم وجود پر مقدم ہے اس لیے صحیح کو مقدم کیا۔

مہموز آنکہ در حروف اصلی وے ہمزہ باشد پس اگر بجائے فا باشد آنرا مہموز فا گویند چوں اَمَـرَ واگر بجائے عین باشد، مہموز عین، چوں سَـأَلَ واگر بجائے لام باشد مہموز لام، چوں قَرَءَ ۔ معتل آنکہ در حروف اصلی وے حرف علت بود اگر یک باشد آنرا سہ قسم ست معتل فا کہ آنرا مثال گویند چوں وَعَـدَ و یَسَـرَ معتل عین کہ آنرا اجوف گویند چوں قَالَ و بَاعَ ومعتل لام کہ آنرا ناقص گویند چوں دَعَا و رَمٰی ۔ واگر دو حرف علت باشد آنرا لفیف گویند وآں بر دو قسم ست مقرون کہ ہر دو حرف علت متصل باشد چوں طوی ومفروق اگر منفصل باشد چوں وَقٰی ۔

مہموز وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی میں ہمزہ ہو، پس اگر وہ ہمزہ فاء کی جگہ ہو تو اس کو مہموز الفاء کہتے ہیں جیسے اَمر اور اگر عین کی جگہ ہو تو اس کو مہموز عین کہتے ہیں، جیسے سأل اور اگر لام کی جگہ ہو تو اس کو مہموز اللام کہتے ہیں، جیسے قرء۔ معتل وہ ہے کہ جس کے حروف اصلی کی جگہ حرف علت ہو اگر ایک ہو تو اس کی تین قسمیں ہیں۔ معتل فاء جو اس کو مثال کہتے ہیں، جیسے وَعَدَ اور یَسَرَ، معتل عین جو اس کو اجوف کہتے ہیں، جیسے قَالَ اور بَاعَ، اور معتل لام جو اس کو ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا اور رَمٰی ۔ اور اگر دو حرف علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں اور وہ دو قسم پر ہے، مقرون کہ ہر دو حرف علت متصل ہوں، جیسے طَوٰی، اور مفروق اگر جدا ہوں، جیسے وَقٰی ۔

قولہ مہموز آنکہ:۔ مہموز کا لغوی معنی ہے ہمزہ دیا ہوا۔ اصطلاحی معنی متن میں مذکور ہے، مہموز کو معتل پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اکثر احوال میں صحیح کی مثل ہوتا ہے۔ صرف میر منظوم میں ہے:۔ ہر بنائیکہ ہمزہ دار بود نام مہموز زا اختیار بود

قولہ معتل آنکہ:۔ معتل بصیغہ اسم فاعل بمعنی بیمار ہے چونکہ اس کا ایک نہ ایک جز غیر صحیح یعنی حرف علت ہوتا ہے لہٰذا یہ اس مریض کے مشابہ ہوا جس کا کوئی ایک یا دو عضو صحیح نہ ہوں چونکہ اس میں مضاعف کی نسبت کم ثقل ہوتا ہے اس لیے مضاعف پر مقدم کیا گیا۔

قولہ آنرا مثال گویند:۔ مثال کا لغوی معنی ہے مانند، معتل الفاء کو اس لیے مثال کہتے ہیں کہ یہ حرف آخر کے صحیح ہونے میں صحیح کی مانند و مثل ہوتا ہے اور اجوف کا لغوی معنی ہے خالی کمر؛ چونکہ معتل العین کے درمیان حرف علت ہوتا ہے جو کہ قابل تبدیلی ہے گویا کہ اس کی کمر خالی ہے اس لیے اس کو اجوف کہتے ہیں اور ناقص لغت میں ناتمام کو کہتے ہیں چونکہ معتل اللام کے آخر میں حرف علت ہوتا ہے گویا کہ وہ ناتمام ہے اس کو ذوالاربعہ بھی کہتے ہیں کیونکہ صیغہ واحد متکلم ماضی میں اس کے چار حرف ہوتے ہیں جیسے غزوت اور رمیت۔

قولہ اگر دو حرف علت باشد آنرا لفیف گویند:۔ اگر معتل میں دو حرف علت کے ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں، لفیف لغت میں چند باہم ملے ہوئے قبیلوں کو کہتے ہیں، معتل کی اس قسم کو حرف علت اور حرف صحیح کے اختلاط کی وجہ سے لفیف کہتے ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے لفیف کی تیسری قسم یعنی جس میں فا اور عین کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہوں جیسے یَوم اور وَیل، کو ذکر نہیں کیا کیونکہ اس قسم سے کلام عرب میں کوئی فعل نہیں آیا۔

سوال:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے لفیف مقرون کو پہلے ذکر کیا ہے اور لفیف مفروق کو بعد میں مگر مناسب اس کے برعکس تھا کیونکہ لفیف مفروق میں اوّل حرف علت فا کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور مقرون میں پہلا عین کے مقابلہ میں اور فاء عین پر مقدم ہے لہٰذا لفیف مفروق کو مقدم کرنا چاہیے۔ ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ لفیف مقرون کو اس لیے مقدم کیا کہ اس کی ابحاث بہت ہیں۔

مضاعف آنست کہ در حروف اصلی وے دو حرف یک جنس باشد چوں فَرَّ وزَلْزَلَ پس کل اقسام دہ باشد یک صحیح وسہ مہموز و پنج معتل و یک مضاعف۔ صرفیاں بسبب کثرت مباحث صرفیہ ہفت را اعتبار کردہ اند کہ دریں بیت مذکور اند۔

بیت: صحیح است ومثال است ومضاعف **لفیف وناقص ومہموز واجوف **اسم بر سہ قسم است مصدر ومشتق وجامد مصدر آنکہ دلالت کند بر کارے ودر آخر معنی فارسیش دن یا تن باشد۔ چوں الضَّرْبُ زدن والْقَتْلُ کشتن۔

اور مضاعف وہ ہے کہ اس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں، جیسے فَرَّ اور زَلْزَلَ۔ پس کل اقسام فعل کے دس ہو گئے، ایک صحیح اور تین مہموز اور پانچ معتل اور ایک مضاعف۔ صرفیوں نے مباحث صرفیہ کی کثرت کی وجہ سے سات کا اعتبار کیا ہے جو اس شعر میں مذکور ہیں: صحیح است الخ۔ اسم تین قسم پر ہے مصدر اور مشتق اور جامد۔ مصدر وہ ہے جو کسی کام پر دلالت کرے اور اس کے فارسی معنی کے آخر میں دن یا تن ہو، جیسے الضرب زدن اور القتل کشتن۔

قولہ مضاعف آنست:۔ مضاعف، ضاعف سے اسم مفعول ہے بمعنی دو چند کیا ہوا؛ چونکہ اس میں حرف مکرر ہوتا ہے گویا کہ دو چند کیا ہوا ہے، مضاعف کو اُصم بھی کہتے ہیں کیونکہ ادغام کی وجہ سے اس میں شدت وسختی پائی جاتی ہے۔

سوال:۔ مضاعف رباعی میں تو ادغام کی وجہ سے شدت نہیں پائی جاتی، پھر مطلق مضاعف کو جس میں کہ مضاعف رباعی بھی داخل ہے، اس علت کی وجہ سے اُصم سے موسوم کرنا کیونکر صحیح ہو گا؟

جواب:۔ مطلق مضاعف کو اُصم اس لیے کہتے ہیں کہ ثلاثی مزید کی مثل رباعی میں شدت پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں مثلین کی تکرار ہوتی ہے جو کہ بمنزلہ ادغام کے ہے یا اصل یعنی ثلاثی مجرد پر حمل کرتے ہوئے اس کو اُصم کہتے ہیں۔

صحیح تندرست و مثال مانند ۔۔۔ مہموز کوز پشت ومضاعف دو چند
اجوف میانِ خالی لفیف بچسپد ۔۔۔ ناقص دم بریدہ ہمہ را پسند

فائدہ:۔ مضاعف رباعی کو مطابق بفتح باء بھی کہتے ہیں جو مطابقت بمعنی موافقت سے اسم مفعول ہے اور اس نام کے ساتھ موسوم کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بعض حروف دوسرے بعض کے مطابق اور موافق ہوتے ہیں مثلاً زلزل میں فا کلمہ لام اول کے مطابق ہے اور عین لام دوم کے مطابق ہے، اور یہ مطابقت اگرچہ مضاعف ثلاثی کے عین ولام کلمہ میں بھی ہے لیکن ثلاثی کی نسبت رباعی میں مطابقت وموافقت زیادہ ہے اس لیے مضاعف رباعی کو مطابق کے ساتھ موسوم کیا گیا، نہ کہ مضاعف ثلاثی کو۔

قولہ مصدر آنکہ دلالت کند بر کارے:۔ مصدر وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرے اور اس کے معنی فارسی کے آخر میں دن یا تن آئے، مصنف نے مصدر کی تعریف "آنکہ دلالت کند بر معنی" سے کی اور مشہور تعریف یعنی "مصدر

ومشتق آنکہ برآوردہ شدہ باشد از فعل چوں ضارب ومِنْصَرٌ وجامد آنکہ نہ مصدر باشد نہ مشتق۔ چوں رَجُلٌ و جَعْفَرٌ مصدر ومشتق مثل فعل خود ثلاثی ورباعی مجرد ومزید فیہ می باشد وہم باقسام دہ گانہ صحیح وغیرہ منقسم میشود وجامد باعتبار تعداد حروف یا ثلاثی میباشد مجرد چوں رَجُلٌ ومزید فیہ چوں حِمَارٌ یا رباعی مجرد چوں جَعْفَرٌ ومزید فیہ چوں قِرْطَاسٌ

اور مشتق وہ ہے جو فعل سے نکالا گیا ہو، جیسے ضَارِبٌ اور مِنصَرٌ۔ اور جامد وہ ہے جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق۔ جیسے رجلٌ اور جعفرٌ۔ مصدر اور مشتق اپنے فعل کی مثل ثلاثی اور رباعی، مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں، اور دس قسموں صحیح وغیرہ کی طرف بھی منقسم ہوتے ہیں۔ اور اسم جامد تعداد حروف کے لحاظ سے ثلاثی مجرد ہوتا ہے جیسے رجلٌ اور مزید فیہ جیسے حمارٌ یا رباعی مجرد جیسے جعفر اور مزید فیہ جیسے قرطاس.........

آنکہ درآخر معنی فارسیش دن یا تن باشد" اس سے عدول کیا، اور مشہور تعریف کو ایک حکم قرار دیا کیونکہ مشہور تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ یہ دخول غیر سے مانع نہیں؛ اس لیے کہ لفظ عُنق و رقبة بمعنی گردن اور فی نفسہ بمعنی خویشتن پر صادق آتی ہے۔

فائدہ:۔ اسم کی اقسام ثلثہ یعنی مصدر، مشتق اور جامد کی طرف تقسیم دوسرے مصنفین کے اتباع میں بصریوں کے مذہب کے پیش نظر کی گئی ہے ورنہ مصنف علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہ ہے کہ کوفیوں کا مذہب صحیح ہے یعنی مصدر فعل سے مشتق ہے بنا بریں مذہب اسم کی تقسیم ثنائی ہوگی اور مصدر مشتق میں داخل ہوگا۔

قولہ مشتق آنکہ:۔ مشتق وہ اسم ہے جو فعل سے بنایا گیا ہو، ضَارِبٌ ایسے اسم مشتق کی مثال ہے جس کے چھ صیغے آتے ہیں اور مِنْصَرٌ ایسے اسم کی جس کے صرف تین صیغے آتے ہیں۔

فائدہ:۔ مشتق اشتقاق سے ہے جس کے معنی نکالنے کے ہیں، اصطلاح میں اس کے معنی ہیں دو لفظوں کا تمام حروف یا اکثر حروف میں مشترک ہونا۔ اگر تمام حروف میں اشتراک کے ساتھ ترتیب میں بھی اشتراک ہو جیسے ضَرَبَ اور ضَرْبٌ تو اس کو اشتقاق صغیر کہتے ہیں اور اگر ترتیب میں اشتراک نہیں جیسے جَبَذَ اور جَذَبَ تو اس کو اشتقاق کبیر کہتے ہیں اور اگر اشتراک اکثر حروف اصلیہ میں ہے اور باقی مخرج میں متقارب ہیں جیسے نَعِقَ اور نَهِقَ تو اشتقاق اکبر کہلاتا ہے۔

قولہ رَجُلٌ و جَعْفَرٌ:۔ رَجُلٌ ثلاثی مجرد کی مثال ہے اور جَعْفَرٌ رباعی مجرد کی مثال ہے۔ جَعْفَرٌ کے معنی چھوٹی اور بڑی نہر کے ہوتے ہیں نیز بمعنی نہر پُر اور ناقہ فربہ کے آتا ہے اور متعدد اشخاص کا نام بھی ہے نوادر میں ہے کہ جعفر بمعنی خربوزہ وخر، جو کہ مشہور ہے لغت کی معتبر کتب میں اس کا ذکر موجود نہیں۔ جعفر کے معانی کو شاعر نے یوں نظم کیا ہے:

جعفر آمد بمعنی اندر چار — جوئے خربوزہ نام مرد وحمار

کہا جاتا ہے "رأیت جعفرا علی جعفر فی جعفر یاکل جعفرا" میں نے جعفر کو گدھے پر سوار ہو کر وادی میں خربوزہ کھاتے دیکھا۔

یا خماسی مجرد چوں سَفَرْجَلٌ ومزید فیہ چوں قَبَعْثَرٰی وباعتبار انواع حروف باقسام دہ گانہ منقسم میشود۔ چوں فعل تصریفات بسیار میدارد واسم کم وحرف مطلقاً ندارد لہٰذا نظر صرفی بیشتر متعلق بفعل ست۔

باب اول در بیان صیغ مشتمل بر دو فصل۔ فصل اول: در گردانہائے افعال فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد

یا خماسی مجرد جیسے سفرجل اور مزید فیہ جیسے قبعثریٰ اور انواع حروف کے اعتبار سے دس قسموں کی طرف تقسیم ہوتا ہے۔ چونکہ فعل میں گردانیں زیادہ ہوتی ہیں اور اسم میں کم اور حرف میں گردان بالکل ہوتی ہی نہیں لہٰذا صرفی کی نظر زیادہ تر فعل کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔ پہلا باب صیغوں کے بیان میں دو فصل پر مشتمل۔ پہلی فصل افعال کی گردانوں میں، فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد کے............

قولہ چوں سفرجل:۔ سفرجل اسم خماسی مجرد ہے بمعنی بھی دانہ

ایا طالب شائق نام جو　　　　سفرجل بمعنی بھی دانہ جو

قولہ قبعثریٰ:۔ بفتح قاف بالف مقصورہ زائدہ بمعنی شتر بزرگ وبچہ شتر لاغر۔

قولہ باقسام دہ گانہ صحیح وغیرہ:۔ یعنی مصدر اور مشتق اپنے فعل کی مانند ثلاثی اور رباعی مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں اور مذکورہ دس اقسام کی طرف تقسیم ہوتے ہیں لیکن یہ خماسی نہیں ہوتے کیونکہ خماسی ہونا پانچ حروف اصلی ہونے پر موقوف ہے اور کوئی مصدر اور مشتق ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں پانچ حروف اصلی ہوں لہٰذا خماسی مجرد ومزید فیہ ہونا اسم جامد کے ساتھ مخصوص ہے، اور بلحاظ حروف دس اقسام اسم جامد میں بھی پائی جاتی ہیں۔

قولہ چوں فعل:۔ یہ بیان اسم پر بیان فعل کی تقدیم کی وجہ ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ اگرچہ اسم کی شرافت اس کی مقتضی تھی کہ اس کی بحث پہلے ہو مگر چونکہ فعل میں تصریفات کی کثرت ہے بایں معنی کہ ماضی سے مضارع اور اس سے نفی وغیرہ بنتے ہیں اس لیے صرفی کی نظر زیادہ تر فعل سے متعلق ہوتی ہے، تصریفات بسیار سے مراد یہ نہیں کہ فعل تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث اور متکلم وغیرہ ہوتا ہے کیونکہ یہ تمام اسم کے احوال ہیں جو کہ باعتبار حال متعلق کے فعل کیلئے ثابت کیے جاتے ہیں یعنی اصل میں یہ احوال فاعل کے ہیں۔

قولہ در بیان صیغ:۔ صیغ صیغہ کی جمع ہے، صِیْغَةٌ بروزن فِعْلَةٌ اصل میں صِوْغَةٌ تھا واؤ یا ہو گیا تو صیغہ ہوا۔ صیغہ کے لغوی معنی ہیں سونے کو کوٹھالی میں ڈالنا اور اصطلاح میں صیغہ اس شکل وصورت کو کہتے ہیں جو کلمہ کو حروف کی تقدیم وتاخیر اور حرکات و سکنات سے حاصل ہوتی ہے، اور ھیئۃ مذکورہ پر کلمہ کے مشتمل ہونے کی وجہ سے کلمہ پر بھی صیغہ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

قولہ فعل ماضی معروف:۔ فعل ماضی کو اس لیے مقدم کیا کہ اس میں جو زمانہ ہوتا ہے وہ حال واستقبال پر مقدم ہوتا ہے یا اس لیے کہ یہ مضارع کیلئے اصل ہے کیونکہ ماضی میں حروف اتین سے ایک حرف کے اضافہ سے مضارع بنتا ہے۔

برسہ وزن آید فَعَلَ چوں ضَرَبَ وفَعِلَ چوں سَمِعَ وفَعُلَ چوں کَرُمَ ومضارع معروف فَعَلَ گاہے یَفْعَلُ آید چوں نَصَرَ یَنْصُرُ وگاہے یَفْعِلُ چوں ضَرَبَ یَضْرِبُ وگاہے یَفْعَلُ چوں فَتَحَ یَفْتَحُ ومضارع فَعِلَ یَفْعَلُ آید چوں سَمِعَ یَسْمَعُ وگاہے یَفْعِلُ چوں حَسِبَ یَحْسِبُ ومضارع فَعُلَ یَفْعُلُ آید وبس چوں کَرُمَ یَکْرُمُ وماضی مجہول از ہر سہ وزن بروزن فُعِلَ آید ومضارع مجہول مطلقا بروزن یُفْعَلُ، پس ثلاثی مجرد را شش باب حاصل شدہ۔

تین وزن ہیں، فَعَلَ جیسے ضرب اور فَعِلَ جیسے سَمِعَ اور فَعُلَ جیسے کَرُمَ اور فَعَلَ کا مضارع معروف کبھی یَفْعُلُ آتا ہے جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ اور کبھی یَفْعِلُ جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ اور کبھی یَفْعَلُ جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ۔ اور ماضی فَعِلَ کا مضارع یَفْعَلُ آتا ہے جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ اور کبھی یَفْعِلُ آتا ہے جیسے حسب یحسب۔ اور فَعُلَ ماضی کا مضارع صرف یَفْعُلُ آتا ہے جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔ اور فعل ماضی مجہول ہر تین وزن سے فُعِلَ کے وزن پر آتا ہے۔ اور مضارع مجہول مطلقاً یُفْعَلُ کے وزن پر۔ پس ثلاثی مجرد کے چھ باب حاصل ہوئے۔

قولہ بر سہ وزن آید:۔ اقسام ثلثہ میں انحصار اس وجہ سے ہے کہ حرکت فتح، کسرہ اور ضمہ میں منحصر ہے لہٰذا عین کلمہ کا فتح ہوگا یا کسرہ یا ضمہ اور عین کلمہ کو ساکن کر کے چوتھا وزن اس لیے نہیں بناتے کہ ضَرَبْنَ و ضَرَبْتَ میں اجتماع ساکنین لازم آتا ہے اور فاء ولام کلمہ کا اعتبار اس لیے نہیں کرتے کہ یہ ہر دو ہمیشہ مفتوح ہوتے ہیں۔

قولہ فعل چوں ضرب:۔ فَعَلَ کو مقدم کیا کیونکہ یہ اخف الحرکات پر مشتمل ہے، نیز اس کا مضارع عین کی حرکات ثلثہ کے ساتھ آتا ہے۔

فائدہ:۔ وزن سے یہاں پر وزن صرفی مراد ہے اور وزن کل تین ہیں جنکو شاعر نے اس طرح منظوم کیا ہے:

وزن صرفی ضَوَارِبُ داں فَوَاعِلُ از فروض صوریش باشد مَفَاعِلُ پس فَعُوْلُنْ در عروض

وزن صرفی میں موزون اور موزون بہ کے درمیان تین چیزوں میں مطابقت ضروری ہے اول حرکات سکنات میں، دوم حرکات کی خصوصیت میں یعنی فتحہ کے مقابل فتحہ، کسرہ کے مقابل کسرہ اور ضمہ کے مقابل ضمہ ہو، سوم حروف اصلیہ وزائدہ میں۔

قولہ ماضی مجہول از ہر سہ وزن:۔ ماضی مجہول حرف اول کے ضمہ اور ماقبل آخر کے کسرہ کے ساتھ ہر تین وزن سے آتی ہے کیونکہ اس کے معنی یعنی فعل کا اسناد مفعول کی طرف غیر معقول ہے لہٰذا اس کا صیغہ بھی غیر معقول لایا گیا اور اس وزن پر کلام عرب میں صرف وُئِلَ آیا ہے۔

قولہ پس ثلاثی مجرد را شش باب حاصل شدہ:۔ بمقتضاء قیاس ثلاثی مجرد کے نو باب ہونے تھے مگر صرف چھ مستعمل ہیں، ماضی مفتوح العین کے تین مضارع یَفْعَلُ، یَفْعِلُ اور یَفْعُلُ آتے ہیں اس لیے کہ یہ ماضی خفیف حرکت پر مشتمل ہے اور ماضی مکسور العین کے دو مضارع آتے ہیں یَفْعَلُ اور یَفْعِلُ کیونکہ اس ماضی میں فی الجملہ ثقل ہے، اسی وجہ سے اس کا مضارع مضموم العین نہیں آتا اور ماضی مضموم العین کا صرف ایک مضارع یعنی مضموم العین آتا ہے کیونکہ اس میں سب سے زیادہ ثقل ہے اس لیے کل چھ باب ہیں۔

اولا بیان صیغ افعال ومشتقات کردہ میشود بعد ازیں تفصیل ابواب نمودہ خواہد شد ماضی را سیزدہ صیغہ آید۔اثبات فعل معروف: فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا فَعَلَتْ فَعَلَتَا فَعَلْنَ فَعَلْتَ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُنَّ فَعَلْتُ فَعَلْنَا ۔بحرکات ثلثہ عین سہ صیغہ اولیٰ برائے مذکر غائب ست اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع.................

سب سے پہلے افعال ومشتقات کے صیغوں کا بیان کیا جائے گا اس کے بعد ابواب کی تفصیل کیجائے گی۔ماضی کے تیرہ صیغے آتے ہیں۔ اثبات فعل ماضی معروف:فَعَلَ الخ عین کی حرکات ثلثہ کے ساتھ۔پہلے تین صیغے مذکر غائب کے ہیں اول واحد دوم تثنیہ اور سوم جمع کا،......

سوال:۔ ثلاثی مجرد کے ابواب کا چھ میں حصر کرنا باطل ہے کیونکہ فَعِلَ یَفْعُلُ بکسر عین ماضی وضم عین مضارع جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور فَعُلَ یَفْعَلُ بضم عین ماضی وفتح عین مضارع جیسے کَادَ یَکَادُ جو اصل میں کَوُدَ یَکْوَدُ تھا مذکورہ ابواب کے علاوہ ہیں۔

جواب:۔ یہ کوئی علیحدہ باب نہیں بلکہ پہلے بابوں کی فرع ہیں۔

قولہ اثبات فعل ماضی:۔ اثبات اور نفی ہر دو مصدر بمعنی اسم مفعول ہیں یعنی مثبت ومنفی۔مثبت وہ فعل ہے جس میں معنی مصدری کا ثبوت ہو جیسے ضرب زید (زید نے مارا) چونکہ ماضی اصل ہے اس لیے مصنف علیہ الرحمۃ نے ماضی کو مضارع پر مقدم کیا ہے، نیز زمانۂ ماضی حال اور استقبال پر مقدم ہے۔

سوال:۔ فعل معلوم کو مقدم کیوں کیا گیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ فعل عمدہ یعنی فاعل کی جانب منسوب ہونیکی وجہ سے اصل ہے جس کا مقدم کرنا اصل ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ نحوی کلمات کی گردان کا متکلم سے آغاز کرتے ہیں اور غائب پر اختتام مگر صرفی اس کے برعکس کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نحوی حدوث کلام کا اعتبار کرتے ہیں اور چونکہ کلام کی ابتدا متکلم سے ہوتی ہے اور اس کا اختتام غائب پر اس لیے نحوی گردان بھی حدوث کلام کے مطابق کرتے ہیں۔اور صرفی غائب سے شروع کرتے ہیں کیونکہ اس کا مفرد مذکر زوائد سے خالی ہوتا ہے اور مجرد مزید پر مقدم ہوا کرتا ہے یا اس لیے غائب کو مقدم کرتے ہیں کہ غائب عدم ہے اور مخاطب ومتکلم وجود، اور عدم وجود پر مقدم ہے اور متکلم کو مخاطب سے مؤخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کے صیغے کثیر ہیں،"والعبرۃ للکثرۃ" اور مضارع کے واحد غائب میں اگرچہ علامت مضارع کی زیادتی موجود ہے مگر چونکہ مضارع ماضی کی فرع ہے اس لیے مضارع اور اس سے بننے والے دیگر افعال کی گردان ماضی پر حمل کرتے ہوئے غائب سے شروع کرتے ہیں۔

قولہ دوم تثنیہ سوم جمع:۔ فعل تثنیہ وجمع نہیں ہوتا کیونکہ فعل میں تثنیہ وجمع کی ضمیر متصل ہوتی ہے پس اگر فعل بھی تثنیہ یا جمع ہو جائے تو کلمہ واحدہ میں تثنیہ وجمع کی دو علامتوں کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ ممنوع ہے یا اس لیے کہ مفہوم فعل ثقیل ہے کیونکہ حدث وزمان سے مرکب ہے پس اگر فعل تثنیہ یا جمع ہو تو ثقل علی الثقل لازم آئے گا،لیکن اس جگہ مصنف علیہ الرحمۃ نے مجازاً صیغہ تثنیہ وجمع فرمایا ہے،حقیقت میں تثنیہ وجمع یہاں فاعل ہے۔

بعد ازاں سہ صیغہ مؤنث غائب ست بہموں وضع بعد ازاں سہ صیغہ مذکر حاضر است لیکن تثنیۂ آں برائے مؤنث حاضر نیز آید بعد ازاں دو صیغۂ مؤنث حاضر است اول واحد و دوم جمع بعد ازاں دو صیغۂ متکلم ست اول برائے واحد مذکر و مؤنث ہر دو و دوم برائے تثنیہ مذکر و مؤنث و جمع مذکر و مؤنث اثبات۔ فعل ماضی مجہول: فُعِلَ فُعِلَا فُعِلُوْا فُعِلَتْ فُعِلَتَا فُعِلْنَ فُعِلْتَ فُعِلْتُمَا فُعِلْتُمْ فُعِلْتِ فُعِلْتُنَّ فُعِلْتُ فُعِلْنَا ماولا بر ماضی برائے نفی می آید مگر شرط دخول لا بر ماضی ایں ست کہ بے تکرار نمی آید چوں فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی

اس کے بعد تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں اسی طرز پر، اس کے بعد تین صیغے مذکر کے ہیں لیکن اس کا تثنیہ مؤنث کیلئے بھی آتا ہے، اس کے بعد دو صیغے مؤنث حاضر کے ہیں اول واحد کا اور دوم جمع کا، اس کے بعد دو صیغے متکلم کے ہیں، اول واحد مذکر و مؤنث ہر دو کیلئے اور دوم تثنیہ مذکر و مؤنث اور جمع مذکر اور مؤنث کیلئے۔ اثبات فعل ماضی مجہول: فُعِلَ الخ۔ ماضی پر ما اور لا نفی کیلئے آتا ہے لیکن ماضی پر لا کے داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ تکرار کے بغیر نہیں آتا، جیسے فلا صدق ولا صلی۔

فائدہ:۔ اقسام فاعل کے اعتبار سے فعل ماضی کے اٹھارہ صیغے بنتے ہیں مگر استعمال تیرہ ہوتے ہیں جن میں سے تثنیہ مخاطب اور دو صیغے متکلم کے مشترک ہوتے ہیں اور باقی ہر ایک صیغہ ایک معنی کیلئے آتا ہے۔

سوال:۔ تین صیغوں کے مشترک ہونے کی کیا وجہ ہے جبکہ اصل یہ ہے کہ ایک صیغہ ایک معنی ادا کرے تا کہ التباس لازم نہ آئے؟

جواب:۔ متکلم زیادہ تر مخاطب کے سامنے ہوتا ہے اور بوجہ رؤیت کے التباس لازم نہیں ہوتا اور اگر متکلم سامنے نہ بھی ہو تو بھی آواز سے تذکیر و تانیث کے مابین امتیاز ہو جاتا ہے اس لیے متکلم کے بوجہ اختصار صرف دو صیغے آتے ہیں اور چھ کا معنی ادا کرتے ہیں اور چونکہ فی الجملہ التباس کا احتمال ہے اس لیے دو صیغے آتے ہیں ورنہ ایک کافی تھا اور مخاطب عموماً متکلم کے سامنے ہوتا ہے اس لیے اس میں التباس کا احتمال کم ہوتا ہے لہٰذا اس کا ایک صیغہ مشترک رکھا۔

قولہ ما ولا بر ماضی برائے نفی می آید:۔ ما اور لا ماضی پر داخل ہو کر نفی کا معنی ادا کرتے ہیں اور لا کی نسبت ما زیادہ آتا ہے اور ما و لا کو ماضی کے شروع میں لاتے ہیں تا کہ اول امر سے سامع کو معلوم ہو جائے کہ یہ کلام منفی ہے۔

لا کا ماضی پر داخل ہونا شروط ثلثہ میں سے ایک کے ساتھ مشروط ہے۔ شرط اول خود مصنف علیہ الرحمۃ نے ذکر فرمائی ہے کہ بغیر تکرار کے نہیں آتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ لا ماضی پر اس وقت آئے گا جب وہ محل دعا میں واقع ہو اور تیسری شرط یہ ہے کہ لا ماضی پر اس وقت آئے گا جب وہ قسم کے جواب میں واقع ہو۔

غالباً مصنف نے ان دونوں شرطوں کو اس لیے ذکر نہیں فرمایا کہ ہر دو مقام یعنی دعا و قسم میں بظاہر لا ماضی پر داخل ہوتا ہے مگر معنی کے اعتبار سے مضارع پر کیونکہ ان مواضع میں ماضی بمعنی مضارع ہوتی ہے۔

نفی ماضی معروف: مَا فَعَلَ مَا فَعَلَا تا آخر ایضاً لَا فَعَلَ لَا فَعَلَا تا آخر نفی فعل ماضی مجہول: مَا فُعِلَ تا آخر لَافُعِلَ تا آخر۔ مضارع را یازدہ صیغہ است اثبات فعل مضارع معروف: یَفْعَلُ یَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُ تَفْعَلَانِ یَفْعَلْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ تَفْعَلْنَ اَفْعَلُ نَفْعَلُ بحرکات ثلاثہ عین، سہ صیغہ اولیٰ برائے مذکر غائب است اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع، بعد ازاں سہ صیغہ مؤنث غائب ست ہموں وضع مگر دراں تَفْعَلُ برائے واحد مذکر حاضر نیز آید پس آں بجائے دو صیغہ است وتَفْعَلَانِ برائے تثنیہ مذکر حاضر ومؤنث حاضر نیز آید پس آں بجائے سہ صیغہ است وتَفْعَلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر است وتَفْعَلِیْنَ واحد مؤنث حاضر وتَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر واَفْعَلُ واحد مذکر ومؤنث متکلم ونَفْعَلُ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم مع الغیر۔

نفی فعل ماضی معروف: مَافعل الخ۔ اسی طرح لافعل آخر تک۔ نفی ماضی مجہول: مَافُعِلَ آخر تک لافُعِلَ آخر تک۔ مضارع کے گیارہ صیغے ہیں۔ اثبات فعل مضارع معروف: یَفْعَلُ الخ عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ، پہلے تین صیغے مذکر غائب کیلئے ہیں پہلا واحد کیلئے دوسرا تثنیہ کیلئے اور تیسرا جمع کیلئے، اس کے بعد تین مؤنث غائب کے صیغے ہیں اس طرز پر، مگر انمیں تَفْعَلُ واحد مذکر حاضر کیلئے بھی آتا ہے پس وہ دو صیغوں کے قائم مقام ہے۔ اور تَفْعَلَانِ تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر کیلئے بھی آتا ہے، پس وہ تین صیغوں کے قائم مقام ہے، اور تَفْعَلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور تفعلین صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے، اور تفعلن جمع مؤنث حاضر ہے اور افعل واحد مذکر و مؤنث متکلم ہے، اور نَفْعَلُ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم مع الغیر ہے۔

سوال:۔ فعل معلوم اصل ہے اور مجہول فرع اس اعتبار سے مناسب تھا کہ مضارع معلوم کی بحث ماضی مجہول پر مقدم کی جاتی؟

جواب:۔ ماضی مجہول ومضارع معلوم ہر دو کیلئے ماضی معلوم اصل ہے چونکہ مضارع کی بنا ماضی میں حرف زائد کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ماضی مجہول کی بنا حرکات کے تغیر سے، اس لیے ماضی مجہول کو مقدم کیا۔

قولہ مضارع معروف:۔ ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب کا پہلا حرف ساکن کر کے حروف اتین میں سے ایک حرف برائے دلالت بر خصوصیت فاعل اول میں لگانے اور آخر میں رفع دینے سے ماضی سے مضارع بن جاتا ہے۔

سوال:۔ حرف کی زیادتی کیلئے مضارع کو کیوں خاص کیا ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ ماضی باعتبار زمانہ کے مضارع سے مقدم ہے اور تجرد زوائد پر مقدم ہے لہٰذا اول، اول کو اور ثانی، ثانی کو دیا گیا۔

سوال:۔ ماضی کے اول میں حرف زائد کر کے مضارع بنانے کی کیا وجہ ہے؟ جب کہ اصل یہ ہے کہ حرف کی زیادتی آخر میں ہو کیونکہ آخر محل تغیر ہے۔

جواب:۔ اگر آخر میں حروف اتین سے کوئی حرف بڑھایا جائے تو مضارع کا ماضی سے التباس لازم آتا ہے مثلاً الف سے ضربا،

اثبات مضارع مجہول: يُفْعَلُ يُفْعَلَانِ يُفْعَلُوْنَ تُفْعَلُ تُفْعَلَانِ يُفْعَلْنَ تُفْعَلُوْنَ تُفْعَلِيْنَ تُفْعَلْنَ اُفْعَلُ نُفْعَلُ نفی مضارع معروف: لَا يَفْعَلُ الخ مَا يَفْعَلُ الخ نفی مضارع مجہول لَا يُفْعَلُ الخ مَا يُفْعَلُ الخ چوں لن بر مضارع داخل شود در يَفْعَلُ و تَفْعَلُ و اَفْعَلُ و نَفْعَلُ نصب کند واز يَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ يَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِيْنَ نون اعرابی را ساقط کند و در يَفْعَلْنَ و تَفْعَلْنَ ہیچ عمل نکند و مضارع مثبت را بمعنی نفی تاکید مستقبل گرداند۔

اثبات مضارع مجہول: يُفْعَلُ الخ ۔ نفی مضارع معروف: لَا يَفْعَلُ الخ، مَا يَفْعَلُ الخ. نفی مضارع مجہول: لَا يُفْعَلُ الخ جب لَنْ مضارع پر داخل ہوتا ہے تو یفعل اور تفعل اور افعل اور نفعل میں نصب کرتا ہے اور یفعلان ، تفعلان، یفعلون، تفعلون، تفعلین سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور یفعلن اور تفعلن میں کوئی عمل نہیں کرتا، اور مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔

نون سے ضربن، تا سے ضربت سے التباس لازم آتا ہے اور یاء زیادہ کرنے کی صورت میں اگر چہ ماضی کے ساتھ التباس نہیں ہوتا مگر یا اپنے اخوات پر محمول کی گئی ہے پس یا سے التباس حکماً لازم آئے گا۔

فائدہ:۔ حروف اتین کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اگر کہیں حرف کی زیادتی تضعیف اور الحاق کے علاوہ مطلوب ہو تو حروف زوائد سے بالخصوص حروف مدولین سے کوئی حرف بڑھاتے ہیں کیونکہ یہ حروف اور ان کے ابعاض یعنی حرکات ثلثہ کلام میں کثیر الورود ہیں۔

فائدہ:۔ حرف لن کے معنی میں تین قول ہیں: (۱) یہ نفی تاکید مستقبل کیلئے ہے۔ (۲) نفی تابید کیلئے ہے۔ (۳) نہ تاکید کیلئے ہے نہ تابید کیلئے بلکہ صرف نفی مستقبل کیلئے ہے۔ مصنف کا مختار قول اول ہے اس لیے کہ نفی تابید کیلئے ہو تو ارشاد باری تعالی ﴿لَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ﴾ میں تناقض لازم آئے گا کیونکہ الیوم کے ہوتے ہوئے تابید مراد لینا دو نقیضوں کو جمع کرنا ہے جو کہ باطل ہے یا تکرار لازم آئے گی کیونکہ قرآن حکیم میں ہے: ﴿لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا﴾ اور صرف نفی مستقبل کیلئے بھی نہیں کیونکہ اس کیلئے لا آیا ہے۔

قولہ نون اعرابی را ساقط کند:۔ یعنی لن ان صیغوں میں نون اعرابی کو ساقط کر دیتا ہے، قانونچہ عجیبہ میں ہے:

نون تاکیدی وحرف جازم وناصب رود   بر مضارع نون اعرابی برافتادہ شود

سوال:۔ لن مضارع سے نون اعرابی کیوں ساقط کرتا ہے؟

جواب:۔ فعل مضارع اسم کے ساتھ مشابہت تامہ رکھنے یا عامل لفظی سے خالی ہونے کی وجہ سے معرب ہوتا ہے اور حرف ناصب داخل ہونے کی صورت میں رفع نصب میں تبدیل ہو جاتا ہے اور مضارع کے جن صیغوں میں رفع (اعراب) نہیں آسکتا بلکہ اس رفع کے بدلے نون آتا ہے مثلاً يَضْرِبَانِ صیغہ تثنیہ جس کے آخر میں الف ہونے کی وجہ سے ضمہ نہیں آسکتا کہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا پس اس جگہ ضمہ کے بدلے میں نون آیا، چونکہ یہ نون اعراب کے بدلے آتا ہے اس لیے اس کو نون اعرابی کہتے ہیں تو جس

نفی تاکید بلن درفعل مستقبل معروف: لَنْ یَّفْعَلَ لَنْ یَّفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلَ لَنْ تَفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلْنَ لَنْ تَفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلِیْ لَنْ تَفْعَلْنَ لَنْ اَفْعَلَ لَنْ نَفْعَلَ

نفی تاکید بلن درفعل مستقبل مجہول: لَنْ یُّفْعَلَ لَنْ یُّفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلَ لَنْ تُفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلْنَ لَنْ تُفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلِیْ لَنْ تُفْعَلْنَ لَنْ اُفْعَلَ لَنْ نُفْعَلَ

اَنْ و کَیْ وِاذَنْ ہم مثل لن عمل کند اَنْ یَّفْعَلَ و کَیْ یَفْعَلَ وِاذَنْ یَّفْعَلَ رامعروف ومجہول باید گردانید۔

نفی تاکید بلن مستقبل معروف میں: لن یفعل الخ ۔نفی تاکید مستقبل مجہول میں: لن یُفعل الخ. اَنْ اور کَیْ اوراِذَنْ بھی لن کی مثل عمل کرتے ہیں (جیسے) ان یفعل اور کی یفعل اوراذن یفعل انکومعلوم اور مجہول پڑھنا چاہیے۔

طرح لن کے داخل ہونے سے مضارع میں جہاں ضمہ ساقط ہوجاتا ہے ایسے ہی نون اعرابی جوکہ اس کے عوض ہے ساقط ہوجاتا ہے۔

سوال:۔ حرکت اعرابی کے عوض نون کیوں لاتے ہیں؟ نون کی وجہ تخصیص کیا ہے؟

جواب:۔ زیادتی اور تصرف دراصل حروف علت میں ہوتا ہے مگر مضارع کے چند صیغوں میں حرف علت نہیں آسکتا کہ وہاں پہلے سے حرف علت موجود ہے لہٰذا حرف علت کے بجائے نون لائے کہ اس کو حرف علت کے ساتھ مناسبت تامہ ہے اس لیے کہ اسماء متمکنہ کے آخر میں یہ نون بلباس تنوین اعراب کے تابع ہوکر واقع ہوتا ہے جس طرح کہ حروف علت اعراب بن کر آتے ہیں۔

فائدہ:۔ اصل حرف ناصب ان ہے یہ اَنَّ مخففہ کی مشابہت کی وجہ سے فعل کو نصب کرتا ہے جس طرح کہ اَنَّ اسم کو نصب دیتا ہے اور باقی حروف اَنْ ناصبہ کے تابع ہوکر فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں مگر خلیل سے یہ منقول ہے کہ عامل اَنْ ہے اور باقی حروف ناصبہ عامل نہیں بلکہ ان کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے اس لیے وہ نصب کرتے ہیں۔

قولہ اَنْ و کَیْ و اِذَنْ ہم مثل لن عمل کند:۔ اَنْ ، کَیْ اوراِذَنْ لفظی عمل لَنْ جیسا کرتے ہیں۔

سوال:۔ اگر حروف ناصبہ میں اَنْ اصل ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ کو مناسب تھا کہ اس کا بالاستقلال ذکر فرماتے یعنی اس طرح فرماتے: چوں اَنْ بر مضارع داخل شود الخ" اور اس کے بعد یوں فرماتے وَ لَنْ و کَیْ و اِذَنْ ہم مثل آں عمل کند۔

جواب:۔ چونکہ لَنْ کثیر الاستعمال ہے اس لیے اس کا بالاستقلال ذکر فرمایا اور اس طرح نفی کی ایک قسم بھی ذکر ہوجائے گی۔ جو لَنْ سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ نفی کی تین صورتیں ہیں گذشتہ زمانہ میں یہ حرف لَمْ سے حاصل ہوتی ہے حال واستقبال میں یہ لا سے حاصل ہوتی ہے۔ استقبال میں یہ لَنْ سے حاصل ہوتی ہے۔

لم دریَفْعَلُ وتَفْعَلُ واَفْعَلُ ونَفْعَلُ جزم کندوازیَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ نون اعرابی راساقط گرداندو یَفْعَلْنَ و تَفْعَلْنَ جمع مؤنث غائب وحاضررابحال خودداردومضارع رابمعنی ماضی منفی میگرداند۔ بحث نفی جحد بلم درفعل مضارع معروف: لَمْ یَفْعَلْ لَمْ یَفْعَلَا لَمْ یَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلْ لَمْ تَفْعَلَا لَمْ یَفْعَلْنَ لَمْ تَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلِیْ لَمْ تَفْعَلْنَ لَمْ اَفْعَلْ لَمْ نَفْعَلْ نفی جحد بلم درفعل مضارع مجهول: لَمْ یُفْعَلْ لَمْ یُفْعَلَا تا آخر لَمَّا ہم مثل لم عمل کند لفظاً ومعنی چوں لَمَّا یُفْعَلْ لَمَّا یُفْعَلَا تا آخر مگر معنی لَمْ یَفْعَلْ نکرد ومعنی لَمَّا یَفْعَلْ ہنوز نکرد

کلمہ لم، یفعل، تفعل، افعل اور نفعل میں جزم دیتا ہے اور یفعلان اور تفعلان اور یفعلون اور تفعلون اور تفعلین میں نون اعرابی کو ساقط کردیتا ہے اور یفعلن اور تفعلن صیغہ جمع مؤنث غائب وحاضر کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے۔ بحث نفی جحد بلم مضارع معروف: لم یفعل الخ. نفی جحد مضارع مجہول میں: لم یُفعل آخر تک۔ لمّا بھی لم کی مثل لفظاً ومعنیً عمل کرتا ہے، جیسے لمّا یفعلُ آخر تک۔ مگر لم یفعل کے معنی ہیں اس ایک مرد نے نہیں کیا اور لمّا یفعل کا معنی ہے ابھی تک اس ایک مرد نے نہیں کیا۔

قوله جزم کند:۔ کبھی لم کے بعد مضارع کو رفع ہوتا ہے اور کبھی نصب بھی، چنانچہ قانونچہ عجیبہ میں ہے

برمضارع نصب بالن آید وجزمش بلم گاہ عکسش گاہ بعد ازلم درآید رفعہ ہم

لَمْ یُوْفُوْنَ رفعہ کی مثال ہے اور الم نشرحَ حاء کے فتح کے ساتھ، جو ایک قرأت ہے نصب کی مثال ہے۔

قوله جزم کند:۔ جزم کے لغوی معنی ہیں قطع (کاٹنا) لم کو حرف جازم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ فعل سے حرکت یا حرف دور کردیتا ہے۔

قوله بحث نفی جحد بلم:۔ جحد بفتح بمعنی جحود ہے یعنی دانستہ کسی چیز کا انکار کردینا چونکہ ماضی متحقق الوقوع ہوتی ہے لہٰذا اس کی نفی دانستہ نفی کے مترادف ہے۔

قوله ولما ہم مثل لم عمل کند:۔ یعنی لما مثل لم کے عمل کرتا ہے خواہ لفظی ہو یا معنوی مگر اتنا فرق ہے کہ لَمْ یَفْعَلْ کا معنی ہے کہ گزشتہ زمانہ میں نہیں کیا یعنی لم یفعل فعل کی مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے اور نفی کا استمرار وقت تکلم تک اس کے مدلول میں داخل نہیں اگرچہ کبھی اس میں بھی استغراق ہوتا ہے جیسے لَمْ یلد اور لم اکن بدعائک رب شقیا. برخلاف لمّا کے کہ اس میں استغراق ہوتا ہے لَمَّا یَفْعَلْ کا معنی ہے ابھی تک نہیں کیا یعنی وقت انتفاء سے وقتِ تکلم تک ہر زمانہ میں فعل منفی رہا۔ وجہ یہ ہے کہ لمّا لم سے بنا ہے یعنی لم کے بعد ما کے اضافہ اور میم کے ادغام کے بعد لمّا بنا ہے تو حرف کی زیادتی کی وجہ سے لمّا میں معنی زائد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ لم اور لما حرف ہونے، مضارع پر داخل ہونے، نفی کرنے، مضارع کو بمعنی ماضی کرنے اور جزم دینے میں مشترک ہیں لیکن لمّا اس بات میں لَم سے منفرد ہے کہ اس سے تمام گزرے ہوئے زمانہ میں فعل کی نفی مراد ہوتی ہے اور لما کے علاوہ دیگر حروف صرف عمل لفظی لم جیسا کرتے ہیں۔

فائدہ:۔ لم اور لمّا میں استعمال کے اعتبار سے بھی فرق ہے وہ یہ کہ لم کے بعد فعل محذوف نہیں ہوتا پس "نلم فلان ولم" نہیں

وان ولام امر ولائے نہی ہم مثل لم عمل کندانْ یُّفْعِلُ اِنْ یَّفْعِلَا تا آخر معروف ومجہول باید گردانید۔ لام امر در جمیع صیغ مجہول می آید ودر معروف در غیر صیغ حاضر ولائے نہی در ہمہ صیغہا آید حسب بیان محققین.................

اوران اور لام امر اور لائے نہی بھی لم کی مثل عمل کرتے ہیں ان یفعل آخر تک معلوم اور مجہول کی گردان کر لینی چاہیے۔ لام امر مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور معروف میں حاضر کے صیغوں کے علاوہ میں، اور لائے نہی تمام صیغوں میں آتا ہے۔ محققین کے بیان کے مطابق...

بولتے لیکن "ندم فلان ولمّا" بولتے ہیں یہاں ینفعه الندم مقدر ہے؛ کیونکہ لمّا میں حرف کی زیادتی محذوف کے قائم مقام ہے۔

قوله وان ولام امر ولائے نہی الخ:۔ مناسب یہ تھا کہ ان کو شرطیہ کے ساتھ مقید کرتے تا کہ ان نافیہ، زائدہ اور مخففہ من المثقلہ خارج ہو جاتا۔ لام کو امر کے ساتھ مقید کیا تا کہ لام جارہ اور لام کَیْ خارج ہو جائے۔ لا کو نہی سے مقید کیا تا کہ لا نافیہ اور مؤکدہ خارج ہو جائے۔

قوله غير صيغ حاضر:۔ اس جگہ مصنف نے بصریوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے جن کے نزدیک امر حاضر معروف میں لام امر نہ لفظاً ہوتا ہے نہ تقدیراً کیونکہ بصریوں کے نزدیک امر حاضر مبنی اور موقوف ہوتا ہے اس کے برعکس کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ امر حاضر معروف لام امر مقدر کی وجہ سے مجزوم ہوتا ہے۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَلْتَفْرَحُوْا﴾ کو جو کہ ایک قرأت ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "لِتَاخُذُوْا مَصَافَّكُمْ" کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں یعنی ان ارشادات سے ثابت ہے کہ امر حاضر میں بھی لام ہوتا ہے مگر عموماً کثرت استعمال کی وجہ سے مقدر ہوتا ہے اور لام کے اتباع میں تائے مخاطب بھی حذف کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمزہ وصل کی بعض مواضع میں ضرورت پڑتی ہے، بصریوں کے نزدیک امر حاضر معروف کا لام کے ساتھ استعمال خلاف قیاس ہے۔

قوله حسب بيان محققين:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس عبارت میں چند چیزوں کا افادہ فرمایا ہے:

۱۔ لائے نہی چونکہ لم جازمہ جیسا عمل کرتا ہے اس لیے لائے نہی کی بحث لم کی بحث کے بعد رکھی گئی ہے۔

۲۔ نہی اور امر مجہول بالام کی گردان یکجا کرنی چاہیے نہ کہ حاضر کی الگ غائب کی الگ۔

۳۔ امر حاضر چونکہ فعل کی اقسام ثلثہ میں ایک مستقل قسم ہے اور لام کے بغیر ہے نیز مبنی ہے لہٰذا اسکی گردان الگ کرنا ضروری ہے۔

۴۔ امر بالام جب مضارع مجزوم بالام ہے تو اس کو مضارع مجزوم بلم کے ساتھ اس لیے ذکر نہیں کیا گیا کہ لام امر کی وجہ سے اسکو امر سے مناسبت ہے۔

صیغہائے امر مجہول بالام راوہم صیغہائے نہی رامتفرق کردن پسندیدہ نیست مثل بحث لم ابحاث اینہارا ہم باید داشت البتہ تفریق گردان امر معروف ضرورست چہ امر حاضر ازاں بے لام آید وقسم ثالث فعل است پس صیغ امر علیحدہ نوشتہ خواہد شد امر بالام ہموں جا بمعرض نگارش خواہد آمد للمناسبۃ صیغ نہی اینجا نوشتہ میشود بحث نہی معروف: لَایَفْعِلُ لَایَفْعِلَا لَایَفْعِلُوْا لَاتَفْعِلُ لَاتَفْعِلَا لَایَفْعِلْنَ لَاتَفْعِلُوْا لَاتَفْعِلِیْ لَاتَفْعِلْنَ لَاأَفْعِلُ لَانَفْعِلُ بحث نہی مجہول: لَایُفْعَلُ لَایُفْعَلَا الی آخرہ درفعل مضارع مجزوم بلم ودیگر جوازم اگر لام کلمہ حرف علت باشد بیفتد چوں لَمْ یَدْعُ و لَمْ یَرْمِ و لَمْ یَخْشَ ولَمَّا یَدْعُ واِنْ یَّدْعُ ولِیَدْعُ ولَا یَدْعُ وھٰکَذَا برائے تاکید درفعل مضارع..

امر مجہول بالام اور نہی کے صیغوں کی الگ الگ گردان کرنا پسندیدہ نہیں ہے لم کی بحث کی مثل انکی گردان یکجا کرنی چاہیے۔ البتہ امر حاضر معروف کی گردان کو جدا کرنا ضروری ہے کیونکہ امر حاضر معروف اس سے بغیر لام کے آتا ہے اور وہ فعل کی تیسری قسم ہے۔ لہٰذا امر کے صیغے الگ لکھے جائیں گے۔ امر بالام اسی جگہ لکھنے میں آئے گا، لم کی مناسبت کی وجہ سے نہی کے صیغے اسی جگہ لکھے جاتے ہیں۔ بحث نہی مجہول: لایُفْعَلُ الخ۔ فعل مضارع جو لم یا دیگر جوازم سے مجزوم ہو اگر اس کے آخر میں حرف علت ہو تو گر جاتا ہے، جیسے لم یدع الخ وھٰکذا۔ فعل مضارع میں تاکید کیلئے..

قولہ در فعل مضارع:۔ جیسا کہ قانونچہ میں ہے

ہر حرف علت داساکن آخر فعل مضارع آوے ۔۔۔ وقت دخول جوازم واجب حذف کیتا جاوے

اس کی وجہ یہ ہے کہ مضارع یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ میں واؤ اور یاء ضمہ کے ثقیل ہونے کی وجہ سے ساکن ہوگئی ہیں اور یَخْشیٰ میں یا الف ہوگئی ہے، یعنی ہر سہ مضارع کے آخر میں حرکت باقی نہیں رہی، جب حروف جازم مضارع پر آئے اور انہوں نے اپنا عمل یعنی مضارع کے آخر سے حرکت ساقط کرنا چاہا جو کہ پہلے ساقط ہو چکی تھی لہٰذا حرکت کی بجائے جوازم نے حرکت کی فرع یعنی واو، یا اور الف کو ساقط کر دیا۔

قولہ برائے تاکید:۔ سوال:۔ لام تاکید مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسا کہ قانونچہ عجیبہ میں ہے:

لام تاکیدی مضارع را کند با حال خاص ۔۔۔ نیز سین وسوف ورا سازد باستقبال خاص

اور نون تاکید زمانہ استقبال کے ساتھ پس مضارع میں ان دونوں کے بیک وقت آنے کا مطلب یہ ہوا کہ مضارع میں متنافیین جمع ہو گئے ہیں یعنی بیک وقت مضارع حال اور استقبال پر دلالت کر رہا ہے جو کہ صحیح نہیں۔

لام تاکید مفتوحہ ونون تاکید ثقیلہ وخفیفہ می آید۔ لام دراول ونون درآخر داخل میشود وثقیلہ مشدد باشد ودر ہمہ صیغ می آید وخفیفہ ساکن ودر تثنیہ وجمع مؤنث نمی آید ودر باقی صیغ می آید۔

لام تاکید مفتوحہ اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ آتا ہے۔ لام تاکید اول اور نون آخر میں آتا ہے، ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور تمام صیغوں میں آتا ہے اور خفیفہ ساکن اور تثنیہ وجمع مؤنث میں نہیں آتا اور باقی صیغوں میں آتا ہے۔

جواب:۔ لام تاکید دو معنی کا فائدہ دیتا ہے ایک تاکید کا اور دوسرا زمانہ حال کا لیکن نون کے ساتھ صرف مفید تاکید ہوتا ہے۔ اور حال کے معنی سے مجرد ہوتا ہے، کیونکہ بحسب عادت تاکید کے لائق وہ ہے جو موجود نہیں ہے اور وہ مستقبل ہے۔

قولہ لام تاکید مفتوحہ:۔ مضارع پر داخل لامِ تاکید مفتوح ہوتا ہے، اس لیے کہ حرف لام مبنی ہے اور اصل بنا میں سکون ہے تو اصل کے لحاظ سے اس لام کو ساکن ہونا چاہیے تھا لیکن ابتداء بساکن چونکہ متعذر ہے لہٰذا اسکو فتحہ دیا گیا کیونکہ سکون اور فتحہ کے اندر خفیف ہونے میں قوی مناسبت پائی جاتی ہے۔

فائدہ:۔ نون ثقیلہ وخفیفہ افادۂ تاکید میں برابر ہیں مگر خلیل کے نزدیک ثقیلہ افادۂ تاکید میں ابلغ ہے کیونکہ اس میں دو حرف ہوتے ہیں اور زیادتی بنا غالباً معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ سورۂ یوسف میں ہے ﴿لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصَّاغِرِيْنَ﴾ اس آیت کریمہ میں مضارع مؤکد بنون ثقیلہ وخفیفہ مذکور ہے کیونکہ "لیکونا" کا الف نون خفیفہ سے تبدیل شدہ ہے مگر اول کے معنی میں دوسرے کی نسبت زیادہ شدت وتاکید ہے اس لیے کہ امرأۃ عزیز حضرت یوسف علیہ السلام کے صاغر ہونے کی نسبت آپ کے قید ہونے پر زیادہ حریص تھی، بایں امید کہ میرے گھر میں مقید ہوں گے تو بآسانی زیارت کر سکوں گی۔

قولہ ودر تثنیہ وجمع مؤنث نمی آید:۔ یعنی نون خفیفہ تثنیہ وجمع مؤنث میں نہیں آتا، بصریوں کے نزدیک تو اس لیے نہیں آتا کہ اس کی نظیر یعنی نون ثقیلہ کے جمع مؤنث کے صیغہ میں برائے ضرورت الف فاصل آتا ہے جو کہ نون خفیفہ کے لحوق کے وقت بھی آئے گا حملاً للنظیر علی النظیر پس اس صورت میں الف تثنیہ والف فاصل کے بعد نون خفیفہ آئے تو التقائے ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا اور الف حذف کرنے سے واحد سے التباس لازم آئے گا، اس لیے ان صیغ میں الف کے بعد نون خفیفہ نہیں آتا۔ کوفیوں کے نزدیک چونکہ نون خفیفہ ثقیلہ کی فرع ہے لہٰذا جس طرح کہ صیغہ جمع میں بوقت دخولِ نون ثقیلہ الف فاصل آتا ہے اس کی اتباع میں فرع یعنی نون خفیفہ کی صورت میں بھی آئے گا پس اگر نون خفیفہ تثنیہ وجمع مؤنث میں آئے تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا۔

فائدہ:۔ کوفیوں کے نزدیک نون خفیفہ ثقیلہ کی فرع ہے کیونکہ یہ ثقیلہ سے مخفف ہے مگر بصریوں کے نزدیک چونکہ نون ثقیلہ وخفیفہ بعض احکام میں ایک دوسرے کے متباین ہیں مثلاً کبھی خفیفہ حذف ہو جاتا ہے جیسے لَاتُهِيْنَ الْفَقِيْرَ میں اور وقف کی حالت میں

ماقبل نون ثقیلہ دریَـفْعَلُ وتَفْعَلُ واَفْعَلُ ونَفْعَلُ مفتوح میشود ونون اعرابی درصیغ تثنیہ وجمع مذکر وواحد مؤنث حاضر می افتد پس الف تثنیہ باقی میماند ونون ثقیلہ بعد آں مکسور میگردد چوں لَیَفْعَلانِّ..................

یفعل، تفعل، افعل اور نفعل میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور نون اعرابی تثنیہ وجمع مذکر اور واحد مؤنث کے صیغوں میں ساقط ہوجاتا ہے، پس تثنیہ کا الف باقی رہتا ہے اور اس کے بعد نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے۔ جیسے لیفعلانّ..................................

الف ہوجاتا ہے جیسے ولیکونًا میں اور یہ دونوں امر ثقیلہ میں ممتنع ہیں اسی طرح ثقیلہ تو الف کے بعد آتا ہے مگر خفیفہ نہیں آتا لہٰذا ان میں سے کوئی دوسرے کی فرع نہیں، چنانچہ قانونچہ عجیبہ میں ہے

ہر دو ایں نون رابنز دبصریاں داں مستقل   خاص بامستقبل طلبی بگردد متصل

یعنی بصریوں کے نزدیک نون ثقیلہ وخفیفہ میں سے ہر ایک مستقل ہے کوئی دوسرے کی فرع نہیں اور اکثر یہ ایسے مستقبل پر داخل ہوتے ہیں جس میں طلب کے معنی پائے جاتے ہوں۔

قولہ ماقبل نون ثقیلہ دریفعل و تفعل :۔ نون ثقیلہ کا ماقبل ان صیغوں میں مضارع کی جانب فعلیت قوی ہوجانے کی وجہ سے مفتوح ہوتا ہے اس لیے کہ اصل افعال میں بنا ہے اور فعل مضارع اسم فاعل کی مشابہت کی وجہ سے خلاف اصل یعنی معرب ہوتا ہے مگر جب اس کے آخر میں نون ثقیلہ آئے تو نون تاکید کے فعل کے خواص سے ہونے کی وجہ سے مضارع کی جانب فعلیت قوی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے مضارع مبنی بر فتح ہوجاتا ہے کیونکہ فتح خفیف ہے۔

قولہ ونون اعرابی:۔ یعنی تثنیہ وجمع مذکر اور واحد مؤنث کے صیغوں سے نون اعرابی گر جاتا ہے، قانونچہ میں ہے:

لاحق نون ثقیل خفیفہ داخل ناصب جازم   نون اعرابی حذف کریندے جانو واجب لازم

وجہ حذف یہ ہے کہ اتصال نون سے مضارع کے آخر کو وسط کا حکم حاصل ہوجاتا ہے اور اعراب یا نون اعرابی وسط کلمہ میں نہیں آتے۔

قولہ الف تثنیہ باقی میماند:۔ اگرچہ الف کے حذف کا مقتضی موجود ہے یعنی التقاء ساکنین علی غیر حدہ مگر الف باقی رہتا ہے تاکہ واحد کے ساتھ التباس نہ ہو۔

سوال:۔ التباس تو نون کی حرکت سے رفع ہوسکتا ہے کیونکہ صیغہ واحد میں نون ثقیلہ مفتوح ہوتا ہے اور تثنیہ میں مکسور جب مانع التباس موجود ہے تو الف حذف کرنا چاہیے۔

جواب:۔ صیغہ تثنیہ میں نون کا کسرہ الف کی وجہ سے ہوتا ہے جب الف مقتضی کسرہ حذف ہوجائے گا تو نون کی حرکت مانع التباس نہیں ہوگی کیونکہ اصل حرکت فتح واپس آجائے گی۔

سوال:۔ نون تثنیہ کیوں مکسور ہوتا ہے؟

جواب:۔ حرکت کسرہ متوسط ہے یعنی ضمہ وفتح کے مابین ہے ایسے ہی تثنیہ، جمع اور واحد کے مابین (درمیان) ہے پس متوسط کو

وواؤ جمع مذکر و یائے مؤنث حاضر می افتد وضمۂ ماقبل واو وکسرۂ ماقبل یا باقی میماند چوں لَیَفْعَلُنَّ لَتَفْعَلِنَّ . ودر جمع مؤنث غائب وحاضر میان نون جمع ونون ثقیلہ الف می آرند تا اجتماع سہ نون لازم نیاید چوں لَیَفْعَلْنَانِّ و لَتَفْعَلْنَانِّ ودریں ہر دو ہم نون ثقیلہ مکسور می باشد..

اور جمع مذکر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یاء حذف ہو جاتی ہے اور واؤ کے ماقبل کا ضمہ اور یاء کے ماقبل کا کسرہ باقی رہتا ہے۔ جیسے لَیَفْعَلُنَّ اور لَتَفْعَلِنَّ اور جمع مؤنث غائب وحاضر میں نونِ جمع ونون ثقیلہ کے درمیان الف لے آتے ہیں تا کہ تین نون کا اجتماع لازم نہ آئے۔ جیسے لَیَفْعَلْنَانِّ اور لَتَفْعَلْنَانِّ، اور ان دونوں صیغوں میں بھی نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے۔..

حرکت متوسط دیگر تثنیہ کے نون کو مکسور کیا۔

قولہ و واؤ جمع مذکر:۔ نون ثقیلہ کے لاحق ہونے سے جمع مذکر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یا حذف ہو جاتی ہے۔

سوال:۔ ان صیغوں میں التقاء ساکنین علی حدہ ہے جو کہ جائز ہے تو واو اور یا کو کیوں حذف کیا جاتا ہے؟

جواب:۔ واؤ ویاء کے ماقبل کی حرکت ان کے حذف پر دلالت کرتی ہے جس سے مافات کی تلافی ہو جاتی ہے اور کلمہ بھی ثقل سے نکل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ واؤ ویاء کا حذف اس شرط سے مشروط ہے کہ وہ مدہ ہو ورنہ واؤ ویاء کو حذف نہیں کرتے بلکہ واو کو ضمہ دیتے ہیں جیسے اخشوُنَّ اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں جیسے اخشیِنَّ۔

قولہ و در جمع مؤنث:۔ جمع مؤنث غائب وحاضر میں نون جمع ونون ثقیلہ کے درمیان الف فاصل لاتے ہیں تا کہ تین نون جمع نہ ہوں اور الف کی تخصیص اس کی خفت کی وجہ سے ہے۔

سوال:۔ اجتماعِ سہ نون لَنَکُوْنَنَّ میں بلکہ چہار نون یَمُنَّنَّ میں موجود ہے مگر الف نہیں آیا؟

جواب:۔ تین نون زائدہ کا جمع ہونا مکروہ ہے اور امثلہ مذکورہ میں تمام نون زائدہ نہیں۔

سوال:۔ لَنْ نَنْصَرِفَ میں تو ہر سہ نون زائدہ ہیں الف فاصل کیوں نہ لایا گیا؟

جواب:۔ اس کا تیسرا نون علامت انفعال ہونے اور تمام متصرفات میں پائے جانے کی وجہ سے گویا کہ اصلی ہے۔

سوال:۔ لَیَکُوْنَنَّ میں تین نون جمع ہیں۔

جواب:۔ یہ تینوں نون زائدہ نہیں بلکہ پہلا نون اصلی ہے اور ممنوع تین نون زائدہ کا اجتماع ہے۔

سوال:۔ قرآن کریم میں تین نون یکجا آئے ہیں جیسے لُمُتَنَّنِیْ

جواب:۔ یہاں تیسرا نون مفید معنی نہیں بلکہ نون وقایہ ہے، یعنی فعل کے آخر کو کسرہ سے محفوظ رکھنے والا، لہٰذا یہ اجتماع جائز ہے۔

سوال:۔ باقی مقامات میں نون ثقیلہ مفتوح کیوں ہوتا ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ نون ثقیلہ ثقیل اور فتح خفیف ہے۔

بالجملہ بعد الف نون ثقیلہ مکسور میباشد ودر دیگر جاہا مفتوح ونون خفیفہ در غیر تثنیہ وجمع مؤنث حال مثل نون ثقیلہ دارد ومضارع بدر آمدن نون ثقیلہ وخفیفہ خاص بمستقبل میگردد۔ لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَیَفْعُلَنَّ لَیَفْعِلَانِّ لَیَفْعُلُنَّ لَتَفْعُلَنَّ لَتَفْعُلَانِّ لَیَفْعُلْنَانِّ لَتَفْعَلُنَّ لَتَفْعِلِنَّ لَتَفْعُلْنَانِّ لَاَفْعُلَنَّ لَنَفْعِلَنَّ مجہول: لَیُفْعَلَنَّ تا آخر۔ لام تاکید با نون خفیفہ در فعل مستقبل معروف: لَیَفْعِلَنْ لَیَفْعُلُنْ لَتَفْعُلَنْ لَتَفْعِلُنْ لَتَفْعِلِنْ لَاَفْعُلَنْ لَنَفْعِلَنْ مجہول: لَیُفْعَلَنْ تا آخر۔ در امر ونہی ہم نون ثقیلہ ونون خفیفہ می آید ذکر امر بعد ازیں خواہد آمد۔ نہی معروف با نون ثقیلہ: لَایَفْعُلَنَّ لَایَفْعِلَانِّ لَایَفْعُلُنَّ لَاتَفْعِلَنَّ لَاتَفْعِلَانِّ لَایَفْعُلْنَانِّ لَاتَفْعَلُنَّ لَاتَفْعِلِنَّ لَاتَفْعِلْنَانِّ لَااَفْعِلَنَّ لَانَفْعِلَنَّ مجہول: لَایُفْعَلَنَّ تا آخر۔ نون ثقیلہ وخفیفہ در فعل مضارع بعد امّا شرطیہ ہم می آید بطریقۂ خود چوں اِمَّا یَفْعِلَنَّ تا آخر واِمَّا یَفْعِلَنْ تا آخر۔

خلاصہ یہ کہ الف کے بعد نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور باقی مقامات میں مفتوح ہوتا ہے۔ اور نون خفیفہ کا حال تثنیہ وجمع مؤنث کے غیر میں نون ثقیلہ کی مانند ہے، اور مضارع نون ثقیلہ وخفیفہ کے ساتھ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔ لام تاکید با نون ثقیلہ مستقبل معروف میں: لیفعلنّ الخ۔ مجہول لیُفعلنّ الخ۔ لام تاکید با نونِ خفیفہ معروف لیفعلنْ الخ۔ مجہول: لیُفعلَنْ الخ۔ امر اور نہی میں بھی نون ثقیلہ وخفیفہ آتا ہے۔ امر کا ذکر اس کے بعد آئے گا۔ نہی معروف با نون ثقیلہ: لایفعلنّ الخ۔ مجہول: لایُفعلنّ الخ۔ نون ثقیلہ و خفیفہ فعل مضارع میں امّا شرطیہ کے بعد بھی اپنے طریقہ پر آتا ہے، جیسے امّا یفعلنّ الخ اور امّا یفعلنْ الخ۔

قولہ نون خفیفہ در غیر تثنیہ وجمع الخ:۔ نون خفیفہ تثنیہ وجمع مؤنث کے علاوہ دیگر تمام صیغوں میں ثقیلہ کی طرح ہے اور تثنیہ وجمع کے صیغوں میں نہیں آتا تاکہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم نہ آئے، اور الف یا نون کو حرکت دیکر اس لزوم سے بچنا صحیح نہیں کیونکہ ان کو حرکت دینا خلاف وضع ہے۔

قولہ مضارع بدر آمدن الخ:۔ فعل مضارع نون ثقیلہ وخفیفہ داخل ہونے سے زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے یعنی زمانہ حال کے معنی اس میں باقی نہیں رہتے۔

فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف مضارع کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ بحث مضارع کی ہے ورنہ نون ثقیلہ وخفیفہ مضارع کے علاوہ امر، نہی اور دعا وغیرہ پر بھی آتا ہے اور یہی افادہ کرتا ہے اور کبھی نون ثقیلہ ماضی پر بھی آتا ہے جس سے ماضی بمعنی استقبال ہو جاتی ہے مثل قولہ علیہ السلام فَاِمَّا اَدْرَکَنَّ مِنْکُمُ الدَّجَّالَ.

فائدہ:۔ مصنف کے کلام سے معلوم ہوا کہ نون اعرابی کے حذف میں صرف نون ثقیلہ کو دخل ہے لام کو اس میں بالکل دخل نہیں ہے اسی لیے اِمَّا تَرَیِنَّ میں نون اعرابی حذف ہو گیا ہے۔

وامر حاضر از فعل مضارع میگیرند بایں وضع کہ علامت مضارع را حذف می کنند پس اگر مابعد علامت مضارع متحرک ست در آخر وقف میکنند چوں عِدْ از تَعِدُ واگر ساکن است ہمزۂ وصل دراول می آرند مضموم اگر عین مضموم باشد چوں اُنْصُرْ از تَنْصُرُ ومکسور اگر عین مکسور باشد یا مفتوح چوں اِضْرِبْ از تَضْرِبُ وافْتَحْ از تَفْتَحُ ودر آخر وقف میکنند ونون اعرابی ساقط شود ونون جمع بحال خود ماند وحرف علت ہم از آخر حذف شود چوں اُدْعُ از تَدْعُوْ واِرْمِ از تَرْمِیْ واِخْشَ از تَخْشٰی۔ امر حاضر معروف: اِفْعَلْ اِفْعَلَا اِفْعَلُوْا اِفْعَلِیْ اِفْعَلْنَ.

اور امر حاضر کو فعل مضارع حاضر سے اس طرح بناتے ہیں کہ علامت مضارع کو حذف کرتے ہیں، پس اگر علامت مضارع کا بعد متحرک ہے تو آخر میں وقف کرتے ہیں، جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور اگر ساکن ہے تو ہمزہ وصل مضموم شروع میں لاتے ہیں اگر عین کلمہ مضموم ہو، جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ، اور ہمزہ وصلی مکسور لاتے ہیں اگر عین کلمہ مکسور ہو یا مفتوح ہو، جیسے تضرب سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ، اور آخر میں وقف کرتے ہیں، اور نون اعرابی ساقط ہو جاتا ہے اور نون جمع اپنے حال پر باقی رہتا ہے اور حرف علت بھی آخر سے حذف ہو جاتا ہے، جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ اور تَرْمِیْ سے اِرْمِ اور تَخْشٰی سے اِخْشَ۔ امر حاضر معروف: افعل افعلا الخ۔

قولہ علامت مضارع را حذف می کنند:۔ مصنف نے بصریوں کے مذہب کو اختیار کیا جن کے نزدیک صرف تاء کو حذف کر کے امر بنایا گیا ہے نہ تاء اور لام کو جیسا کہ وہ کوفیین کا مذہب ہے، قانونچہ عجیبہ میں یہ قاعدہ اس طرح نظم کیا گیا ہے:

چوں بناء حاضر معلوم از غابر کنی	نزد بصریہ فقط تاء خطابی افگنی
بعد حذفش گر بود متحرکش برجا گذار	ورنہ او را ہمزۂ مکسور در اول در آر
لیک ثالث گر بود مضموم، مضموم آوری	نحو اُکْرِمْ ہمزہ محذوفہ اش اول بری

قولہ ہمزہ وصل دراول می آرند:۔ تا کہ ابتدا بالساکن لازم نہ آئے چونکہ ہمزہ مبدأ مخارج سے ہے اس لیے ابتدا میں لایا جاتا ہے اور حروف علت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو کہ عموماً زائد کیے جاتے ہیں۔

فائدہ:۔ وصل کا معنی ہے ملانا، چونکہ یہ ہمزہ حرف ساکن کو اپنے سے ملا دیتا ہے یا قرأت میں ساقط ہو کر اپنے مابعد کو ماقبل سے ملا دیتا ہے یا ابتدا بالساکن کی وجہ سے متکلم جو کہ اپنے مطلوب یعنی تکلم تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس کو پہنچا دیتا ہے اس لیے اس کو ہمزہ وصل کہتے ہیں۔

قولہ ومکسور اگر عین:۔ اگر عین مکسور ہو تو اول میں ہمزہ مکسور لایا جاتا ہے کیونکہ یہ حرف ہے جو کہ ساکن الاصل ہے اور ساکن کو حرکت کسرہ کی دی جاتی ہے، نظر برآں ہمزہ میں کسرہ اصل ہے اور اُنْصُرْ وغیرہ میں ہمزہ کو ضمہ دیا جاتا ہے تا کہ کسرہ سے بسوئے ضمہ خروج لازم نہ آئے۔

امر غائب و متکلم معروف: لِيَفْعُلْ لِيَفْعِلَا لِيَفْعُلُوْا لِتَفْعُلْ لِتَفْعُلَا لِيَفْعُلْنَ لَاَفْعُلْ لِنَفْعُلْ امر مجہول لِيُفْعَلْ لِيُفْعَلَا لِيُفْعَلُوْا لِتُفْعَلْ لِتُفْعَلَا لِيُفْعَلْنَ لِتُفْعَلْنَ لِتُفْعَلُوْا لِتُفْعَلِيْ لِتُفْعَلْنَ لِاُفْعَلْ لِنُفْعَلْ امر حاضر معروف با نون ثقیلہ اُفْعُلَنَّ اُفْعُلَانِّ اِفْعُلُنَّ اُفْعُلُنَّ اِفْعِلِنَّ اُفْعُلْنَانِّ با نون خفیفہ اُفْعُلَنْ اُفْعُلُنْ اُفْعِلِنْ امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ: لَيَفْعُلَنَّ لَيَفْعُلَانِّ لَيَفْعُلُنَّ لَتَفْعُلَنَّ لَتَفْعُلَانِّ لَيَفْعُلْنَانِّ لَاَفْعُلَنَّ لَنَفْعُلَنَّ امر مجہول با نون ثقیلہ لَيُفْعَلَنَّ لَيُفْعَلَانِّ لَيُفْعَلُنَّ تا آخر مضارع مجہول جز اینکہ لامش مکسور ست امر مجہول با نون خفیفہ لِيُفْعَلَنْ تا آخر مثل مضارع۔

فصل دوم در بیان اسمائے مشتقہ: شش اسم از فعل مشتق میشوند اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم آلہ، اسم ظرف۔ فاعل کہ دلالت کند بر کنندۂ کار از ثلاثی مجرد مطلقاً بر وزن فَاعِلٌ آید

امر غائب و متکلم معروف: لِيَفْعُلْ الخ۔ امر مجہول: لِيُفْعَلْ الخ۔ امر حاضر معروف با نون ثقیلہ: اُفْعُلَنَّ الخ۔ با نون خفیفہ افعلن الخ۔ امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ: لَيَفْعُلَنَّ الخ۔ با نون خفیفہ: لَيَفْعُلَنْ الخ۔ امر مجہول با نون ثقیلہ: لَيُفْعَلَنَّ الخ مضارع مجہول کے آخر تک سوائے اس کے کہ لام امر مکسور ہے۔ امر مجہول با نون خفیفہ: لَيُفْعَلَنْ آخر تک مضارع کی مثل۔

فصلِ دوم اسمائے مشتقہ کے بیان میں فعل سے چھ اسم مشتق ہوتے ہیں: اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، صفت مشبہ، اسم آلہ، اسم ظرف۔ فاعل جو کہ کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے ثلاثی مجرد سے بغیر کسی قید کے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:۔ اگر اُنْصُرْ میں ہمزہ وصل کو حرکت کسرہ دی جائے تو خروج الی الضمہ لازم نہیں آتا بلکہ خروج الی الساکن لازم آتا ہے جو کہ ثقیل نہیں

جواب:۔ فاء کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے ساقط الاعتبار اور حاجز ضعیف ہے لہٰذا خروج الی الضمہ لازم آئے گا۔

فائدہ:۔ بعض کے نزدیک ہمزۂ وصل کی حرکت عین کلمہ کے تابع ہوتی ہے اس لیے اُنْصُرْ میں مضموم اور اِضْرِبْ میں مکسور آتا ہے اور اِفْتَحْ میں ہمزہ کو فتح نہیں دیتے تاکہ مضارع معلوم سے بحالت وقف ملتبس نہ ہو، اسی کو مصنف نے اختیار فرمایا ہے۔

قولہ تا آخر مضارع مجہول:۔ یعنی امر مجہول با نون ثقیلہ کی مضارع مجہول با نون ثقیلہ کی مثل گردان کر لینی چاہیے، ان میں صرف اس قدر فرق ہے کہ لام امر مکسور ہے اور مضارع کا لام مفتوح ہے جیسے لَيَضْرِبَنَّ کیونکہ مضارع میں لام تاکید کیلئے ہے اور لام تاکید ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ فَاعِلٌ واحد مذکر کیلئے ہے اور فَاعِلَانِ تثنیہ مذکر کیلئے مگر بصریوں کے نزدیک ہر دو وزن مؤنث کیلئے بھی آتے ہیں جیسے حَائِضٌ، حَائِضَانِ، حَامِلٌ، حَامِلَانِ لیکن کوفیوں کے نزدیک ہر دو وزن مذکر کے ساتھ خاص ہیں اور حائض حائضان میں ان کے نزدیک تا مقدر ہے مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ حَامِلَةٌ تا کے ساتھ بھی آیا ہے تو تاء مقدر کرنے میں کیا نکتہ ہے۔ خلیل کے نزدیک یہ دونوں اسم فاعل نہیں بلکہ اسم فاعل کے ملحقات سے ہیں یعنی حامل بمعنی صاحب حمل اور حائض بمعنی صاحب حیض۔

بحث اسم فاعل: فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلَيْنِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلِيْنَ فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَتَيْنِ فَاعِلَاتٌ تثنیہ بحالت رفع بالف آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مفتوح بود و نون تثنیہ مکسور باشد و جمع بحالت رفع بواو آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مکسور باشد و نون جمع مفتوح بود۔ اسم مفعول کہ دلالت کند بر ذاتیکہ فعل برو واقع شدہ باشد از ثلاثی مجرد بر وزن مفعول آید۔

بحث اسم فاعل: فَاعِلٌ الخ اسم فاعل کا تثنیہ بحالت رفع الف کے ساتھ آتا ہے اور نصب و جر کی حالت میں یاء کے ساتھ جس کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور تثنیہ کا نون مکسور ہوتا ہے، اور جمع رفع کی حالت میں واؤ کے ساتھ آتی ہے اور نصب و جر کی حالت میں یاء کے ساتھ جس کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور جمع کا نون مفتوح ہوتا ہے۔ اسم مفعول وہ ہے جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو، یہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے۔

سوال:۔ ثلاثی مجرد کے اسم فاعل میں الف کیوں زیادہ کرتے ہیں؟

جواب:۔ تاکہ مضارع کے تغیر پر دلالت کرے اور برائے زیادت اختصاص الف کی وجہ یہ ہے کہ الف حروف علت سے (جو کہ مستحق زیادتی ہوتے ہیں) خفیف ہے اور الف آخر میں زیادہ نہیں کیا تاکہ صیغہ اسم فاعل صیغہ تثنیہ ماضی سے ملتبس نہ ہو جائے، نیز آخر کلمہ محل اعراب ہوتا ہے اور الف ساکن الوضع ہے۔

قولہ فَاعِلٌ فَاعِلَانِ الخ :۔ یہ گردان اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اسم فاعل کے صرف چھ صیغے آتے ہیں کیونکہ یہ فعل کی فرع ہے اور فرع کا مرتبہ اپنے اصل سے کم ہوتا ہے لہٰذا اسم فاعل میں صرف صفات لازمہ یعنی وحدت، تثنیہ، وجمع اور تذکیر وتانیث کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے چھ صیغے لائے تاکہ فرع واصل میں برابری نہ ہو اور فعل میں صفات غیر لازمہ یعنی غیبت، خطاب اور تکلم کا بھی اعتبار کیا تاکہ اس کو فرع پر فوقیت حاصل ہو اور غیبت وغیرہ کو صفات غیر لازمہ سے اس لیے تعبیر کیا جاتا ہے کہ غائب کبھی حاضر بھی ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ مصنف نے تثنیہ اسم فاعل کی حالت رفعی اور نصبی وجری، ایسے ہی جمع کی حالت رفعی اور نصبی وجری بیان کر کے اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ تثنیہ کا الف اور جمع کا واؤ صرف علامت تثنیہ وجمع ہیں، ضمیر فاعل نہیں اس لیے کہ ہر دو حالت نصبی وجری میں یاء سے تبدیل ہو جاتے ہیں اور فاعل تبدیل نہیں ہوا کرتا، جیسے تثنیہ وجمع فعل میں الف اور واؤ علامت کے ساتھ ضمیر فاعل بھی ہیں اور نصبی و جری حالت میں الف اور واؤ ہی رہتے ہیں مثلاً هُمَا يَضْرِبَانِ هُمْ يَضْرِبُوْنَ لَنْ يَّضْرِبَا لَنْ يَّضْرِبُوْا لَمْ يَضْرِبَا لَمْ يَضْرِبُوْا.

قولہ اسم مفعول کہ دلالت کند الخ:۔ اسم مفعول جو اس چیز کو بتائے جس پر کہ کام واقع ہوا ہو ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے، غالبًا کی قید اس لیے نہیں لگائی کہ فَعِيْلٌ اور فَعُوْلٌ کے وزن پر آنا قلیل ہے والقلیل کالمعدوم۔

فائدہ:۔ اسم مفعول کے بھی چھ صیغے آتے ہیں اور اس کے صیغہ تثنیہ وجمع میں بھی الف اور واؤ صرف علامت ہیں جس کی وجہ اسم فاعل میں مذکور ہو چکی ہے۔

بحث اسم مفعول: مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ مَفْعُوْلَيْنِ مَفْعُوْلُوْنَ مَفْعُوْلِيْنَ مَفْعُوْلَةٌ مَفْعُوْلَتَانِ مَفْعُوْلَتَيْنِ مَفْعُوْلَاتٌ ۔ اسم تفضیل کہ دلالت کند بر زیادت معنی فاعلیت نسبت بدیگر بروزن اَفْعَلُ آید مگر از لون وعیب نمی آید چہ دریں ہر دو اَفْعَلُ برائے صفت مشبہ می آید چوں اَحْمَرُ و اَعْمٰی واز غیر ثلاثی مجرد نمی آید۔

بحث اسم مفعول: مفعول الخ۔ اسم تفضیل جو دلالت کرے زیادتی معنیٰ فاعلیت پر دوسرے کی نسبت، افعل کے وزن پر آتا ہے، لیکن لون اور عیب سے نہیں آتا، کیونکہ ان دونوں سے افعل صفت مشبہ کیلئے آتا ہے جیسے احمر اور اعمیٰ اور غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا۔

سوال:۔ اسم فاعل ثلاثی مجرد سے حرکات، سکنات اور تعداد حروف میں مضارع معروف کی مانند ہوتا ہے لہٰذا اسم مفعول کو مضارع مجہول کی مثل ہونا چاہیے یعنی یُفْعَلُ کے وزن پر مُفْعَلٌ ہونا چاہیے یہ مفعول کے وزن پر کیوں ہے؟

جواب:۔ اگر اسم مفعول ثلاثی مجرد سے مضارع مجہول کے وزن پر آئے تو باب افعال کے اسم مفعول سے ملتبس ہوگا اور التباس سے بچنا ضروری ہے۔ یعنی باب ضَرَبَ سے اگر مُضْرَبٌ کے وزن پر آئے تو مُکْرَمٌ سے ملتبس ہوگا۔

قولہ مگر از لون وعیب نمی آید:۔ جن اسماء صفت کے معنی رنگ یا عیب کے ہوں ان سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آتا بلکہ ان سے اسم تفضیل بنانا ہو تو مصدر پر لفظ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ لگا کر بناتے ہیں جیسے اَشَدُّ حُمْرَۃً و اَشَدُّ صَمَماً۔ لون وعیب سے اسم تفضیل کے اس وزن پر نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ جو مادے رنگ یا عیب پر دلالت کریں ان سے اس وزن پر افعل صفت (صفت مشبہ) آتا ہے جیسے اَحْمَرُ و اَعْوَرُ پس اگر ان سے افعل تفضیل کیلئے بھی آئے تو التباس لازم آئے گا مثلاً ھُوَ اَحْمَرُ میں معلوم نہیں ہوسکے گا کہ یہ افعل صفتی بمعنی ذو حُمرۃ یا افعل تفضیل بمعنی زائدۃ الحمرۃ ہے۔

سوال:۔ لون وعیب سے افعل تفضیل نہ آنے کی علت لزوم التباس سے بچنا اس وقت صحیح ہوسکتی ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ لون وعیب سے افعل صفت کی بنا پہلے ہے، ایسی صورت میں تو بلا شبہ التباس لازم آئے گا ورنہ التباس سے بچنے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ اس وزن پر افعل تفضیل آئے اور افعل صفت نہ آئے۔

جواب:۔ افعل صفت کی بنا اول ہونے پر یہ دلیل ہے کہ یہ مطلق صفت پر دلالت کرتا ہے اور افعل تفضیل صفت مع الزیادت پر اور مطلق مقید پر مقدم ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ لون یا عیب کے مادے سے افعل صفت کی بنا پہلے ہے لہٰذا اگر افعل تفضیل بنائیں تو التباس لازم آئے گا۔

قولہ واز غیر ثلاثی مجرد نمی آید:۔ اَفْعَلُ کا وزن تفضیل کیلئے صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے کیونکہ غیر ثلاثی مجرد سے یہ وزن کوئی حرف حذف کیے بغیر نہیں بن سکتا اور حذف سے لفظ ومعنی میں خلل واقع ہوگا۔ لفظ میں خلل واقع ہونا تو ظاہر ہے اور معنی میں اس طرح کہ اگر اَخْرَجَ کو استخرج سے اسم تفضیل قرار دیں تو استعمال میں یہ معلوم نہیں ہوسکے کہ یہ اِسْتَخْرَجَ سے بمعنی کثیر الاستخراج ہے یا خروج سے بمعنی کثیر الخروج ہے۔

فائدہ:۔ جس عیب سے افعل صفت آتا ہے اور افعل تفضیل نہیں آتا وہ عیب ظاہری ہے جیسے اَعْوَرَ اور اَعْمیٰ۔ اور اَجْھَلُ جو کہ

بحث اسم تفضیل: اَفْعَلُ اَفْعَلَانِ اَفْعَلَیْن اَفْعَلُوْنَ اَفْعَلِیْنَ اَفَاعِلُ فُعْلٰی فُعْلَیَانِ فُعْلَیَیْنِ فُعْلَیَاتٌ فُعَلٌ. اَفَاعِلُ جمع تکسیر مذکر ست وفُعَلٌ جمع تکسیر مؤنث اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَیَاتٌ جمع سالم۔ جمع سالم آنرا گویند کہ بنائے واحد دراں سلامت ماند در مذکر بواو ونون آید ودر مؤنث بالف وتا آید وجمع تکسیر آنکہ بنائے واحد دراں سلامت نماند۔ اسم تفضیل گاہے برائے زیادت معنی مفعولیت ہم می آید چوں اشھــــر بمعنی مشہورتر۔ صفت مشبہ آنکہ دلالت کند بر اتصاف ذاتی بمعنی مصدری بوضع ثبوت واسم فاعل دلالت میکند بر اتصاف بطور حدوث..........

بحث اسم تفضیل: اَفْعَلُ الخ۔ افاعل جمع تکسیر مذکر ہے اور فُعَلٌ جمع تکسیر مؤنث ہے افعلون اور فعلیات جمع سالم ہے۔ جمع سالم اس کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن باقی رہے، مذکر میں وہ واؤ اور نون کے ساتھ آتی ہے اور مؤنث میں الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے، اور جمع تکسیر وہ ہے کہ اسمیں واحد کا وزن باقی نہ رہے اور اسم تفضیل کبھی معنیٰ مفعولیت کی زیادتی کیلئے بھی آتا ہے: جیسے اشہر بمعنی زیادہ مشہور۔ صفت مشبہ وہ ہے جو معنی مصدری کے ساتھ کسی ذات کے بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے، اور اسم فاعل بطریق حدوث متصف ہونے پر دلالت کرتا ہے..

عیب باطنی ہے یہ وزن برائے تفضیل ہے کہتے ہیں فلان اجھل من زید فلاں زید سے زیادہ جاہل ہے۔

قولہ جمع سالم:۔ قانونچہ عجیبہ میں ہے:

چوں بجمعے وزن مفرد شد برابر نام وے ‌ ‌ ‌ ‌ است سالم ورنہ بیاشد مکسر نام وے

سوال:۔ اس تعریف کے مطابق ضاربات کو جو کہ ضاربۃ کی جمع ہے جمع تکسیر کہنا چاہیے کیونکہ مفرد کی تاء اس میں محذوف ہے۔

جواب:۔ مراد یہ ہے کہ جمع سالم بنانے کے وقت واحد کی بنا سالم ہو اور مسـلـمـات میں واحد کی تاء بعد میں حذف کی گئی یعنی مسلمتات سے واحد کی تاء حذف کی گئی ہے جس کا قاعدہ یہ ہے :

دو علامتہائے تانیثی کہ گردد مجتمع ‌ ‌ ‌ ‌ شد باسم وفعل از جنسے ومطلق ممتنع

فائدہ:۔ صفت مشبہ کی تعریف میں مذکور لفظ ثبوت سے مراد مقابل حدوث ہے یعنی وہ تحقق و وجود شیء جس میں کسی زمانہ کا لحاظ نہ ہو پس صفت مشبہ میں معنی مصدری کا ثبوت (وجود) تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ مقید نہیں ہوتا یعنی زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْہِ میں یہ نہیں مراد لیا جاسکتا کہ زید کیلئے حسن ایک وقت میں ثابت ہو اور دوسرے وقت میں ثابت نہیں بلکہ زید ہمیشہ کیلئے صفت حسن سے متصف ہے اسی لیے صفت مشبہ کے عمل کیلئے زمانہ شرط نہیں کیونکہ زمانہ حدوث کو مستلزم ہے اور صفت مشبہ ثبوت کیلئے موضوع ہے اور ثبوت وحدوث دو ضدیں ہیں جو کہ جمع نہیں ہوسکتیں لیکن اسم فاعل میں کسی ذات کیلئے معنی مصدری کا ثبوت (وجود) بطور حدوث یعنی کسی زمانہ کے ساتھ مقید ہوتا ہے مثلاً زید ضاربٌ، میں زید سے ضرب کا صدور ایک زمانہ میں ہے دوسرے میں نہیں یعنی زید صرف صدورِ ضرب کے زمانہ میں ضارب ہے۔

والہٰذا صفت مشبہ ہمیشہ لازم باشد اگر چہ از فعل متعدی آید پس فرق در سَامِعٌ و سَمِیْعٌ اینست کہ سامع دلالت میکند برذاتے کہ موصوف باشد بشنیدن چیزے بالفعل والہٰذا بعد آں مفعول آمدن میتواند چوں سَامِعٌ کَلَامَکَ و سَمِیْعٌ دلالت میکند برذاتے کہ موصوف بسمع باشد بطور ثبوت اعتبار تعلق بچیزے دراں ملحوظ نیست بلکہ عدم اعتبار تعلق بچیزے ملحوظ پس سَمِیْعٌ کَلَامَکَ نمیتواں گفت۔ اوزان صفت مشبہ بسیار ست چوں: صَعْبٌ صِفْرٌ صُلْبٌ حَسَنٌ خَشِنٌ نَدُسٌ زِئَمٌ بِلِزٌ حُطَمٌ جُنُبٌ اَحْمَر کَابِرٌ کَبِیْرٌ غَفُوْرٌ جَیِّدٌ جَبَانٌ هِجَانٌ شُجَاعٌ عَطْشَانٌ عَطْشٰی حُبْلٰی حَمْرَاءُ عُشَرَاءُ

اسی وجہ سے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے خواہ وہ فعل متعدی سے بنے، پس سامع اور سمیع میں فرق یہ ہے کہ سامع ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بالفعل سننے کے ساتھ متصف ہو، لہٰذا اس کے بعد مفعول آسکتا ہے جیسے سامع کلامک اور سمیع ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو سننے کے ساتھ بطور دوام متصف ہو اسمیں کسی چیز سے اس کا تعلق ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ عدم اعتبار تعلق ملحوظ ہوتا ہے لہٰذا سمیع کلامک نہیں کہہ سکتے۔ صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں جیسے صَعْبٌ الخ۔

قولہ والہٰذا صفت مشبہ الخ:۔ چونکہ صفت مشبہ ثبوت پر دلالت کرتی ہے اس لیے یہ ہمیشہ لازم آتی ہے عام ازیں کہ جس فعل سے صفت مشبہ مشتق ہے وہ ابتداء لازم ہو جیسے حَسُنَ یا وہ فعل ابتداء متعدی ہو مگر لازم کی طرف نقل کرنے کے اس سے صفت مشبہ بنائی گئی ہو جیسے سَمِیْعٌ اور رَحِیْمٌ جو کہ سَمِعَ اور رَحِمَ سے بعد النقل الی سَمُعَ و رَحُمَ مشتق ہیں پس رَحِیْم وہ ہے جس کی طبیعت میں رحم ہو اُسے رحیم نہیں کہہ سکتے جس میں یہ صفت کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔

قولہ:۔ پس فرق در سامع و سمیع:۔ سامع (اسم فاعل) اور سمیع (صفت مشبہ) میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ فاعل صفت سمع کے ساتھ فی الحال متصف ہے اور اس کے ساتھ یہ صفت ہر وقت لازم نہیں بلکہ جب تک کوئی بولنے والا بولتا رہے گا یہ سامع ہوگا اور جب وہ خاموش ہو جائے گا تو یہ سامع نہ رہے گا اور سمیع سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ صفت سمع کسی موصوف کے ساتھ لازم وثابت ہے اور اس کا تعلق کسی بولنے والے کے کلام کے ساتھ نہیں بلکہ سمیع میں کلام کرنیوالے کے ساتھ عدم تعلق ملحوظ ہوتا ہے اس لیے سمیع کلامک نہیں کہہ سکتے۔

قولہ بلکہ عدم اعتبار تعلق:۔ چیزے سے مراد مفعول ہے یعنی مسموع سے اس کا تعلق معتبر نہیں ہوتا بلکہ عدمِ اعتبار تعلق ملحوظ ہوتا ہے لہٰذا مفعول کا ذکر کر کے سمیع کلامک نہیں کہہ سکتے۔

قولہ اوزان صفت مشبہ:۔ صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں جنکا ضبط دشوار ہے لیکن فضلاء نے تتبع وتلاش کے بعد دو سو چالیس سے کچھ زائد بتائے ہیں اور یہ تمام سماع پر موقوف ہیں، مصنف نے ان میں سے مشہور اوزان کو ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

صَعْبٌ، دشوار از کرم۔ صِفْرٌ، خالی از سمع۔ صُلْبٌ، سخت از کرم۔ حَسَنٌ، اچھا از کرم۔ خَشِنٌ، سخت کھردرا از سمع۔

بحث صفت مشبہ: حَسَنٌ حَسَنَانِ حَسَنَيْنِ حَسَنُوْنَ حَسَنِيْنَ حَسَنَةٌ حَسَنَتَانِ حَسَنَتَيْنِ حَسَنَاتٌ

اسم آلہ کہ دلالت کند بر آلہ صدور فعل بر سہ وزن آید مِفْعَلٌ مِفْعَلَةٌ مِفْعَالٌ بحث اسم آلہ: مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مِنْصَرَيْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مِنْصَرَتَيْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مِنْصَارَيْنِ مَنَاصِيْرُ

بحث صفت مشبہ حسن الخ۔ اسم آلہ جو کہ صدور فعل کے آلہ پر دلالت کرتا ہے تین وزن پر آتا ہے۔ مِفْعَلٌ الخ۔ بحث اسم آلہ منصر الخ۔

نُدُسٌ، ذہین از سمع، زِئَمٌ، پراگندہ از ضرب بِلِزٌّ، موٹا۔ حُطَمٌ، پراگندہ از ضرب، جُنُبٌ، ناپاک از کرم۔ اَحْمَرُ، سرخ از کرم۔ کَابِرٌ، بزرگ از کرم۔ کَبِيْرٌ، بزرگ از کرم۔ غَفُوْرٌ، معاف کرنیوالا از ضرب۔ جَيِّدٌ، عمدہ از نصر ینصر۔ جَبَانٌ، بزدل از کرم۔ هِجَانٌ، سفید اونٹ از کرم۔ شُجَاعٌ، دلیر از کرم۔ عَطْشَانٌ، پیاسا از سمع۔ عَطْشٰى، پیاسی عورت از سمع۔ حُبْلٰى، حاملہ عورت از سمع۔ حَمْرَآءُ، سرخ عورت از کرم۔ عُشَرَآءُ، اونٹنی جس کے حمل کو دس ماہ ہو گئے ہوں، از نصر۔

قولہ اسم آلہ کہ دلالت کند الخ:۔ اسم آلہ جو فاعل سے فعل صادر ہونے کے ذریعے اور واسطہ پر دلالت کرتا ہے تین وزن پر آتا ہے، ان تین وزنوں کے علاوہ جو بضم المیم والعین آئے ہیں، جیسے مُدْهُنٌ اور مُسْعُطٌ سیبویہ کے نزدیک یہ اسم آلہ مشتق من الفعل نہیں بلکہ خاص برتنوں کے نام ہیں: یعنی مُدْهُنٌ تیل کے برتن کو کہتے ہیں اور مُسْعُطٌ اس کو جس میں ناک میں ڈالی جانے والی دوائی رکھی جاتی ہے۔

سوال:۔ مُدهنٌ کو اگر اسم آلہ نہ بنائیں بلکہ ایک خاص برتن کا نام قرار دیں تو معنی کے اعتبار سے کیا فرق ہوگا؟

جواب:۔ مُدهُنٌ جب تیل کے برتن کا نام ہوگا تو اس کا اطلاق ہر اس برتن پر ہو سکے گا جس کو تیل کیلئے بنایا گیا ہو اور ایسے برتن پر مُدْهُنٌ کا اطلاق نہیں ہوگا جس میں تیل ہو مگر وہ تیل کیلئے بنایا نہ گیا ہو، مثلاً پانی کے برتن میں تیل ڈال دیا جائے تو وہ برتن مُدْهُنٌ نہیں کہلائے گا لیکن اگر مدھن کو آلہ قرار دیں تو اس کا اطلاق ہر اس برتن پر ہوگا جس میں کہ تیل ہو حتی کہ اگر مشکیزہ میں تیل ڈال دیا جائے تو اس کو بھی مدھن کہہ سکیں گے جس طرح کہ مفتاح کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کے ذریعے تالا کھولا جائے خواہ وہ لوہے کی ہو یا لکڑی وغیرہ کی۔

فائدہ:۔ علامہ تفتازانی کہتے ہیں کہ آلہ صرف فعل متعدی سے آئیگا کیونکہ وہ فاعل کے فعل کا اثر مفعول تک پہنچانے کا فائدہ دیتا ہے اور فعل لازم کا مفعول نہیں ہوتا۔ لیکن جن کے نزدیک اسم آلہ وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ فعل کیا جائے یا جس سے فعل حاصل ہو ان کے نزدیک لازم سے بھی اسم آلہ آتا ہے جیسے مفتاح (چابی) اور مِحْلَبٌ (دودھ کا برتن)۔

قولہ بر سہ وزن آید:۔ اسم آلہ کے تین وزن آتے ہیں: مِفْعَلٌ مِفْعَلَةٌ مِفْعَالٌ ۔ لیکن حقیقت میں اسم آلہ کا وزن صرف ایک مِفْعَالٌ ہے اور مِفْعَلٌ بحذف الف مِفْعَالٌ سے مقصور ہے اور اسی طرح مِفْعَلَةٌ مِفْعَالٌ سے مقصور ہے مگر اس میں الف حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لائی گئی ہے۔

وگاہے بروزن فَاعَل آید چوں خاتم آلۂ ختم یعنی مہر کردن وعالم آلۂ دانستن مگر دریں قسم معنی اسمی غالب آمدہ علی الاطلاق بمعنی اشتقاقی مستعمل نیست ہر آلۂ ختم را خاتم وہر آلۂ علم را عالم نتواں گفت۔

اور کبھی فَاعَل کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے خَاتَم، آلۂ ختم یعنی مہر کرنے کا آلہ، اور عَالَم جاننے کا آلہ، مگر اس قسم میں اسمی معنی غالب آگئے ہیں۔ مطلقاً اشتقاقی معنی میں مستعمل نہیں ہے۔ ہر آلہ ختم کو خاتم اور ہر آلۂ علم کو عالم نہیں کہہ سکتے۔

سوال:۔ اگر اسم آلہ کے اوزان ثلثہ میں مفعال اصل ہے تو اس کو مؤخر کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ مِفْعَل مختصر ہے اور مِفْعَلَۃ کو اس کے ساتھ قصر میں مشابہت ہے۔

سوال:۔ اسم آلہ میں میم کو کسرہ کیوں دیا گیا ہے؟

جواب:۔ تا کہ اسم آلہ اور اسم ظرف میں فرق ہو جائے، اسم ظرف میں میم مفتوح ہوتا ہے اور آلہ میں مکسور۔

سوال:۔ برعکس کیوں نہیں کیا؟ یعنی اگر اسم آلہ کی میم کو فتح اور اسم ظرف کی میم کو کسرہ دیا جاتا تو فرق ہو جاتا۔ ایسا کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ اسم ظرف کثیر الاستعمال ہے کیونکہ ہر فعل سے آتا ہے برخلاف اسم آلہ کے وہ صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے اور وہ بھی سماع پر موقوف ہے یعنی ہر ثلاثی مجرد سے اس کا اشتقاق نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا میم کا فتح ظرف میں مناسب ہوا اور آلہ میں کسرہ۔ اور صیغہ مِفْعَالٌ میں اگرچہ الف کی وجہ سے اسم آلہ اور اسم ظرف میں امتیاز ہو جاتا ہے تاہم اس میں بھی مِفْعَلٌ و مِفْعَلَۃٌ کی تبعیۃ میں میم کو کسرہ دیدیا گیا۔

فائدہ:۔ اسم آلہ غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا کیونکہ اس کے اوزان کا غیر ثلاثی مجرد سے بنانا ممکن نہیں اور اس کے صرف تین صیغے واحد، تثنیہ اور جمع اس لیے ہیں کہ اس میں اور اسم ظرف میں تذکیر وتانیث نہیں کیونکہ تذکیر وتانیث فاعل کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ دونوں فاعل نہیں چاہتے لہٰذا ان میں صفات لازمہ سے صرف وحدت، تثنیہ وجمعیت کا اعتبار کیا گیا اس لیے ان کے صرف تین صیغے بنے۔

قولہ وگاہے بروزن:۔ یعنی کبھی اسم آلہ فاعل کے وزن بھی آتا ہے جیسے خَاتَمٌ بمعنی مہر کرنے کا آلہ اور عَالَمٌ بمعنی جاننے کا آلہ مگر اس قسم میں معنی اسمی غالب آگیا ہے اور یہ قسم مطلقاً معنی اشتقاقی میں مستعمل نہیں ہوتی یعنی ختم کرنے کے ہر آلہ کو خاتم نہیں کہتے اور ہر آلہ علم کو عالم نہیں کہتے، کیونکہ اس قسم میں مطلق معنی پر معنی اسمی غالب آگئے ہیں اور یہ دوسری قسم علی الاطلاق معنی اشتقاقی میں مستعمل نہیں ہوتی یعنی ہر ختم کے آلہ کو خاتم اور ہر علم کے آلہ کو عالَم نہیں کہہ سکتے، برخلاف پہلی قسم کے، مثلاً مِضْرَبٌ جو ضَرَبَ سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں مارنے کا آلہ لہٰذا ہاتھ سے ضرب لگائیں تو ہاتھ آلۂ ضرب کہلائے گا اور اگر لاٹھی ماریں تو لاٹھی کو آلہ

اسم ظرف دلالت میکند بر جائے صدور فعل یا وقت صدور فعل از مفتوح العین و مضموم العین و ناقص مطلقاً بروزن مَفْعَلٌ آید بفتح عین چوں مَفْتَحٌ و مَنْصَرٌ و مَرْمًى وازمکسور العین واز مثال مطلقاً بروزن مَفْعِلٌ آید بکسر عین چوں مَضْرِبٌ و مَوْقِعٌ..........

اسم ظرف صدور فعل کی جگہ یا صدور فعل کے وقت پر دلالت کرتا ہے، مضارع مفتوح العین اور مضموم العین سے مطلقاً مَفْعَلٌ کے وزن پر عین کے فتح کے ساتھ آتا ہے، جیسے مَفْتَحٌ اور مَنْصَرٌ اور مَرْمًى اور مکسور العین اور مثال سے مطلقاً مَفْعِلٌ کے وزن پر عین کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے جیسے مَضْرِبٌ اور مَوْقِعٌ..........

ضرب کہا جائیگا یعنی مِضْرَابٌ اپنے معنی اشتقاقی کے لحاظ سے ہر آلۂ ضرب پر بولا جائے گا۔

قولہ از مفتوح العین:۔ مضارع مفتوح العین کا اسم ظرف مفتوح العین ہوتا ہے تاکہ مشتق و مشتق منہ میں موافقت ہو جائے اور مضموم العین کا اسم ظرف مضارع کی موافقت میں مضموم العین اس لیے نہیں آتا کہ ضمۂ عین کے ثقل کی وجہ سے مَفْعَلٌ کا وزن کلام عرب میں قلیل و نادر ہے اور فتح چونکہ خفیف ہے اس لیے مضارع مضموم العین کا اسمِ ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے اور باب ناقص مکسور العین سے اسم ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ اس لیے آتا ہے کہ یا بمنزلہ دو کسرہ کے ہے اگر عین بھی مکسور ہو جائے تو مسلسل تین کسرے آئیں گے جو کہ پسندیدہ نہیں ہے۔

قولہ واز مکسور العین:۔ اور مضارع مکسور العین سے اور مثال واوی سے مطلقاً خواہ مفتوح العین ہو یا مضموم العین یا مکسور العین اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر عین کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے، جیسے مَضْرِبُ اور مَوْقِعٌ۔

سوال:۔ مثال واوی سے اسم ظرف عین کے فتح کے ساتھ کیوں نہیں آتا؟

جواب 1:۔ اگر مثال واوی سے اسم ظرف عین کے فتح کے ساتھ آئے تو واؤ دو فتح کے درمیان واقع ہوگا جس کی نسبت واؤ کا فتح و کسرہ کے درمیان واقع ہونا خفیف ہے۔

جواب 2:۔ اگر اسم ظرف مفتوح العین آئے تو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اس کا وزن فَوْعَلٌ ہے مثل جَوْرَبَ کے حالانکہ یہ وزن اسم ظرف کا نہیں، پس ایسی صورت میں ظرف کا غیر ظرف سے التباس لازم آئے گا لیکن عین کے کسرہ کی صورت میں میم کو اصلی گمان کر کے مثلاً مَوْجِلٌ بکسر عین کے متعلق یہ وہم نہیں ہو سکتا کہ اس کا وزن فَوْعِلٌ ہے کیونکہ یہ وزنِ کلام عرب میں نہیں آیا۔ شاعر نے ظرف کے اوزان کو نظم کی شکل میں اس طرح بیان کیا ہے:

ظرف یَفْعِلُ مَفْعِلُ است الا ز ناقص اے کمال　　غیر یَفْعِلُ مَفْعَلَ است الا ز ابواب مثال

وآنکہ بعضے صرفیاں گفتہ اند کہ از مضاعف ہم مطلقاً بفتح عین آید صحیح نیست واستدلال کردہ اند بلفظ مَفَرٌّ کہ از یفِر بکسر عین ست ودر قرآن مجید واقع اَیْنَ الْمَفَرّ وصحیح اینست کہ از مضاعف مکسور العین بکسر عین آید چنانچہ مَحِلّ از حَلَّ یَحِلُّ ولفظ مَحِلٌّ ہم در قرآن مجید واقع حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ ولفظ مفر را جواب دادہ اند کہ ظرف نیست بلکہ مصدر میمی ست صیغۂ ظرف کہ بر معنی وقت دلالت کند آنرا ظرف زماں گویند وآنکہ بر معنی جائے دلالت کند آنرا ظرف مکان گویند

اور جو بعض صرفیوں نے کہا ہے کہ مضاعف سے بھی مطلقاً عین کے فتح کے ساتھ آتا ہے وہ صحیح نہیں، اور انہوں نے لفظ مَفَرٌّ کے ساتھ استدلال کیا ہے جو کہ یَفِرّ بکسر عین سے ہے اور قرآن میں بھی این المفر آیا ہے صحیح یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین سے بکسر عین آتا ہے جیسا کہ مَحِلٌّ حَلَّ یَحِلُّ سے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن کریم میں آیا ہے ﴿حتی یبلغ الھدی محلہ﴾ اور لفظ مفرٌّ کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے، جو صیغۂ ظرف کہ وقت کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں اور جو جگہ کے معنی پر دلالت کرے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔

قولہ وآنکہ بعض صرفیاں:۔ یعنی بعض صرفیوں نے جو یہ کہا ہے کہ مضاعف سے بھی اسم ظرف ہر حال میں مفتوح العین آتا ہے، اور لفظ مَفَرٌّ سے استدلال کیا ہے کہ یہ یفِرُّ بکسر العین سے اسم ظرف ہے اور قرآن مجید میں آیا ہے ﴿اَیْنَ الْمَفَرُّ﴾ یہ اطلاق کا قول صحیح نہیں بلکہ مضاعف مکسور العین سے اسم ظرف مکسور العین آتا ہے چنانچہ مَحِلٌّ حَلَّ یَحِلُّ سے ہے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ﴾ اور لفظ مَفَرٌّ کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔

فائدہ:۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ میں نے بعض متاخرین کی تصانیف میں دیکھا ہے کہ لفیف مفروق کا اسم ظرف بھی ناقص کی مثل آئے گا۔ جیسے مَوْقًی۔

قولہ مصدر میمی:۔ مصدر کی دو قسمیں ہیں: اول مصدر میمی دوم غیر میمی۔ مصدر میمی وہ ہوتا ہے جس کے ابتدا میں میم ہو۔ یہ ثلاثی مجرد سے عموماً مَفْعَلٌ (فتح عین) کے وزن پر آتا ہے جیسے مَخْرَج بمعنی خُرُوْج۔ مَدْخَلٌ بمعنی دُخُوْل مَقَالٌ بمعنی قول۔ صرف سات مصدر مَفْعِلٌ (بکسر عین) کے وزن پر آئے ہیں جیسے اَلْمَرْجِعُ (لوٹنا) المَرْفِقُ (نرمی کرنا) المَجِیْءُ (آنا) المَقِیْلُ (قیلولہ کرنا) المَشِیْبُ (بوڑھا ہونا) المَسِیْرُ (سیر کرنا) المَصِیْرُ (لوٹ کر آنا) اور مصدر میمی غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مُخْرَجٌ، مُدَحْرَجٌ۔

سوال:۔ ظرف زمان ومکان کیلئے صیغہ مشترک کیوں ہے؟

جواب 1:۔ ماقبل میں مذکور ہو چکا ہے کہ اسم ظرف مضارع کے تابع ہوتا ہے اور چونکہ مضارع حال واستقبال میں مشترک ہوتا

بحث اسم ظرف: مَضْرِبٌ مَضْرِبَانِ مَضْرِبَيْنِ مَضَارِبُ گاہے ظرف بروزن مُفْعُلَةٌ ہم آید چوں مُکْحُلَةٌ وبعضے اوزان ظرف از غیر مکسور العین ہم مکسور آید چوں مَسْجِدٌ مَنْسِکٌ مَطْلِعٌ مَشْرِقٌ مَغْرِبٌ مَجْزِرٌ مگر دریں اوزان موافق قیاس بروزن مَفْعَلٌ ہم می آید۔ **فائدہ:۔** برائے جائیکہ کہ چیزے درانجا بکثرت باشد وزن مَفْعَلَةٌ آید چوں مَقْبَرَةٌ و مَاسَدَةٌ ووزن فُعَالَةٌ برائے چیز یکہ بوقت فعل بیفتد چوں غُسَالَةٌ........

بحث اسم ظرف: مضربٌ الخ۔ ظرف کبھی مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُکْحُلَةٌ اور ظرف کے کچھ اوزان غیر مکسور العین سے بھی مکسور آتے ہیں، جیسے مسجدٌ الخ، مگر یہ اوزان قیاس کے موافق مَفْعَلٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں۔ **فائدہ:۔** جس جگہ کوئی چیز بکثرت پائی جاتی ہو اس جگہ کیلئے مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے، جیسے مقبرۃ اور ماسدۃ ۔ اور فَعَالَةٌ کا وزن اس چیز کیلئے جو بوقت فعل گرے،

ہے اس لیے مضارع کی موافقت میں صیغۂ ظرف کو زمان ومکان میں مشترک رکھا ہے۔

جواب 2:۔ زمان ومکان میں تلازم ہے، بندہ کے ہر فعل میں یہ دونوں ہوتے ہیں اگرچہ نمایاں کوئی ایک ہوتا ہے اس لیے دونوں کا ایک صیغہ رکھا۔

سوال:۔ اسم ظرف کے تین صیغے کیوں ہیں؟

جواب:۔ ظرف مذکر ومؤنث اور متکلم، مخاطب وغائب نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کے صرف تین صیغے آتے ہیں۔

قولہ مُکْحُلَةٌ:۔ اس لفظ میں اختلاف ہے بعض نے اس کو اسم آلہ قرار دیا ہے اور اس کا بضم المیم والعین مستعمل ہونا شاذ قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو ظرف بنایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخصوص برتن کا نام ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اسی کو اختیار کیا ہے اس لیے فرمایا کہ ظرف کبھی مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُکْحُلَةٌ (سرمہ دانی)

قولہ وبعضے اوزان:۔ ظرف کے کچھ وزن غیر مکسور سے مکسور آتے ہیں مثلاً مَسْجِدٌ مَنْسِکٌ وغیرہ، سیبویہ کہتا ہے کہ یہ تمام اسم جامد ہیں کوئی بھی مضارع سے برائے ظرف نہیں بنا؛ کیونکہ مضارع سے جب اسم ظرف بنایا جائے تو اس سے کوئی خاص جگہ مراد نہیں ہوتی، جیسا کہ مَقْتَل (اسم ظرف) سے مراد ہر موضع قتل ہے کوئی خاص موضع قتل مراد نہیں لیکن مسجد وغیرہ ایسے نہیں بلکہ ان سے مکان مخصوص مراد ہوتا ہے۔ ہاں اگر مسجد سے مطلق موضع سجدہ مراد ہو تو اس کو ظرف بنایا جاسکتا ہے، ایسے ہی منسک مکان مخصوص یعنی ارکان حج ادا کرنے اور قربانی کرنے کی جگہ کا نام ہے اور مطلع جائے طلوع شمس و مَشْرِقٌ و مَغْرِبٌ جائے طلوع و غروب اور مَجْزِرٌ اونٹ ذبح کرنے کے مکان کا نام ہے۔

قولہ برائے جائیکہ:۔ جس جگہ کوئی چیز بکثرت پائی جاتی ہو اس جگہ کیلئے مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ و مَاسَدَةٌ بہت سی قبروں کی جگہ اور بہت سے شیروں کی جگہ۔ اور ان میں تاء کی زیادتی مقصور علی السماع ہے اور فُعَالَةٌ کا وزن اس چیز کیلئے آتا ہے جو بوقت کام گرتی ہے جیسے غُسَالَةٌ اس پانی کو کہتے ہیں جو بوقت غسل گرتا ہے اور کُنَاسَةٌ اس کوڑے کو کہتے ہیں جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرتا ہے۔

آبیکہ وقت غسل بیفتد و کُنَاسَۃٌ چیز یکہ وقت جاروب کشیدن از جاروب بیفتد۔

فائدہ:۔ نزدِ کوفیاں مصدر ہم از مشتقات فعل ست ایشاں اسمائے مشتقہ ہفت میگویند و تحقیق حق دریں باب در فصل افادات خواہد آمد او زان مصدر ثلاثی مجرد قاعدۂ منضبطہ ندارد واز غیر آں وزنے مقرر ست چنانچہ خواہد آمد جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ اکثر اوزان مصادر ثلاثی مجرد را بوضعے فرمودہ اند کہ بر ضبط حرکات وامثلہ مشتملست برائے افادہ می نویسم وآں اینست نظم

از ثلاثی مجرد چہل و چہار	وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
فَعْل و فَعْلٰی فَعْلَۃٌ فَعْلَان بفتح	قتل و دَعوٰی رَحْمَۃٌ لَیَّان بفتح

جیسے غُسَالَۃٌ وہ پانی جو غسل کے وقت گرے، اور کُنَاسَۃٌ وہ چیز جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرے۔

فائدہ:۔ کوفیوں کے نزدیک مصدر بھی فعل کے مشتقات میں سے ہے، یہ حضرات اسماء مشتقہ سات بتاتے ہیں اور اس مسئلہ کی صحیح تحقیق افادات کی فصل میں آئے گی۔

مصدر ثلاثی مجرد کے وزن کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور غیر ثلاثی مجرد کے وزن مقرر ہیں جیسا کہ آئے گا، جناب استاذی سید محمد شاہ صاحب، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے، نے مصادر ثلاثی مجرد کے اکثر اوزان کو نظم میں ایسے طریقہ سے جمع کر دیا ہے کہ وہ اوزان ضبط حرکات اور امثلہ پر مشتمل ہیں برائے افادہ ہم وہ نظم لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:

اے صاحب وقار ثلاثی مجرد سے چوالیس مصادر آئے ہیں، فعل اور فعلی، فعلۃ، فعلان اول کے فتح سے، جیسے قتل اور دعویٰ، رحمۃ، لیان، فتح کے ساتھ۔

فائدہ:۔ چونکہ مقبرۃ وغیرہ میں معنی ظرفیت پایا جاتا ہے اور ظرف کے وزن یعنی مَفْعَلٌ یا مَفْعِلٌ پر نہیں اس لیے ان کو فائدہ کے ضمن میں ذکر فرمایا۔

قولہ از ثلاثی مجرد:۔ اس نظم میں غالب الاستعمال مصادر کو بیان کیا گیا ہے اور چوالیس میں حصر بھی اسی کے پیش نظر ہے یعنی کثیر الاستعمال مصادر چوالیس ہیں نہ کہ کل۔ مصنف علیہ الرحمۃ کے قول (اکثر اوزان ثلاثی مجرد) سے بھی یہی سمجھا جا رہا ہے۔

قَتْلٌ بروزن فَعْلٌ بمعنی قتل کرنا از باب نصر دَعْوٰی، بلانا از باب نصر رَحْمَۃٌ، بمعنی مہربانی کرنا از باب سمع لَیَّانٌ، بمعنی قرض ادا کرنے میں تاخیر کرنا از باب ضرب اصل میں لَوْیَانٌ تھا واو یا ہو کر مدغم ہو کر لَیَّانٌ ہوا۔ ابو حیان نے ارتشاف میں کہا ہے کہ اس مصدر میں کسرۂ فاء بھی منقول ہے یعنی لِیَّانٌ، اور مبرد کہتا ہے کہ یہ اصل میں بکسر لام ہی تھا پھر کسرہ ثقل کی وجہ سے فتح ہو گیا، اور واو ویاء کی مقارنت کی وجہ سے یاء ہو گیا۔

ہم بخواں در چارمیں فتح دوم — عین ثالث داں بفتح و کسر ہم

فِعْل وفِعْلٰی فِعْلَةٌ فِعْلَان بکسر — فِسْقٌ و ذِکْرٰی نِشْدَةٌ حِرْمَان بکسر

فُعْل و فُعْلٰی فُعْلَةٌ فُعْلَان بضم — شُغْلٌ و بُشْرٰی کُدْرَةٌ غُفْرَانٌ بضم

مَفْعَلَة مَفْعَل فَعَلَ فَعْلُوْلَة ست — مَنْقَبَة مَدْخَل طَلَب قَيْلُوْلَة ست

فَيْعَلُوْلَة ہم فُعَالَة ہم فَعَال — نحو کَيْنُوْنَةٌ شَهَادَةٌ ہم کَمَال

ہم فَعَالِيَةٌ ازیں اوزاں بداں — پس کَرَاهِيَةٌ شدہ موزون آں

عین و اول در ہمہ مفتوح خواں — عین رابع گشت مستثنٰی ازاں

چوتھے وزن میں دوسرے حرف کا فتحہ بھی پڑھ سکتے ہو، تیسرے وزن کو عین کے فتح اور کسرہ کے ساتھ جانو۔فعل اورفعلیٰ، فعلة، فعلان اول کے کسرہ کے ساتھ، جیسے فسق اور ذکریٰ ، نشدة، حرمان اول کے کسرہ کے ساتھ۔فُعل اورفُعلیٰ اورفُعلة، فعلان اول کے ضمہ کے ساتھ،شغل ، بشریٰ، کدرة، غفران اول کے ضمہ کے ساتھ۔مفعلة الخ منقبة الخ. بھی فیعلولة بھی فعالة، جیسے کینونةٌ، شهادةٌ بھی کمالٌ. فعالیةٌ بھی ان اوزان سے شمار کر، پھر کراهیة اس کا موزون ہوا۔عین اوراول ان تمام میں مرفوع پڑھ۔چوتھے کی عین اس سے مستثنٰی ہے۔

قوله ہم بخواں الخ:۔ یعنی چوتھے وزن (فَعْلَانٌ) کو دوسرے حرف کے فتح کے ساتھ (فَعَلَان) بھی پڑھ سکتا ہے، تیسرے یعنی فَعْلَةٌ کے عین کلمہ کا فتحہ فَعَلَةٌ اور کسرہ فَعِلَةٌ بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے غَلَبَةٌ بمعنی غلبہ کرنا اور سَرِقَةٌ بمعنی چوری کرنا۔ فِسْقٌ بمعنی نافرمانی کرنا ازباب نصر ذِکْرٰی ،بمعنی یاد کرنا ازباب نصر نِشْدَةٌ ،بمعنی گمشدہ کو تلاش کرنا ازباب نصر حِرْمَانٌ ، بمعنی محروم ہونا ازباب ضرب شُغْلٌ ،بمعنی بازرکھنا ازباب فتح بُشْرٰی ،بمعنی خوشخبری دینا ازباب نصر کُدْرَةٌ بمعنی میلا ہونا ازباب سمع غُفْرَانٌ ،بمعنی بخشنا ازباب ضرب

قوله منقبة:۔ مَنْقَبَةٌ ،بمعنی تعریف کرنا ازباب نصر مَدْخَلٌ بمعنی اندر آنا ازباب نصر طَلَبٌ ،بمعنی طلب کرنا ازباب نصر قَيْلُوْلَةٌ ،بمعنی دوپہر کو سونا ازباب ضرب۔ کَيْنُوْنَةٌ ،بمعنی ہونا ازباب نصر اصل میں کَيْوَنُوْنَةٌ تھا،واؤ کو یاء کرکے یاء میں ادغام کیا کَيِّنُوْنَةٌ ہوا، پھر ایک یاء تخفیفاً حذف کردی کینونة ہوا۔ شَهَادَةٌ ،بمعنی گواہی دینا ازباب سمع۔ کَمَالٌ ،کامل ہونا از باب سمع،نصر،کرم۔

قوله عین واول:۔ علم الصیغہ مطبوعہ شرکت علمیہ میں لفظ عین اوراول کے درمیان واؤ ہے اور یہی صحیح ہے مذکورہ بالا تمام مصادر کو

مَفْعِلَة مَفْعِلٌ فَعِلٌ فَعْلُوَّة ست مَحْمِدَة مَرْجِعٌ خَنِقٌ جَبْرُوَّة ست

ہم فَعِيلَة ہم فَعِيل و فَاعِلَة چوں قَطِيعَة ہم وَمِيضٌ و كَاذِبَة

ایں ہمہ با فتح اوّل کسر عین عین رابع ساکن ست اے نور عین

مَفْعُلَةٌ مَفْعُولٌ ہم مَفْعُولَة ست مَمْلُكَةٌ مَكْذُوبٌ ہم مَكْذُوبَة ست

ہم فَعُول ہم فَعُولَة ہم فُعُول چوں قَبُول ہم مَهُوبَة ہم دُخُول

ایں ہمہ بافتح اول ضم عین خامس و سادس بداں با ضمتین

ہم فِعَل دیگر فِعَالَة ہم فِعَال چوں صِغَرٌ دیگر دِرَايَة ہم فِصَال

ہم فُعَلٌ دیگر فُعَالَة ہم فُعَال چوں هُدًى دیگر بُغَايَة ہم سُؤَال

مفعلۃ الخ ہے محمدۃ الخ ہے۔ بھی فعیلۃ بھی فعیل اور فاعلۃ جیسے قطیعۃ بھی ومیض اور کاذبۃ، یہ تمام اول کے فتحہ اور عین کے کسرہ سے ہیں چوتھے کی عین ساکن ہے اے نور چشم۔ مفعلۃ، مفعول بھی مفعولۃ ہے۔ جیسے مملکۃ، مکذوب بھی مکذوبۃ ہے۔ بھی فعول بھی فعولۃ بھی فعول، جیسے قبول بھی مہوبۃ بھی دُخول۔ یہ تمام اول کے فتح اور عین کے ضمہ کے ساتھ ہیں، پانچواں اور چھٹا اول اور دوم کے ضمہ کے ساتھ۔ بھی فِعَل پھر فعالۃ بھی فعال، جیسے صِغَر پھر درایۃ بھی فصال۔ بھی فُعَلٌ پھر فُعالۃ بھی فُعال، جیسے هُدًى پھر بُغایۃ بھی سوال۔

اول وعین کے فتحہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے مگر چوتھے وزن (فَعْلُوَّة) کی عین ساکن ہے۔ مَحْمِدَةٌ: بمعنی تعریف کرنا از باب سمع۔ مَرْجِعٌ: بمعنی واپس ہونا از باب ضرب۔ خَنِقَ: بمعنی گلا گھونٹنا از باب نصر۔ جَبْرُوَّةٌ: بمعنی تکبر کرنا از باب نصر۔ قَطِيعَةٌ: بمعنی قطع رحمی کرنا از باب فتح۔ وَمِيضٌ: بمعنی بجلی کا چمکنا از باب ضرب۔ كَاذِبَةٌ: بمعنی جھوٹ بولنا از باب ضرب۔

قوله ایں ہمہ:۔ یعنی مذکورہ بالا مصادر اول کے فتح اور عین کے کسرہ کے ساتھ ہیں مگر چوتھے مصدر (جَبْرُوَّة) کی عین ساکن ہے۔ مَمْلُكَةٌ: بمعنی مالک ہونا از باب ضرب۔ مَكْذُوبٌ و مَكْذُوبَةٌ: بمعنی جھوٹ بولنا از باب ضرب۔ قَبُولٌ: بمعنی قبول کرنا از باب سمع۔ مَهُوبَةٌ: بمعنی سُرخ وسفید ہونا۔ دُخُولٌ: بمعنی اندر آنا از باب نصر۔

قوله چوں صِغَرٌ:۔ صِغَرٌ بمعنی ذلیل ہونا، چھوٹا ہونا، از کرم۔ دِرَايَةٌ بمعنی پالینا از ضرب۔ فِصَالٌ بچے کا دودھ چھڑانا، از ضرب۔ هُدًى بمعنی راہ دکھانا از ضرب۔ بُغَايَةٌ بمعنی طلب کرنا از ضرب۔ سُؤَالٌ پوچھنا، چاہنا، از فتح۔ اصمعی کہتے ہیں کہ سوال بفتح اول بمعنی خواستن ہے اور بضم اول بمعنی پرسیدن ہے۔

اندر ینہا فتح عین و کسر فا ۔ در سہ وزن وضمۂ فا در سہ جا

بعد ازاں فُعَلاَء و فَعُوْلَۃ بفتح ۔ وزن آں رَغُبَاء و جَبُوْرَۃ بفتح

در دوم تشدید و ضم مر عین را ۔ وزنہا شد ختم از فضل خدا

فَعْلَۃٌ در ثلاثی مجرد برائے مرۃ آید چوں ضَرْبَۃٌ یکبار زدن و فِعْلَۃٌ برائے نوع چوں صِبْغَۃٌ یک نوع رنگ کردن و فُعْلَۃٌ برائے مقدار چوں اُکْلَۃٌ و لُقْمَۃٌ ۔ فائدہ:۔ برائے مبالغہ صیغہ فَعَّالٌ آید چوں ضَرَّابٌ و فُعَّالٌ چوں طُوَّالٌ و فَعِلٌ چوں حَذِرٌ و فَعِیْلٌ چوں عَلِیْمٌ ....

ان تمام میں عین کا فتح اور فاء کا کسرہ ہے. تین وزنوں میں اور تین جگہ فاء کا ضمہ ہے. انکے بعد فعلاء اور فعولۃ ہے فتح کے ساتھ، ان کا وزن رَغُبَاء اور جَبُوْرَۃٌ ہے فتحہ ست دوسرے وزن میں عین کا ضمہ اور شد ہے اللہ کے فضل سے انکے وزن ختم ہو گئے۔ فَعْلَۃٌ کا وزن ثلاثی مجرد میں مرۃ کیلئے آتا ہے جیسے ضربۃ ایک بار مارنا اور فِعْلَۃٌ کا وزن نوع کیلئے جیسے صبغۃ ایک قسم کا رنگ کرنا، اور فُعْلَۃٌ مقدار کے واسطے، جیسے اُکْلَۃٌ اور لُقْمَۃٌ. فائدہ: مبالغہ کے واسطے صیغہ فُعَّالٌ آتا ہے جیسے طُوَّالٌ اور فَعِلٌ جیسے حَذِرٌ اور فَعِیْلٌ جیسے علیم ....

قولہ اندر ینہا:۔ ان اوزان میں سے تین اول فاء کے کسرہ اور عین کے فتحہ کے ساتھ ہیں اور تین بعد کے فاء کے ضمہ کے ساتھ۔

قولہ:۔ رغباء:۔ رَغُبَاءٌ بمعنی خواہش کرنا، از سمع۔ جَبُوْرَۃٌ بمعنی تکبر کرنا، از نصر۔

فائدہ:۔ ثلاثی مجرد میں مرۃ یا نوع کیلئے مذکورہ وزن اس وقت آتے ہیں جب مصدر مجرد عن التاء ہو، کیونکہ مصدر مطلق بمنزلہ اسم جنس کے ہوتا ہے پس جس طرح کہ جنس اور وحدۃ میں تاء کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے مصدر مطلق اور مرۃ میں بھی تاء کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے اور اگر مصدر میں تاء ہو تو یہی مصدر مرۃ اور نوع کیلئے آئیگا اور فرق قرائن سے کیا جائیگا جیسے نِشْدَۃٌ اور رَحْمَۃٌ یہ ابن حاجب کا مذہب ہے، سیبویہ کے نزدیک ثلاثی مجرد میں مرۃ کیلئے فَعْلَۃٌ بفتح فاء آئیگا خواہ مصدر بالتاء ہو یا تاء سے مجرد ہو؛ کیونکہ سیبویہ کے نزدیک ثلاثی مجرد کے مصادر کا اصل فَعْلٌ ہے لہٰذا مرۃ کے معنی ادا کرنے کیلئے یہی وزن آئیگا خلاصہ یہ کہ ابن حاجب کے نزدیک مرۃ کیلئے نِشْدَۃٌ بکسر اول ہی آئیگا اور سیبویہ کے نزدیک مرۃ کیلئے بفتح اول آئیگا۔

قولہ برائے مبالغہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے مبالغہ کے صرف چار وزن ذکر کیے ہیں کیونکہ یہ کثیر الاستعمال ہیں ورنہ مبالغہ کے دیگر اوزان بھی ہیں، جیسے ضَرَّابٌ، بہت مارنے والا، طُوَّالٌ، بہت طویل، حَذِرٌ، خوب چوکنا، عَلِیْمٌ، بہت جاننے والا۔

اوزان مبالغہ۔

عَلِیْمٌ حَذِرٌ، ضَحُکَۃٌ، مِنْطِیْق داں ۔ وَضَرَّابٌ، قُطَّاعٌ، مِجْزَام زاں

و شِرِّیْبٌ، ضُرَبٌ، و مِجْزَم بخواں ۔ کَلَّبْذَبٌ، ضُرُوْبٌ، ارجمند ایں بداں

وفرق در معنی صیغہ مبالغہ واسم تفضیل اینست کہ در صیغۂ مبالغہ منظور زیادت میباشد در معنی فاعلیت فی حد ذاتہ نہ نظر بدیگرے ودر اسم تفضیل زیادت منظور میباشد نظر بدیگرے اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ خواہند گفت زنندہ تر ست از زید یا زنندہ تر ست از قوم واگر صرف لفظ اَضْرَبُ یا اَكْبَرُ آید معنی نسبت مقدر میباشد مثلاً در اَللّٰہُ اَكْبَرُ مراد اینست کہ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ بزرگ تر ست از ہر شی و معنی ضَرَّابٌ زیادہ زنندہ است وبس نسبت بکسے ملحوظ نیست۔

اور صیغہ مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ صیغہ مبالغہ میں معنیٰ فاعلیت میں زیادتی اسکی ذات کے اعتبار سے مقصود ہوتی ہے کسی دوسرے کی طرف نظر کرتے ہوئے نہیں ہوتی، اور اسم تفضیل میں زیادتی دوسرے کے اعتبار سے مقصود ہوتی ہے. چنانچہ اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ کہیں گے، یعنی زید سے زیادہ مارنے والا ہے یا قوم سے زیادہ مارنے والا ہے. اور اگر صرف اضرب یا اکبر آئے تو معنیٰ نسبت مقدر ہوتے ہیں. مثلاً اللہ اکبر میں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے اور ضرّاب کے معنی زیادہ مارنے والے کے ہیں اور بس. کسی دوسرے کی جانب نسبت ملحوظ نہیں ہے۔

ضُحَكَةٌ بروزن فُعَلَةٌ بہت ہنسنے والا، مِنْطِيقٌ بروزن مِفْعِيلٌ بہت باتیں کرنے والا، قُطَّاعٌ بروزن فُعَّالٌ بہت کاٹنے والا، مِجْزَامٌ بروزن مِفْعَالٌ بہت کاٹنے والا، شِرِّيبٌ بروزن فِعِّيلٌ بہت پینے والا، ضُرَبٌ بروزن فُعَلٌ بہت مارنے والا، مِجْزَمٌ بروزن مِفْعَلٌ بہت کاٹنے والا، كَذَبْذَبٌ بروزن فَعَلْعَلٌ بہت حیران، ضُرُوْبٌ بروزن فُعُوْلٌ بہت مارنے والا۔

قولہ وفرق در معنی:۔ یہ اس اعتراض مقدر کا جواب ہے کہ جب زیادتی معنی فاعلیت پر اسم تفضیل دلالت کرتا ہے تو صیغہ مبالغہ کی ضرورت نہ رہی، جواب یہ ہے کہ معنی فاعلیت میں زیادتی کی دو قسمیں ہیں، اول یہ کہ زیادتی فی حد ذاتہ ہو، اس پر مبالغہ دلالت کرتا ہے یعنی صیغہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی فی حد ذاتہ مقصود ہوتی ہے نہ بنسبت دوسرے کے، دوسری قسم یہ کہ معنی فاعلیت میں زیادتی دوسرے کی نسبت سے ہو اس پر اسم تفضیل دلالت کرتا ہے جیسے اَضْرَبُ مِنْ زَيْدٍ (زید سے زیادہ مارنے والا) یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ (قوم سے زیادہ مارنے والا) اول مثال اسم تفضیل مستعمل بمن کی ہے اور دوسری مستعمل باضافت کی، ان دونوں مثالوں میں اسم تفضیل اپنے موصوف کیلئے معنی کی زیادتی ثابت کررہا ہے زید اور قوم (مفضل علیہ) کی نسبت۔ اول مثال میں اسم تفضیل مستعمل بمن تفضیل بعض کیلئے ہے اور دوم میں تفضیل کل کیلئے۔

قولہ واگر صرف:۔ مصنف نے صیغہ مبالغہ واسم تفضیل کے معنی میں جو فرق بیان کیا ہے اس پر یہ شبہ وارد ہوسکتا تھا کہ کبھی اسم تفضیل بھی دوسری چیز کی طرف نسبت کے بغیر زیادتی کیلئے آتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَكْبَرُ لہٰذا مذکورہ بالا فرق صحیح نہ ہوا۔ مصنف نے جواب دیا کہ اگر صرف اَضْرَبُ یا اَكْبَرُ آئے تو معنیٰ نسبت مقدر ہوتے ہیں مثلاً اللہ اَكْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ "اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا ہے۔

فائدہ:۔ صیغۂ فاعل دراعداد برائے مرتبہ می آید خَامِسٌ بمعنی پنجم وعَاشِرٌ بمعنی دہم یعنی آنچہ درشمار بایں مرتبہ باشد مگر در مرکبات جزءِ اوّل رابوزن فاعل سازند وثانی رابحال خود گذارند چوں حَادِیْ عَشَرَ ثَانِیْ عَشَرَ حَادِیْ وَ عِشْرُوْنَ رَابِعٌ وَ ثَلٰثُوْنَ ودر عقود بعد عشرہ ہموں عدد اسم برائے مرتبہ ہم باشد مثلاً عِشْرُوْنَ بست ہم باشد وبستم ہم وصیغۂ فاعل برائے نسبت ہم می آید وایں رافاعل ذیکذا گویند چوں تَامِرٌ ولَابِنٌ بمعنی صاحب تمرو صاحب لبن وہمچنیں تَمَّارٌ ولَبَّان. باب دوم در بیان ابواب مشتمل بر چہار فصل فصل اول درابواب ثلاثی مجرد چوں از بیان صیغ افعال ومشتقات فارغ شدیم حالا بیان ابواب میکنیم از بیان سابق دانستی کہ ثلاثی مجرد راشش باب ست باب اول فَعَلَ یَفْعُلُ بفتح عین ماضی وضم عین غابر یعنی مضارع غابر بمعنی باقی ست بعد زمان ماضی ...

فائدہ: اعداد میں فاعل کا وزن مرتبہ یعنی درجہ کیلئے آتا ہے، خامس بمعنی پانچواں اور عاشر بمعنی دسواں ہے، یعنی وہ چیز جو گنتی میں اس درجہ میں ہو، لیکن مرکبات میں جزواول کو فاعل کے وزن پر بناتے ہیں اور جزوثانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، جیسے حادی عشر الخ. اور دس کے بعد کی دہائیوں میں اسم کا وہی عدد مرتبہ کیلئے بھی آتا ہے، مثلاً عشرون کے معنی بیس بھی ہیں اور بیسواں بھی. اور فاعل کا وزن نسبت کیلئے بھی آتا ہے، اور اس کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں، جیسے تامر بمعنی کھجور والا اور لابن بمعنی دودھ والا اور اسی طرح تمّار اور لبّان بھی ہے. دوسرا باب ابواب کے بیان میں مشتمل چار فصلوں پر. فصل اول ثلاثی مجرد کے ابواب کے بیان میں. جب ہم افعال و مشتقات کے صیغوں کے بیان سے فارغ ہوگئے تو اب ابواب کا بیان کرتے ہیں. گذشتہ بیان سے تم نے معلوم کرلیا ہے کہ ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں: پہلا باب فَعَلَ یَفْعُلُ، عین ماضی کے فتح اور عینِ غابر یعنی مضارع کے ضمہ کے ساتھ. غابر بمعنی باقی ہے، زمانہ ماضی کے بعد

فائدہ: ۔ فاعل جو مبالغہ کیلئے آتا ہے اس میں اور فاعل نسبتی میں چند وجوہ سے فرق کیا جاسکتا ہے:

(۱) فاعل نسبتی کا فعل اور مصدر نہیں ہوتا جیسے نابِلٌ بمعنی تیر والا، اس کا مصدر ہے اور نہ فعل۔

(۲) فاعل نسبتی کی مؤنث تائے تانیث کے بغیر آتی ہے جیسے حائض بمعنی حیض والی عورت۔

سوال:۔ راضیۃ فی عیشۃٍ راضیۃ میں فاعل نسبتی ہے مگر تائے تانیث اس میں موجود ہے؟ لہٰذا یہ کہنا درست نہ ہوا کہ فاعل نسبتی کی مؤنث تائے تانیث کے بغیر آتی ہے۔

جواب:۔ یہ تاء مبالغہ کی ہے تانیث کی نہیں۔

قولہ باب اول فَعَلَ یَفْعُلُ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان ابواب میں اس باب کو اوّلاً ذکر کیا ہے اس لیے کہ اس کے مضارع کے عین کلمہ پر حرکت قویہ یعنی ضمہ ہے۔

حال واستقبال کہ مضارع براں دلالت دارد باقی میماند لہٰذا مضارع راغابر گویند اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَۃُ یاری کردن تصریفہ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْراً وَنُصْرَۃً فَھُوَ نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْراً وَنُصْرَۃً فَھُوَ مَنْصُوْرٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اُنْصُرْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَا تَنْصُرْ الظرف مِنْہُ مَنْصَرٌ وَالْاٰلَۃُ مِنْہُ مِنْصَرٌ وَمِنْصَرَۃٌ وَمِنْصَارٌ و تثنیتھما مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ والجمع منھما مَنَاصِرُ ومناصِیْرُ افعل التفضیل منہ اَنْصَرُ والمؤنث منہ نُصْریٰ وتثنیتھما اَنْصَرَانِ وَنُصْرَیَانِ والجمع منھما اَنْصَرُوْنَ وَاَنَاصِرُ وَ نُصَرٌ و نُصْرَیَاتٌ.

زمانہ حال واستقبال جس پر کہ مضارع دلالت کرتا ہے باقی رہ جاتا ہے اس لیے مضارع کو غابر کہتے ہیں جیسے النصر والنصرۃ مدد کرنا، جیسے نصر ینصر الخ

قولہ تصریفہ:۔ مصنف کا قول تصریفہ، مبتدا اور مابعد تمام اس کی خبر ہے، فھو ناصِرٌ میں فاء یا تو برائے تفریع ہے اور ھو ناصر، ماقبل پر متفرع ہے یا فائے فصیحیہ ہے جو کہ شرط محذوف کی جزا پر آتی ہے، اس صورت میں تقدیر عبارت ہوگی: "نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْراً اِذَا کَانَ الْاَمْرُ کَذٰلِکَ فَھُوَ نَاصِرٌ" ھو ضمیر کا مرجع وہی ہے جو کہ نَصَرَ اور یَنْصُرُ کی ضمیر کا مرجع ہے۔

سوال:۔ صیغہ اسم فاعل واسم مفعول کے اول ضمیر ھُوَ کیوں لائے ہیں؟ **جواب:۔** اس لیے کہ اسم فاعل واسم مفعول مستحق اعراب ہیں لہٰذا مصنف علیہ الرحمۃ نے ان سے پہلے ھو ضمیر کو ذکر کیا تا کہ وہ مبتدا بن جائے اور اسم فاعل واسم مفعول اس کی خبر قرار پائیں۔

سوال:۔ ضمیر غائب کیوں منتخب کی اور دیگر ضمائر کو نظر انداز کیوں کیا؟

جواب:۔ اسم فاعل واسم مفعول اسمائے ظواہر میں سے ہیں: "وَالْاَسْمَاءُ الظَّوَاھِرُ کُلُّھَا غَائِبٌ" (اسماء ظواہر غائب ہیں) اس لیے ضمیر غائب لائے۔

سوال:۔ مصدر جب اصل ہے اور فعل اس سے مشتق اور اس کی فرع تو مصدر کو ماخذ فعل ہونے کی وجہ سے مقدم کرنا چاہیے تھا صرف صغیر میں اسکو فعل سے مؤخر کیوں کیا گیا؟

جواب:۔ فعل عمل میں اصل ہونے کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے یا کوفیین کے مذہب کی رعایت میں جن کے نزدیک فعل اصل ہے ، یا اس لیے کہ فعل اعلال میں اصل ہے، یا اس لیے کہ دو فعل ایک ساتھ اور دو اسم ایک ساتھ مذکور ہو جائیں، اور عکس نہیں کیا اگرچہ اس سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا، یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ اسم فاعل مضارع سے مشتق ہے۔

قولہ الامر منہ اُنْصُرْ:۔ یعنی باب نَصَرَ یَنْصُرُ کا امر اُنْصُرْ ہے۔ **سوال:۔** مصنف کی اس عبارت میں ہمزۂ وصل کے سقوط کا قانون پایا جا رہا ہے لیکن اُنْصُرْ کے ہمزہ کو حذف کر کے نون کو مِنْہُ کی ھاء کے ساتھ ملا کر نہیں پڑھا جاتا اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ یہاں اُنْصُرْ سے اس کا لفظ مراد ہے معنی نہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ "اللفظ اذا اطلق ویراد بہ النفس یکون علما للنفس" اور اعلام کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔

قولہ مِنْصَرٌ:۔ اسم آلہ کے تین وزنوں میں سے کونسا وزن اصل ہے اس میں اختلاف ہے مذہب اول یہ ہے کہ مِفْعَلٌ اصل ہے اور مِفْعَلَۃٌ و مِفْعَالٌ اس کی فرع ہیں، شارح رضی نے اسی مذہب کو ترجیح دی ہے، وجہ ترجیح یہ ہے کہ جس میں زیادتی ہو وہ فرع ہوتا

باب دوم فَعَلَ یَفْعِلُ بفتح عین ماضی وکسر عین غابر اَلضَّرْبُ زدن ورفتن برروئے زمین وپدید کردن مثل ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا الخ باب سوم فَعِلَ یَفْعَلُ بکسر عین ماضی وفتح عین غابر اَلسَّمْعُ شنیدن سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا الخ............

دوسرا باب فَعَلَ یَفْعِلُ ماضی میں عین کے فتح اور مضارع میں عین کے کسرہ کے ساتھ، جیسے الضرب مارنا، سطحِ زمین پر چلنا اور مثال بیان کرنا، جیسے ضرب یضرب الخ. تیسرا باب فَعِلَ یَفْعَلُ ماضی میں عین کے کسرہ اور مضارع میں عین کے فتح کے ساتھ، جیسے السمع سننا، سمع یسمع الخ.

ہے اور زیادتی مفعلۃ اور مفعال میں ہے لہٰذا وہ فرع ہوئے اور مِفْعَلٌ اصل۔ مذہب دوم یہ ہے کہ مِفْعَالٌ اصل ہے کیونکہ صرفیین نے مِقْوَلٌ میں تعلیل نہیں کی کہ یہ اصل میں مِقْوَالٌ تھا اور مِقْوَالٌ میں مانع تعلیل موجود ہے یعنی واؤ کا حرف ساکن سے قبل واقع ہونا لہٰذا مِقْوَلٌ میں بھی تعلیل نہیں ہوگی کہ واو الف تقدیری سے قبل واقع ہے۔

فائدہ:۔ قولِ مصنف نَصَرَ یَنْصُرُ تا نُصِرَ یا ث، اس کو صرف صغیر کہتے ہیں جس کی تعریف میں متقدمین ومتاخرین میں اختلاف ہے۔ متقدمین کے نزدیک ہر گردان سے ایک صیغہ لے کر ان کو ایک ساتھ ذکر کرنے کا نام صرف صغیر ہے۔ متاخرین کے نزدیک بعض گردانوں کا ایک ایک صیغہ اور بعض کے تمام صیغے لیکر ان کو ایک ساتھ ذکر کرنے کا نام صرف صغیر ہے۔ متاخرین پر یہ اعتراض ہو گا کہ اس کا نام صرف صغیر وکبیر ہونا چاہیے نہ کہ صغیر اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ گردان میں جو اصل ہے یعنی فعل اس کا ایک ایک صیغہ مذکور ہے اس لیے اس کو صرف صغیر کہتے ہیں۔

سوال:۔ اگر فعل کی وجہ سے اس کو صرف صغیر کہا جاتا ہے تو پھر اسم فاعل واسم مفعول کے تمام صیغے ذکر کرنے چاہئیں؟

جواب:۔ چونکہ یہ دونوں عمل میں فعل کے مثل ہیں اس لیے ان پر فعل کا حکم جاری کیا گیا اور انکا صرف ایک ایک صیغہ لایا گیا۔

سوال:۔ عمل میں تو اسم تفضیل بھی فعل کی مثل ہے پھر اس کا صرف صغیر میں ایک صیغہ کیوں نہیں ذکر کیا جاتا؟

جواب:۔ اسم تفضیل عمل میں فعل کی مثل نہیں، کیونکہ اسم ظاہر میں اس کا عمل وجوہِ ثلاثہ میں سے کسی ایک کے ساتھ مشروط ہوتا ہے یا الف لام کے ساتھ یا مِنْ کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ، نیز اس میں معنی کی زیادتی ہوتی ہے جس سے فعل خالی ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ بعض کتب صرف میں باب ضرب کو ثلاثی مجرد کا پہلا باب قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ فتحہ اور کسرہ کے مابین اختلاف اس اختلاف سے اتم ہے جو فتحہ اور ضمہ کے درمیان ہے، کیونکہ فتحہ علوی ہے اور کسرہ سفلی ہے تو انکے مابین تقابل تام ہے بخلاف ضمہ کے کہ وہ بھی علوی ہے، لیکن مصنف نے فتحہ اور ضمہ کے مابین خفت اور ثقل کے تقابل کا لحاظ کرتے ہوئے باب نصر کو مقدم کیا ہے، کیونکہ فتحہ اخف الحرکات اور ضمہ اثقل ہے اور کسرہ متوسط ہے، نیز فتحہ اخت نصب ہے جو علامت فضلہ ہے اور ضمہ اخت رفع ہے جو کہ علامت عمدہ ہے اور فضلہ کی ضد ہے، تو باب نصر چونکہ ضدین پر مشتمل تھا اس لیے اس کو پہلے ذکر کیا۔

قولہ زدن:۔ کہا جاتا ہے ضربہ بالسوط، رفتن برروئے زمین جیسے ضرب فی الارض ای سار، وپدید کردن جیسے ضرب ای بین کذا۔

قولہ باب سوم فَعِلَ یَفْعَلُ الخ:۔ مناسب یہ تھا کہ تیسرا باب بھی ماضی مفتوح العین کا ہوتا یعنی سَمِعَ کی بجائے فَتَحَ لیکن مصنف نے

باب چہارم فَعَلَ یَفْعَلُ بفتح العین فیہما اَلْفَتْحُ کشادن فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا الخ شرط ایں باب اینست کہ ہر کلمۂ صحیح کہ ازیں باب آید در عین فعل یالام فعل او حرف حلق باشد شعر

حرف حلقی شش بود اے نور عین — ہمزہ ہاء وحاء وخاء وعین وغین

چوتھا باب فَعَلَ یَفْعَلُ ماضی ومضارع دونوں میں عین کے فتح کے ساتھ، جیسے الفتح کھولنا، فتح یفتح الخ. اس باب کی شرط یہ ہے کہ جو کلمہ صحیح اس باب سے آئے گا اس کے عین یالام میں حرف حلق ہوگا، حرف حلقی چھ ہیں اے نور چشم الخ.

سَمِعَ کو مقدم کیا کیونکہ ثلاثی مجرد کے ابواب کی دو قسمیں ہیں اصول اور فروع، جن ابواب میں ماضی ومضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی نہیں ان کو ابواب اصول کہتے ہیں، کیونکہ ماضی ومضارع کے معنی میں اختلاف ہے اگر ماضی ومضارع کے لفظوں میں بھی اختلاف ہو تو یہ لفظا اور معنی کے اختلاف میں متفق ہو جائیں گے اور یہ موافقت اصل ہے اس لیے ان کو ابواب اصول کہتے ہیں اور اگر ماضی ومضارع کے عین کلمہ کی حرکت ایک جیسی ہو تو ماضی ومضارع معنی میں ایک دوسرے کے مخالف ہوئے، مگر لفظوں میں نہیں تو یہ لفظ ومعنی کا اختلاف فرع ہے لہٰذا ان ابواب کو ابواب فروع کہتے ہیں چونکہ باب سَمِعَ یَسْمَعُ ابواب اصول سے ہے اس لیے اس کو فتح پر مقدم کیا۔

قولہ باب چہارم:۔ ابواب فروع میں سے باب فتح کو مقدم کیا کیونکہ یہ اخف الحرکات پر مشتمل ہے۔

قولہ شرط ایں باب:۔ صرفیوں نے باب فَتَحَ یَفْتَحُ کیلئے یہ شرط بیان کی ہے کہ جو کلمہ اس باب سے آئے اس کے عین یالام میں کوئی حرف حلقی ہونا ضروری ہے اس پر یہ اعتراض ہوا کہ اَبٰی یَابٰی باب فَتَحَ سے ہے اور اس میں حرف حلقی موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ باب فتح کیلئے حرف حلقی کی شرط ضروری نہیں اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اَبٰی یَابٰی کا حرف حلقی کے بغیر باب فتح سے آنا شاذ ہے اس جواب پر یہ اعتراض کیا گیا کہ شاذ تو فصیح کلام میں نہیں آسکتا اور یابٰی تو قرآن مجید میں آیا ہے: ﴿وَيَابَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ﴾ اس کا جواب دیا گیا کہ شاذ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) موافق قانون ومخالف استعمال، جیسے یَنْجُدُ (مضارع مضموم العین) کا اسم ظرف مسجد (بفتح العین) یہ قانون کے موافق ہے کیونکہ مضارع مضموم العین کا ظرف عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے مگر استعمال بکسر عین ہوا ہے تو مسجد بفتح عین موافق قانون ومخالف استعمال ہے۔

(۲) مخالفِ قانون وموافق استعمال، جیسے یَنْجُدُ (مضموم العین) کا اسم ظرف مسجد (بکسر العین) یہ دونوں قسمیں شاذ مقبول کہلاتی ہے اور کلام افصح میں آتی ہیں اور اَبٰی یَابٰی قسم ثانی ہے۔

(۳) مخالف قانون واستعمال، جیسے یَنْجُدُ سے مَسْجُدٌ (بضم العین) یہ قسم شاذ مردود ہے۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اس باب میں شرط یہ ہے کہ ہر کلمہ صحیح جو اس باب سے آئے اس کے عین یالام کی جگہ حرف حلقی ہوگا''، یعنی باب فَتَحَ سے فعل صحیح صرف وہ آئے گا جس کے عین یالام کلمہ میں حرف حلقی ہو اور فعل ناقص یا مضاعف کیلئے یہ شرط نہیں لہٰذا اَبٰی یَابٰی اور عَضَّ یَعَضُّ شاذ نہیں کیونکہ صحیح نہیں۔

باب پنجم فَعُلَ یَفْعُلُ بضم العین فیہما اَلْکَرَمُ وَالْکَرَامَۃُ گرامی شدن کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَماً وَ کَرَامَۃً فَہُوَ کَرِیْمٌ الامر منہ اُکْرُمْ الخ ایں باب لازم ست ازاں مجہول ومفعول نمی آید. فعل بر دوم قسم ست لازم ومتعدی لازم فعلے را گویند کہ بر فاعل تمام شود واثر آں بر دیگرے ظاہر نشود چوں کَرُمَ زَیْدٌ وَ جَلَسَ زَیْدٌ ومتعدی آنکہ اثر آں از فاعل بدیگرے رسد مثل ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْراً وَ اَکْرَمَ بَکْرٌ خَالِداً بہمیں جہت کہ اثر فعل لازم بر دیگرے ظاہر نمیشود مفعول ہموں می باشد کہ براں اثر ظاہر میشود از فعل لازم مفعول نمی آید وفعل مجہول منسوب بمفعول می باشد لہٰذا آں ہم از لازم نمی آید مگر ہرگاہ کہ فعل لازم را بحرف جر متعدی کنند مجہول ومفعول ازاں می آید چوں کُرِمَ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِہٖ.

باب پنجم فَعُلَ یَفْعُلُ ماضی ومضارع دونوں میں عین کے ضمہ کے ساتھ، جیسے الکرم والکرامۃ صاحب عزت ہونا کرم یکرم الخ. یہ باب لازم ہے اس سے مجہول اور مفعول نہیں آتا۔ فعل دو قسم پر ہے لازم اور متعدی. لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اس کا اثر کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو، جیسے کرم زید اور جلس زید. اور متعدی وہ ہے کہ اس کا اثر فاعل سے دوسرے تک پہنچے، جیسے ضرب زید عمراً اور اکرم بکر خالداً. اور اسی وجہ سے کہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول وہی ہوتا ہے جس پر اثر ظاہر ہو اس لیے فعل لازم سے مفعول نہیں آتا. اور چونکہ فعل مجہول مفعول کی جانب منسوب ہوتا ہے اس لیے وہ بھی لازم سے نہیں آتا لیکن جب فعل لازم کو حرف جر کے ساتھ متعدی کریں تو اس سے مجہول اور مفعول آتا ہے، جیسے کرم بہ مکروم بہ.

سوال:۔ مصنف نے ثلاثی مجرد کے ابواب سے صرف باب فتح کا خاصہ بیان کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ یہ خاصہ لفظیہ ہے جو اس باب کے ساتھ خاص ہے یعنی دیگر ابواب کا خاصہ لفظیہ کوئی نہیں اس لیے ان میں بیان نہیں کیا۔

فائدہ:۔ کتاب میں مذکور شعر کے اندر حروف حلقی کو ذکر کیا گیا ہے مگر یہ ذکر ترتیب مخارج کے لحاظ سے نہیں البتہ مندرجہ ذیل شعر میں حروف کا ذکر ترتیب مخارج کے موافق ہے۔

حرف حلقی شش بود اے دلبرا ہمزہ، ہاؤ عین، حاؤ غین خا

قولہ ہرگاہ:۔ یعنی جب فعل لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو اس سے مجہول ومفعول آتا ہے اور لزوم کا معنی مسلوب ہو جاتا ہے، جیسے کُرِمَ بِہٖ اور مَکْرُوْمٌ بِہٖ اور جب فعل لازم کو حرف جر کے ساتھ متعدی کیا جائے تو صیغہ مفرد مذکر رہتا ہے یعنی فعل مجہول میں یا اسم مفعول میں تثنیہ وجمع یا مؤنث کے صیغے نہیں آئیں گے بلکہ ان کا معنی ادا کرنے کیلئے صیغہ مذکر اور حرف جر کے بعد ضمیر تثنیہ یا جمع یا مؤنث کی آئے گی۔ مثلاً کُرِمَ بِہٖ، کُرِمَ بِہِمَا، کُرِمَ بِہِمْ، کُرِمَ بِہَا، مَکْرُوْمٌ بِہٖ، مَکْرُوْمٌ بِہِمَا، مَکْرُوْمٌ بِہِمْ، مَکْرُوْمٌ بِہَا. صیغہ مفرد اس لیے رہتا ہے کہ جار مجرور لفظ کے اعتبار سے فاعل کے قائم مقام ہوتا ہے اور معنی کے اعتبار سے ضمیر مجرور قائم مقام ہوتی ہے اور قاعدہ ہے کہ فاعل اسم ظاہر کا فعل واحد ہوتا ہے اور اس لیے کہ جار مجرور ترکیب کے بعد مؤنث یا تثنیہ وجمع نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ مفردات کے خواص سے ہیں لہٰذا عامل کو مؤنث وغیرہ لانے کی ضرورت نہ رہی۔ اور مذکر اس لیے ہوتا ہے کہ تذکیر اصل ہے۔

باب ششم فَعِلَ یَفْعِلُ بکسر العین فیہما اَلْحَسْبُ وَالْحِسْبَانُ پنداشتن حَسِبَ یَحْسِبُ حَسْباً وحِسْبَاناً فَهُوَ حَاسِبٌ وَحُسِبَ یُحْسَبُ حَسْباً وحِسْبَاناً فَهُوَ مَحْسُوْبٌ الخ صحیح ازیں باب جز حَسِبَ یَحْسِبُ نیامدہ۔ ودراں ہم در مضارع فتح عین نیز آمدہ است دیگر چند کلمہ مثال ولفیف ازیں باب آمدہ اند۔ فصل دوم در ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق ثلاثی مزید فیہ دو قسم ست ملحق وغیر ملحق کہ مطلقش نامند

چھٹا باب فَعِلَ یَفْعِلُ ماضی ومضارع دونوں میں عین کے کسرہ کے ساتھ، جیسے الحَسْب والحِسْبان گمان کرنا، حسب یحسب الخ۔اس باب سے صحیح حسب یحسب کے علاوہ نہیں آیا، اوراس میں عین مضارع کا فتحہ بھی آیا ہے۔دوسرے چند کلمہ مثال اورلفیف کے اس باب سے آئے ہیں۔ فصل دوم ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں، مطلق ثلاثی مزید فیہ دو قسم پر ہے ملحق اور غیر ملحق جس کو مطلق کہتے ہیں......................

فائدہ: تعدیہ کے فوائد میں سے ایک فائدہ مبتدی کو فعل لازم سے فعل مجہول بنانے کا طریقہ بتانا ہے، چونکہ اسہل اور قیاسی طریقہ تعدیہ یہی تعدیہ بحرف جر ہے اس لیے مصنف نے اس کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

قولہ ملحق:۔ یہ الحاق سے اسم مفعول ہے، الحاق کی بحث میں چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے: ا۔الحاق کے لغوی معنی. ۲۔اصطلاحی معنی. ۳۔الحاق کی تقسیم. ۴۔الحاق کے دو قاعدے. ۵۔دلیل الحاق. ۶۔غرضِ الحاق۔

الحاق کے لغوی معنی ہیں ایک شے کو دوسری شے سے ملانا۔

الحاق کے اصطلاحی معنی ہیں: ثلاثی میں ایک یا زیادہ حرف بڑھا کر اس کو رباعی مجرد یا مزید کے ہم وزن کر دینا۔

بر ثلاثی فزودن حرفے یا بیشتر   تا شود یکساں بتصریف رباعی سربسر

الحاق میں تقسیم:۔ ملحق دو قسم پر ہے اول وہ کہ جس میں موزون و وزن ہر دو میں حرف کی زیادتی جنس کلمہ سے ہو، جیسے شَمْلَلَ بروزن فَعْلَلَ۔قسم دوم اس کے برعکس ہے جیسے کَوْثَلَ بروزن فَوْعَلَ۔

الحاق میں قاعدہ اول یہ ہے کہ ملحقات میں قاعدۂ ادغام پائے جانے کے باوجود ادغام نہیں کیا جاتا۔تا کہ مقصود (رباعی کے ہم وزن بنانا) فوت نہ ہو جائے جیسے شَمْلَلَ میں، لیکن ملحقات کے آخر میں حرف علت ہو تو اعلال بالابدال جیسے قَلْسیٰ، اعلال بالحذف جیسے قَلْسَوْا اور اعلال بالاسکان جیسے یُقَلْسِیْ، ہر تین صورتیں جائز ہیں۔اور اگر حرف علت وسط میں ہو جیسے جَهْوَرَ تو تعلیل نہیں کرتے۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ملحق اصل میں ثلاثی مجرد ہوتا ہے اور حروف کی زیادتی سے ملحق برباعی بن جاتا ہے۔

مشتقات میں الحاق کی دلیل اتحاد مصدر ہے جیسے دَحْرَجَ (ملحق بہ) اور شَمْلَلَ (ملحق) دونوں کا مصدر بروزن فَعْلَلَةٌ ہے اور جوامد میں دلیل الحاق تکسیر وتصغیر کا اتحاد ہے جیسے قَرْدَدٌ ملحق بجَعْفَرٌ، اس کی تکسیر جَعَافِرُ کی مثل قَرَادِدُ ہے اور تصغیر جُعَيْفِرٌ کی مثل قُرَيْدِدٌ ہے۔الحاق کی غرض امر لفظی ہے یعنی رعایت وزن وسجع چنانچہ قانونچہ میں ہے:۔ ''غرض او لفظی چوں سجع وقافیہ مشہور شد''۔

ملحق آنرا گویند کہ بزیادت حرف بروزن رباعی گردد و جز معنی باب ملحق بہ معنی دیگر دراں نباشد چوں جَلْبَبَ و مطلق آنکہ چنیں نباشد یعنی بروزن رباعی نگردد واگر گردد باب آں معنی دیگر ہم داشتہ باشد چوں اِجْتَنَبَ واَکْرَمَ چونکہ ذکر ملحق بعد ذکر رباعی می آید چہ فہم آں برفہم رباعی موقوف ست لہٰذا اولاً ذکر مطلق کردہ میشود وآں بر دو قسم ست باہمزہ وصل و بے ہمزہ وصل اول را ہفت باب ست...

ملحق اسے کہتے ہیں جو حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور باب ملحق بہ کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی اس میں نہ ہوں، جیسے جلبب اور مطلق وہ ہے جو ایسا نہ ہو، یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو اور اگر ہو تو اس کا باب دوسرے معنی بھی رکھتا ہو، جیسے اجتنب اور اکرم. چونکہ ملحق کا ذکر رباعی کے ذکر کے بعد آئے گا کیونکہ اس کا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے، لہٰذا پہلے مطلق کا بیان کیا جاتا ہے اور وہ دو قسم پر ہے، باہمزہ وصل اور بے ہمزہ وصل، اول کے سات باب ہیں...

قولہ ملحق:۔ ملحق وہ ہے جو حرف کے زائد ہونے کے بعد رباعی کے وزن پر ہو جائے اور باب ملحق بہ (جس کے ساتھ یہ مجرد ملحق ہو رہا ہے) کے معنی کے علاوہ اس میں کوئی دوسرے معنی (از قبیل خواص) نہ ہوں، جیسے جَلْبَبَ جو زیادتیٔ حرف سے پہلے جَلَبَ تھا ایک باء کے زائد کرنے سے رباعی مجرد (دَحْرَجَ) کے ہم وزن ہو گیا چونکہ باب دَحْرَجَ کے خواص میں سے ایک خاصیت الباس ماخذ (ماخذ پہنانا) ہے تو جَلْبَبَ میں دَحْرَجَ کے ہم وزن ہونے کے علاوہ اس کے معنی وخاصیت بھی پائی گئی کہ اس کے معنی چادر پہنانے کے ہو گئے لہٰذا جَلْبَبَ ملحق برباعی ٹھہرا۔

قولہ مطلق آنکہ:۔ یعنی ثلاثی مزید فیہ مطلق (غیر ملحق) وہ ہے جو اس طرح نہ ہو یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو جیسے اِجْتَنَبَ یا رباعی کے ہم وزن تو ہو مگر باب ملحق بہ کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اَکْرَمَ کہ اس میں رباعی کے معنی وخاصیت کے علاوہ بھی ہے جیسے باب اِفْعَال کی خاصیت تعدیہ۔

فائدہ: ملحق و مزید فیہ میں فرق یہ ہے کہ مزید فیہ میں حرف زائد مفید معنی ہوتا ہے جیسے ذَهَبَ میں ہمزہ بڑھا کر اَذْهَبَ اس میں ہمزہ مفید معنی تعدیہ ہے لیکن ملحق میں جو حرف زائد ہوتا ہے وہ معنی کا افادہ نہیں کرتا بلکہ اس کے بڑھانے سے مقصود اس کلمہ مزید فیہ کو ملحق بہ کے ہم وزن کرنا ہوتا ہے، جیسے جَلَبَ اور جَلْبَبَ معنی دونوں کے ایک ہیں مگر اول ثلاثی مجرد ہے اور دوم ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مجرد۔

قولہ اجتنب واکرم:۔ اجتنب تو حرف بڑھنے کے بعد رباعی کے ہم وزن نہیں ہوا لیکن اَکْرَمَ ہو گیا ہے مگر اکرم میں رباعی کے معنی وخاصیت کے علاوہ نئے معنی آ گئے ہیں یعنی تعدیہ اور یہ معنی وخاصیت دَحْرَجَ میں نہیں ہے لہٰذا یہ دونوں ملحق نہیں ہیں۔

فائدہ: ہمزۂ وصل کو درج ذیل وجوہ کی بنا پر ہمزۂ وصل کہا جاتا ہے: ا۔ یہ حرف ساکن سے مل جاتا ہے. ۲۔ یہ ہمزہ ساقط ہو کر ماقبل و مابعد کو ملا دیتا ہے. ۳۔ متکلم ابتدا بساکن متعذر ہونے کی وجہ سے اپنے مطلب تک رسائی نہیں پا رہا تھا یعنی تکلم نہیں کر سکتا تھا لیکن اس سے متکلم کو تکلم تک رسائی مل گئی۔

باب اول: اِفْتِعَال علامت ایں باب تائے زائدست بعد فاکلمہ چوں اَلْاِجْتِنَابُ پرہیز کردن تصریفہ: اِجْتَنَبَ یَـجْتَنِبُ اِجْتِنَاباً فَھُوَ مَجْتَنِبٌ وَاُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَاباً فَھُوَ مُجْتَنَبٌ الامر منہ اِجْتَنِبْ وَالنَّھْیُ عَـنْـہُ لَاتَجْتَنِبْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُجْتَنَبٌ دریں باب وجملہ ابواب ثلاثی مزید فیہ ورباعی مجرد ومزید فیہ در فعل ماضی مجہول سوائے ماقبل آخر کہ مکسور می باشد ہر حرف متحرک مضموم میشود وساکن بحال خود می ماند پس در اُجْتُنِبَ ہمزہ و تا ہر دو مضموم ست وہمچنیں در اُسْتُنْصِرَ ودر نفی ماضی ایں باب وجملہ ابواب ہمزہ وصل چوں ہمزۂ وصل بسبب درآمدن ما و لا بیفتد الف ما ولا ہم ساقط شود پس مَا اجْتُنِبَ لَا اجْتُنِبَ مَا انْفُطِرَ لَا انْفُطِرَ مَا اسْتُنْصِرَ لَا اسْتُنْصِرَ گویند۔

پہلا باب افتعال اس کی علامت فا کلمہ کے بعد تاء زائد ہے، جیسے الاجتناب پرہیز کرنا، اس کی گردان اجتنب یجتنب الخ ہے. اس باب میں اور ثلاثی مزید فیہ ورباعی مجرد ومزید فیہ کے تمام ابواب میں فعل ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ جو مکسور ہوتا ہے ہر حرف متحرک مضموم ہوجاتا ہے اور ساکن اپنے حال پر باقی رہتا ہے. لہٰذا اُجْتُنِبَ میں ما اور لا کے داخل ہونے کے بعد ہمزہ اور تاء دونوں مضموم ہیں اور ایسے ہی اُسْتُنْصِرَ میں. اور اس باب اور ہمزہ وصل کے تمام ابواب کی ماضی منفی میں جب ہمزہ وصل درمیان میں آنے کی وجہ سے گرجاتا ہے تو ما اور لا کا الف بھی ساقط ہوجاتا ہے پس مااجتنب الخ کہتے ہیں..

قولہ علامت ایں باب:۔ اس باب کی علامت فاء کلمہ کے بعد تاء زائد ہے، مصنف علیہ الرحمۃ نے صرف تاء کا ذکر فرمایا ہے حالانکہ ہمزہ بھی زائد ہے. یا تو اس لیے کہ سابق میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ باب افتعال اور اس کے بعد کے چند ابواب میں ہمزۂ وصل زائد ہے اس لیے بارِ ثانی اس کو ذکر نہیں کیا. یا اس لیے کہ اس مقام پر مقصود علامات ابواب کا بیان کرنا ہے تاکہ ہر ایک باب دوسرے سے ممتاز ہوجائے اور علامت باب صرف تاء ہے کیونکہ علامت باب کا تمام گردانوں میں پایا جانا ضروری ہے لیکن ہمزہ مضارع میں نہیں ہوتا لہٰذا یہ علامت باب نہیں۔

فائدہ: مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے اور یہ نہیں کہا کہ عین کلمہ مکسور ہوتا ہے تاکہ رباعی نہ نکلے. اس لیے کہ رباعی میں عین کلمہ ماضی مجہول میں ساکن ہوتا ہے مکسور نہیں ہوتا جیسے دُحْرِجَ البتہ ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے جیسا کہ مثال سے ظاہر ہے۔

قولہ درنفی ماضی:۔ باب افتعال اور دیگر ابواب ہمزہ وصل کی ماضی منفی میں ما اور لا داخل ہونے سے جب ہمزہ وصلی درمیان میں آنے کی وجہ سے گرجاتا ہے تو ما اور لا کا الف بھی ساقط ہوجاتا ہے لہٰذا مَـا اجْتُـنِـبَ لَا اجْتُنِبَ وغیرہ کہا جائے گا یعنی ہمزہ وصل کو درمیان میں واقع ہونے کی وجہ سے اور ما اور لا کے الف کو التقائے ساکنین کی وجہ سے پڑھنے میں ساقط کرکے مثلاً جیم کو میم یا لام سے ملا کر پڑھتے ہیں چنانچہ طلبہ سے پوچھا جاتا ہے کہ لَاانْفَطَرَ کونسا صیغہ ہے جس کا تلفظ لَنْفَطَرَ ہے تو وہ حیران ہوکر پوچھتے ہیں کہ کلمہ لَنْ تو مضارع پر داخل ہوتا ہے یہاں پر ماضی پر کیسے داخل ہوگیا ہے۔

اسم فاعل دریں باب و جملہ ابواب ثلاثی مزید فیہ ورباعی بروزن مضارع معروف آید جز اینکہ میم مضموم بجائے علامت مضارع می آرند و ماقبل آخر را کسرہ میدہند اگر مکسور نباشد واسم مفعول مثل اسم فاعل میباشد مگر ماقبل آخر دراں مفتوح میباشد واسم ظرف بروزن اسم مفعول آں باب آید وآلہ واسم تفضیل ازیں ابواب نیاید اگر ادائے معنی آلہ منظور باشد لفظ ما بہ بر لفظ مصدر بیفزایند مثلاً ما بہ الاجتناب گویند واگر ادائے معنی تفضیل منظور باشد لفظ اَشَدُّ بر مصدر منصوب بیفزایند مثلاً اَشَدُّ اِجْتِنَاباً گویند و در لون وعیب کہ در ثلاثی مجرد ہم اسم تفضیل ازاں نیاید ہم ادائے معنی تفضیل ہمیں وضع کنند مثلاً اَشَدُّ حُمْرَةً وَ اَشَدُّ صَمَماً گویند.

اس باب میں اور ثلاثی مزید فیہ ورباعی کے تمام ابواب میں اسم فاعل مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے، بجز اس کے کہ میم مضموم علامت مضارع کی جگہ لے آتے ہیں، اور ماقبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اگر مکسور نہ ہو. اور اسم مفعول اسم فاعل کی مانند ہوتا ہے مگر ماقبل آخر اس میں مفتوح ہوتا ہے، اور اسم ظرف اس باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے، اور اسم آلہ اور اسم تفضیل ان ابواب سے نہیں آتا اگر اسم آلہ کے معنی ادا کرنے ہوں تو لفظ ما بہ لفظ مصدر پر بڑھا دیتے ہیں، اور اگر تفضیل کے معنی ادا کرنے ہوں تو مصدر منصوب پر لفظ اشد بڑھا دیتے ہیں مثلاً اشد اجتنابا کہتے ہیں، ثلاثی مجرد لون وعیب سے جو اسم تفضیل نہیں آتا اس کے معنی اسی طریقہ پر ادا کیے جاتے ہیں، مثلاً اشدُّ حمرۃ اور اشدّ صمما کہتے ہیں۔

قولہ واسم ظرف: غیر ثلاثی مجرد سے اسم ظرف اپنے باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے کیونکہ اسم مفعول ماقبل آخر کے فتح کی وجہ سے اسم فاعل سے اخف ہے یا اس لیے کہ اسماء زمان ومکان من حیث المعنی مفعول فیہ ہیں لہٰذا ظرف کا اسم مفعول کے ہم وزن ہونا انسب ہے۔

قولہ وآلہ واسم تفضیل:۔ غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ اور اسم تفضیل بتمامہ نہیں آتا اور اسم ظرف کا صیغہ تکسیر وتصغیر نہیں آتا تاکہ ثلاثی مجرد وغیر ثلاثی مجرد میں تعادُل اور برابری ہو جائے. یعنی ثلاثی مجرد کے الفاظ قلیل ہیں اور اس کے غیر کے کثیر لہٰذا قلیل الفاظ میں کثرت صیغہ کا لحاظ کیا گیا اور کثیر الالفاظ میں قلت صیغہ کو ملحوظ رکھا گیا تاکہ برابری ہو جائے۔

سوال: غیر ثلاثی مجرد اور ثلاثی مجرد کے مابین تعادل کیلئے بالخصوص آلہ وتفضیل کے تمام صیغے اور ظرف کے بعض صیغے کیوں ترک کیے گئے؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ سب مقصود اصلی سے زائد ہیں. اسم آلہ فاعل ومفعول میں واسطہ ہونے کی وجہ سے زائد علی المقصود ہے، اور اسم تفضیل کی دلالت ہی زیادتی پر ہوتی ہے اور اسم ظرف کے صیغہ تکسیر وتصغیر میں قلت وکثرت کا بیان ہوتا ہے جو کہ مقصود اصلی نہیں۔

قولہ اگر ادائے:۔ اگر غیر ثلاثی مجرد یا ثلاثی مجرد بمعنی لون وعیب سے اسم تفضیل کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو ثلاثی مجرد کا ایسا اسم تفضیل جو قوت وشدت کے معنی پر دلالت کرتا ہو اس کو ذکر کر کے اس کے بعد جس باب سے معنی تفضیل کا بیان مقصود ہو اس کا مصدر منصوب ذکر کرتے ہیں جیسے اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجاً و اَقْوٰی حُمْرَةً اور یہ مصدر منصوب حقیقت میں تمیز ہوتا ہے۔

قاعدہ: اگر فائے افتعال دال یا ذال یا زا باشد تائے افتعال بدال بدل شود و دراں دال فاکلمہ وجوباً مدغم شود چوں اِدَّعیٰ و ذال سہ حالت دارد گاہے بدال بدل شدہ در دال مدغم شود چوں اِدَّکَرَ گاہے دال را ذال کردہ فاکلمہ را دراں ادغام کنند چوں اِذَّکَرَ و گاہے بے ادغام دارند چوں اِذْدَکَرَ و زا دو حالت دارد گاہے بے ادغام دارند چوں اِزْدَجَرَ و گاہے دال را زا کردہ زائے فاکلمہ را دراں ادغام کنند چوں اِزَّجَرَ

قاعدہ: فائے افتعال دال، ذال، یا زاء ہو تو تائے افتعال دال سے بدل جاتی ہے اور اس دال میں فاکلمہ وجوباً مدغم ہو جاتا ہے، جیسے ادّعیٰ. اور دال کی تین حالتیں ہیں کبھی تو دال سے بدل کر دال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے ادّکر کبھی دال کو ذال کر کے فاکلمہ کو اس میں ادغام کرتے ہیں جیسے اذّکر اور کبھی ادغام نہیں کرتے جیسے اذدکر. اور زاء کی دو حالتیں ہیں کبھی تو ادغام کے بغیر رکھتے ہیں جیسے اِزْدَجَرَ اور کبھی زا کر کے فاکلمہ کو اس میں ادغام کرتے ہیں جیسے اِزَّجَرَ۔

قولہ اگر فائے افتعال:۔ اگر باب افتعال کے فاءکلمہ میں دال، ذال یا زاء واقع ہو تو تائے افتعال کو دال کر کے اس میں فاءکلمہ کو وجوباً ادغام کر دیا جاتا ہے کیونکہ حروف ثلثہ جہریہ اور تاء مہموسہ ہے ان دو صفتوں والے حروف کا منافات کی وجہ سے کلمہ واحدہ میں اجتماع مکروہ ہے اس لیے تائے مہموسہ کو قرب مخرج کی وجہ سے دال کر دیا جاتا ہے اور فاءکلمہ دال ہو تو ادغام وجوبا کیا جاتا ہے جیسے اِدَّعیٰ جو اصل میں اِدْتَعیٰ تھا اور اِدْتَعیٰ اصل میں اِدْتَعَوَ تھا، واؤ کو یاء کر کے الف کر دیا تو ادّعیٰ ہوا قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

فاء مقابل آوے جیکر زاء و دال و ذال	تاء افتعالے بدل وجوبا کردے دالے نال
جیکر فاکلمہ بھی دال ہو ادغام کریندا چا	ذال ہوے یا زا فاکلمہ ہر دو طرح روا
دالوں ذال بنانا جائز ذالوں دال بنا	دال نوں زا بنانا جائز ناھیں عکس روا

قولہ وذال سہ حالت دارد:۔ باب افتعال کے فاکلمہ میں ذال ہو تو تائے افتعال کے دال ہو جانے کے بعد کبھی ذال کو دال کر دیتے ہیں اور ادغام کرتے ہیں جیسے اِدَّکَرَ میں جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا، کبھی دال کو ذال کر کے فاکلمہ کو اس میں ادغام کرتے ہیں جیسے اِذَّکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ اور کبھی تائے افتعال دال کر کے بغیر ادغام کے رہنے دیتے ہیں جیسے اِذْدَکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ زاء کے دو حال ہیں، ایک تائے افتعال کو دال کر کے بغیر ادغام کے پڑھنا جیسے اِزْدَجَرَ جو اصل میں اِزْتَجَرَ تھا، دوم یہ کہ دال کو زاء کر کے ادغام کرنا جیسے اِزَّجَرَ جو اصل میں اِزْتَجَرَ تھا۔

قولہ در دال مدغم شود:۔ یعنی کبھی تائے افتعال دال ہو جاتی ہے پھر دال میں مدغم ہو جاتی ہے اور ادغام فک ادغام سے زیادہ فصیح ہے حتیٰ کہ سیبویہ نے فک ادغام کا انکار کیا ہے اور ادغام کو واجب قرار دیا ہے، پھر ادغام میں فصیح اِدَّکَرَ ہے کیونکہ یہ قرآن مجید میں ہے ارشادِ باری ہے: ﴿وَادَّکَرَ بَعْدَ اُمَّۃٍ﴾ اور اِدِّکار کے معنی ہیں یاد کرنا اور نصیحت قبول کرنا۔

قاعدہ: اگر فائے افتعال صاد وضاد وطا وظا باشد تائے افتعال بطا بدل شود پس طا مدغم شود وجوباً چوں اِطَّلَبَ وظا گاہے طا شدہ مدغم شود چوں اِطَّلَم وگاہے بے ادغام ماند چوں اِظْطَلَم وگاہے طارا ظا کردہ ادغام کنند چوں اِظَّلَم وصاد وضاد بے ادغام می ماند چوں اِصْطَبَرَ واِضْطَرَبَ وگاہے طارا صاد یا ضاد کردہ ادغام می کنند چوں اِصَّبَرَ واِضَّرَبَ. قاعدہ: اگر فائے افتعال ثا باشد

قاعدہ: فائے افتعال صاد یا ضاد یا طاء یا ظاء ہو تو تائے افتعال طاء سے بدل جاتی ہے پھر طاء تو وجوباً مدغم ہو جاتی ہے جیسے اطّلب اور ظاء کبھی تو طاء ہو کر مدغم ہو جاتی ہے جیسے اطّلم اور کبھی بے ادغام رہتی ہے جیسے اظطلم اور کبھی طاء کو ظاء کر کے ادغام کر دیتے ہیں جیسے اظّلم اور صاد وضاد ادغام کے بغیر رہتے ہیں، جیسے اصطبر اور اضطرب اور کبھی طاء کو صاد یا ضاد کر کے ادغام کر دیتے ہیں، جیسے اصّبر اور اضّرب قاعدہ: اگر فائے افتعال ثا ہو............

فائدہ:۔ اگر باب افتعال کے فاکلمہ میں حروف اربعہ کے علاوہ کوئی حرف ہو تو بھی تائے افتعال بعض لغات میں دال ہو جاتی ہے چنانچہ اِجْتَمَعُوْا کو اِجْدَمَعُوْا بولتے ہیں اور کبھی تاء ضمیر کو تائے افتعال کا حکم دے کر فُزْتُ کو فُزْدُ بولتے ہیں۔

قولہ اگر فائے افتعال صاد:۔

ہر صاد، ضاد، طا، ظا کوئی انہاں وچوں بھائی	باب افتعال دے اندر آوے فا کلمہ دی جائی
تاء افتعال بدل کریندے طا دے نال مدام	جیکر فا کلمہ بھی طا ہے واجب ہے ادغام
جیکر ظا ہے فا دی جا اظہار ادغام روا	ظا نوں طا بنانا جائز طا نوں کرنا ظا
صاد، ضاد جے واقع ہوے فا کلمہ دی جا	اُس ویلے اظہار ادغام ہر دو طرح روا
ادغام دی صورت طا نوں جائز کرنا صاد ضاد	عکس اینہاں دا جائز ناہیں مسئلہ رکھیں یاد

یعنی اگر باب افتعال کے فاکلمہ میں ان حروف میں سے کوئی ایک واقع ہو تو فائے افتعال کو طا سے تبدیل کرتے ہیں کیونکہ ان حروف کے بعد تا متعسر النطق ہوتی ہے لہٰذا اقرب مخرج کی وجہ سے طا کر دی جاتی ہے اگر فا کلمہ طا ہو تو ادغام کرتے ہیں وجوباً اگر ظا ہو تو ادغام واظہار دونوں جائز ہیں، اِظّلم میں طا کو ظا کر کے اور اِطّلم میں ظا کو طا کر کے ادغام کیا گیا ہے، اگر فاکلمہ میں صاد ہو یا ضاد ہو تو ادغام واظہار دونوں جائز ہیں مگر ادغام صرف طا کو صاد یا ضاد کر کے جیسے اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ اور فک ادغام جیسے اِصْطَبَرَ واِضْطَرَبَ.

سوال:۔ اِصْطَبَرَ اور اِضْطَرَبَ میں صاد وضاد کو طا کر کے ادغام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب:۔ یہ حروف صفیریہ ہیں جو صرف اپنی مثل میں ادغام ہو سکتے ہیں مثلاً صاد، صاد میں اور ضاد، ضاد میں۔

قولہ اگر فائے افتعال ثا باشد:۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

فاء کلمہ دی جائے جیکر واقع ہووے ثاء	ادغام وجوباً کردے ہک دو جھے دی جنس بنا

فائدہ:۔ یہ ادغام عند المصنف جائز ہے، اسی کو جاربردی اور محمد طاہر نے اختیار کیا ہے اَلْاِدْغَامُ اَحْسَنُ مِنَ الْاِظْهَارِ (جاربردی) هٰذَا الْاِدْغَامُ اَحْسَنُ لَا وَاجِبٌ فَيَجُوْزُ الْاِظْهَارُ (کفایہ) لیکن ابن حاجب اور زمخشری کے نزدیک یہ ادغام

رواست کہ تا ثا شود پس ادغام یابد چوں اِثَّارَ. قاعدہ: عین افتعال اگر تا وثا وجیم ورا ودال وذال وسین وشین و صاد وضاد وطاوظا باشد چنانچہ دراختصم واهتدی تاء افتعال راہم جنس عین کردہ حرکتش بما قبل دادہ ادغام کنند وہمزۂ وصل بیفتد پس خَصَّمَ و هَدّٰی شود ومضارع یَخَصِّمُ و یَهَدِّیْ وکسرۂ فا ہم جائزست چوں خِصَّمَ یَخِصِّمُ وَ هِدّٰی یَهِدِّیْ یَخِصِّمُوْن و یَهِدِّیْ کہ در قرآن مجید آمدہ از ہمیں باب ست ودر اسم فاعل ضم فا ہم آمدہ مُخَصِّمٌ مُخِصِّمٌ مُخُصِّمٌ ہر سہ جائز ست.

تو تاء کو ثاء کر دینا جائز ہے، پھر ادغام پائے گی، جیسے اِثّار. قاعدہ: عین افتعال اگر تاء اور ثاء الخ ہو جیسے اختصم اور اهتدی میں تو تائے افتعال کو عین کے ہم جنس کر کے اس کی حرکت ما قبل کو دے کر ادغام کرتے ہیں اور ہمزہ وصل گر جاتا ہے پس خَصَّمَ اور هَدّٰی ہو جائے گا. اور مضارع یخصّم اور یهدّی اور فاء کا کسرہ بھی جائز ہے جیسے خِصَّمَ یَخِصِّمُ اور هدّی یهدّی یخصّمون اور یَهِدِّیْ جو قران مجید میں آیا ہے اسی باب سے ہے. اور اسم فاعل میں فاء کا ضمہ بھی آیا ہے جیسے مُخَصِّمٌ مُخِصِّمٌ مُخُصِّمٌ ہر تین جائز ہیں۔

واجب ہے عِنْدَهُمَا تُدْغَمُ التَّاءُ فِيْهَا وُجُوْباً عَلٰى وَجْهَيْنِ اِثَّارَ وَ اِتَّارَ مگر مصنف علیہ الرحمۃ نے تاء کو ثاء کر کے ادغام کرنے کا ذکر کیا ہے کیونکہ یہ اولیٰ وافصح ہے۔

قولہ چنانچہ در اِخْتَصَمَ :۔ اختصم وغیرہ میں دو قول ہیں: اول یہ کہ ادغام جائز نہیں کیونکہ اس سے باب تفعیل کی ماضی سے التباس لازم آئے گا، وَالْاِلْتِبَاسُ اَشَدُّ فَسَاداً فَلَا يُصَارُ اِلَيْهِ. قول دوم یہ ہے کہ ادغام جائز ہے کیونکہ ادغام کے بعد اس باب میں اور باب تفعیل کی ماضی میں فرق اعتباری موجود ہے۔

قانونچہ میں ہے:

چوں بعین وے یکے زیں یازدہ یا حرف تاء ست   قلب تائش با ہمہ جائز بفتح وکسر فاست

فاکلمہ کا فتحہ اس صورت میں ہے کہ تائے افتعال کی حرکت ما قبل کو دے کر تاء کو عین کے ہم جنس کر کے ادغام کیا جائے اور کسرہ اس لیے کہ تفعیل کی ماضی سے ملتبس نہ ہو اور یہ کسرہ اس صورت میں کہ تاء کو ہم جنس عین کرنے کے بعد اس کی حرکت سلب کر کے ادغام کیا جائے اور بعد الادغام بقاعدہ اَلسَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ فاکلمہ کو کسرہ دیا جائے، پس خِصَّم اور هِدّٰی ہو جائیگا، اور اسم فاعل میں فاء کے فتح وکسرہ کے علاوہ ضمہ بھی باتباع میم آیا ہے جو کہ نادر ہے۔

فائدہ:۔ بعض حضرات سے اِخِصَّم بھی منقول ہے یعنی ہمزۂ وصل کو باقی رکھتے ہوئے جیسا کہ مراح میں ہے اور ابقاء ہمزہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ فاء اصل میں ساکن ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

باب دوم استفعال علامت آں زیادت سین وتا ست قبل فا چوں اَلْاِسْتِنْصَارُ طلب مدد کردن تصریفہ: اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَاراً فَھُوَ مُسْتَنْصِرٌ وَاُسْتُنْصِرَ یُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَاراً فَھُوَ مُسْتَنْصَرٌ الامر منه اِسْتَنْصِرْ والنهی عنه لَاتَسْتَنْصِرْ الظرف منه مُسْتَنْصَرٌ فائدہ: دراِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ جائز ست کہ تائے استفعال حذف کنند فَمَا اسْطَاعُوْا مَا لَمْ تَسْطِعْ درقرآن مجید از ہمیں باب ست باب سوم انفعال علامت آں زیادت نون ست قبل فا وایں باب ہمیشہ لازم آید چوں اَلْاِنْفِطَارُ شگافتہ شدن تصریفہ: اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَاراً فَھُوَ مُنْفَطِرٌ الامر منه اِنْفَطِرْ والنهی عنه لَاتَنْفَطِرْ الظرف منه مُنْفَطَرٌ قاعدہ: ہرلفظیکہ فائے اونون باشد از باب اِنْفِعَال نیاید بلکہ اگرادائے معنی اِنْفِعَال منظور باشد آنرا بباب اِفْتِعَال برند چوں اِنْتَکَسَ سرنگوں شد۔

دوسرا باب استفعال اس کی علامت فاء سے قبل سین اور تاء کا زائدہ ہونا ہے، جیسے الاستنصار مدد طلب کرنا اسکی گردان استنصر ہے۔ فائدہ: استطاع یستطیع میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کردیں قرآن مجید میں فما اسطاعوا اور مالم تسطع اسی باب سے ہے۔ تیسرا باب انفعال اسکی علامت فاء سے قبل نون کی زیادتی ہے اور یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے جیسے الانفطار پھٹنا، اسکی گردان انفطر ینفطر الخ ہے۔ قاعدہ: جس لفظ کا فا کلمہ نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آتا بلکہ اگر انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اسے باب افتعال میں لے جاتے ہیں جیسے اِنْتَکَسَ سرنگوں ہوا۔

قولہ باب دوم استفعال:۔ اس باب کو انفعال پر مقدم کیا غالباً اس لیے کہ ابواب متعدی ایک ساتھ مذکور ہو جائیں ورنہ افتعال کے بعد انفعال کا ذکر مناسب تھا کیونکہ ہر دو میں حرف زائد دو ہیں اور استفعال میں تین۔

قولہ دراستطاع:۔ اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ میں جائز ہے کہ تائے استفعال حذف کردی جائے، قرآن مجید میں فَمَا اسْطَاعُوْا مَا لَمْ تَسْطِعْ اسی باب سے ہے، یہ قاعدہ پہلے قاعدہ سے بمنزلہ استثناء کے ہے، یعنی اِسْتَطَاعَ میں اگرچہ تائے استفعال کے بعد طاء ہے مگر تاء کو طاء کر کے ادغام نہیں کیا جائے گا کیونکہ بصورتِ ادغام احد المحظورین لازم آتا ہے۔ (۱) سین علامتِ باب وساکن الاصل کو متحرک کرنا۔ (۲) سکون کے باوجود ادغام کی صورت میں التقاء ساکنین علی غیر حدہ کا لزوم۔ یا اس لیے ادغام نہیں کیا جائے گا کہ طاء تقدیراً ساکن ہے۔ لہٰذا تاء کو اس قاعدہ سے حذف کردیتے ہیں کہ جب متجانسین میں سکون حرف ثانی یا کسی دیگر وجہ سے ادغام نہ ہو سکتا ہو تو برائے تخفیف ایک حرف کو حذف کرنا جائز ہے۔

فائدہ:۔ اِسْطَاعَ میں اگرچہ متجانسین جمع نہیں ہوئے جس سے کلمہ ثقیل ہو گیا ہو مگر اتحاد فی المخرج کی وجہ سے بمنزلہ جنس واحد کے ہیں، لہٰذا تاء کو برائے تخفیف حذف کردینا جائز ہے۔

قولہ ایں باب ہمیشہ لازم آید:۔ یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے خواہ اس کا مجرد لازم ہو یا نہ ہو اور اس لفظ کے فا کلمہ میں حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو تو اس سے باب انفعال بنانا ممنوع ہے، رہا اِنْمَلَقَ اور اِنْمَحٰی وغیرہ تو یہ شاذ ہیں۔ جیسا کہ ہدایۃ الصرف میں ہے،

باب چہارم: افعلال علامت آں تکرار لام ست و بودن چار حرف بعد ہمزۂ وصل در ماضی چوں الاِحْمِرَار سرخ شدن تصریفہ: اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَاراً فَهُوَ مُحْمَرٌّ الامر منه اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ والنهی عنه لَا تَحْمَرَّ لَاتَحْمَرِّ لَاتَحْمَرِرْ الظرف منه مُحْمَرٌّ اِحْمَرَّ دراصل اِحْمَرَرَ بود دو حرف یک جنس جمع آمدند اول راساکن کردہ در دوم ادغام کردند اِحْمَرَّ شد. و بر ہمیں قیاس ست تعلیل یَحْمَرُّ و مُحْمَرٌّ واشباہ آں در واحد مذکر امر بسبب وقف اجتماع ساکنین شد کہ ہر دو را ساکن شدند گاہے رائے دوم را فتحہ دادند اِحْمَرَّ شد و گاہے کسرہ پس اِحْمَرِّ شد و گاہے فک ادغام کردند اِحْمَرِرْ شد لَمْ یَحْمَرَّ و دیگر صیغ مضارع مجزوم را ہم بریں نمط باید فہمید. فائدہ: لام ایں باب ہمیشہ مشدد باشد........

چوتھا باب اِفْعِلَال اسکی علامت لام کا تکرار ہے اور ماضی میں ہمزۂ وصل کے بعد چار حرف کا ہونا، جیسے الاحمرار سرخ ہونا اسکی گردان اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ الخ ہے، اِحْمَرَّ اصل میں احمرر تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا تو اِحْمَرَّ ہوا۔ اور اسی قیاس پر ہے یَحْمَرُّ اور مُحْمَرٌّ اور اس جیسے دوسرے صیغوں کی تعلیل، واحد مذکر امر حاضر میں وقف کی وجہ سے اجتماع ساکنین ہو گیا کیونکہ دونوں راء ساکن ہو گئیں تو کبھی دوسری راء کو فتحہ دیا تو اِحْمَرَّ ہو گیا اور کبھی کسرہ دیا تو اِحْمَرِّ ہو گیا اور کبھی فک ادغام کیا تو اِحْمَرِرْ ہو گیا۔ لم یحمر اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ فائدہ: اس باب کا لام ہمیشہ مشدد ہوتا ہے.........

اور نون بھی حروف یرملون میں سے ہے اس لیے جس کلمہ کے فاء کے مقابلہ میں نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آئے گا۔

قولہ فتحہ دادند:۔ دوسری را کو فتح اس لیے دیا جاتا ہے کہ یہ اخف الحرکات ہے اور کسرہ اس لیے کہ نوع واحد کے ساتھ مختص ہونے کی وجہ سے کسرہ اور سکون میں مشابہت پائی جاتی ہے، یعنی جس طرح کہ کسرہ نوع واحد (اسم) کے ساتھ خاص ہے، سکون بھی نوع واحد (فعل) کے ساتھ خاص ہے، اس مشابہت کی وجہ سے حرف ساکن کو کسرہ دیتے ہیں یا اس لیے کہ کسرہ قلت کی وجہ سے عدم کے مناسب ہے اور عدم سکون ہے کیونکہ سکون رفع الحرکۃ کا نام ہے۔

قولہ لام ایں باب:۔ اس باب کا لام کلمہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے، اور یہ تشدید قیاسی ہے، اس لیے اصل بتانے کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً اِحْمَرَّ اصل میں اِحْمَرَرَ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے اول کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کیا تو اِحْمَرَّ ہوا، اور باب تفعل و تفعیل میں تشدید بنائی ہوتی ہے اس لیے ان کے اصل بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

سوال:۔ باب افعلال وافعیلال کو رباعی مزید فیہ ہونا چاہیے تھا کیونکہ ان میں فاء، عین اور دو لام کے علاوہ حرف زائد بھی ہیں۔

جواب:۔ ان دونوں بابوں کا وزن بموجب قیاس اِفْعِلَارٌ و اِفْعِیلَارٌ تھا، چونکہ را حروف زوائد سے نہیں اس لیے اس کو لام سے تعبیر کیا گیا ہے، اس لیے یہ دونوں باب ثلاثی مزید فیہ ہیں، یعنی ان میں دو لام نہیں ہیں۔

مگر در ناقص چوں اِرْعَوٰی کہ دراں باحکام لفیف کار بند شوند کہ واو اول را سلامت دارند و در واو دوم تعلیلات حسب قواعد ناقص کنند. باب پنجم افعیلال علامت آں تکرار لام ست با زیادت الف قبل لام اول کہ آں الف در مصدر بیا بدل شدہ چوں الْاِدْہِیْمَامُ سخت سیاہ شدن تصریفہ: اِدْهَامَّ يَدْهَامُّ اِدْهِيْمَاماً فَهُوَ مُدْهَامٌّ الامر منه اِدْهَامَّ اِدْهَامِّ اِدْهَامِمْ والنهى عنه لَاتَدْهَامَّ لَاتَدْهَامِّ لَاتَدْهَامِمْ الظرف منه مُدْهَامٌّ ادغام در صیغ ایں باب مثل باب افعلال گردیدہ ہر صیغہ را بقیاس مشاکل خود اصل برآوردہ تعلیل می باید کرد..............

مگر ناقص میں جیسے اِرْعَوٰی کہ اس میں لفیف کے احکام پر عمل کرتے ہیں کہ واو اوّل کو سالم رکھتے ہیں اور واو دوم میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کرتے ہیں۔ پانچواں باب افعیلال اسکی علامت تکرار لام ہے ساتھ زائد ہونے الف کے لام اول سے قبل جو وہ الف مصدر میں یاء سے بدل گیا ہے، جیسے الادھیمام سخت سیاہ ہونا، اسکی گردان ادھامّ الخ ہے، اس باب کے صیغوں میں باب افعلال کے صیغوں کی مثل ادغام ہوا ہے، ہر صیغہ کی اس کے ہم شکل صیغے کے مطابق اصل نکال کر تعلیل کرنی چاہیے..................

قولہ مگر در ناقص:۔ چونکہ اس باب میں تشدید قیاسی ہے اس لیے ناقص میں اس باب کا لام کلمہ مشدد نہیں ہوتا بلکہ اس میں لفیف کے احکام پر عمل کیا جاتا ہے یعنی واؤ اول کو سالم رکھ کر واؤ دوم میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کی جاتی ہیں مثلاً اِرْعَوٰی جس کا اصل اِرْعَوَوَ ہے اس میں واوِ دوم کو یاء کر کے الف کیا تو اس میں دو حرف ایک جنس کے باقی نہ رہے بلکہ اِرْعَوٰی ہو گیا اس لیے اس کا لام کلمہ مشدد نہ ہوا۔

سوال:۔ اِرْعَوَوَ میں علت ادغام موجود ہونے کے باوجود اعلال کیوں کیا گیا؟

جواب ا:۔ اس لیے کہ اعلال ادغام پر مقدم ہے کیونکہ ان دونوں سے مقصود تخفیف ہوتی ہے جو کہ ادغام کی نسبت اعلال میں زیادہ ہے، اس لیے کہ اعلال میں عموماً ذات کا تغیر ہوتا ہے اور ادغام میں صفت کا اور ذات کے تغیر میں تخفیف زیادہ ہے نیز اعلال تخفیف میں اصل ہے اور ادغام ملحق باعلال ہے اور جب اصل پر عمل ممکن ہو تو اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔

جواب ۲:۔ اس میں علتِ ادغام مجوز دغام ہے کیونکہ وجوب ادغام کی ایک شرط یہ ہے کہ متجانسین سے کوئی اعلال کا مقتضی نہ ہو، مگر اعلال کا سبب موجب لِلْاِعْلَال ہے اس لیے اعلال کیا گیا کہ اس کا سبب قوی ہے۔

جواب ۳:۔ اِرْعَوَوَ میں ادغام پر اعلال کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ اعلال کا تعلق آخر کلمہ سے ہے یعنی واؤ سے جو آخر میں ہے اس کو یاء کیا گیا پھر یاء کو الف کیا گیا لیکن ادغام کا تعلق وسط کلمہ سے ہے یعنی عین کو لام میں ادغام کرنا ہے اور آخر کلمہ جو کہ محل اعراب ہے اس میں تغیر وسط میں تغیر کی بہ نسبت اولیٰ ہے اس لیے ادغام پر تعلیل کو ترجیح دی گئی ہے۔

قولہ در صیغ ایں باب:۔ یعنی اس باب کے صیغوں میں افعلال کی مانند ادغام ہوا ہے، مثلاً اِدْھَامّ اِدْھَامَّ تھا، میم اول کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کیا تو اِدْھَامّ ہوا، اور اسمیں اجتماع ساکنین علی حدہ ہے جو کہ جائز ہے۔

ودریں ہر دو باب معنی لون وعیب بیشتر آید واین ہر دو باب، ہمیشہ لازم باشند. باب ششم افعیعال علامت آں تکرار عین ست بتوسط واوٗ میان دو عین وآں واو در مصدر بسبب کسرۂ ماقبل بیا بدل شدہ چوں اَلْاِخْشِیْشَانُ سخت درشت شدن تصریفہ: اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ اِخْشِیْشَاناً فَھُوَ مُخْشَوْشِنٌ الامر منه اِخْشَوْشِنْ والنهی عنه لَاتَخْشَوْشِنْ والظرف منه مُخْشَوْشَنٌ ایں باب بیشتر لازم می آید وگاہے متعدی آمدہ چوں اِحْلَوْلَیْتُہٗ شیریں پنداشتم آنرا. باب ہفتم افعوّال علامت آں واو مشدد ست بعد عین چوں اَلْاِجْلِوَّاذُ شتافتن تصریفہ: اِجْلَوَّذَ یَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذاً فَھُوَ مُجْلَوِّذٌ الامر منه اِجْلَوِّذْ والنهی عنه لَاتَجْلَوِّذْ الظرف منه مُجْلَوَّذٌ. ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل را پنج باب ست.

اوران دو بابوں میں لون وعیب کے معنی بہت آتے ہیں اور یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔ باب ششم افعیعال اسکی علامت عین کا تکرار ہے دو عین کے درمیان واو کے توسط کے ساتھ اور مصدر میں وہ واو کسرۂ ماقبل کی وجہ سے یاء سے بدل گیا ہے، جیسے الاخشیشان، سخت کھردرا ہونا۔ اسکی گردان، اخشوشن الخ ہے، یہ باب اکثر لازم آتا ہے اور کبھی متعدی بھی آتا ہے، جیسے اِحْلَوْلَیْتُہٗ میں نے اس کو شیریں گمان کیا۔ باب ہفتم اِفْعِوَّال اس کی علامت عین کے بعد واو مشدد ہے جیسے اَلْاِجْلِوَّاذُ، دوڑنا، ثلاثی مزید مطلق بے ہمزۂ وصل کے پانچ باب ہیں.

قولہ دریں ہر دو باب:۔ باب افعلال وافعیلال میں زیادہ تر لون اور عیب کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، غالباً اسی لزوم کی وجہ سے ان میں زیادہ تر لون وعیب کے معنی آتے ہیں بایں مناسبت کہ فعل لازم فاعل سے متجاوز نہیں ہوتا اور لون وعیب بھی اپنے محل سے متجاوز نہیں ہوتے۔

قولہ بیا بدل شدہ:۔ کیونکہ الف کا ماقبل مکسور ہو تو وہ یاء ہو جاتا ہے۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

الف دے ماقبل حرکت ہو مخالف جا ‌‌ واجب اسنوں موافق حرکت حرف علت بدلا

قولہ اخشیشانا:۔ اصل میں اخشوشانا تھا واوٗ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا جس کا قاعدہ درج ذیل ہے۔

جس ساکن مظہر واو دا ہووے ماقبل مکسور ‌‌ ہو غیر مقابل فا کلمہ باب افتعال ضرور

جیکر باعث کوئی نہ ہووے حرکت ڈیونوالا ‌‌ اس واونوں یا سنگ بدل کریندے واجب جان کمالا

قولہ وگاہے متعدی آمدہ:۔ یعنی افعیعال کبھی حسبان میں استفعال کے موافق ہوتا ہے یعنی متعدی ہوتا ہے، اور حسبان کے معنی ہیں کسی چیز کو موصوف بماخذ گمان کرنا لہذا اِحْلَوْلَیْتُہٗ کے معنی ہوئے کہ میں نے اس کو شیریں گمان کیا۔

ہمزہ وصل کا حکم: ‌‌ اوفتد وصلی بلفظ و در کتابت قِلَّۃً ‌‌ چوں بماقبلش شود لفظاً ومعنی اتصال

یعنی ہمزہ وصلی تلفظ میں اور کبھی کتابت میں گر جاتا ہے جبکہ اس کا ماقبل کے ساتھ لفظا اور معنی کے اعتبار اتصال ہو، لیکن اگر صرف لفظی تعلق واتصال ہو تو باقی رہتا ہے، جیسے اسماء معدودہ واحد اثنان، امرء وامرأۃ میں اور اگر صرف اتصال معنوی ہو تو بھی باقی رہتا ہے اور لفظ اسم کے ساتھ بسم اللہ میں اور دو علموں کے درمیان جبکہ پہلے علم کی صفت ہو کتابت میں بھی ساقط ہو جاتا ہے۔

باب اول افعال علامت آں ہمزہ قطعی است در ماضی وامر وعلامت مضارع آں در معروف ہم مضموم می باشد تصریفہ:
اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَاماً فَھُوَ مُکْرِمٌ وَاُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَاماً فَھُوَ مُکْرَمٌ الامر منه اَکْرِمْ والنهى عنه لَاتُکْرِمْ الظرف منه مُکْرَمٌ ہمزہ قطعی کہ در ماضی بود در مضارع بیفتا دورنہ مضارع یُؤَکْرِمُ یُؤَکْرِمَانِ الخ می آمد پس دراُؤَکْرِمُ دو ہمزہ جمع می آمدند بسبب کراہت آں ازاں حذف یک ہمزہ مناسب بود پس برائے موافقت از جملہ صیغ مضارع حذف کردند

پہلا باب افعال، اسکی علامت ماضی اور امر میں ہمزہ قطعی ہے، اور اسکی علامتِ مضارع معروف میں بھی مضموم ہوتی ہے، اسکی گردان اکرم یکرم الخ ہے۔ ماضی میں جو ہمزہ قطعی تھا وہ مضارع میں گر گیا ہے ورنہ مضارع یُؤَکْرِمُ یُؤَکْرِمَانِ الخ آتا، پس اُؤَکْرِمُ میں دو ہمزہ جمع ہوجاتے جس کے مکروہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک کو حذف کردینا مناسب ہوا پھر موافقت کیلئے مضارع کے باقی صیغوں میں بھی حذف کردیا۔

قوله افعال:۔ اس باب کا مصدر زیادہ تر اِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اس لیے اس کو افعال کہتے ہیں، مصنف علیہ الرحمۃ نے ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل کے بیان میں اس باب کو اس لیے مقدم رکھا کہ حرف زائد اس کے اول میں ہے یا ابواب ہمزہ وصل کے بعد باب افعال کا ذکر ابواب ہمزۂ وصل اور ابواب بے ہمزہ وصل کو مربوط کرنے کیلئے اگرچہ اس کا ہمزہ قطعی ہے، اور ہمزہ قطعی آٹھ ہیں:۔

ہمزہ قطعی آٹھ پچھانی ہور تمامی وصلی	استفہام ، ندا، تکلم، افعالی تے اصلی
فعل تعجب ہور جمع تفضیلی آکھے شاہ ولایت	وچ بیتاندے آکھ سنائے کیتی رب عنایت

قوله وعلامت مضارع:۔ اور اس باب کے مضارع معروف میں بھی علامت مضارع مضموم ہوتی ہے، تاکہ مجرد کے مضارع معلوم سے ممتاز ہوجائے، یہ امتیاز اگرچہ علامت مضارع کو کسرہ دینے سے بھی ہوسکتا تھا لیکن کسرہ دینے سے مضارع واحد متکلم کا ثلاثی مجرد مکسور العین کے امر کے ساتھ التباس ہوتا ہے، اس لیے علامت مضارع کو کسرہ نہیں دیا گیا۔ یا مجرد سے ممتاز کرنے کیلئے ضمہ دیا گیا کہ یہ اقوی الحرکات ہے اور اقویٰ کے ساتھ فرق کرنا اولیٰ ہوتا ہے، یا اس لیے کہ کسرہ یاء پر ثقیل ہوتا ہے اور تاء وغیرہ یاء پر محمول ہیں۔

قوله ہمزہ قطعی کہ در ماضی بود:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ اگر باب افعال کی ماضی میں ہمزہ قطعی ہے تو اس کو مضارع میں رہنا چاہیے کیونکہ مضارع میں ماضی کے تمام حروف ہوتے ہیں مع زیادت علامت مضارع۔ جواب واضح ہے۔

قوله پس برائے موافقت:۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ دو ہمزے تو صرف مضارع واحد متکلم میں جمع ہوتے ہیں مگر ہمزہ مضارع کے کسی صیغہ میں نہیں آیا اسکی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ کہ مضارع کے باقی صیغوں میں واحد متکلم کی موافقت میں ہمزہ حذف کیا گیا ہے۔

فائدہ:۔ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہے اور مصدر میں اس لیے مکسور ہوتا ہے کہ مصدر و جمع میں فرق ہوسکے، یعنی جمع میں افراد کثیرہ کی

باب دوم تفعیل علامت آں تشدید عین ست بے تقدم تا بر فا وعلامت مضارع دریں باب ہم در معروف مضموم می باشد چوں اَلتَّصْرِیْفُ گردانیدن تصریفہ: صَرَّفَ یُصَرِّفُ تَصْرِیْفاً فَهُوَ مُصَرِّفٌ وَصُرِّفَ یُصَرَّفُ تَصْرِیْفاً فھو مُصَرَّفٌ الامر منه صَرِّفْ والنھی عنه لَاتُصَرِّفْ الظرف منه مُصَرَّفٌ مصدر ایں باب بروزن فِعَّالٌ ہم می آید چوں کِذَّابٌ قال اللہ تعالیٰ وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا و بروزن فَعَالٌ ہم می آید چوں سَلَامٌ وَکَلَامٌ.

دوسرا باب تفعیل، اسکی علامت تشدید عین ہے بغیر مقدم ہونے تاء کے فاء پر، اور اس باب کے معروف میں بھی علامت مضارع مضموم ہوتی ہے، جیسے التصریف، گھمانا، اسکی گردان صَرَّفَ یُصَرِّفُ الخ ہے، اس باب کا مصدر فِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے کِذَّاب، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وکذبوابآیٰتنا کذّابا۔ اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی، جیسے سلامٌ اور کلامٌ۔

وجہ سے ثقل ہوتا ہے اس لیے اس کا ہمزہ مفتوح ہوتا ہے لہٰذا فرق کرنے کیلئے مصدر کا ہمزہ مکسور کیا گیا، پس اَعْمال جمع اور اعمال مصدر میں فرق صرف اسی حرکت ہمزہ سے ہوسکتا ہے۔

قولہ باب دوم تفعیل:۔ اس باب کو افعال کے بعد اس لیے ذکر کیا کہ اس میں حرف زائد فاء کے بعد ہے نیز یہ باب معروف میں علامت مضارع کے مضموم ہونے میں افعال کی مثل ہے اور اس لیے کہ اس باب میں حرف زائد جنس کلمہ سے ہے، خلیل کے نزدیک عین اول زائد ہے کیونکہ یہ ساکن کالمیت ہے جس کا زائد ہونا اولیٰ ہے یا اس لیے کہ اول کا وجود مدغم ہونے کی وجہ سے خفی ہے اور ثانی کا وجود مدغم فیہ ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہے لہٰذا اول زائد ہے یا اول زائد ہے کیونکہ اول کو زائد قرار دینے میں صرف ایک حرف کو زائد قرار دینا ہوگا اور ثانی کو زائد قرار دینے سے حرف اور حرکت زائد ہونگے لہٰذا قلت زیادت کی وجہ سے عین اول زائد ہے، یا اس لیے کہ اول کو ساکن ہونے کی وجہ سے حرف لین کے ساتھ مناسبت ہے جس کا حذف کرنا اولیٰ ہوتا ہے اور یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ ماضی مجرد فَعَلَ بفتح العین ہے لہٰذا زائد وہ حرف ہوگا جو ماضی مجرد میں نہ ہو اور وہ عین اول ہے جو کہ ساکن ہے۔

قولہ تشدید عین ست:۔ یہ تشدید ادغام کی وجہ سے ہوتی ہے اور ادغام کی دو قسمیں ہیں اول ادغام بابی یعنی جو باب کی وضع میں داخل ہو اور بحسب سماع باب سے جدا نہ ہوتا ہو اور یہ ادغام باب تفعیل اور تفعّل میں ہوتا ہے، اور ادغام غیر بابی جو کہ ادغام کے نام سے مشہور ہے اور وہ ان بابوں کے علاوہ باقی کلمات میں ہوتا ہے۔

قولہ مصدر ایں باب:۔ باب تفعیل کا مصدر قیاسی بروزن تفعیل ہے اور کبھی سماعاً فِعَّالٌ جیسے کِذَّابٌ اور فَعَالٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے سلام اور کلام اور ناقص سے ہمیشہ اور مہموز اللام سے بکثرت تَفْعِلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے، اور زمخشری اور اس کے متبعین کے نزدیک ناقص میں مصدر کی تاء واؤ کے عوض ہوتی ہے، مثلاً تَسْمِیَۃٌ اصل میں تَسْمِیُوٌ تھا۔

باب سوم مفاعلۃ علامت آں زیادت الف ست بعد فا بے تقدم تا بر فا علامت مضارع دریں باب ہم در معروف مضموم می باشد چوں اَلْـمُقَاتَلَۃُ وَ الْقِتَالُ باہم کارزار کردن تصریفہ: قَـاتَـلَ یُقَاتِلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتِلٌ وَقُوْتِلَ یُقَـاتَلُ مُقَاتَلَۃً وَقِتَالاً فَھُوَ مُقَاتَلٌ الامر منه قَاتِلْ والنهی لَاتُقَاتِلْ الظرف منه مُقَاتَلٌ در فعل ماضی مجہول الف بسبب ضمہ ماقبل واو شدہ. باب چہارم تفعل علامتش تشدید عین ست با تقدم تا بر فا چوں اَلتَّقَبُّلُ، پذیرفتن تصریفہ: تَـقَبَّـلَ یَتَـقَبَّـلُ تَـقَبُّلاً فَھُـوَ مُتَقَبِّلٌ وَتُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَھُوَ مُتَقَبَّلٌ الامر منه تَقَبَّلْ والنهی عنه لَاتَتَـقَبَّـلْ الـظـرف منه مُتَقَبَّلٌ. باب پنجم تفاعل علامتش زیادت الف ست بعد فا و زیادت تا قبل فا چوں اَلتَّقَابُلُ با یکدیگر مقابل شدن تصریفہ: تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ تَقَابُلاً فھو مُتَقَابِلٌ وَتُقُوْبِلَ یُتَقَابَلُ تَقَابُلاً فَھُوَ مُتَقَابَلٌ الامر مـنه تَقَابَلْ والنهی عنه لَاتَتَقَابَلْ الظرف منه مُتَقَابَلٌ در ماضی مجہول الف بسبب ضمہ ماقبل واو شدہ و تا دریں باب و در تَفَعُّل بقاعدہ کہ نوشتہ ایم یعنی ایں کہ غیر ماقبل آخر در ماضی مجہول ہر متحرک مضموم میشود مضموم گشتہ.

تیسرا باب مفاعلہ اس باب کی علامت الف کی زیادتی ہے فاء کے بعد بغیر مقدم ہونے تاء کے فاء پر، علامت مضارع اس باب میں بھی معروف میں مضموم ہوتی ہے، جیسے المقاتلۃ والقتال، باہم لڑنا، اسکی گردان قاتل الخ ہے ماضی مجہول میں الف ماقبل کے ضمہ کی باعث واو ہو گیا ہے۔ باب چہارم تفعّل اسکی علامت تشدید عین ہے ساتھ مقدم ہونے تاء کے فاء پر، جیسے التقبّل، قبول کرنا، اسکی گردان تقبّل الخ ہے۔ پانچواں باب تفاعل، اسکی علامت الف کی زیادتی ہے فاء کے بعد اور تاء کی زیادتی ہے قبل از فاء، جیسے التقابل، ایک دوسرے کے مقابل ہونا، اسکی گردان تقابل یتقابل الخ ہے، ماضی مجہول میں الف ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے واو ہو گیا ہے۔ اس باب اور باب تفعّل میں تاء اس قاعدہ سے مضموم ہو گئی ہے جو ہم نے لکھا ہے کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر متحرک مضموم ہو جاتا ہے۔

قولہ اَلْمُقَاتَلَۃُ وَالْقِتَالُ:۔ (ایک دوسرے سے جنگ کرنا) اہل یمن کے نزدیک باب مفاعلہ کا مصدر قیتال بروزن فیعال ہے اس لیے کہ فعل کے حروف کا مصدر میں پایا جانا ضروری ہے اور قیتال کی یاء الف سے مبدل ہے۔

قولہ در فعل ماضی مجہول:۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے، تقریر سوال یہ ہے کہ اگر فاء کے بعد الف زائد باب مفاعلہ کی علامت ہے تو الف ماضی مجہول میں ہونا چاہیے تھا، مگر قُوْتِلَ میں الف موجود نہیں۔ جواب یہ ہے کہ ماضی مجہول میں الف علامتِ باب ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ ہو گیا ہے۔

قولہ در ماضی مجہول:۔ یعنی تُقُوْبِلَ میں الف ضمہ ماقبل کی وجہ سے واؤ ہو گیا ہے اس لیے کہ قاعدہ ہے کہ ۔

الف دے ماقبل حرکت ہو مخالف جا ۔۔۔ واجب اسنوں موافق حرکت حرف علت بدلا

فائدہ:۔ چھ جگہ الف بھی واؤ سے بدل جاتا ہے: (۱) اسم فاعل ثلاثی مجرد کی جمع تکسیر میں جیسے ضارب کی جمع ضوارِبُ میں۔ (۲) اس کی تصغیر میں، جیسے ضُوَیْرِبٌ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

قاعدہ: دریں ہر دو باب در مضارع ہرگاہ دو تائے مفتوحہ جمع شوند جائز ست کہ یکے را حذف کنند چوں تَقَبَّلُ در تَتَقَبَّلُ و تَظَاهَرُوْنَ در تَتَظَاهَرُوْنَ.

قاعدہ: ان دو بابوں کے مضارع میں جب دو تائے مفتوح جمع ہو جائیں تو ایک کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے تتقبّل میں تَقَبَّلُ اور تتظاهرون میں تظاهرون.

وچ مکبر مفرد مدہ زائدہ دوجھی جا	جمع اقصیٰ تصغیر دے ویلے اس دا حکم کیا
بدل کریندے صرفی اس نوں واو مفتوحہ نال	اس وچ شک نہ جانیں کوئی واجب ایہہ ابدال

(۳) کلمہ ثلاثی یا رباعی کے آخر میں بحالت نسبت جیسے عَضَوِیٌّ اور اُعْشَوِیٌّ۔ (۴) باب مفاعلہ وتفاعل کے مجہول میں جیسے ضورب اور تضورب (۵) کلمہ ثلاثی کے تثنیہ میں جس کے آخر میں الف اصلی واو سے بدلا ہوا ہو جیسے عصوان۔ (٦) ایسے کلمہ کی جمع میں جیسے عَصَوَاتٌ

قوله جائزاست:۔ یعنی ایک تاء کو حذف کرنا جائز ہے:

درمضارع اگر دو تاء آید	چوں یکے را بیفگنی شاید
تفعّل یا تفاعل دے دوّے تاء مضارع آوے	وچ معلوم مضارع جائز ہکنوں سٹیا جاوے

یعنی باب تفاعل وتفعّل کے مضارع میں جب بھی دو تاء مفتوحہ جمع ہو جائیں تو ایک کو تخفیفاً حذف کر دینا جائز ہے۔ مصنف علیہ الرحمہ نے ''مفتوحہ'' کی قید سے مضارع مجہول کو خارج کیا ہے، چونکہ مضارع مجہول میں ہر دو تاء کی حرکت مختلف ہونے کی وجہ سے ثقل نہیں ہوتا اس لیے اس میں ایک تاء کو حذف نہیں کیا جاتا، یا اس لیے کہ یہ دو باب غالباً لازم ہوتے ہیں اور ان کا معروف بنسبت مجہول کے کثیر ہے اس لیے معروف میں تخفیف کی جاتی ہے، مضارع مجہول میں تاء کے حذف نہ کرنے کی وجہ رفع التباس بھی ہو سکتا ہے یعنی باب تفعّل کے مضارع مجہول میں اول تاء کو حذف کرنے سے تفعّل کے مضارع معلوم محذوف التاء کے ساتھ التباس ہوتا اور دوسری حذف کرنے سے باب تفعیل کے مضارع مجہول سے التباس ہوتا اور باب تفاعل میں اول تاء حذف کرنے سے اس کے مضارع معلوم محذوف التاء کے ساتھ اور ثانی حذف کرنے سے باب مفاعلہ کے مضارع مجہول سے التباس ہوتا اس لیے مضارع مجہول میں تاء حذف نہیں کی جاتی۔

فائدہ:۔ بصریین کے نزدیک تاء ثانی محذوف ہے کیونکہ اول علامت مضارع ہے: ''وَالْعَلَامَةُ لَا تُحْذَفُ'' نیز زبان پر ثقل کا ظہور اسی ثانی کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا حذف بھی اسی کو ہونا چاہیے۔ کوفیین کے نزدیک پہلی تاء محذوف ہے کیونکہ ثانی مفید معنی مطاوعت ہے جس کے حذف سے معنی میں خلل آئے گا۔ نیز ثانی علامت باب ہے اور رعایتِ باب رعایتِ مضارع سے اہم ہے۔

سوال:۔ دو تاء جمع ہونے کی صورت میں ادغام کیوں نہیں کرتے؟

جواب:۔ ادغام کی صورت میں ہمزہ وصلی لانا پڑے گا جو کہ مضارع کے اول میں نہیں آتا کیونکہ حرف مضارع تصدیر کو چاہتا ہے اور ہمزہ کو لانے سے وہ ختم ہو جائے گی اور ثقل میں بھی اضافہ ہو جائے گا، نیز اس لیے کہ مضارع اسم فاعل کے مشابہ ہے جس کے اول ہمزہ نہیں آتا اس لیے مضارع کے اول بھی ہمزہ نہیں آتا۔

فائدہ: چوں فائے ایں دو باب یکے از یں حروف باشد تا، ثا، جیم، دال، ذال، زا، سین، شین، صاد، ضاد، طا، وظا جائز ست کہ تائے تفعل وتفاعل را بفا کلمہ بدل کردہ دراں ادغام کنند و دریں صورت در ماضی و امر ہمزہ وصل خواہد آمد باب اِفّعُل واِفّاعُل کہ صاحب منشعب آنرا در ابواب ہمزہ وصلی شمردہ ہمیں قاعدہ پیدا شدہ اند. چوں اِطَّهَّرَ يَطَّهَّرُ اِطَّهُّراً فَهُوَ مُطَّهِّرٌ وَاِثَّاقَلَ يَثَّاقَلُ اِثَّاقُلاً فَهُوَ مُثَّاقِلٌ. فصل سوم در رباعی مجرد ومزید فیہ چوں از بیان ابواب ثلاثی مزید غیر ملحق فارغ شدیم قبل بیان ابواب ملحق ابواب رباعی مجرد ومزید فیہ بیان می کنیم پس بدانکہ رباعی مجرد را یک باب ست فَعْلَلَةٌ چوں اَلْبَعْثَرَةُ برانگیختن ....

فائدہ: جب ان دو بابوں کی فاء ان حروف میں سے تا، ثا، الخ ایک ہو تو جائز ہے کہ تفعل اور تفاعل کی تاء کو فا کلمہ سے بدل کر اس میں ادغام کر دیں، اس صورت میں ماضی اور امر میں ہمزۂ وصل آئے گا، صاحب منشعب نے جس باب افعل اور افاعل کو ابواب ہمزہ وصل میں شمار کیا ہے وہ اسی قاعدہ سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اطّہر یطّہر الخ اور اثاقل یثاقل الخ۔ تیسری فصل رباعی مجرد ومزید فیہ کے بیان میں جب ہم ثلاثی مزید غیر ملحق کے ابواب کے بیان سے فارغ ہو چکے تو ابواب ملحق کے بیان سے قبل رباعی مجرد ومزید فیہ کے ابواب کا بیان کرتے ہیں، پس جان لو کہ رباعی مجرد کا ایک باب ہے فعللۃ جیسے البعثرۃ ابھارنا..

قولہ فائے ایں دو باب:۔ قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

ہمچنیں تاء تفعل ہم تفاعل بنگری ہمزہ در ماضی و امر و مصدرش می آوری

یعنی جب ان بارہ حروف میں سے کوئی باب تفعل یا تفاعل کے فاء میں واقع ہو تو تاء کو فاء کے ہم جنس کر کے ادغام کرتے ہیں، اور ماضی، مصدر اور امر میں ہمزہ آتا ہے۔

قولہ باب اِفّعُلْ:۔ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے ثلاثی مزید فیہ مطلق کو بارہ ابواب میں منحصر کیا ہے جو صحیح نہیں کیونکہ باب اِفَّعَل و اِفَّاعُلْ بھی ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق سے ہیں چنانچہ صاحب منشعب نے ان دو بابوں کو شامل کر کے چودہ باب ذکر کیے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب مذکورہ قاعدے سے باب تفعل وتفاعل سے بنے ہیں، یہ جداگانہ باب نہیں مثلاً اِطَّهَّرَ کا اصل تَطَهَّرَ تھا، طاء واقع ہوا باب تفعل کے فاء کلمہ میں لہٰذا تائے تفعل کو طاء کر کے اس میں ادغام کیا اور اول میں ہمزہ وصل لائے تو اِطَّهَّرَ ہوا۔

قولہ بدانکہ رباعی:۔ رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے کیونکہ ثلاثی مجرد میں عین ماضی ومضارع کی مختلف حرکات سے مختلف ابواب بنتے تھے اور رباعی کی ماضی میں عین کلمہ ساکن ہوتا ہے اس لیے رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے۔

تصریفہ: بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً فهو مُبَعْثِرٌ وَبُعْثِرَ يُبَعْثَرُ بَعْثَرَةً فهو مُبَعْثَرٌ الامر منه بَعْثِرْ والنهى عنه لَاتُبَعْثِرْ الظرف منه مُبَعْثَرٌ علامت ایں باب بودن چار حرف اصلی در ماضی است وبس علامت مضارع دریں باب ہم در معروف مضموم می باشد. قاعدہ کلیہ در حرکت علامت مضارع اینست کہ اگر در ماضی چہار حرف باشد ہمہ اصلی یا بعضے اصلی و بعضے زائد علامت مضارع آں در معروف ہم مضموم باشد چوں يُكْرِمُ يُصَرِّفُ يُقَاتِلُ يُبَعْثِرُ والا مفتوح چوں يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ .

اسکی گردان بعثر الخ ہے، اس باب کی علامت ماضی میں چار حرف اصلی ہونا ہے اور بس، اس باب کے مضارع معروف میں بھی علامت مضارع مضموم ہوگی۔ علامت مضارع کی حرکت میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حرف ہوں خواہ تمام اصلی ہوں یا بعض اصلی اور بعض زائد تو ایسی ماضی کے مضارع معروف میں بھی علامت مضارع مضموم ہوگی، جیسے یکرم الخ ورنہ مفتوح ہوگی، جیسے ینصر الخ۔

سوال:۔ رباعی مجرد میں عین کو ساکن کیوں کیا گیا؟ **جواب:۔** تا کہ کلمہ واحدہ میں متواتر چار حرکتیں نہ آئیں۔

سوال:۔ رباعی مجرد میں عین مضارع کی حرکت تبدیل کر کے مختلف ابواب کیوں نہیں بنائے گئے؟ جیسے کہ ثلاثی مجرد میں عین مضارع کی حرکت کی تبدیلی سے مختلف ابواب بنائے گئے ہیں۔

جواب:۔ ماضی مضارع کیلئے اصل ہے چونکہ ثلاثی مجرد میں عین ماضی کی حرکت تبدیل کی گئی تھی اس لیے عین مضارع کی حرکت بھی تبدیل کی گئی، جس سے مختلف ابواب بنے، مگر رباعی میں عین ماضی میں تغیر نہیں ہوسکتا کہ عین ساکن ہے اس لیے اصل کی موافقت میں عین مضارع میں بھی تبدیلی نہیں کی گئی۔

قولہ علامت ایں باب:۔ اس باب کی علامت ماضی میں چار حروف اصلی کا ہونا ہے، مصنف علیہ الرحمۃ نے ''اصلی'' کی قید سے جَلْبَبَ سے احتراز کیا ہے کیونکہ اس میں چار حرف تو ہیں مگر تمام اصلی نہیں بلکہ بائے دوم زائد برائے الحاق ہے؛ لہٰذا یہ رباعی نہیں

قولہ اگر در ماضی:۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

جو ماضی چو حرفی ہووے وچ مضارع معلوم	حرف اتیناں ضمہ پڑھدے صرفی جان لزوم

اور قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

غابرے کش ماضی آمد چار حرفی در اَتَیْن	ضمہ یابد ماعدا لیش فتحہ برخواں بر اَتَیْن

اس کی وجہ یہ ہے کہ جن ابواب کی ماضی چار حرفی ہے وہ قلیل الاستعمال ہیں اور جن کی ماضی تین حرفی ہے وہ کثیر الاستعمال اور تخفیف کے مقتضی ہیں۔ جب ابواب ثلاثی مجرد کے مضارع معروف میں علامت مضارع کو فتحہ دیا گیا خفیف ہونے کی وجہ سے تو برائے اعتدال ماضی چار حرفی کے مضارع معروف میں ضمہ دیا گیا اور چار حرف سے زائد والی ماضی کے مضارع معروف میں فتحہ دیا گیا کیونکہ یہ کثرت حروف کی وجہ سے ثقیل و مقتضی خفت تھی۔

رباعی مزید فیہ یا بے ہمزہ وصل باشد وآنرا یک باب ست تَفَعْلُلٌ علامت آں زیادت تا ست قبل چار حرف اصلی چوں التسربل پیراہن پوشیدن تصریفہ: تَسَرْبَلَ يَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلاً فَهُوَ مُتَسَرْبِلٌ الامر منه تَسَرْبَلْ والنهي عنه لَاتَتَسَرْبَلْ الظرف منه مُتَسَرْبَلٌ ویاباہمزہ وصل وآنرادوباب ست اول اِفْعِلَّال علامتش تشدید لام دوم ست وزیادت آں یک لام ست بر چہار حرف اصلی وہمزۂ وصل در ماضی وامر چوں اَلْاِقْشِعْرَارُ موئے برتن خاستن تصریفہ: اِقْشَعَرَّ يَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَاراً فَهُوَ مُقْشَعِرٌّ الامرمنه اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ والنهي عنه لَا تَقْشَعِرَّ لَاتَقْشَعِرِّ لَاتَقْشَعْرِرْ الظرف منه مُقْشَعَرٌّ اِقْشَعَرَّ در اصل اِقْشَعْرَرَ بود ويَقْشَعِرُّ يَقْشَعْرِرُ وہمچنیں دیگر صیغہا ہمچنیکہ درصیغ اِحْمَرَّ يَحْمَرُّ ادغام کردند ہمچنیں درصیغ ایں باب ہم کردند مگر دریں باب ماقبل اول متجانسین ساکن بود لہٰذا حرکتش بماقبل دادہ ادغام کردند

رباعی مزید فیہ یا بے ہمزہ وصل ہوگی اوراس کا ایک باب ہے، تَفَعْلُلٌ، اس باب کی علامت چار حرف اصلی سے تاء کی زیادت ہے، جیسے التسربل کرتہ پہننا، اسکی گردان تسربل الخ ہے۔اور یا باہمزہ وصل اوراس کے دو باب ہیں۔اول اِفعلال، اسکی علامت لام دوم کی تشدید ہےاوراس ایک لام کی زیادتی ہے چار حرف پر، اور ماضی وامر میں ہمزۂ وصل، جیسے الاقشعرار، رونگٹے کھڑے ہوجانا، اسکی گردان اِقْشَعَرَّ الخ، اقشعر اصل میں اقشعرر تھا اور یقشعر یقشعرر، اوراسی طرح دوسرے صیغے تھے جس طرح احمر کے صیغوں میں ادغام کیا گیا ہے اسی طرح اس باب کے صیغوں میں بھی کیا گیا ہے مگر اس باب میں دو ہم جنس میں سے پہلے کا ماقبل ساکن تھا لہٰذا اسکی حرکت ماقبل کودیکرادغام کیا۔

قولہ باب اول افعلال:۔ یہ باب مجرد کی ماضی کے شروع میں ہمزۂ وصل بڑھانے اور لام کو مکرر کرکے مشدد کرنے سے بنتا ہے حسب تصریح صاحب فلاح حرف دوم زائد ہے اور مصنف کے کلام سے بھی یہی معلوم ہورہا ہے۔اَلِاقْشِعْرَارُ (بدن پر بالوں کا کھڑا ہونا)

قولہ مگردریں باب:۔ یعنی احمر یحمر اوراس باب کے ادغام میں صرف اتنا فرق ہے کہ اِحْمَرَ يَحْمَرُ میں اول را کا ماقبل متحرک تھا اس لیے اس کی حرکت سلب کرکے اس کو دوسری را میں ادغام کیا گیا ہے مگر اس باب میں اول متجانس کی حرکت اس کے ماقبل کو دی گئی ہے کیونکہ ماقبل ساکن ہے۔

قولہ زیادت آں:۔ مصنف علیہ الرحمۃ قبل ازیں ابواب ثلاثی مزید فیہ وابواب رباعی مزید فیہ میں "علامت باب" فرماتے چلے آئے ہیں مگر ابواب ملحقات میں اسلوب بیان تبدیل کرکے "زیادت آں" فرماتے ہیں؛ کیونکہ علامت کا اطلاق ان حروف پر ہوتا ہے جو معانی مقصودہ حاصل کرنے کیلئے زائد کیے گئے ہوں اور ملحقات میں حروف کی زیادتی سے مقصود معنیٰ نہیں ہوتا اس لیے لفظ علامت کی بجائے لفظ زیادت استعمال فرمایا۔

قولہ حرکتش بماقبل دادہ:۔ یعنی اس باب میں پہلا متجانس ساکن ہے لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو ادغام کردیا کیونکہ ادغام کی شرط ہے کہ اول ساکن اور ثانی متحرک ہو اور وہ شرط موجود ہے۔قانونچہ میں ہے:۔

ور باوّل نیست پس گراولیں ساکن بود دوم متحرک درینجا مطلقاً واجب شود

یعنی اگر متجانسین اول کلمہ میں نہ ہوں اور اول متجانس ساکن ہو اور ثانی متحرک تو ادغام مطلقاً واجب ہے، یعنی خواہ ایک کلمہ

باب دوم افعنلال علامتش زیادت نون ست بعد عین وہمزہ وصل در ماضی وامر چوں الابرنشاق سخت شاد شدن تصریفہ: اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقاً فھو مُبْرَنْشِقٌ الامر منہ اِبْرَنْشِقْ والنھی عنہ لَاتَبْرَنْشِقْ الظرف منہ مُبْرَنْشَقٌ فصل چہارم در ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی، ثلاثی مزید ملحق یا ملحق برباعی مجرد باشد یا ملحق برباعی مزید اول را ہفت باب ست: ۱۔ فَعْلَلَۃٌ زیادت آں تکرار لام ست چوں اَلْجَلْبَبَۃُ چادر پوشانیدن تصریفہ: جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ الخ. ۲۔ فَعْوَلَۃٌ زیادت آں واو ست بعد عین چوں اَلسَّرْوَلَۃُ شلوار پوشانیدن تصریفہ: سَرْوَلَ الخ. ۳۔ فَیْعَلَۃٌ بزیادت یا بعد فا چوں اَلصَّیْطَرَۃُ برگماشتہ شدن تصریفہ: صَیْطَرَ یُصَیْطِرُ الخ. ۴۔ فَعْیَلَۃٌ بزیادت یا بعد عین چوں اَلشَّرْیَفَۃُ افزونی برگھائے کشت بریدن تصریفہ: شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ الخ. ۵۔ فَوْعَلَۃٌ بزیادت واو بعد فا چوں الجوربۃ پاتابہ پوشانیدن تصریفہ: جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ الخ. ۶۔ فَعْنَلَۃٌ بزیادت نون بعد عین چوں اَلْقَلْنَسَۃُ کلاہ پوشانیدن تصریفہ: قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ الخ ۷۔ فَعْلَاۃٌ بزیادت یا بعد لام چوں اَلْقَلْسَاۃُ کلاہ پوشانیدن

باب دوم افعنلال اسکی علامت عین کے بعد نون کی زیادتی ہے اور ماضی وامر میں ہمزہ وصل، جیسے الابرنشاق، خوش ہونا، اسکی گردان ابرنشق الخ ہے۔ چوتھی فصل ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی میں، ثلاثی مزید فیہ ملحق، یا تو ملحق برباعی مجرد ہوگا یا ملحق برباعی مزید فیہ، اوّل کے سات باب ہیں: ۱۔ فعللۃ اس میں زیادتی لام کا تکرار ہے، جیسے الجلببۃ، چادر پہنانا، اسکی گردان جلبب الخ ہے۔ ۲: فَعْوَلَۃٌ اس کی زیادتی واو ہے عین کے بعد جیسے السرولۃ، شلوار پہنانا، اسکی گردان سَرْوَلَ الخ ہے۔ ۳: فَیْعَلَۃٌ اس میں فاء کے بعد یاء زائد ہے، جیسے الصیطرۃ، مقرر ہونا، اس کی گردان صَیْطَرَ الخ ہے۔ ۴: فَعْیَلَۃٌ اس میں عین کے بعد یاء زائد ہے، جیسے اَلشَّرْیَفَۃُ، کھیت کے بڑھے ہوئے پتے کاٹنا، اسکی گردان شَرْیَفَ الخ ہے۔ ۵: فَوْعَلَۃٌ، فاء کے بعد واو زائد ہے، جیسے الجوربۃ، جراب پہنانا، اسکی گردان جَوْرَبَ الخ ہے۔ ۶: فَعْنَلَۃٌ، عین کے بعد نون زائد ہے، جیسے اَلْقَلْنَسَۃُ، ٹوپی پہنانا، اسکی گردان قَلْنَسَ الخ ہے۔ ۷: فَعْلَاۃٌ، لام کے بعد یاء زائد ہے، جیسے القلساۃ، ٹوپی اڑھانا،

میں ہوں جیسے بِاُرْ جو اصل میں بِاِرْ تھا یا دو کلمہ میں ہوں جیسے وَاذْکُرْ رَبَّکَ۔

سوال:۔ باب قَلْسیٰ کا رباعی مجرد کے ساتھ الحاق تعلیل سے پہلے ہے یا تعلیل کے بعد اگر تعلیل سے پہلے ہے تو پھر تعلیل صحیح نہیں کیونکہ ملحقات میں تغیر وتصرف نہیں ہوسکتا، اور اگر الحاق تعلیل کے بعد ہے تو ملحق وملحق بہ میں وزن میں موافقت نہ رہی۔

جواب:۔ الحاق تعلیل سے پہلے ہے اور ملحقات میں ایسا تغیر نہیں ہوسکتا جو ملحق بہ میں نہ ہوسکتا ہو اور تصرف مذکور ملحق بہ میں ہوسکتا ہے یعنی اگر رباعی کے لام کلمہ میں حرف علت ہو تو اس میں تعلیل کی جاسکتی ہے، جیسے قَوْقَیٰ میں یاء الف ہوگئی ہے اور اگر الحاق تعلیل کے بعد ہو تو بھی حرج نہیں کیونکہ ایک حرف کے دوسرے حرف کے ساتھ تبدیل ہونے سے وزن صرفی تبدیل نہیں ہوتا اور میزان کا

تصریفہ:قَلْسیٰ یُقَلْسِیْ قَلْسَاۃً فھو مُقَلْسٍ وَقُلْسِیَ یُقَلْسیٰ قَلْسَاۃً فَھُوَ مُقَلْسیً الامر منہ قَلْسِ والنھی عنہ لَاتُقَلْسِ الظرف منہ مُقَلْسیً اصل قَلْسیٰ قَلْسَیَ بود یا متحرک ما قبل مفتوح یا را الف کردند وہمچنیں قَلْسَاۃً مصدر کہ قَلْسَیَۃٌ بود وہمچنیں یُقَلْسیٰ مضارع مجہول کہ اصل آں یُقَلْسَیُ بود ودر مُقَلْسیً مفعول کہ اصل آں مُقَلْسَیٌ بود لیکن دراں الف بسبب اجتماع ساکنین باتنوین بیفتاد یُقَلْسِیْ مضارع معروف کہ اصل آں یُقَلْسِیُ بود یا را ساکن کردند وہمچنیں مُقَلْسٍ اسم فاعل کہ اصل آں مُقَلْسِیٌ بود لیکن یائے آں بعد سکون بسبب اجتماع ساکنین باتنوین بیفتاد ہے وملحق برباعی مزید یا ملحق بتفعلل ست یا ملحق بافعنلال یا ملحق بافعلال اول را ہشت باب ست. ۱۔ تَفَعْلُلٌ بزیادت تا قبل فا وتکرار لام چوں تجلبب چادر پوشیدن. ۲۔ تَفَعْوُلٌ بزیادت تا قبل فا وواو میان عین ولام چوں تَسَرْوُلٌ شلوار پوشیدن. ۳۔ تَفَیْعُلٌ بزیادت تا قبل فا ویا بعد فا چوں تَشَیْطُنٌ شیطان شدن. ۴۔ تَفَوْعُلٌ بزیادت تا قبل فا وواو بعد فا چوں تَجَوْرُبٌ پا یتابہ پوشیدن. ۵۔ تَفَعْنُلٌ بزیادت تا قبل فا ونون بعد عین چوں تَقَلْنُسٌ کلاہ پوشیدن. ۶۔ تَمَفْعُلٌ بزیادت تا ومیم قبل فا چوں تَمَسْکُنٌ مسکین شدن. ۷۔ تَفَعْلُتٌ بزیادت تا قبل فا وتائے دیگر بعد لام چوں تَعَفْرُتٌ خبیث شدن. ۸۔ تَفَعْلِیٌ بزیادت تا قبل فا ویا بعد لام چوں تَقَلْسِی کلاہ پوشیدن۔

اسکی گردان قلسیٰ یقلسی الخ ہے۔ قلسیٰ کی اصل قلسی ہے، یاء متحرک ما قبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا اسی طرح قلساۃً مصدر ہے جو قلسیۃٌ تھا اور اسی طرح یقلسیٰ مضارع مجہول ہے جو اصل میں یقلسی تھا، اور مقلسیً مفعول جو اصل میں مقلسَیٌ تھا لیکن اس میں الف اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر گیا، اور یقلسِیْ مضارع معروف جس کی اصل یقلسِیُ تھی یاء کو ساکن کر دیا اور اسی طرح مُقَلْسٍ اسم فاعل جس کی اصل مُقَلْسِیٌ تھی مگر اسکی یاء اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر گئی۔ اور ملحق برباعی مزید یا تو ملحق بتفعلل ہے یا ملحق بافعنلال یا ملحق بافعلال، اوّل کے آٹھ باب ہیں۔ ۱: تفعلل، فاء سے قبل تاء کی زیادتی اور تکرار لام کے ساتھ، جیسے تجلبب، چادر اڑھانا۔ ۲: تَفَعْوُلٌ فاء سے پہلے تاء اور عین ولام کے درمیان واو کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تَسَرْوُلٌ، شلوار پہننا۔ ۳: تَفَیْعُلٌ، فاء سے پہلے تاء اور فاء کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تَشَیْطُنٌ، شیطان ہونا ہے۔ ۴: تَفَوْعُلٌ، فاء سے پہلے تاء اور فاء کے بعد واو کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تَجَوْرُبٌ، جراب پہننا۔ ۵: تَفَعْنُلٌ، فاء سے پہلے تاء اور عین کے بعد نون کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تَقَلْنُسٌ، ٹوپی پہننا۔ ۶: تَمَفْعُلٌ، فاء سے پہلے تاء اور میم کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تَمَسْکُنٌ، مسکین ہونا۔ ۷: تَفَعْلُتٌ فاء سے قبل تاء اور لام کے بعد دوسری تاء کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تعفرت، خبیث ہونا۔ ۸: تَفَعْلِیٌ، فاء سے پہلے تاء اور لام کے بعد یاء کی زیادتی کے ساتھ، جیسے تقلسی، ٹوپی پہننا.

وزن مِیْعَالٌ یا قَالٌ کا وزن فَالٌ نہیں بلکہ مِفْعَالٌ اور فَعَلٌ ہے چہ جائیکہ وزن صوری جو یہاں مراد ہے تبدیل ہو جائے، پس قَلْسیٰ دَحْرَجَ کے وزن صوری پر ہے۔

صرف صغیراین ابواب را بروزن صرف صغیر تسربل باید گردانید و در باب آخر تقلسی تعلیلات بقیاس قلسیٰ یقلسی باید کرد و در مصدرش ضمۂ عین را بکسرہ بدل کردہ اعلال مقلس کردہ اند ملحق بہ اِفْعِنْلَال را دو باب ست. ۱۔ اِفْعِنْلَال بزیادت لام دوم ونون بعد عین وہمزہ وصل چوں اقعنساس سینہ وگردن برآوردہ خرامیدن. ۲۔ اِفْعِنْلَاء بزیادت یا بعد لام ونون بعد عین وہمزہ وصل چوں اِسْلِنْقَاء بر قفا خفتن تصریفہ: اِسْلَنْقیٰ یَسْلَنْقِیْ اِسْلِنْقَاءً فھو مُسْلَنْقٍ الامر منہ اِسْلَنْقِ والنھی عنہ لَاتَسْلَنْقِ الظرف منہ مُسْلَنْقیً در مصدر این باب کہ اصلش اِسْلِنْقَایٌ بود یا بسبب وقوع آں در طرف بعد الف ہمزہ شد و در دیگر صیغ تعلیل بقیاس باب قلسیٰ باید کرد

ان ابواب کی صرف صغیر کی تسربل کی صرف صغیر کے وزن پر گردان کر لینی چاہیے، اور آخری باب یعنی تقلسی میں تعلیلات قلسیٰ یقلسی کی طرح کر لینی چاہییں، اور اس کے مصدر میں عین کے ضمہ کو کسرہ سے بدل کر مقلس کی تعلیل کی گئی ہے۔ ملحق بافعنلال کے دو باب ہیں۔ ۱: افعنلال عین کے بعد لام دوم ونون کی زیادتی اور ہمزۂ وصل کے ساتھ، جیسے اِقْعِنْسَاس، سینہ وگردن نکال کر چلنا۔ ۲: افعنلاء، لام کے بعد یاء کی زیادتی اور عین کے بعد نون کی زیادتی اور ہمزۂ وصل کے ساتھ، جیسے اسلنقاء، پشت پر لیٹنا۔ اسکی گردان اسلنقیٰ الخ ہے۔ اس باب کے مصدر میں جو اصل میں اسلنقایٌ ہے یاء الف کے بعد طرف میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہو گئی ہے اور دیگر صیغوں میں قلسیٰ کے مطابق تعلیل کر لینی چاہیے۔

قولہ اقعنساس:۔ **سوال**:۔ اِحْرَنْجَمَ بروزن اِفْعَنْلَلَ رباعی مزید فیہ اور اِقْعَنْسَسَ بروزن اِفْعَنْلَلَ ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی مزید فیہ میں کیا فرق ہے؟ جبکہ وزن دونوں کا ایک ہے۔

جواب:۔ اِحْرَنْجَمَ میں دو حرف زائد ہیں ہمزہ اور نون اور اس میں ہر دو لام رباعی کے ہیں، برخلاف اِقْعَنْسَسَ کے کہ اس میں لام کی تکرار ہے اور لام دوم زائد ہے۔

سوال:۔ اِقْعَنْسَسَ میں دو حرف ایک جنس کے موجود ہیں ان میں ادغام کیوں نہیں کیا جاتا؟

جواب:۔ ملحق میں ایسا ادغام نہیں کرتے کہ جس سے ملحق وملحق بہ میں تفریق ہو جائے۔

قولہ درمصدر ایں باب:۔ یعنی اسلنقاء اصل میں اسلنقایٌ تھا یاء بایں قاعدہ ہمزہ ہو گئی کہ۔

ہر واؤ تے یاء پچھے الف زائد وچ طرف دے آوے یا حکم طرف دے واجب اس نوں ہمزہ کیتا جاوے

سوال:۔ اِسْلِنْقَاء مصدر کا وزن اِفْعِنْلَال ہونا چاہیے نہ کہ اِفْعِنْلَاء کیونکہ حرف زائد للالحاق وزن میں حرف زائد سے تعبیر نہیں کیا جاتا، جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبَ کا وزن فَعْلَلَ ہے نہ کہ فَعْلَدَ اور فَعْلَبَ۔

جواب:۔ حروف زائدہ للالحاق حرف زائد سے اس وقت تعبیر نہیں کیے جاتے جب جنس کلمہ سے ہوں جیسے قَرْدَدٌ اور جَلْبَبَ۔ اگر جنس کلمہ سے نہ ہوں تو حرف زائد سے تعبیر کیے جاتے ہیں جیسے اسلنقاء وغیرہ۔

ملحق بہ افعلال را ایک باب ست اِفْوِعْلَال بزیادت واو بعد فا و تکرار لام چوں اِکْوِھْدَاد کوشش کردن اِکْــوَھَــدَّ یَــکْــوَھِــدُّ اِکْــوِھْــدَاداً فَھُــوَ مُکْوَھِدٌّ الامر منه اِکْوَھِدَّ اِکْوَھِدِّ اِکْوَھْدِدْ والنهی عنه لَاتَکْوَھِدَّ لَاتَــکْــوَھِدِّ لَاتَکْوَھْدِدْ در جمیع صیغ ایں باب ادغام ست تعلیل بوضع صیغ اِقْشَعَرَّ برزبان باید آورد۔ فائدہ: در کتب مطوّلۂ صرف ملحقات دیگر بسیار ہم بر باعی مجرد و ہم بر باعی مزید فیہ شمردہ اند دریں رسالہ بر مشہورات اکتفا کردیم در باب تمفعل خلجان کردہ اند کہ زیادت الحاق قبل فا نمی آید جز تا کہ بضرورت ادائے معنی مطاوعت قبل فا می آید پس میم برائے الحاق نمی تواند شد بہمیں جہت صاحب منشعب گفتہ کہ ایں باب شاذ از قبیل غلط ست میم را اصلی گمان کردہ تا براں آوردند و مولانا عبد العلی صاحب در رسالہ ہدایۃ الصرف تَمَفْعُل را از ملحقات برآوردہ داخل رباعی مزید فیہ کردہ اند و تحقیق اینست کہ ملحق ست

ملحق بافعلال کا ایک باب ہے، اِفْوِعْلَال، فاء کے بعد واو کی زیادتی اور تکرار لام کے ساتھ، جیسے اِکْوِھْدَاد، کوشش کرنا، اِکْوَھَدَّ الخ اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام ہے، اِقْشَعَرَّ کے صیغوں کی تعلیل کے مطابق تعلیل کرنی چاہیے۔ فائدہ: صرف کی بڑی کتابوں میں ملحق بر باعی مجرد اور ملحق بر باعی مزید فیہ کے اور بھی بہت سے ملحقات مذکور ہیں اس رسالہ میں ہم نے انکے ذکر پر اکتفاء کیا ہے جو مشہور ہیں، باب تمفعل میں اہل صرف نے تذبذب کیا ہے کہ الحاق کیلئے کوئی حرف فاء سے قبل زیادہ نہیں کیا جاتا علاوہ تاء کے جو معنی مطاوعت ظاہر کرنے کیلئے فاء سے پہلے آجاتی ہے لہٰذا میم الحاق کیلئے نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے صاحب منشعب نے کہا کہ یہ باب شاذ از قبیل غلط ہے، میم کو اصلی سمجھ کر تاء اس سے پہلے لائے اور مولانا عبد العلی صاحب نے رسالہ ھدایۃ الصرف میں تمفعل کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں داخل کر دیا ہے۔ اور تحقیق یہ ہے کہ یہ مُلحق ہے،

قولہ در باب تمفعل:۔ باب تَمَفْعُل ملحق ہے یا نہیں؟ اس میں علمائے صرف کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ملحق ہے کیونکہ اس میں تاء اور میم دو حرف زائد ہیں جن کی وجہ سے تَمَفْعُل جیسے تَمَسْکُن رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُل کا ہم وزن ہو گیا ہے، لہٰذا یہ ملحق بتَفَعْلُل ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ بھی اسی کے قائل ہیں، مگر اکثر صرفی اس کو ملحق نہیں مانتے، پھر ملحق نہ ماننے والوں میں سے بعض اس کو شاذ از قبیل غلط قرار دیتے ہیں اور بعض دیگر اس باب کو صحیح کہہ کر رباعی مزید فیہ قرار دیتے ہیں مصنف بالترتیب انکا ذکر فرماتے ہیں۔

فائدہ:۔ مطاوعت کے معنی ہیں ایک فعل کے بعد یہ ظاہر کرنے کیلئے دوسرا فعل لانا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے جیسے بَشَّرْتُہٗ فَاَبْشَرَ میں نے اسے خوشخبری دی تو وہ خوش ہو گیا۔

وایں تقیید کہ زیادت الحاق قبل فانیاید بیجاست صاحب فصول اکبری اکثر صیغ را کہ دراں زیادت قبل فاست مثل تَرْجَسَ وغیرہ از ملحقات شمردہ، مناط الحاق برین ست کہ مزید فیہ بسبب زیادت بروزن رباعی گردد ومعنی جدید از قبیل خواص علاوہ معانی ملحق بہ پیدا نہ کند ہرگاہ ایں مناط یافتہ شد در ملحق بودن تمسکن شبہہ نیست وچوں مسکین بروزن مِفْعِيلٌ ست نہ فِعْلِيلٌ وقاعدہ معینہ محققان صرف کہ برائے زیادت حرف........................

اور یہ قید کہ الحاق کی زیادتی فاء سے پہلے نہیں ہوتی غلط ہے، صاحب فصول اکبری نے ایسے بہت سے صیغوں کو کہ جن میں زیادتی فاء سے پہلے ہے ملحقات میں شمار کیا ہے، جیسے تَرْجَسَ وغیرہ۔ الحاق کا مدار اس پر ہے کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور معانی ملحق بہ کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خاصیات اس میں پیدا نہ ہوں، جب یہ مدار پایا گیا تو تمسکن کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور جب مسکین مفعیل کے وزن پر ہے نہ کہ فعلیل کے وزن پر اور محققین صرف کا جو معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کیلئے

قوله وایں تقیید:۔ یہ باب تمفعل کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل کا جواب ہے یعنی یہ قید صحیح نہیں کہ الحاق کیلئے زیادتی قبل از فاء نہیں آتی، کیونکہ برائے الحاق زیادتی قبل از فاء کی نظیر صرف کی معتبر کتب میں موجود ہے چنانچہ صاحب فصول اکبری نے "اصول اکبری" میں بہت سے ایسے صیغوں کو ملحقات سے شمار کیا ہے جن کے فاء کلمہ سے پہلے حرف زائد موجود ہے اور ان کو شاذ بھی نہیں کہا جیسے تَرْجَسَ وغیرہ

قوله مناط الحاق:۔ یہ مصنف کے اپنے مذہب (تحقیق اینست الخ) کی دلیل ہے، یعنی الحاق کی صحت کا مدار دو شرطوں پر ہے، اول یہ کہ مزید فیہ زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے، دوم یہ کہ ملحق میں ملحق بہ کے معانی کے علاوہ کوئی نئے معنی از قبیل خواص ظاہر نہ ہوں اور جب یہ دونوں شرطیں پائی جارہی ہیں مثلاً تَمَسْكَنَ تاء اور میم کے زائد ہونے سے تَسَرْبَلَ کے وزن پر آگیا ہے اور تمسکن میں باب تسربل کے علاوہ نئے خواص بھی نہیں پائے جاتے تو تمسکن کے ملحق ہونے میں شبہ نہیں اور جب مسکین بروزن مِفْعِيلٌ ہے نہ بروزن فعلیل یعنی اس میں میم زائد ہے نہ فاء کلمہ تو اس کے ملحق ہونے میں بھی شبہ نہیں۔

قوله وقاعدہ معینہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ اپنے مذہب پر دوسری دلیل قائم فرماتے ہیں جو کہ متفق علیہ ہے وہ یہ کہ محققین صرف مثل ابن حاجب وغیرہ کا معروف قاعدہ ہے کہ حرف زائد کرنے کیلئے مزید فیہ کی مناسبت اپنے مادہ واصل کے ساتھ اتنی کافی ہے کہ تین دلالتوں مطابقی، تضمنی اور التزامی سے کسی ایک سے ہو سکے۔ یہ قاعدہ بھی تمسکن اور مسکین میں میم کی زیادتی کو چاہتا ہے کیونکہ تمسکن اور مسکین اور ان کے مادہ سکون میں دلالت التزامی پائی جاتی ہے اور مسکین کے تصور سے سکون کا تصور آجاتا ہے یعنی مسکین کو سکون (ٹھہر جانا) حاصل ہے اور وہ غنی کی مثل حرکت وجنبش نہیں کر سکتا کہ جہاں چاہے اور جب چاہے چلا جائے بلکہ صاحب قاموس نے لکھا ہے سَكَنَ تَسَكَّنَ وتَمَسْكَنَ صار مسکینا اس اعتبار سے تمسکن اور اس کے مادہ میں مناسبت باعتبار دلالت مطابقی کے پائی جاتی ہے لہٰذا مولانا عبد العلی کا میم کو اصلی قرار دیکر اس کو باب تسربل سے شمار کرنا صحیح نہیں۔

مناسبت مزید فیہ با مادہ بدلالتے از دلالات ثلثہ یعنی مطابقی و تضمنی والتزامی کافی ست، مقتضی زیادت میم ست در تمسکن و مسکین پس عدّ مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ آنرا از باب تسربل باصالت میم صحیح نیست. فائدہ: صاحب شافیہ تَفَعُّل و تَفَاعُل را از ملحقات شمردہ جمیع محققین تخطیۂ او نمودہ اند بہمیں جہت کہ ہرچند تَفَعُّل و تَفَاعُل بروزن رباعی گردیدہ لیکن دریں ہر دو باب خواص و معانی زائدست نسبت بملحق بہ پس مناط الحاق یافتہ نمی شود. فائدہ: حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہ برائے ضبط حرکات مصادر غیر ثلاثی مجرد..................

مزید فیہ کی مادہ کے ساتھ مناسبت اتنی کافی ہے کہ مادہ پر تین دلالتوں یعنی مطابقی، تضمنی اورالتزامی میں سے کوئی دلالت ہو سکے یہ بھی تمسکن اور مسکین میں میم زائد ہونے کو چاہتا ہے، لہٰذا مولانا عبدالعلی کا میم کو اصلی قرار دے کر اس کو باب تسربل سے شمار کرنا صحیح نہیں۔ فائدہ: صاحب شافیہ نے تفعّل اور تفاعل کو ملحقات میں شمار کیا ہے تمام محققین نے اس کو غلط قرار دیا ہے اسی وجہ سے کہ اگرچہ تفعّل اور تفاعل رباعی کے وزن پر ہو گئے ہیں لیکن ان دو بابوں میں خواص اور معانی بنسبت ملحق بہ کے زائد ہیں، لہٰذا الحاق کی شرط نہ پائی گئی۔ فائدہ: حضرت استاذ محترم مولوی سید محمد بریلوی نے اللہ انکی مغفرت فرماوے غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کی حرکات یاد کرنے کیلئے..

فائدہ:۔ لفظ اپنے کل معنی موضوع لہ پر دلالت کرے تو یہ دلالت مطابقی ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر، اور اگر معنی موضوع لہ کی جز پر دلالت کرے تو دلالت تضمنی ہے جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر، اور اگر معنی موضوع لہ کے خارج، لازم پر دلالت کرے تو یہ دلالت التزامی ہے جیسے لفظ انسان کی دلالت قابل علم پر۔

قولہ فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ اپنی دلیل "مناط الحاق الخ" کی تائید میں یہ فائدہ لائے ہیں، یعنی ابن حاجب نے شافیہ میں باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کو ملحقات سے شمار کیا ہے جس کو تمام محققین نے اسی وجہ سے غلط قرار دیا ہے کہ اگرچہ تفعل و تفاعل رباعی کے وزن پر ہو گیا ہے مگر ان دونوں بابوں میں ملحق بہ کی نسبت خواص و معانی زائد ہیں لہٰذا مدار الحاق نہ پائے جانے کی وجہ سے یہ ملحق نہیں۔

فائدہ:۔ صاحب شافیہ نے تقسیم ابنیہ میں باب تفعل و تفاعل کو ملحقات میں شمار کیا ہے لیکن حروف زیادت کی بحث میں اَفْعَلَ، فَعَّلَ اور فَاعَلَ کو دَحْرَجَ کے ملحقات سے خارج کر دیا ہے کیونکہ ان میں حروف زائد مفید معنی ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تفعل و تفاعل بھی صاحب شافیہ کے نزدیک ملحقات سے نہیں کیونکہ ان میں بھی حروف کی زیادتی مفید معنی ہے اسی لیے شارحین شافیہ کو یہ کہنا پڑا کہ باب تفعل و تفاعل کو ملحقات سے شمار کرنا یا تو ابن حاجب کی طرف سے سہو ہے یا ناسخین کی طرف سے تصرف۔

قاعدہ تقریر فرمودہ اند افادۂ نوشتہ میشود. قاعدہ: ہر مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ در آخرش تا باشد وفا مفتوح بود مابعد ساکن اولش مفتوح باشد چوں مُفَاعَلَۃٌ وَ فَعْلَلَۃٌ وَمُلْحقاتِ آں و ہر مصدر مذکور کہ تا قبل فائے آں باشد وفا مفتوح بود مابعد ساکن اولش مضموم باشد چوں تَقَابُلٌ وَتَقَبُّلٌ وَتَسَرْبُلٌ وملحقات آں واگر فا ساکن بود مابعد ساکن اولش مکسور باشد چوں تَصْرِیْفٌ و ہر مصدر کہ ہمزہ وصل در ابتداء داشتہ باشد مابعد ساکن اولش مکسور باشد چوں اِجْتِنَابٌ واِسْتِنْصَارٌ وغیر آں، جز اِفَّعُّلٌ واِفَّاعُلٌ کہ از فروع تفعل وتفاعل اند اصلی از ابواب ہمزۂ وصل نیستند، وہر مصدر کہ ہمزۂ قطعی اولش باشد مابعد ساکن اولش مفتوح بود چوں اِفْعَالٌ، دریں قاعدہ وجہ ضبط حرکت مابعد ساکن اول بالخصوص اینست کہ خطا در تلفظ ہمیں حرف بیشتر از مردم واقع میشود اکثر مناسبت ودیگر مصادر مفاعلۃ را بکسر عین واجتناب را بفتح تا بر زبان می آرند۔

ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے وہ برائے افادہ لکھا جاتا ہے۔ قاعدہ: ہر وہ مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ جس کے آخر میں تاء ہو اور فاء مفتوح ہو اس کا ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوگا جیسے مفاعلۃ اور فعللۃ اور اس کے ملحقات، اور ہر مصدر مذکور کہ جس کی فاء سے پہلے تاء ہو اور فاء مفتوح ہو تو اس کا ساکن اول کا مابعد مضموم ہوگا جیسے تقابل اور تقبل اور تسربل اور اس کے ملحقات، اور اگر فاء ساکن ہو تو اس کا مابعد مکسور ہوگا جیسے تصریف، اور ہر وہ مصدر کہ جس کے شروع میں ہمزۂ وصل ہو اس کا ساکن اول کا مابعد مکسور ہوگا جیسے اجتنابٌ اور استنصارٌ اور اس کے غیر، سوائے اِفَّعُّل اور اِفَّاعُل کے کہ وہ تفعّل اور تفاعل کے فروع سے ہیں، اصل میں ہمزۂ وصل کے ابواب میں سے نہیں ہیں، اور ہر وہ مصدر کہ جس کے اول میں ہمزۂ قطعی ہو اس کے ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوگا جیسے افعال۔ اس قاعدہ میں مابعد ساکن اول کی حرکت خصوصیت سے اس لیے بیان کی گئی ہے کہ عام طور پر اسی کے تلفظ میں لوگوں سے غلطی ہوتی ہے، اکثر مُنَاسَبَۃٌ اور باب مفاعلہ کے دیگر مصادر کو عین کے کسرہ سے اور اجتناب کو تاء کے فتحہ سے پڑھتے ہیں۔

قولہ جز اِفَّعُّلٌ و اِفَّاعُلٌ: یہ اس سوال کا جواب ہے کہ ان دونوں مصدروں میں ہمزۂ وصل ہے مگر مابعد ساکن اول مکسور نہیں ۔جواب یہ ہے کہ یہ دونوں باب ہمزۂ وصل کے مستقل باب نہیں بلکہ باب تفعل وتفاعل کی فرع ہیں۔ مثلاً اِطَّهَّرَ اصل میں تَطَهَّرَ تھا .باب تَفَعَّلَ کے فاء کلمہ میں طاء واقع ہوا لہٰذا تائے تفعل کو جوازاً طاء سے بدلا اور طاء کا طاء میں ادغام کردیا، چونکہ ساکن سے ابتداء متعذر ہے اس لیے ہمزۂ وصل شروع میں لائے تو اِطَّهَّرَ ہوا۔ اور اِثَّاقَلَ اصل میں تَثَاقَلَ تھا، باب تفاعل کا فاکلمہ ثاء تھا اس لیے تائے تفاعل کو جوازاً ثاء سے بدلا اور ثاء کا ثاء میں ادغام کردیا اور ابتداء میں ہمزۂ وصل لائے تو اِثَّاقَل ہوا، قانونچہ میں ہے: ؎

ہمچنیں تائے تفعّل ہم تفاعل بنگری — ہمزہ در ماضی وامر ومصدرش مے آوری

قاعدہ: برائے ضبط حرکت عین مضارع معلوم در ابواب غیر ثلاثی مجرد، اگر در ماضی تا قبل فا باشد عین مضارع مفتوح خواہد بود والا مکسور و در رباعی و ملحقات کل آں لام اول و ہر حرفیکہ بجائے آں باشد حکم عین دارد پس در تَفَاعُل و تَفَعُّل و تَفَعْلُل و در ملحقاتش ماقبل آخر در مضارع معلوم مفتوح باشد و در جملہ ابواب دیگر مکسور۔

باب سوم در صرف مہموز و معتل و مضاعف مشتمل بر سہ فصل چوں از سرد ابواب فارغ شدیم حالا بقواعد تخفیف و اعلال و ادغام می پردازیم،..

ابواب غیر ثلاثی مجرد میں مضارع معلوم کی عین کی حرکت کے ضبط کا قاعدہ: اگر ماضی معلوم میں فاء سے قبل تاء ہو تو مضارع کی عین مفتوح ہوگی ورنہ مکسور، اور رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور جو حرف اس کی جگہ ہو عین کے حکم میں ہے، لہٰذا تفاعل، تفعل اور تفعلل اور اس کے ملحقات میں مضارع معلوم میں ماقبل آخر مفتوح ہوگا اور دوسرے تمام ابواب میں مکسور ہوگا۔

تیسرا باب مہموز اور معتل اور مضاعف کی گردان میں، تین فصلوں پر مشتمل۔ جب ہم ابواب کے بیان سے فارغ ہو چکے تو اب تخفیف اور اعلال اور ادغام کے قواعد بیان کرتے ہیں،..

قولہ اگر در ماضی تا قبل فاء باشد:۔

اول ماضی چوں ایں تاء است اندر غابرش ۔۔۔ ہر کجا مفتوح باشد حرف پیش آخرش

یعنی اگر ماضی میں یہ تاء زائد مطردہ ہو تو مضارع کا ماقبل آخر مفتوح ہوگا، قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

ہر باب جے اول ماضی اسدے تا مطردہ آئی ۔۔۔ وچ معلوم مضارع اسدے کیوں کر ہوسی بھائی

آخر دے ماقبل حرکت فتحہ وجوبا آسی ۔۔۔ جیکر نہیں تاں کسرہ ہوسی غیر مجرد ثلاثی

قولہ والا مکسور:۔ یعنی اگر ماضی میں فاء سے قبل تاء نہ ہو تو مضارع کی عین مکسور ہوگی جیسے یُکْرِمُ وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ابواب میں مضارع بناتے وقت ماضی کے اول میں تغیر کرنا پڑتا ہے جیسے اکتسب سے یکتسب باسقاط ہمزہ۔ اس لیے حرف اول کی موافقت میں ماقبل آخر کی حرکت کو بھی تبدیل کر دیتے ہیں یعنی ماضی میں ماقبل آخر مفتوح تھا مضارع میں مکسور کر دیا گیا۔

قولہ و در رباعی:۔ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ رباعی مزید فیہ کے باب تفعلل اور اس کے ملحقات کی ماضی میں فاء سے پہلے تاء ہے مگر مضارع کی عین مفتوح نہیں بلکہ ساکن ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ رباعی اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور جو حرف اس کی جگہ ہو عین کا حکم رکھتا ہے جیسے تَدَحْرَجَ میں لام اول یعنی راء مفتوح ہے اس لیے تفاعل، تفعل اور تفعلل اور اسکے ملحقات میں مضارع معلوم میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور باقی تمام ابواب میں مکسور۔

تغییر ہمزہ را تخفیف گویند و تغییر حرف علت را اعلال و درآوردن یک حرف را در دیگرے ومشدد نمودن را ادغام.
فصل اول در مہموز مشتمل بر دو قسم، قسم اول در قواعد تخفیف ہمزہ، قاعدہ (۱): ہمزہ منفردہ ساکنہ وفق حرکت ماقبل خود شود جوازاً یعنی بعد فتحہ الف و بعد ضمہ واو و بعد کسرہ یا چوں رَاسٌ و ذِیبٌ و بُوسٌ.

ہمزہ کی تبدیلی کو تخفیف کہتے ہیں اور حرف علت کی تبدیلی کو اعلال اور ایک حرف کو دوسرے میں داخل کر کے مشدد کرنے کو ادغام کہتے ہیں۔ پہلی فصل مہموز میں جو دو قسم پر مشتمل ہے۔ قسم اول تخفیف ہمزہ کے قواعد میں۔ قاعدہ: ہمزہ ساکنہ اکیلا اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق ہو جاتا ہے جوازاً یعنی فتحہ کے بعد الف، ضمہ کے بعد واؤ اور کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے، جیسے راس ذیب اور بوس۔

قولہ تغییر حرف علت:۔ حرف علت سے مراد واؤ اور یاء اور ان سے بدلا ہوا الف ہے اس لیے کہ اسم متمکن اور فعل میں الف اصلی نہیں پایا جاتا کیونکہ اسم متمکن کا آخر محل اعراب ہے اور الف اعراب قبول نہیں کرتا اور فعل کے آخر میں اس لیے کہ ماضی کا آخر مفتوح ہوتا ہے اور مضارع ماضی پر محمول ہوتا ہے۔ اور تغییر سے مراد کسی چیز کے ملائے بغیر لفظ میں تغیر ہے۔ لہٰذا اسماء ستہ کے تغیر پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا کیونکہ ان میں تغیر بطور اعراب عامل کے ملنے سے ہوا ہے نہ بطریق تخفیف مطلوب۔

سوال:۔ یَدٌ جو اصل میں یَدَیٌ تھا اور دَمٌ جو اصل میں دَمَوٌ تھا ان میں حرف علت کا تغیر ہوا ہے اس کو تعلیل کیوں نہیں کہتے؟

جواب:۔ تعلیل اس تغیر کو کہتے ہیں جو قانون کے اعتبار سے ہو اور یدٌ ودمٌ میں تغیر بطور قانون نہیں بلکہ خلاف قیاس ہے۔

قولہ ادغام:۔ چونکہ ادغام میں حرف ثانی کا متحرک ہونا شرط ہے، لہٰذا جہاں حرف ثانی کی حرکت واجب ہے وہاں ادغام بھی واجب ہوگا جیسے مَدَّ میں، اور جہاں حرکت جائز ہوگی ادغام بھی جائز ہوگا جیسے لَم یَمُدَّ میں اور جہاں حرکت ممتنع ہوگی وہاں ادغام بھی ممتنع ہوگا جیسے مَدَدْنَ اور عدم حرکت کی وجہ لزوم توالی اربعہ حرکات ہے جو جائز نہیں: ۔

اجتماع اربع حرکات را ممنوع داں　　　　چوں بود متوالی اند کلمہ یا حکم آں

فائدہ:۔ بیان امثلہ میں ذِیبٌ پر بُوسٌ کو مقدم کرتے تو بیان قاعدہ کے مطابق امثلہ کی ترتیب ہو جاتی مگر ایسا نہیں کیا تا کہ الف اخت فتحہ اور یاء اخت کسرہ یکجا ہو جائیں کیونکہ ان کو علامت فضلہ ہونے میں ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔

سوال:۔ ہمزہ ساکنہ کو متحرکہ پر اور اس کے ضمن میں حذف جوازی کو وجوبی پر مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ حرکت کی نسبت سکون اصل ہے اس لیے اس کو مقدم کیا اور تغیرات جائزہ کو واجبہ پر مقدم کرنا اولیٰ ہے کیونکہ جواز اسقاط فی الجملہ اور وجوب اسقاط علی الدوام کا نام ہے اور اسقاط فی الجملہ کو مقدم کرنا اولیٰ ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ قاعدہ نمبر ایک کے مطابق ایسے کلمہ میں تخفیف کی جاتی ہے جس میں ادغام نہ ہو سکتا ہو کیونکہ ادغام کا مرتبہ مقدم ہے اسی

قاعدہ (۲): ہمزہ ساکنہ بعد ہمزۂ متحرکہ وجوبا وفق حرکت ماقبل شود چوں اٰمَنَ واُوْمِنَ و اِیْمَاناً.

قاعدہ (۳): ہمزہ منفردہ مفتوحہ بعد ضمہ واو شود و بعد کسرہ یا جوازاً چوں جُوَنٌ و مِیَرٌ.

قاعدہ: ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد وجوبا ماقبل کی حرکت کے موافق ہو جاتا ہے، جیسے اٰمَنَ اور اُوْمِنَ اور اِیْمَاناً۔ قاعدہ: ہمزہ اکیلا مفتوحہ ضمہ کے بعد جوازاً واؤ ہو جاتا ہے اور کسرہ کے بعد یاء، جیسے جُوَنٌ اور مِیَرٌ۔

وجہ سے یَأُمُّ میں جو کہ اصل میں یاْمُمُ تھا پہلے ادغام کیا اور ادغام کے بعد ہمزہ ساکن نہ رہا لہٰذا قانون تخفیف جاری نہ ہوا۔

قولہ قاعدہ۲:۔ ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے وجوبا تبدیل ہو جاتا ہے جیسے آمَنَ جو اصل میں أأمَنَ ، اُوْمِنَ جو اصل میں اُؤْمِنَ اور ایمانا جو اصل میں اِئْمَاناً تھا۔ اس صورت میں تسہیل اور حذف ممکن نہیں اول اس لیے کہ ہمزہ ساکن ہے اور دوم اس لیے کہ دال علی المحذوف موجود نہیں، لہٰذا قلب متعین ہو گیا اور قلب واجب اس لیے ہے کہ تحقیق ہمزتین قبیح ہے۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

ہر ہمزہ ساکن اگے ہمزہ حرکت والا تھیوے
کلمہ بھی ہک موافق حرکت واجب بدل کریوے
ایسپر باعث کوئی نہ ہوئے ایہ بھی شرط رکھیندے
اِیْــزِرْ اِیْـمَـنْ اُوْمُـرْ اُوْدُبْ آدَبْ مثل مریندے

ســوال:۔ یہ قاعدہ اَیِمَّۃٌ کی مثل سے منقوض ہے جو اصل میں اَئْمِمَۃٌ تھا؛ کیونکہ اس کے ہمزہ ثانی کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت یعنی الف سے نہیں بدلا گیا بلکہ ہمزہ کو یاء کر دیا گیا ہے۔

جواب:۔ یہ شاذ ہے یاء اس لیے الف سے نہیں بدلا گیا کہ بصورت قلب اٰمَّ ےمّم کے اسم فاعل سے التباس لازم آتا ہے۔

فــائـدہ:۔ قاعدہ۲:۔ اس وقت جاری ہوگا جب کلمہ ایک ہو اور تحریک ہمزہ کا باعث موجود نہ ہو اُمٌّ میں جو اصل میں اُمُمٌ تھا ہمزہ الف نہیں کیا گیا کیونکہ باعث تحریک ہمزہ یعنی ادغام موجود ہے جب ادغام کیا گیا تو ہمزہ ساکن نہ رہا۔

قولہ قاعدہ۳:۔ ہمزہ اکیلا مفتوحہ ضمہ کے بعد جوازاً واو اور کسرہ کے بعد یا ہو جاتا ہے جیسے جُوَنٌ (جمع جُؤْنَۃ بمعنی عطردان) جو اصل میں جُؤَنٌ تھا اور مِیَرٌ جو اصل میں مِئَرٌ تھا اس قاعدہ میں ہمزہ کا مفتوح ہونا شرط ہے کیونکہ ہمزہ مضموم کا ماقبل مضموم ہو تو اس میں تخفیف بصورت بین بین (تسہیل) کی جاتی ہے اور اگر ہمزہ مکسور ہو تو اخفش کے نزدیک اگر چہ اس کو واؤ سے تبدیل کرنا جائز ہے مگر جمہور کے نزدیک اس میں بھی تخفیف بصورت بین بین کی جاتی ہے۔

قاعدہ (۴): دردو ہمزہ متحرک اگر یکے ہم مکسور باشد ثانی یا شود وجوباً چوں جــاءٍ و اَیِمَّۃٌ ورنہ واو چوں اَوَادِمُ و اُوَیْمِــلُ صرفیاں ایں قاعدہ را در صورت کسرہ ہم وجوبی گفتہ اند مگر ایں صحیح نیست زیرا کہ در بعضے قرأت متواترہ

قاعدہ: دو ہمزہ متحرک میں اگر ایک بھی مکسور ہو تو ثانی وجوباً یاء ہو جاتا ہے جیسے جَاءٍ اور اَیِمَّۃٌ ورنہ دوسرا واؤ ہو جاتا ہے جیسے اَوَادِمُ اور اُوَیْمِلُ۔ صرفیین نے اس قاعدہ کو کسرہ کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ بعض قرأت متواترہ میں..................

متحرک ہمزے ڈو اکٹھے ہکے کلمے آون ہک مکسور واجب ثانی یاء دے سنگ بدلاون

قولہ یکے ہم مکسور باشد:۔ خواہ اول مکسور ہو جاءٍ، یا ثانی مکسور ہو جیسے اَیِمَّۃٌ، جاءٍ جَاءَ یَجِیءُ سے اسم فاعل ہے اصل میں جَایِءٌ تھا یاء اس قاعدہ سے ہمزہ ہو گئی کہ۔

ہر واؤ تے یاء پچھے الف فاعل دے واقع ہوے سائیں نال ہمزے دے بدل وجوباً کردے اسدے تائیں

قولہ ورنہ واو:۔ قانونچہ میں ہے:

گر یکے مکسور باشد از دو متحرک مدام دوم گردد یاء وگرنہ واو سازی غیر لام

یعنی شرط یہ ہے کہ لام کلمہ نہ ہو ورنہ یاء کرنا لازم ہوگا۔ واضح رہے کہ جــاءٍ میں تخفیف ہمزہ کا قاعدہ ۴ سیبویہ کے نزدیک جاری ہوتا ہے، سیبویہ یہ کہتا ہے کہ جاءٍ دراصل جَایِءٌ تھا یاء الف فاعل کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہو گئی جَاءِءٌ ہوا، پھر ہمزہ دوم قاعدہ ۴ سے یاء ہوا اور یاء قَاضٍ کے قاعدہ سے ساقط ہو گئی تو جَاءٍ بروزن فاعٍ ہوا، خلیل کے نزدیک اس میں قلب مکانی کیا گیا یعنی عین کو لام کی جگہ اور لام کو عین کی جگہ رکھا گیا تو جَایِءٌ سے جَائِیٌ ہوا، پس یاء بقاعدہ قاضٍ ساقط ہو گئی جاءٍ ہوا، خلیل کہتا ہے کہ قلب مکانی نہ کریں تو اجتماع ہمزتین لازم آئیگا جو مکروہ ہے اور قلب مکانی میں قلت تغیر ہے لہٰذا یہ راجح ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے قاعدہ ۴ کی مثال میں جاءٍ ذکر کر کے سیبویہ کے قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ قلب مکانی میں اگرچہ قلت تغیر ہے مگر یہ خلاف قیاس ہے۔

قولہ چوں اوادم:۔ یہ آدَم کہ جمع ہے جو اصل میں اَءْدَمُ تھا اور آدم اگرچہ اَفْعَلُ صفتی ہے جس کی جمع بطریق قیاس فُعَلٌ بالضم آتی ہے لیکن چونکہ آدَم علم بن گیا ہے اسلئے اس کی جمع اَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے۔

سوال:۔ اُکْرِمُ جو اصل میں اُاَکْرِمُ تھا اس میں ہمزہ کو واو کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ یہ شاذ ہے اور اس میں خلاف قانون اور شذوذ کو اس لیے اختیار کیا کہ ہمزہ کے حذف میں ابدال کی نسبت زیادہ تخفیف ہے، قانونچہ میں ہے:

جیکر کوئی مکسور نہ ہوئے ثانی واو کریندے اُاَکْرِمُ نال اُاَخِذُ تاہیں شاذاں وچ گنیدے

لفظ اَئِـــمَّةٌ بہمزہ دوم آمدہ پس معلوم شد کہ قاعدہ مذکورہ جوازی ست. قاعدہ (۵): ہمزہ بعد واو و یائے مدہ زائدہ و

لفظ اَیِـــمَّةٌ دوسرے ہمزہ کے ساتھ آیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ جوازی ہے۔ قاعدہ: ہمزہ واو اور یائے مدہ زائدہ اور

سوال:۔ اَیِمَّةٌ میں یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے اسکو الف کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب ا:۔ التباس کے خوف سے، یعنی اگر یاء کو الف کیا جاتا تو آمَّ یَاُمُّ کے اسم فاعل سے اس کا التباس ہوتا۔

جواب ۲:۔ اس لیے کہ یہ یاء فاکلمہ میں ہے۔ جواب ۳:۔ اس پر حرکت عارضی ہے گویا کہ یہ متحرک ہی نہیں۔

قولہ اَئِمَّةٌ:۔ یہ امام کی جمع ہے اصل میں اَئْمِمَةٌ تھی، اول میم کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کیا تو اَئِمَّةٌ ہوا پھر زیر بحث قاعدہ سے ہمزہ ثانی کو یاء کیا تو اَیِمَّةٌ ہوا۔

سوال:۔ اَئْمِمَةٌ میں قاعدہ ۲ نہیں جاری کیا گیا بلکہ ادغام کیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ اس میں بوجوہات ذیل ادغام کو تخفیف پر ترجیح دی گئی ہے:

ا۔ اس میں تخفیف کا قاعدہ اول میں جاری ہوتا ہے اور ادغام کا آخر میں اور کلمہ کے آخر میں تبدیلی اولی ہوتی ہے۔

۲۔ التباس کے خوف سے یعنی اگر ہمزہ دوم کو بقاعدہ ۲ الف کرتے اور ادغام کرتے تو آمَّةٌ ہو جاتا اور آمَّ یَـــاُمُّ کے اسم فاعل سے التباس ہوتا جبکہ التباس سے بچنا بہت اہم ہے۔

۳۔ تا کہ اَئِمَّةٌ ان اوزانِ جمع کے موافق ہو جائے جو مضاعف سے آئے ہیں جیسے اَعِنَّةٌ و اَشِقَّةٌ.

فائدہ:۔ بعض حضرات کے نزدیک کسرہ کی صورت میں قاعدہ تو وجوبی ہے لیکن لفظ اَئِمَّةٌ اس قاعدہ سے مستثنٰی ہے چنانچہ قانونچہ شاہ جمالی میں ہے کہ سوائے ائمة کہ دریں جائز است، جس کی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ قرآن کریم میں یہ ہمزہ دوم کے ساتھ آیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمزہ ثانی کی حرکت عارضی ہے کیونکہ یہ اصل میں ساکن ہے اور میم اول کی حرکت سے متحرک ہو گیا ہے کیونکہ ادغام کرنے کیلئے اول متجانس کا ساکن ہونا ضروری ہے لہٰذا اول میم کی حرکت ہمزہ کو منتقل کر کے ادغام کیا گیا۔

قولہ ہمزہ بعد واؤ:۔

متحرک ہمزہ اگے ہوئے تصغیراں دی یاء	یا واو مدہ زائدہ ہوے کلمہ ہک بھرا
اُس ہمزے نوں جنس ماقبل دے کریں جوازاً یار	وچ جنساندے جنساں نوں ادغام جوازاً مار

فائدہ:۔ قاعدہ نمبر ۵ میں یہ ضروری ہے کہ ہمزہ کا ماقبل قابل حرکت نہ ہو اور وہ چار حرف ہیں (ا) مدہ زائدہ (۲) یائے تصغیر (۳) نون انفعال (۴) الف۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ کلمہ ایک ہو پس اِتَّبِـعُوْا اَمْرَهُمْ اور اِتَّبِعِیْ اَمْرَهُمْ میں واو اور یاء کلمہ مستقل میں ہونے کی وجہ سے قابل حرکت ہیں لہٰذا ہمزہ کی حرکت ان کو منتقل کی جائے گی اور ہمزہ واؤ یا یاء ہو کر ماقبل میں ادغام نہیں ہوگا۔

یائے تصغیر جنس ماقبل گشتہ دراں ادغام یابد جوازاً چوں مَقْرُوَّةٌ و خَطِيَّةٌ و اُفَيِّسٌ ۔قاعدہ (۶) چوں بعد الف مفاعل ہمزہ قبل یا واقع شود بیائے مفتوحہ بدل شود و یا بالف چوں خطایا جمع خَطِيْئَةٌ خَطَايِءُ بود بسبب وقوع آں قبل طرف بعد الف جمع ہمزہ شد پس خطاءِءُ گردید بعد ازاں ہمزہ ثانیہ بقاعدہ جاءٍ یا شد پس حسب ایں قاعدہ ہمزہ را بیائے مفتوحہ و یا را الف کردند خَطَايَا شد۔قاعدہ (۷): ہمزہ متحرک کہ پس حرف ساکن غیر مدہ زائدہ و یائے تصغیر، بعد نقل حرکتش بما قبل محذوف شود جوازاً چوں يَسَلُ و قَدَافْلَحَ و يَرْمِيَخَاهُ.

یائے تصغیر کے بعد ماقبل کی جنس ہو کر اسمیں ادغام پاتا ہے جوازاً جیسے مَقْرُوَّةٌ اور خَطِيَّةٌ اور اُفَيِّسٌ. قاعدہ: الف مفاعل کے بعد یاء سے پہلے جب ہمزہ واقع ہو تو وہ یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور یاء الف سے، جیسے خَطِيْئَةٌ کی جمع خَطَايَا جو اصل میں خَطَايِءُ تھا، یاء الف مفاعل کے بعد طرف سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہوگئی تو خَطَاءِءُ ہوا، اس کے بعد دوسرا ہمزہ جَاءٍ کے قاعدہ سے یاء ہوگیا، پھر اس قاعدہ کے موافق ہمزہ کو یاء مفتوحہ اور یاء کو الف کیا تو خَطَايَا ہوگیا۔قاعدہ: ہمزہ متحرکہ جو کہ حرف ساکن غیر مدہ زائدہ اور غیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اسکی حرکت ماقبل کو منتقل کرنے کے بعد وہ جوازاً محذوف ہوجاتا ہے جیسے يَسَلُ اور قَدَافْلَحَ اور يَرْمِيَخَاهُ وہ اپنے بھائی کو تیر مارتا ہے۔

قولہ مقروّۃ:۔ یہ اصل میں مَقْرُوْءَةٌ تھا اس میں ہمزہ واؤ مدہ زائدہ کے بعد واقع ہوا اور خَطِيَّةٌ (گناہ) اصل میں خَطِيْئَةٌ تھا اس میں ہمزہ یائے مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے، اور اُفَيِّسٌ جو اَفْؤُسٌ کی تصغیر ہے اور اَفْؤُسٌ فَأْسٌ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں کلہاڑی، یہ اصل میں اُفَيْئِسٌ تھا، ہمزہ یائے تصغیر کی جنس ہو کر اس میں ادغام ہوگیا تو اُفَيِّسٌ ہوا۔

فائدہ :۔ سیبویہ اور خلیل خطایا کی اصل اول (خَطَايِءُ) میں متفق ہیں، مگر اصل ثانی میں مختلف ہیں، سیبویہ کے نزدیک اصل ثانی خَطَاءِءُ ہے جیسا کہ متن میں مذکور ہے مگر خلیل کے نزدیک خَطَايِءُ میں قلب مکانی کر کے اس کو خَطَائِيُ بنایا گیا اور پھر اس میں قاعدہ ۶ جاری کیا گیا، مصنف نے سیبویہ کے مذہب کو اختیار کیا کیونکہ عرب سے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطَاءِءُ مسموع ہے جس سے معلوم ہوا کہ اس میں قلب مکانی نہیں کیا گیا، یعنی خَطَائِيُ میں ہمزہ الف مفاعل کے بعد یاء سے قبل واقع ہوا تو ہمزہ کو یاء مفتوحہ اور یاء کو الف کیا تو خطایا ہوا:

چوں درآید ہمزہ در عین مفاعل قبل یاء — مفرد ش نہ بود چنیں مفتوحہ یاء او را نماء

قولہ محذوف شود جوازاً:۔ اس قاعدہ میں دو تغیر کئے گئے ہیں اول ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا دوم ہمزہ کو حذف کرنا اور یہ تغیرین کا مجموعہ جائز ہے نہ ان میں سے ہر واحد کیونکہ نقل حرکت کے بعد ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے کذا فی النغزک

فائدہ:۔ صاحب نغزک نے حواشی بیضاوی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ قَدَافْلَحَ میں ہمزہ تلفظ میں محذوف ہے نہ کتابت میں، اور یہ وَرْش کی قرأت ہے۔

فائدہ :۔ اس صورت میں ہمزہ بمع حرکت حذف نہیں کیا جاتا تا کہ بالکلیہ حذف نہ ہو جائے یعنی اس کا کچھ اثر بھی باقی نہ رہے پھر

قاعدہ(۸): دریَـری ویُری وجملہ افعال رُؤیت ایں قاعدہ بطور وجوب مستعمل ست نہ در اسمائے مشتقہ از رؤیت، پس در مَرْاَی ظرف ومصدر میمی ودر مِرْاۃٌ آلہ ودر مَرْئِیٌّ اسم مفعول حرکت ہمزہ بما قبل دادہ ہمزہ را حذف کردن جائزست نہ واجب۔ قاعدہ(۹) ہمزہ متحرکہ اگر بعد متحرک باشد دراں بین بین قریب وبین بین بعید ہر دو جائزست خواندن ہمزہ میان مخرج خود ومخرج حرف علتے کہ وفق حرکتش باشد بین بین قریب ست ومیان مخرج او ومخرج حرف علت وفق حرکت ماقبل بین بین بعید، وبین بین راتسہیل ہم گویند مثال سَاَلَ سَئِمَ لَؤُمَ درسَأَلَ ہر دو بین بین ہمزہ در مخرج خود والف خواندہ خواہد شد چہ خود ہمزہ ہم مفتوح ست وماقبلش ہم مفتوح

قاعدہ یَـری اوریُـری اور باقی تمام افعال رؤیت میں یہ قاعدہ بطور وجوب مستعمل ہے. رؤیت سے اسماء مشتقہ میں بطور وجوب نہیں لہٰذا مَرْئیٰ ظرف اور مصدر میمی میں اور مِـرْاۃٌ اسم آلہ اور مَـرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کا حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ قاعدہ: ہمزہ متحرکہ اگر حرف متحرک کے بعد واقع ہو تو اس میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں جائز ہیں، ہمزہ کو ہمزہ کے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج درمیان پڑھنا جو کہ ہمزہ کی حرکت کے موافق ہے بین بین قریب ہے اور ہمزہ کے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھنا جو کہ ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کے موافق ہے بین بین بعید ہے، اور بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں، مثلاً سَــأَلَ سَـئِـمَ لَـؤُمَ ، سَـاَلَ میں ہمزہ ہر دو بین بین میں ہمزہ کے اپنے اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھا جائے گا؛ کیونکہ ہمزہ مفتوح ہے اور اس کا ماقبل بھی مفتوح ہے..

ماقبل قابل حرکت ہے اس لیے حرکت ماقبل کو منتقل کر کے ہمزہ کے کچھ اثر کو باقی رکھا گیا۔

قولہ قاعدہ۸:۔ یَـرٰی (مضارع معلوم) اوریُـرٰی (مضارع مجہول) میں اور تمام افعالِ رُؤْیَتْ میں یہ قاعدہ بطور وجوب جاری ہوتا ہے کیونکہ افعال رؤیت محاورات عرب میں کثیر الورود ہیں اور کثرت مقتضی خفت ہے اس لیے ہمزہ وجوباً حذف کیا جاتا ہے اور رویت کے اسمائے مشتقہ میں اجرائے قاعدہ بطور وجوب نہیں کہ وہ قلیل الاستعمال ہیں اس لیے مَـرْئیٰ اسم ظرف ومصدر میمی میں اور مِرْاۃٌ اسم آلہ ومَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں۔

سوال: یہ قاعدہ یَسَلُ میں جوازی اوریَرٰی و یُرٰی میں وجوبی کیوں ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ یَرٰی اوریُرٰی عرب کے محاورات میں کثیر الاستعمال ہیں اور کثرت تخفیف کی مقتضی ہے لیکن یَسَلُ کثیر الاستعمال نہیں۔

فائدہ:۔ لَنَ لَنَ ،صیغہ واحد متکلم نفی مؤکد مضارع معلوم مہموز العین از باب سمع میں یہی یَسَلُ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، یہ اصل میں لَنْ اَلْئَنَ تھا ہر دو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے حذف کیا تو لَنَ لَنَ ہوا، اور لَمُ لَمُ لِمُ میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا جو اصل میں لَمْ اَلُمْ لِمْ تھا، صیغہ واحد متکلم جحد مضاعف از باب فعللة.

ودر سَئِمَ در بین بین قریب میان مخرج یا و ہمزہ ودر بعید میان مخرج الف و ہمزہ، ودر لُؤُمَ میان مخرج واؤ و ہمزہ بین بین قریب ست ومیان مخرج الف و ہمزہ بعید، وبعد الف در ہمزہ بین بین قریب جائز ست۔ قاعدہ (۱۰): ہمزۂ استفہام چوں بر ہمزہ درآید چوں ءَاَنْتُمْ دراں جائز ست کہ ثانیہ را بحرفیکہ قاعدہ تخفیف مقتضی آں باشد بدل کنند پس در ءَاَنْتُمْ اَوَنْتُمْ سازند وجائز ست کہ ہمزہ را تسہیل کنند قریب یا بعید وجائز ست کہ میان ہمزتین الف متوسط بیارند آاَنْتُمْ گویند۔

اور سَئِمَ میں بین بین قریب میں ہمزہ کو یاء اور ہمزہ کے مخرج میں پڑھا جائے گا، اور بین بین بعید میں الف اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان۔ اور لَؤُمَ میں واؤ اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین قریب ہے اور الف وہمزہ کے مخرج کے درمیان پڑھنا بین بین بعید ہے، اور الف کے بعد ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے۔ قاعدہ: جب ہمزہ پر ہمزۂ استفہام داخل ہو جیسے ءَاَنْتُمْ تو جائز ہے کہ دوسرے ہمزہ کو اس حرف کے ساتھ تبدیل کر دیں جس کا قاعدۂ تخفیف مقتضی ہے، پس ءَاَنْتُمْ کو اَوَنْتُمْ کر دیتے ہیں، اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ میں تسہیل قریب یا بعید کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ ہر دو ہمزہ کے درمیان الف لائیں اور آاَنْتُمْ کہیں۔

قوله وبعد الف در ہمزہ:۔ یعنی اگر الف کے بعد ہمزہ متحرکہ واقع ہو تو ہمزہ میں بین بین قریب جائز ہے لہٰذا اگر ہمزہ مفتوح ہے جیسے قُرَّاءَۃٌ تو الف اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے اور اگر مضموم ہے تو واو اور ہمزہ کے درمیان جیسے تَسَاؤُلٌ اور اگر مکسور ہے تو یاء اور ہمزہ کے درمیان پڑھیں گے جیسے قَائِلٌ لیکن الف کے بعد ہمزہ میں بین بین بعید یعنی غیر مشہور جائز نہیں کیونکہ ماقبل ساکن ہے اور بین بین غیر مشہور وہاں جائز ہوتا ہے جہاں ماقبل متحرک ہو، مثلاً سَاَلَ میں ہمزہ کو اس کے اپنے مخرج اور ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان پڑھ سکتے ہیں۔

سوال:۔ الف کے بعد واقع ہمزہ کو حذف کیوں نہیں کیا؟ جبکہ ہمزہ متحرک ہے اور ماقبل ساکن ہے۔

جواب:۔ ہمزہ کو نقل حرکت کے بعد حذف کرنا ممکن نہیں کیونکہ اس سے قبل الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا۔

سوال:۔ ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟ **جواب**:۔ ادغام بھی ممکن نہیں کیونکہ الف نہ مدغم ہوتا ہے اور نہ مدغم فیہ۔

قوله قاعدہ ہمزۂ استفہام:۔ جب ہمزہ قطعی سے پہلے ہمزۂ استفہام آئے جیسے ءَاَنْتُمْ ، ءَاِبِلٌ اور ءَاَحُدٌ تو اس میں تین صورتیں جائز ہیں:

۱۔ دوسرے ہمزہ کو قاعدۂ تخفیف کے مطابق تبدیل کرنا، یعنی دوسرے ہمزہ کو واؤ یا یاء کر کے اَوَنْتُمْ ، ایِبِلٌ اور اَوُحد پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ بین بین قریب وبعید۔ ۳۔ ہمزتین کے درمیان الف لانا، لیکن یہ اس وقت ہے کہ ہمزتین اول کلمہ میں ہوں اگر وسط میں ہوں تو الف لانا جائز نہیں اور یہ الف بصورت الف بھی نہیں لکھا جائے گا تا کہ تین الف جمع نہ ہو جائیں جو کہ مکروہ ہے۔

فائدہ:۔ بین بین کے وقت ہمزہ متحرک ہوتا ہے یا ساکن، کوفیین کے نزدیک زوال حرکت کی وجہ سے ساکن ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ابتداء کلام میں بین بین ناجائز ہے تا کہ ابتداء بساکن لازم نہ آئے، لیکن بصریین کے نزدیک حرکت ضعیفہ کے ساتھ متحرک ہوتا ہے اور مائل بسکون ہوتا ہے مگر ساکن نہیں ہوتا کیونکہ سکون زوال حرکت سے حاصل ہوتا ہے اور حرکت باقی ہوتی ہے۔

قسم دوم درگردانہائے مہموز، مہموز فا از باب نَصَرَ اَلْاَخْذُ گرفتن اَخَذَ یَاخُذُ اَخْذًا فَهُوَ اٰخِذٌ و اُخِذَ یُؤْخَذُ اَخْذًا فهو مَاخُوْذٌ الامر منه خُذْ والنهی عنه لَاتَاخُذْ الظرف منه مَاخَذٌ والآلة منه مِیْخَذٌ ومِیْخَذَةٌ ومِیْخَاذٌ تَثْنِیَتُهُمَا مَاخَذَانِ مِیْخَذَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَآخِذُ وَمَآخِیْذُ افعل التفضیل منه اٰخَذُ والمؤنث منه اُخْذیٰ وتثنیتهما اٰخَذَانِ واُخْذَیَانِ والجمع منهما اٰخَذُوْنَ و اَوَاخِذُ و اُخَذٌ و اُخْذَیَاتٌ امر ایں باب کہ خذ آمدہ برخلاف قیاس است قیاس مقتضی آن بود کہ اُوْخُذْ می آید بابدال ہمزۂ دوم بواو بقاعدہ اُوْمِنَ وہمچنیں امر اَکَلَ یَاکُلُ ہم کُلْ آمدہ ودر امر اَمَرَ یَامُرُ حذف ہمزتین وابقائے ہر دو ہم جائز ست مُرْ و اُوْمُرْ ہر دو آمدہ در صیغ مضارع معلوم ایں باب غیر واحد متکلم قاعدہ رَاْسٌ جاری ست

قسم دوم: مہموز کی گردانوں کے بیان میں، مہموز فاء نصر ینصر سے، اَلْاَخْذُ لینا، اَخَذَ یَاخُذُ الخ. اس باب کا امر قیاس کے خلاف خُذْ آیا ہے، قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اُوْخُذْ آئے ہمزہ دوم کو اُوْمِنَ والے قاعدہ کے مطابق واؤ کے ساتھ تبدیل کرنے کے ساتھ، اور اسی طرح اَکَلَ یاکل کا امر کُلْ آیا ہے اور اَمَرَ یَامُرُ کے امر میں دونوں ہمزہ کا حذف کرنا بھی جائز ہے اور دونوں کا باقی رکھنا بھی جائز ہے، مُرْ اور اُوْمُرْ دونوں آئے ہیں، اس باب کے مضارع معلوم میں واحد متکلم کے علاوہ باقی صیغوں میں رَاْسٌ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے

قوله برخلاف قیاس ست:۔ یعنی خُذْ میں دوسرے ہمزہ کو کثرت استعمال کی وجہ سے برخلاف قیاس حذف کر دیا گیا ہے رہا پہلا ہمزہ تو دوسرے ہمزہ کے حذف کے بعد اس کی ضرورت نہیں رہی لہٰذا وہ بھی گر گیا اور عدم ضرورت کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ اول کو فا کلمہ یعنی ہمزہ ثانیہ کے ساکن ہونے کی وجہ سے لایا گیا تھا کیونکہ ساکن سے ابتدا متعذر ہے لہٰذا جب فاء کلمہ خلاف قیاس ساقط ہو گیا تو اول ہمزہ یعنی ہمزۂ وصل کی ضرورت نہ رہی۔

فائدہ:۔ درج کلام میں ہمزہ دوم کو باقی رکھنا افصح ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿وَاْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلٰوةِ﴾ کیونکہ علت حذف اجتماع ہمزتین تھی جو کہ ہمزہ وصل کے ساقط ہونے سے باقی نہ رہی، لیکن اگر ابتدا میں آئے تو کثیر الاستعمال یہ ہے کہ ہمزہ کو باقی نہ رکھا جائے کما قال علیه الصلوٰة والسلام: "مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوةِ"۔

قوله در صیغ مضارع معلوم:۔ یعنی اس باب کے مضارع معلوم میں جو یَامُرُ ہے رَاْسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے یعنی مضارع یَامُرُ دراصل یَاْمُرُ تھا ہمزہ منفردہ ساکنہ بقاعدہ راسٌ الف ہو گیا لیکن مضارع متکلم یعنی اٰمُرُ میں اٰمَنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے یعنی واحد متکلم کے علاوہ باقی صیغوں میں ہمزہ کو الف کرنا جائز ہے لیکن واحد متکلم میں ہمزہ ثانیہ کو الف کرنا واجب ہے۔

ودرمفعول وظرف ہم ودر آلہ قاعدہ بِیَــرٌ ودر مضارع مجہول غیر واحد متکلم قاعدہ بُـوْسٌ ودرواحد متکلم مضارع معروف وافعل التفضیل قاعدہ اٰمَــنَ ودر جمع آں قاعدہ اَوَادِمُ ودرواحد متکلم مضارع مجہول قاعدہ اُوْمِــنَ، تعلیلات ہمہ فہمیدہ برزبان باید آورد۔ مہموز فا از ضرب اَلْاَسْرُ بند کردن اَسَــرَ یَاسِرُ اَسْراً الخ تعلیلات صیغ بقیاس باب اَخَذَ باید فہمید جز اینکہ درامر آں کہ اِیْسِرْ ست قاعدہ اِیْـمَانٌ جاری شدہ دیگر ابواب ثلاثی مجرد را ہمیں وضع باید گردانید۔ مہموز فا از باب افتعال اَلْاِیْتِمَارٌ فرمانبرداری کردن اِیْتَمَرَ یَاتَمِرُ اِیْتِمَارًا فَھُوَ مُوْتَمِرٌ و اُوْتُمِرَ یُوْتَمَرُ اِیْتِمَارًا فھو مُوْتَمَرٌ الامر منه اِیْتَمِرْ والنھی عنه لَاتَاتَمِرْ الظرف منه مُوْتَمَرٌ....

اور مفعول وظرف میں بھی، اور آلہ میں بِیَرٌ کا قاعدہ اور مضارع مجہول غیر واحد متکلم میں بُوْسٌ کا قاعدہ اور واحد متکلم مضارع میں اور اسم تفضیل میں اٰمَنَ کا قاعدہ. اور اسکی جمع میں اَوَادِمُ کا قاعدہ۔ اور واحد متکلم مضارع مجہول میں اُوْمِنَ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، تمام تعلیلات سمجھ کر یاد کر لینی چاہئیں۔ مہموز فاء از باب ضرب یضرب الاسر، قید کرنا، اَسَرَ یَاسِرُ الخ صیغوں کی تعلیلات باب اخذ کی مثل سمجھ لیں سوائے اس کے کہ امر اِیْسِرْ میں اِیْـمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے. باقی ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اسی طرح کر لینی چاہئیں، مہموز فاء از باب افتعال الایتمار، فرمانبرداری کرنا، اِیْتَمَرَ یَاتَمِرُ الخ..

قوله ودرمفعول:۔ یعنی اسم مفعول مَامُوْرٌ اور صیغۂ ظرف مَامَرٌ میں بھی بقاعدہ رَاسٌ ہمزہ ساکنہ کو الف کر دیا گیا ہے لیکن اسم آلہ مِیْمَرٌ، مِیْمَرَۃٌ اور مِیْمَارٌ میں یاء، نیز مضارع مجہول یُوْمَرُ میں سوائے واحد متکلم کے بقاعدہ بوس ہمزہ واو ہو گیا ہے۔

قوله ودر جمع آن:۔ یعنی اسم تفضیل مذکر کی جمع اَوَاخِذُ میں اَوَادِمُ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے یعنی دراصل ااَاخِذُ تھا دوسرا ہمزہ واو ہو گیا۔

فائده:۔ اَوَادِمُ آدَمُ کی جمع ہے اور آدم بروزن اَفْعَلُ صفت ہے لیکن شخص معین کا علم بن جانے کے بعد اسکی جمع اَوَادِمُ آئی ہے۔ متوسط شرح کافیہ میں ہے کہ افعل صفت کی علمیت کے بعد جمع لانے کی دو صورتیں ہیں: اول وصفیت اصلیہ کا اعتبار کرتے ہوئے اسکی جمع فُعَلٌ کے وزن پر لانا. دوم علمیت حالیہ کا لحاظ کرتے ہوئے اس کی جمع اَفَاعِلُ کے وزن پر لانا۔

سوال:۔ ااَخِذُ میں ہمزہ ثانی کو الف کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب:۔ بصورت ابدال بالف اجتماع ساکنین لازم آتا ہے جس سے بچنے کیلئے ہمزہ ثانی کو واو کیا گیا ہے۔

قوله جزاینکہ درامر آں:۔ یعنی اَسَرَ یَاسِرُ کا امر اِیْسِرْ اصل میں اِئْسِرْ تھا ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد وجوبا ماقبل کی حرکت کے موافق یعنی یاء ہو گیا تو اِیْسِرْ ہوا اور اس باب کے دیگر صیغ میں بطرز باب اَخَذَ تبدیلی ہوئی ہے۔

درماضی معلوم وامر حاضر معروف ومصدر قاعدۂ ایمانٌ جاری شدہ ودر ماضی مجہول قاعدۂ اُوْمِنَ ودر مضارع معلوم قاعدۂ رَاسٌ ودر مجہول وفاعل ومفعول وظرف قاعدۂ بُـوسٌ ۔ مہموز فا از باب استفعال اَلْاِسْتِیْـذَانُ اذن خواستن اِسْتَاذَنَ یَسْتَاذِنُ اِسْتِیْذَاناً الخ صیغ ایں باب ودیگر ابواب ثلاثی مزید بقیاس صیغ سابقہ باید فہمید بر آوردن تعلیلات آں دشوار نیست ۔ فائدہ: در مہموز عین از ثلاثی مجرد بصیغ ماضی قاعدۂ بین بین جاری ست ودر مضارع وامر قاعدۂ یَسَلُ زَأَرَ یَزْئِرُ از ضرب ست وسَأَلَ یَسْأَلُ از فتح وسَئِمَ یَسْأَمُ از سمع و لَؤُمَ یَلْؤُمُ از کَرُمَ

ماضی معلوم اور امر حاضر معروف اور مصدر میں ایـمـان کا قاعدہ جاری ہوا اور ماضی مجہول میں اُوْمِنَ کا قاعدہ اور مضارع معلوم میں راسٌ کا قاعدہ اور مجہول اور فاعل اور مفعول اور ظرف میں بـوسٌ کا قاعدہ۔ مہموز فاء از باب استفعال الاستیـذان اجازت طلب کرنا، اِسْتَاذَنَ الخ ۔اس باب اور دیگر ابواب ثلاثی مزید فیہ کے صیغے سابقہ صیغوں کی طرز پر سمجھ لینا چاہئیں انکی تعلیلات نکال لینا کوئی مشکل نہیں ۔فائدہ: مہموز عین ثلاثی مجرد کے ماضی کے صیغوں میں قاعدہ بین بین جاری ہے اور مضارع وامر میں یَسَلُ کا قاعدہ۔ زَئَرَ یَزْئِرُ از باب ضرب ہے اور سَاَلَ یَسْئَلُ از باب فتح اور سَئِمَ یَسْئَمُ از باب سمع بمعنی ملول ہونا اور لَؤُمَ یَلْؤُمُ بمعنی ذلیل ہونا از باب کَرُمَ،

قوله درماضی معلوم:۔ یعنی ماضی معلوم اِیْتَمَرَ جو اصل میں اِئْتَمَرَ تھا اور امر حاضر معلوم اِیْتَمِرْ جو اصل میں اِئْتَمِرْ تھا اور مصدر اِیْتِمَارٌ جو اصل میں اِئْتِمَارٌ تھا ان تمام میں اِیْمَانٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

ہر ہمزہ ساکن اگے ہمزہ حرکت والا تھیوے	کلمہ بھی ہک موافق حرکت ماقبل واجب بدل کریوے

قوله ودر مضارع مجہول:۔ یعنی مضارع مجہول یُوْتَمَرُ جو اصل میں یُؤْتَمَرُ تھا اور مُوْتَمِرٌ اسم فاعل میں اور مُوْتَمَرٌ اسم مفعول میں جو مُـؤْتَمِرٌ اور مُـؤْتَمَرٌ تھے اور اسم ظرف میں جو مفعول کی مثل ہے ان تمام میں بوسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے جیسا کہ قانونچہ عجیبہ میں ہے:

ہمزۂ مظہر نباشد موجب تحریک او	حسب پیش حرکتش با حرف لین تبدیل جو

قوله تعلیلات آں دشوار نیست:۔ مثلاً ماضی معلوم اِسْتَاذَنَ ،مضارع معلوم یَسْتَاذِنُ اسم فاعل مُسْتَاذِنٌ اسم مفعول مُسْتَاذَنٌ اور اسم ظرف مُسْتَاذَنٌ میں بقاعدہ راسٌ ہمزہ الف ہو گیا ہے اور ماضی مجہول اُسْتُوْذِنَ میں واؤ اور مصدر اِسْتِیْذَانٌ میں یاء ہو گیا ہے۔

فـــائـده:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے مہموز فاء کے بیان میں بالخصوص باب افتعال واستفعال کا ذکر اس لیے فرمایا ہے کہ مہموز ان دو بابوں سے زیادہ آتا ہے اور دیگر ابواب سے کم آتا ہے۔

درامر بروقت اجرائے قاعدۂ یَسَالُ ہمزۂ وصل ساقط خواہد شد دراِزْئِرْ زِرْ ودراِسْاَلْ سَلْ خواہند گفت ودراِسْاَمْ سَمْ ودراُلْـؤُمْ لُمْ، گردانہائے اینہارا بایں وضع ضبط باید کرد مثلاً زِرْ زِرَا زِرُوْا زِرِیْ زِرْنَ سَلْ سَلَا سَلُوْا سَلِیْ سَلْنَ لُمْ لُمَا لُمُوْا لُمِیْ لُمْنَ درمہموز عین از ابواب ثلاثی مزید ہمبریں قیاس قواعد جاری باید کرد۔
فائدہ: درمہموز لام باکثر صیغ چوں قَـرَءَ یَقْرَءُ قاعدۂ بین بین ست ودر ماضی مجہول چوں قُرِئَ قاعدہ مِیَرّ ودرامر و جمیع صیغ مضارع مجزوم قاعدہ ہمزہ منفردہ ساکنہ پس دراِقْـرَءْ و لَمْ یَقْرَءْ ہمزہ الف شود ودراُرْدُءْ و لَمْ یَرْدُءْ واؤ ودر مکسور العین یا ودر ابواب ثلاثی مزید فیہ مہموز عین ومہموز لام بقواعد مذکورۂ بالا تعلیلات صیغ می باید برآورد اشکالے ندارد

اورامر میں قاعدہ یَسَلُ جاری کرنے کے وقت ہمزۂ وصل گرجائے گا اِزْئِرْ کو زِرْ اور اِسْاَلْ میں سَلْ کہیں گے اور اِسْاَمْ میں سَمْ اور اُلْـؤُمْ میں لُمْ، انکی گردانیں اس طرح کرنی چاہئیں، مثلاً زِرْ زِرَا زِرُوْا زِرِیْ زِرْنَ، سَلْ سَلَا الخ لُمْ الخ. ابواب ثلاثی مزید فیہ کے مہموز عین میں بھی قواعد اسی طرح جاری کرنے چاہئیں۔ فائدہ: مہموز لام کے اکثر صیغوں مثلاً قَرَءَ یَقْرَءُ میں بین بین کا قاعدہ جاری ہے، اور واحد ماضی مجہول مثلاً قُـرِئَ میں مِیَـرّ کا قاعدہ ہے اور امر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ کا قاعدہ جاری ہوا ہے پس اِقْرَءْ اور لَمْ یَقْرَءْ میں ہمزہ الف ہوجائے گا اور اُرْدُءْ اور لم یَرْدُءْ میں واو ہوجائے گا اور مکسور العین میں یاء اور ابواب ثلاثی مزید فیہ مہموز عین ومہموز لام میں مذکورہ بالا قواعد کے ساتھ صیغوں کی تعلیلات کرنی چاہئیں کچھ مشکل نہیں۔

قوله قاعدہ یَسْـئَلُ:۔ قانونچہ میں ہے:

ہست نقل حرکتش جائز سوئے ساکن نخست | بعد نقل آمد وجوباً حذف او ہر جا درست

یعنی ہمزہ متحرکہ کی حرکت اس کے ماقبل ساکن کو دینا جائز ہے اور نقل حرکت کے بعد ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے۔

قوله درماضی مجہول:۔ یعنی ماضی مجہول قُرِءَ میں ہمزہ بقاعدۂ مِیَرّ یاء یعنی قُرِیَ ہوگیا، اورامر اِقْرَءْ اور لَمْ یَقْرَءْ کا ہمزہ الف ہوجائے گا۔

سوال:۔ اُرْدُوْ کیا صیغہ ہے؟

جواب:۔ یہ صیغہ واحد مذکر حاضر امر ہے اصل میں اُرْدُءْ تھا ہمزہ کو بوسّ کے قاعدہ سے واو کیا تو اُرْدُوْ ہوا۔

فائدہ: معتل کی بحث میں چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے:

۱۔اعلال کے لغوی معنی ۲۔اصطلاحی معنی ۳۔اقسام اعلال ۴۔حروف اعلال

اعلال لغت میں مطلق تبدیلی کو کہتے ہیں، اصطلاح میں حرف علت کے تغیر کو اعلال کہتے ہیں۔ اعلال کی تین قسمیں ہیں، اعلال بالحذف، اعلال بالقلب، اعلال بالاسکان۔ اعلال کے تین حروف ہیں: واؤ، الف، یاء

فصل دوم در معتل مشتمل بر پنج قسم، قسم اول در قواعد معتل، قاعدہ (۱): ہر واؤ کہ میانِ علامت مضارع مفتوحہ وکسرہ یا فتحہ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق باشد واقع شود بیفتد چوں یَعِدُ وَ یَھَبُ وَ یَسَعُ اینکہ اصل قاعدہ در یا تقریر میکنند و دیگر صیغ مضارع را تابع میگردانند تطویل لاطائل ست وہمچنیں در یَھَبُ وغیرہ قائل باین معنی شدن کہ اینہا در اصل مکسور العین بودند بر عایت حرف حلق عین را فتحہ دادند تکلف بارد ست، تقریر ہمیں ست کہ کردیم

فصل دوم معتل میں جو پانچ قسموں پر مشتمل ہے، قسم اول معتل کے قواعد کے بیان میں۔ قاعدہ: جو واؤ علامت مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان یا فتحہ کے درمیان واقع ہو ایسے کلمہ میں جس کا عین یا لام حرف حلقی ہے وہ گر جاتا ہے جیسے یَعِدُ اور یَھَبُ اور یَسَعُ. اصل تقریر قاعدہ جو یاء میں کرتے ہیں اور مضارع کے باقی صیغوں کو تابع کرتے ہیں یہ بے فائدہ بات کو بڑھانا ہے اور اسی طرح یَھَبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ یہ اصل میں مکسور العین تھے حرف حلقی کی رعایت میں عین کو فتح دیا گیا یہ بھی ٹھنڈا تکلف ہے، صحیح تقریر یہی ہے جو ہم نے کردی ہے

قولہ بیفتد:۔ اس واؤ کے حذف ہوجانے کی وجہ یہ ہے کہ ماقبل اور مابعد کی حرکت کے مخالف ہونے کی وجہ سے واؤ ثقیل ہے، جس طرح کہ کسرتین کے درمیان ضمہ ثقیل ہوتا ہے لہٰذا واؤ کو حذف کردیا گیا۔

فائدہ:۔ بیان قاعدہ میں واو کی تخصیص یَیْسِرُ کی یاء کو خارج کرنے کیلئے ہے، یعنی یاء اور کسرہ کے درمیان واقع یاء حذف نہیں ہو گی مگر برخلاف قیاس۔ اور علامت مضارع کی قید یَـوْمِ الـدِّیْن کے واو کو خارج کرنے کیلئے ہے کہ اس سے قبل یاء علامت مضارع نہیں ہے، اور مفتوحہ کی قید یُوْعَدُ کے واؤ کو خارج کرنے کیلئے ہے۔

قولہ اینکہ اصل قاعدہ:۔ بیان قاعدہ کے بعد مصنف ان صرفیوں پر رد کرتے ہیں جنہوں نے مضارع میں حذف واؤ کے قاعدہ کی تقریر اس طرح کی کہ وہ واؤ گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو، وجہ رد یہ ہے کہ اس تقریر سے حذف واؤ کا قاعدہ صرف یَوْعِدُ میں جاری ہوتا ہے اور تَـوْعِـدُ ، اَوْعِـدُ ، نَوْعِدُ سے یَوْعِدُ کی تبعیت میں واؤ حذف کرنا پڑتا ہے جو کہ خالی از تکلف نہیں اور مصنف نے چونکہ تقریر قاعدہ میں مطلق علامت مضارع کا ذکر کیا ہے اس لیے مصنف کی تقریر سے کسی صیغہ کو دوسرے صیغہ کے تابع کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

فائدہ:۔ جو حضرات تَعِدُ ، اَعِدُ اور نَعِدُ میں حذف واو یعد کی تبعیت میں کرتے ہیں ان پر یہ اعتراض کیا گیا کہ یُوْعَدُ مجہول میں یَعِدُ کی تبعیت میں یاء کو کیوں حذف نہیں کیا گیا؟ جواب یہ دیا گیا کہ یَعِدُ معلوم ہے اور یُوْعَدُ مجہول ہے اور یہ آپس میں مغایر ہیں اور متغایرین میں موافقت ضروری نہیں ہوتی۔

قولہ وہمچنیں در یَھَبُ:۔ اسی طرح یَھَبُ وغیرہ میں یہ کہنا کہ یہ دراصل مکسور العین تھے، حرف حلقی کی رعایت سے ان کو فتحہ دیا گیا ہے، یہ بھی تکلف محض ہے، یہ ان لوگوں پر رد ہے جنہوں نے اصل تقریر تو یاء اور کسرہ میں کی یعنی وہ واؤ گر جاتا ہے جو یائے مفتوحہ و کسرہ کے درمیان ہو اور یَھَبُ وغیرہ (جن میں واؤ یائے مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہو کر گر گیا ہے) کے متعلق کہا کہ یہ اصل میں

وصاحب منظوم نیک ایں تقریر رانوشتہ۔ قاعدہ (۲): واؤ فائے مصدر کہ بروزن فِعْلٌ باشد بیفتد ....

منظوم نیک والے نے یہ تقریر لکھی ہے۔ قاعدہ: مصدر بروزن فِعْلٌ کے فاء میں واؤ واقع ہو تو گر جاتا ہے ....

مکسور العین تھے حرف حلقی کی رعایت میں ان میں عین کو فتح دیا گیا ہے، وجہ رد یہ ہے کہ یَھَبُ وغیرہ کے عین کلمہ میں کسرہ فرض کرنے میں کمال تکلف ہے کیونکہ اس کسرہ پر محافظت قاعدہ کے علاوہ کوئی چیز دال نہیں، نیز اہل لغت اور صرفیین نے مثلاً یَھَبُ کو باب ضرب سے نہیں شمار کیا، مصنف نے حذف واؤ کا جو قاعدہ بیان کیا ہے اس سے یَھَبُ وغیرہ کو مکسور العین قرار دینے کی تاویل کی ضرورت نہیں رہتی اور تمام مفتوح العین مادے جن میں واؤ محذوف ہے اس قاعدہ کے تحت آجاتے ہیں۔

قولہ بروزن فعل:۔ حذف واؤ کیلئے مصدر کا فِعْلٌ کے وزن پر ہونا شرط ہے یا فِعْلَۃٌ کے وزن پر اسمیں صرفیین کے دو قول ہیں اسی لیے عِدَۃٌ کے اصل میں اختلاف ہے کہ اس کا اصل وِعْدٌ ہے یا وِعْدَۃٌ. مصنف اور بعض دیگر حضرات کہتے ہیں کہ مصدر کا فِعْلٌ کے وزن پر ہونا ضروری ہے لہٰذا ان کے نزدیک عِدَۃٌ دراصل وِعْدٌ بروزن فِعْلٌ تھا او بقاعدہ ۲ حذف ہو گیا اور اسکے عوض آخر میں تاء بڑھائی تو عدۃٌ ہوا جاربردی وغیرہ کے نزدیک عِدَۃٌ اصل میں وِعْدَۃٌ تھا کیونکہ ان کے نزدیک مصدر کا بروزن فِعْلَۃٌ ہونا ضروری ہے، حذف واؤ کے بعد تاء نے عوض کا حکم حاصل کر لیا اور کلمہ کے آخر میں بحیثیت عوض لازم ہو گئی:

واؤ اگر در فاء فِعْل وفعلۃ مصدر بود　　　　وز مضارع حذف گشتہ مطلقاً ساقط شود

سوال:۔ کسی شے کا عوض اس کی موجودگی میں نہیں ہوتا تا کہ عوض ومعوض عنہ کا اجتماع نہ ہوا گر وِعْدَۃٌ میں تاء واؤ کے عوض ہے تو یہ واؤ کی موجودگی میں کیسے باقی رہی؟ کہ عوض اور معوض عنہ کا اجتماع شاذ ہے جیسے وِضْعَۃ اور وِجْھَۃٌ کو شاذ کہا گیا ہے۔

جواب ۱:۔ لزوم تاء کالعوض ہے یعنی وِعْدَۃٌ میں تاء لازم نہ تھی مگر حذف واؤ کے بعد لازم کر دی گئی تو تاء کا لزوم بمنزلہ عوض کے ہے، حقیقتاً عوض نہیں کہ اعتراض مذکور لازم آئے۔

جواب ۲:۔ وعدۃ کی تاء میں وصف عوضیت وجود واؤ کے وقت معتبر نہیں بلکہ حذف واؤ کے بعد معتبر ہے یعنی یہ عوض جعلی ہے حقیقی نہیں کہ ہر وقت اس صفت سے متصف رہے، اور وِجْھَۃٌ کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ مصدر نہیں بلکہ اسم بمعنی سُو اور جانب ہے۔

فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے حذف واؤ کے اس قاعدہ کو دو شرطوں سے مشروط کیا ہے اول یہ کہ جس کلمہ میں فاء کی جگہ واؤ ہو وہ کلمہ مصدر ہو، اس قید سے وِجْھَۃٌ کا مثل خارج ہو گیا کیونکہ وہ مصدر نہیں بلکہ اسم ہے بمعنی جہت، جس طرح کہ سلام تسلیم کا اسم ہے اور سبحان تسبیح کا اسم ہے. دوسری قید یہ ہے کہ وہ فِعْلٌ کے وزن پر ہو لہٰذا وَعْدٌ اور وَزْنٌ جو کہ فاء کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں ان میں واؤ حذف نہیں ہوگا اگر اس قید سے بھی مقید کرتے کہ ''در مضارع او واؤ حذف شدہ باشد'' تو وَدَادٌ اور وِصَالٌ سے بھی احتراز ہو جاتا کیونکہ انکے مضارع یوادّ اور یواصل میں واؤ حذف نہیں ہوا۔

ہر واؤ مقابل فاء دے مصدر فِعْل اندر آوے　　　　جے وچ معلوم مضارع اُسنوں حذف کیتا جاوے

حرکت واؤ مابعد نوں دیکے واؤ محذوف کریندے　　　　واو دے عوض تاء وجوباً آخر وچ انیندے

وعین کسرہ یابد مگر در مفتوح العین گاہے فتحہ دہند و تاء عوض در آخر بیفزایند چوں عِلَۃٌ و زِنَۃٌ و سَعَۃٌ کہ در اصل وِعْدٌ وِزْنٌ وِسْعٌ بود۔ قاعدہ (۳): واؤ ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یا شود چوں مِیْعَادٌ نہ اِجْلِوَّاذٌ..........

اور عین مکسور ہو جاتی ہے لیکن مفتوح العین میں کبھی فتحہ دیتے ہیں اور واؤ کے عوض آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں جیسے عِلَۃٌ اور زِنَۃٌ اور سَعَۃٌ جو اصل میں وِعْدٌ وِزْنٌ اور وِسْعٌ تھے۔ قاعدہ: واؤ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے جیسے مِیْعَادٌ نہ اِجْلِوَّاذٌ......

قولہ وعین کسرہ یابد:۔ حذف واؤ کے بعد عندالاکثر عین کلمہ واو کی حرکت سے مکسور ہو جاتا ہے کیونکہ فعل جو تعلیل میں اصل ہے اس میں واؤ ساکن محذوف ہوا ہے، لہٰذا مصدر میں واؤ کی حرکت مابعد کو دیکر واؤ ساکن کو حذف کرنا چاہیے تاکہ اصل پر فرع کی زیادتی لازم نہ آئے، یعنی اصل (فعل) میں صرف واؤ محذوف ہوا اور فرع (مصدر) میں واؤ بمعہ حرکت، تو فرع کی زیادتی لازم آئے گی اور بعض صرفیوں کے نزدیک عین کلمہ یا تو اس لیے مکسور ہوتا ہے کہ ساکن کو حرکت کسرہ کی دی جاتی ہے یا اس لیے کہ مصدر کے عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت کے موافق ہو جائے، اور وقایۃ میں واؤ نہیں گرا کہ مابعد کو کسرہ دینا ممکن نہیں کہ وہ الف کا ماقبل ہے۔

قولہ مگر در مفتوح العین:۔ یعنی جب مضارع کا عین کلمہ مفتوح ہو یا حرف حلق کی رعایت میں مفتوح ہو تو مصدر کا عین کلمہ مضارع کی رعایت سے مفتوح ہوتا ہے جیسے سَعَۃٌ

قولہ وتاء عوض:۔ حذف واؤ کے بعد تاء اس لیے بڑھاتے ہیں کہ کلمہ قدر صالح سے خارج نہ ہو جائے:

ہر واؤ جو ڈھوے مصدر وچ غیر التقا تنوین بدلے اُسدے تاء انیندے آخر وچ یقین

سوال:۔ بالخصوص تاء کیوں بڑھائی گئی؟ **جواب:**۔ اس لیے کہ واؤ بکثرت تاء ہو جاتا ہے جیسے وُراثٌ سے تُراثٌ

سوال:۔ واؤ عِدَۃٌ کے اول سے حذف ہوا ہے اور اس کے بدلے تاء اول میں نہیں بڑھائی گئی بلکہ آخر میں بڑھائی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ تاء اول میں بڑھائی جاتی تو شکل وصورت میں مصدر کا مضارع سے التباس ہوتا، اس لیے آخر میں بڑھائی۔

فائدہ:۔ حذف آں شاذ است لیکن از مضاف آید قیاس شد صُلَۃٌ شاذ و سَعَۃٌ را فتح سین جائز شناس

یعنی تاء کا حذف شاذ ہے لیکن مضاف سے قیاس کے مطابق ہے جیسے اِقَامَ الصَّلٰوۃِ، اور وَصَلَ یَصِلُ کا مصدر صُلَۃ بضم صاد شاذ ہے اور سَعَۃٌ کے سین کو فتحہ جائز ہے اور صُلَۃٌ میں صاد کا ضمہ اس لیے شاذ ہے کہ اس کا مضارع مکسور العین ہے۔

قولہ نہ اِجْلِوَّاذٌ:۔ اِجْلِوَّاذٌ بمعنی تیز چلنا میں اگرچہ واو ساکن ماقبل مکسور ہے لیکن یہ واؤ مدغم ہونے کی وجہ سے یاء نہیں ہوگا، قانونچہ عجیبہ میں ہے: واؤ مظہر ساکن و ماقبل مکسور شد جز بفاء افتعل قلبش بیا مامور شد

سوال:۔ اِوْعِدْ میں واؤ کو یاء کیوں نہیں کیا جبکہ قانون پایا جا رہا ہے؟

جواب:۔ قانون مذکور ابدال واو کا تقاضا کرتا ہے اور موافقت مضارع حذف واؤ کا اور ابدال وحذف کے تعارض کے وقت حذف کو ترجیح ہوتی ہے کہ اس میں تخفیف زیادہ ہے۔

ویائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واؤ شود چوں مُوْسِرٌ نہ مُیَّزَ والف بعد ضمہ واؤ شود چوں قُوْتِلَ وبعد کسرہ یا چوں مَحَارِیْبُ ۔قاعدہ (۴): واؤ ویا اصلی کہ فائے افتعال باشد تا شدہ در تا ادغام یابد چوں اِتَّقَدَ کہ اِوْتَقَدَ بودو اِتَّسَرَ کہ اِیْتَسَرَ بود۔قاعدہ (۵) واو مضموم ومکسور دراول ومضموم دروسط جوازاً ہمزہ شود چوں اُجُوْہٌ و اِشَاحٌ و اُقِّتَتْ و اَدْءُرٌ کہ وُجُوہٌ و وِشَاحٌ و وُقِّتَتْ و اَدْوُرٌ بود..

اور یائے ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واو ہو جاتی ہے جیسے مُوْسِرٌ نہ مُیَّزَ اور الف ضمہ کے بعد واؤ ہو جاتا ہے جیسے قُوْتِلَ اور کسرہ کے بعد یاء جیسے مَحَارِیْبُ. قاعدہ: واؤ اور یاء اصلی جو افتعال کے فاکلمہ میں ہو تاء ہو کر تاء میں ادغام ہو جاتی ہے، جیسے اِتَّقَدَ جو کہ اِوْتَقَدَ تھا اور اِتَّسَرَ جو کہ اِیْتَسَرَ تھا۔قاعدہ: واو مضموم اور مکسور اول کلمہ میں اور واو مضموم وسط کلمہ میں جوازاً ہمزہ ہو جاتا ہے، جیسے اُجُوْہٌ اور اِشَاحٌ اور اُقِّتَتْ اور اَدْئُرٌ جو وُجُوْہٌ اور وِشَاحٌ اور وُقِّتَتْ اور اَدْوُرٌ تھے..

سوال:۔ مُوْسِرٌ بمعنی مالدار و قُوْتِلَ میں یاء والف کو ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واؤ کیا گیا لیکن ماقبل کے ضمہ کو الف اور یاء کی رعایت میں فتحہ اور کسرہ نہیں دیا گیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ حرکات کے تغیر سے وزن میں تغیر ہوتا ہے لیکن حروف کے تغیر سے وزن سلامت رہتا ہے لہٰذا حروف کا تغیر حرکات کے تغیر سے اولیٰ ہوا۔

قولہ اِتَّقَدَ:۔ اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ اگر واؤ و یاء کو تبدیل نہ کریں تو باب واحد کا واوی و یائی ہونا لازم آئے گا، مثلاً اِیْتَسَرَ میں یاء اور اُوْتُسِرَ میں واؤ آئے گا اور واؤ و یاء کو تاء کرنے کی وجہ یہ ہے کہ واؤ کا تاء ہونا کلام عرب میں شائع ہے جیسے وُرَاثٌ سے تُرَاثٌ اور یاء واؤ پر محمول ہو کر تاء ہو جاتی ہے اور اِوْتَقَدَ میں واؤ کو یاء کر کے تاء نہیں کیا بلکہ ابتداء تاء کیا بنا بر قصر مسافت. قانونچہ میں ہے:

واو و یاء فائے تفعّل ہم تفاعل افتعال   تا شدہ ادغام یابد جز نحو ایتکال

کیونکہ ایتکال کی یاء اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے مبدل ہے۔

قولہ جوازاً ہمزہ شود:۔ واؤ مضموم کے ہمزہ ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ واؤ کا ضمہ بمنزلہ واو ثانی کے ہے گویا کہ اول کلمہ میں حکماً دو واو جمع ہو گئے ہیں اور قاعدہ کہ جب اول کلمہ میں حقیقتاً دو واو جمع ہو جائیں تو ثقل دور کرنے کیلئے اول کو ہمزہ کرنا ضروری ہے جیسے اَوَاصِــلُ جو اصل میں وَوَاصِلُ تھا چونکہ یہاں دو واؤ کا اجتماع حکماً ہے لہٰذا یہاں پر واو کو ہمزہ سے جوازاً تبدیل کر دیا جائے گا اور اول کلمہ میں واؤ مکسور کو ہمزہ کرنا سماعی ہے لہٰذا وہ مقصور بر سماع ہے لیکن ابو عثمان مازنی کے نزدیک مقصور بر سماع نہیں بلکہ قیاسی ہے اور یہ بدلنا جائز ہے، رہا واو مکسور وسط کلمہ کا تو وہ باقی رہے گا جیسے طَوِیْلٌ لیکن مازنی کے نزدیک وسط کلمہ کا واو مکسور بھی ہمزہ ہو جائے گا کہ واو پر کسرہ ثقیل ہے۔

فائدہ:۔ وجوہٌ وَجہٌ کی جمع ہے اور وَجہٌ بمعنی رو و جہت ہے وِشَاحٌ بمعنی جمیل اور وُقِّتَتْ بمعنی وقت معین کیا گیا اور اَدْوُرٌ دار کی جمع بمعنی گھر، اَحَدٌ بمعنی یکے، یکم اور روز یکشنبہ، اَنَاۃٌ بمعنی زن سست و آہستگی۔

ابدال بہمزہ در واؤ مفتوح شاذ ست چوں اَحَدٌ و اَنَاۃٌ ۔قاعدہ (٦): چوں دو واؤ متحرک در اول کلمہ جمع شوند اول وجوباً ہمزہ گردد چوں اَوَاصِلُ و اُوَیْصِلٌ کہ وَوَاصِلُ جمع وَاصِلَۃٌ و وُوَیْصِلٌ تصغیر واصِلٌ بود۔

اور واؤ مفتوح کو ہمزہ کرنا شاذ ہے جیسے اَحَدٌ اور اَنَاۃٌ. قاعدہ: جب دو متحرک واو اول کلمہ میں جمع ہو جائیں تو اول وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے جیسے اَوَاصِلُ اور اُوَیْصِلٌ جو وَوَاصِلُ جو وَاصِلَۃٌ کی جمع ہے اور وُوَیْصِلٌ وَاصِلٌ کی تصغیر ہے۔

قولہ شاذ است:۔ یعنی اول کلمہ میں واؤ مفتوح کو ہمزہ کرنا شاذ ہے وجہ شذوذ یہ ہے کہ واؤ کو ہمزہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ واؤ مضموم موجب ثقل ہے اور فتحہ چونکہ خفیف ہے لہٰذا یہ موجب ثقل نہیں اور تبدیلی کا کوئی دوسرا سبب موجود نہیں ہے لہٰذا واو باقی رہیگا اور جہاں واؤ مفتوحہ کو ہمزہ کیا گیا جیسے احد اور اناۃ وہ شاذ ہیں۔

قولہ دو واؤ متحرک:۔قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

یا واؤ مضمومہ عین مقابل وچ کلمیدے آوے	اُسنوں نال ہمزے دے مبدل کیتا جاوے
دو واؤ متحرکہ ہون اکٹھیاں اول کلمہ آون	پہلی واؤ نوں جان وجوباً نال ہمزہ بدلاون

فائدہ:۔ اس قاعدہ کی تقریر میں صرفیین کا اختلاف ہے ابن ہشام نے اس قاعدہ میں واو ثانی کا متحرک ہونا ذکر نہیں کیا بلکہ اس نے تعمیم کی ہے کہ خواہ واو ثانی متحرک ہو جیسے وواصل خواہ ساکن ہو جیسے وُوْلٰی ،اور دوسرے حضرات نے کہا کہ اگر واو ثانی متحرک ہو تو وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے ورنہ جوازاً جیسے اُوَرِیَ جو اصل میں وُوَرِیَ تھا

اعتراض:۔ فریق ثانی پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اُوْلٰی جو اصل میں وُوْلٰی تھا اس میں واو وجوباً ہمزہ کیوں ہوا ہے جبکہ واو دوم ساکن ہے۔

جواب:۔ اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اُوْلٰی اپنی جمع اُوَلٌ پر محمول ہے جس میں ہر دو واؤ کے متحرک ہونے کے سبب واؤ اول کو وجوباً ہمزہ کیا گیا ہے۔

سوال:۔ مفرد اصل اور جمع فرع ہے لہٰذا اصل کو فرع پر محمول کرنا غیر معقول ہے۔ **جواب ۱:۔** چونکہ وجوب قلب واو بہمزہ کی شرط جمع میں موجود تھی لیکن مفرد میں مفقود تھی تو اصل اور فرع میں مطابقت کیلئے بامر مجبوری ایسا کیا گیا ہے **والضرورات تبیح المحظورات.**

جواب ۲:۔ یہاں پر دو ممنوع رونما ہوئے ایک فرع پر اصل کا حمل اور ممنوع ثانی فرع یعنی جمع کی اپنے اصل پر مزیت و برتری اور اصل کو فرع پر محمول کرنا بنسبت اصل پر فرع کی مزیت کے آسان تھا اس لیے اس کو اختیار کیا گیا۔

فائدہ:۔ بعض کہتے ہیں کہ اس قاعدہ میں یہ شرط معتبر ہے کہ واو ثانی مبدل نہ ہو اور وُوْرِیَ میں واؤ ثانی چونکہ وَارِیٌ کے الف سے مبدل ہے اس لیے اس واو کو ہمزہ نہیں کیا جائے گا تا کہ توالی اعلالین لازم نہ آئے۔

قاعدہ (۷): واو و یائے متحرک بعد فتحہ الف شود بشروط ۱:۔ فا کلمہ نباشد پس در فَوَعَدَ و تَوَفّٰی و تَیَسَّرَ واو و یا الف نشود ۲:۔ عین لفیف نباشد چوں طوٰی و حیی ۳:۔ قبل الف تثنیہ نباشد چوں دَعَوَا و رَمَیَا........

قاعدہ: واؤ اور یاء متحرک فتحہ کے بعد الف ہو جاتے ہیں چند شرطوں کے ساتھ: ا۔ فا کلمہ نہ ہوں لہٰذا فَوَعَدَ اور تَوَفّٰی اور تَیَسَّرَ میں واو اور یاء الف نہیں ہونگے ۲۔ لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں، جیسے طوٰی اور حیٰی. ۳۔ الف تثنیہ سے قبل نہ ہوں، جیسے دَعَوا اور رَمَیَا.

قولہ قاعدہ ۷:۔ واو اور یائے متحرک فتحہ کے بعد الف ہو جاتے ہیں اس قلب کی وجہ یہ ہے کہ واؤ اور یاء میں سے ہر ایک بمنزلہ حرکتین کے ہے، یعنی واؤ بمنزلہ دو ضمہ کے اور یاء بمنزلہ دو کسرہ کے ہے، جب یہ خود متحرک ہوں تو ان میں تین حرکتیں جمع ہو جاتی ہیں. دو وہ جو ان کے نفس میں ہیں اور ایک وہ جو ان پر ہے. اگر ما قبل بھی متحرک ہو تو کلمہ واحدہ میں مسلسل چار حرکتیں جمع ہو جائیں گی جو کہ موجب ثقل ہے، اس لیے انکو الف کر دیا جاتا ہے جو ساکن ہوتا ہے۔

قولہ فاء کلمہ نباشد:۔ فاء کلمہ نہ ہو کیونکہ اول کلمہ میں ضرورت شدیدہ کے بغیر تغیر مکروہ ہے اور علت قلب یعنی توالی اربع حرکات بھی نہیں پائی جاتی، مثلاً فَوَعَدَ میں چار حرکتیں کلمہ واحدہ میں نہیں ہیں کہ فاء برائے عطف مستقل کلمہ ہے اور تَوَلّٰی و تَیَسَّرَ میں تاء کی حرکت لازمی نہیں، گویا کہ ان میں اربعہ حرکات مسلسل نہیں ہیں اور واؤ و یاء فاء کی جگہ ہے لہٰذا الف نہیں ہوئے۔

قولہ عین لفیف:۔ لفیف کا عین کلمہ نہ ہو کیونکہ لفیف کا لام کلمہ مؤخر ہونے کی وجہ سے تعلیل کا زیادہ مستحق ہوتا ہے اور لام میں تعلیل کے بعد عین میں تعلیل کرنے سے حروف اصلی میں اجتماع اعلالین لازم آئے گا جو کہ بنائے کلمہ میں سبب اختلال ہونے کی وجہ سے ممتنع ہے۔

قولہ قبل الف:۔ الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوتا کہ واحد و تثنیہ مین التباس نہ ہو مثلاً دَعَوَا صیغہ تثنیہ میں واؤ الف کر دیا جائے تو الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر جائے گا اور دَعَا صیغہ تثنیہ اور دَعَا صیغہ واحد کے مابین فرق نہیں ہو سکے گا۔

سوال:۔ یَرْضَیَانِ اور یَخْشَیَانِ میں تعلیل کے بعد واحد اور تثنیہ میں التباس نہیں ہے کیونکہ واحد یرضٰی ہے اور تثنیہ یَرْضَانِ ہو گا اسی طرح یخشٰی واحد اور تثنیہ یخشان ہو گا، تو ان میں تعلیل کیوں نہیں کی؟

جواب:۔ انکی حالت نصب میں التباس ہے کیونکہ نون تثنیہ حذف ہو جائے گا، تو واحد اور تثنیہ دونوں لَنْ یَّرْضَیا ہو جائیں گے۔

سوال:۔ حالت نصب میں بھی کوئی التباس نہیں کیونکہ مفرد میں الف بصورت یاء لکھا جائے گا یعنی لن یرضٰی و لن یخشٰی اور تثنیہ میں بصورت الف لکھا جائے گا یعنی لن یرضیا اور لن یخشیا جو تثنیہ و مفرد کے مابین فرق کیلئے کافی ہے۔

جواب:۔ انکے تلفظ میں فرق نہیں رہے گا اور معنی مرادی مشتبہ ہو جائے گا۔ اگر چہ کتابت میں فرق ہو جائے گا۔

سوال:۔ رَمَیَا میں تعلیل کرنے سے اس کا واحد کے ساتھ التباس نہیں آتا کیونکہ واحد بصورت یاء (رَمٰی) لکھا جاتا ہے اور تثنیہ (رَمَا) بصورت الف تو یاء میں تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟

جواب:۔ اگر چہ یاء میں مانع تعلیل موجود نہیں مگر واؤ پر محمول کرتے ہوئے اس میں بھی تعلیل نہیں کرتے کہ واؤ میں التباس ہے.

۴:۔قبل مدہ زائدہ نباشد چوں طَوِیْلٌ و غَیُوْرٌ و غَیَابَةٌ ،واوِفَعَلُوْا و یَفْعَلُوْنَ و تَفْعَلُوْنَ ویاء تَفْعَلِیْنَ کہ کلمہ جداگانہ وفاعل فعل اند مدہ زائدہ نیستند لہٰذا قبل اینہا واؤ ویا الف شود و باجتماع ساکنین بیفتد چوں دَعَوْا و یَخْشَوْنَ و تَخْشَوْنَ و تَخْشَیْنَ ۵:۔قبل یائے مشدد و نون تاکید نباشد چوں عَلَوِیٌّ و اِخْشَینَّ ۶:۔بمعنی لون وعیب نباشد چوں عَوِرَ و صَیِدَ ۷:۔بروزن فَعَلَانٌ نباشد چوں دَوَرَانٌ و سَیَلَانٌ............

۴۔مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہو جیسے طَوِیْلٌ اور غَیُوْرٌ اور غَیَابَةٌ (بمعنی پست زمین) فَعَلُوْا اور یَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلُوْنَ کا واؤ اور تَفْعَلِیْنَ کی یاء جو جداگانہ کلمہ اور فاعلِ فعل ہے، مدہ زائدہ نہیں ہے لہٰذا ان سے قبل واؤ اور یاء الف ہو جائیں گے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جائیں گے جیسے دَعَوْا اور یَخْشَوْنَ اور تَخْشَوْنَ اور تَخْشَیْنَ. ۵۔اور یائے مشدد اور نون تاکید سے قبل نہ ہو جیسے عَلَوِیٌّ اور اِخْشَینَّ. ۶۔بمعنی لون وعیب نہ ہو جیسے عَوِرَ اور صَیِدَ بمعنی ٹیڑھی گردن والا۔۷۔فعلان کے وزن پر نہ ہو جیسے دَوَرَانٌ اور سَیَلَانٌ

قولہ قبل مدہ:۔ وہ واؤ ویاء مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہو کیونکہ واؤ اور یاء کی حرکت کی وجہ سے بعد کا حرف مدہ بنا اگر یہ الف ہو جائے تو ماقبل کی حرکت نہ ہونے کے باوجود بعد والا مدہ رہ جائے گا جو کہ صحیح نہیں، یعنی مدہ وہ حرف علت ساکن ہے جس کا ماقبل متحرک ہو۔

قولہ واوِفَعَلُوْا:۔ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی میں اور جمع مذکر غائب و حاضر اور واحد مؤنث حاضر مضارع میں واؤ ویاء کو الف سے نہیں بدلنا چاہیے کیونکہ مثلاً دَعَوْا اصل میں دَعَوُوْا ، یَخْشَوْنَ اصل میں یَخْشَیُوْنَ، تَخْشَوْنَ اصل میں تَخْشَیُوْنَ اور تَخْشَیْنَ اصل میں تَخْشَیِیْنَ تھا ان میں واؤ اور یاء مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہیں۔

جواب:۔ ان صیغوں میں واؤ ویائے ساکنہ مدہ زائدہ نہیں بلکہ کلمہ جداگانہ اور فاعل فعل ہیں لہٰذا ان سے پہلے واؤ ویاء الف ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیں گے۔

قولہ قبل یائے مشدد:۔ یائے مشدد و نون تاکید سے پہلے نہ ہوتا کہ یاء سے پہلے کسرہ مطلوبہ باقی رہے اور جہاں نون کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے مفتوح باقی رہے اور خلاف وضع لازم نہ آئے۔

قولہ بمعنی لون:۔ بمعنی لون وعیب نہ ہو کیونکہ لون وعیب کیلئے زیادہ تر باب افعلال وافعیلال آتا ہے لہٰذا جہاں یہ معنی کسی دوسرے باب میں آئے گا اگرچہ مجرد کیوں نہ ہو ان میں سے کسی ایک کی فرع کہلائے گا، چونکہ باب افعلال وافعیلال مثلاً اِصْیَدَّ و اِعْوَرَّ میں واؤ ویاء الف سے تبدیل نہیں ہو سکتیں تو عَوِرَ و صَیِدَ میں بھی نہیں ہوں گی، اتباعا للاصل۔

قولہ بروزن فعلان:۔ فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو کیونکہ اس وزن پر جو کلمات آتے ہیں ان کے معنی میں اضطراب وحرکت ہوتی ہے لہٰذا ان کلمات میں تعلیل نہیں کی جاتی تا کہ حرکت لفظی معنوی حرکت واضطراب پر دلالت کرے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیل اسم میں اس وقت کی جاتی جب اسم کو فعل کے ساتھ وزن صوری میں مشابہت ہو اور یہ مشابہت الف نون زائدتان کی وجہ سے ختم ہو گئی لہٰذا یہ تعلیل نہیں ہو گی۔

ونہ بروزن فَعَلٰی چوں صَوَرٰی و حَیَدٰی ونہ بروزن فَعَلَۃٌ چوں حَوَکَۃٌ وہم افتعال بمعنی تفاعل نباشد چوں اِجْتَوَرَ واِعْتَوَرَ کہ بمعنی تَجَاوَرَ و تَعَاوَرَ ست مثال قَالَ و بَاعَ و دَعَا و بَابٌ و نَابٌ وقوع ساکن ووقوع تائے تانیث فعل ماضی اگرچہ متحرک باشد بعد ایں چنیں الف موجب سقوط آنست مثل دَعَتْ دَعَتَا و دَعَوْا و تَرْضَیْنَ مگر در صیغ ماضی معروف از جمع مؤنث غائب تا آخر بعد حذف الف فا رادر واوی مفتوح العین ومضموم العین ضمہ دہند چوں قُلْنَ و طُلْنَ ودر یائی وواوی مکسور العین کسرہ چوں بِعْنَ و خِفْنَ .قاعدہ (۸): حرکت واو ویا بما قبل آں کہ ساکن باشد نقل کنند واگر آں حرکت فتحہ باشد واو ویا را الف کنند بشروط مذکورۂ بالا چوں یَقُوْلُ و یَبِیْعُ و یُقَالُ و یُبَاعُ

اور نہ فَعَلٰی کے وزن پر ہو جیسے صَوَرٰی (پانی کا چشمہ) اور حَیَدٰی اور نہ فَعَلَۃٌ کے وزن پر ہو جیسے حَوَکَۃٌ اور افتعال بمعنی تفاعل نہ ہو جیسے اِجْتَوَرَ اور اِعْتَوَرَ جو کہ بمعنی تَجَاوَرَ اور تَعَاوَرَ ہے، مثال قَالَ اور بَاعَ اور دَعَا اور رَمٰی اور بَابٌ اور نَابٌ اور ایسے الف کے بعد ساکن اور تائے تانیث فعل ماضی کا واقع ہونا اگرچہ متحرک ہو اس کے سقوط کا سبب ہے۔ جیسے دَعَتْ وغیرہ۔ لیکن ماضی معروف کے صیغوں میں جمع مؤنث سے تا آخر حذفِ الف کے بعد واوی مفتوح العین اور مضموم العین میں ضمہ دیتے ہیں جیسے قُلْنَ اور طُلْنَ. اور یائی اور واوی مکسور العین میں کسرہ دیتے ہیں جیسے بِعْنَ اور خِفْنَ. قاعدہ: واو اور یاء ساکن کی حرکت اس کے ما قبل ساکن کو منتقل کرتے ہیں اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واو اور یاء کو الف کرتے ہیں، مذکورہ بالا شرطوں کے ساتھ، جیسے یَقُوْلُ وغیرہ.........

قولہ نہ بروزن فَعَلٰی الخ:۔ فَعَلٰی اور فَعَلَۃٌ کے وزن پر نہ ہو، کیونکہ اول الف زائدہ کی وجہ سے اور دوم تائے تانیث کی وجہ سے فعل کا ہم وزن نہیں رہا، لہٰذا حَیَدٰی اور حَوَکَۃٌ میں تعلیل نہیں ہوگی حیدیٰ بمعنی متکبرانہ چال اور حوکۃ حائک کی جمع ہے بمعنی جولاہا۔

قولہ وہم افتعال:۔ اور وہ کلمہ افتعال بمعنی تفاعل بھی نہ ہو جیسے اِجْتَوَرَ بمعنی تَجَاوَرَ ، چونکہ تَجَاوَرَ میں علت اعلال نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہو سکتی اس لیے اِجْتَوَرَ میں بھی نہیں ہوگی۔

قولہ مگر در صیغ ماضی:۔ ماضی معروف میں صیغہ جمع مؤنث غائب سے آخر تک الف حذف کر کے واوی مفتوح العین ومضموم العین میں فاء کلمہ کو ضمہ دیتے ہیں تا کہ ضمہ واو محذوفہ پر دلالت کرے اور یائی وواوی مکسور العین میں فاء کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں تا کہ یاء محذوفہ اور باب کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اور واو کی رعایت سے باب کی رعایت اہم ہے اس لیے کسرہ دیتے ہیں۔

قولہ چوں یقول:۔ یَقُوْلُ جو اصل میں یَقْوُلُ تھا اور یَبِیْعُ جو اصل میں یَبْیِعُ تھا ان میں واو ویاء کی حرکت ما قبل کو منتقل کی گئی ہے اور یُقَالُ جو اصل میں یُقْوَلُ تھا اور یُبَاعُ جو اصل میں یُبْیَعُ تھا ان دو میں واو ویاء کی حرکت ما قبل کو دیکر ان کو الف کیا گیا ہے کیونکہ واو اور یاء حکماً متحرک ہیں، اگرچہ ظاہراً ساکن ہیں۔

ودر صورت وقوع ساکن بعد ایں چنیں واو ویا آنہا ساقط شوند بر تقدیر ضمہ وکسرہ و بر تقدیر فتحہ الف بدل آنہا در مَنْ وَعَدَ بسبب شرط اول و در یَطْوِیْ و یَحْیٰی بسبب شرط ۲ و در مِقْوَالٌ و تِحْوَالٌ و تِبْیَانٌ و تَمْیِیْزٌ بسبب شرط ۴ نقل حرکت نکردند لیکن واو مفعول از شرط رابع مستثنیٰ ست لہٰذا در مَقُوْلٌ و مَبِیْعٌ نقل حرکت کردند و در یَعْوَرُ و یَصْیَدُ و اَسْوَدُ و اَبْیَضُ و مُسْوَدَّۃٌ بسبب شرط ۶ نقل حرکت نشد بودن کلمہ افعل التفضیل یا فعل تعجب یا از ملحقات مانع نقل حرکت ست لہٰذا در اَقْوَلُ و مَا اَقْوَلَہٗ و اَقْوِلْ بِہٖ و شَرْیَفَ و جَھْوَرَ نقل حرکت نکردند۔

اور ایسے یاء اور واو کے بعد ساکن واقع ہونے کی صورت میں وہ ضمہ وکسرہ کی تقدیر پر ساقط ہو جاتی ہیں اور فتح کی صورت میں ان سے بدلا ہوا الف گر جاتا ہے۔ مَنْ وَعَدَ میں شرط اول نہ پائے جانے کی وجہ سے اور یَطْوِیْ اور یَحْیٰی میں شرط ثانی کی وجہ سے اور مِقْوَالٌ وغیرہ میں شرط رابع نہ پائے جانے کی وجہ سے حرکت نقل نہیں کی، لیکن واوِ مفعول چوتھی شرط سے مستثنیٰ ہے، لہٰذا مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ میں حرکت نقل کی ہے، اور یَعْوَرُ وغیرہ میں چھٹی شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی کلمہ کا افعل تفضیل یا فعل تعجب یا ملحقات سے ہونا نقلِ حرکت سے مانع ہے، لہٰذا اقول اور ما اقولہ اور اقول بہ اور شَرْیَفَ اور جَھْوَرَ میں نقلِ حرکت نہیں کی۔

قولہ آنہا ساقط شوند:۔ اور یہ سقوط التقائے ساکنین کی وجہ سے ہوتا ہے مثلاً یقول پر لم جازمہ داخل ہوا تو واو گر گیا لَمْ یقل بنا اور یبیع سے دخول لم کے بعد یاء گر گئی تو لم یبع ہوا اور یخشٰی سے الف ساقط ہونے کے بعد لم یخش ہوا۔

قولہ لیکن واو مفعول:۔ اس عبارت میں شارح نے ایک وہم کا ازالہ کیا ہے وہ وہم یہ ہے کہ مَقُوْلٌ جو اصل میں مَقْوُوْلٌ اور مَبِیْعٌ جو اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا ان میں چوتھی شرط یعنی "قبل مدہ زائدہ نباشد" نہیں پائی جا رہی کیونکہ واو اور یاء مدہ زائدہ یعنی واو علامت مفعول سے قبل واقع ہے لہٰذا ان میں تعلیل نہیں ہونی چاہیے، مصنف نے جواب دیا کہ مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ کا واو چوتھی شرط سے مستثنیٰ ہے اس لیے مقول اور مبیع میں واو ویاء کی حرکت ماقبل کو دے کر انکو گرا دیا گیا ہے۔

قولہ بودن کلمہ:۔ یعنی جس کلمہ میں واو ویاء ماقبل ساکن واقع ہوں اگر وہ کلمہ اسم تفضیل، فعل تعجب یا ملحقات سے ہو تو ان کی حرکت ماقبل کو نہیں دیں گے کیونکہ فعل تعجب کے دو صیغے ہیں: اول مَا اَقْوَلَہٗ دوم اَقْوِلْ بِہٖ .اول میں حرکت نقل کر کے تعلیل کریں تو باب افعال کی ماضی (اَقَالَ) سے التباس ہوگا، اور دوسرے میں افعال کے امر (اَقِلْ) کے ساتھ التباس ہوگا اور اسم تفضیل کو فعل تعجب پر حمل کر کے اس میں بھی حرکت ماقبل کو نہیں دیتے اور نہ ملحق میں کہ اس کو ملحق بہ کی صورت پر رکھا جاتا ہے۔

قاعدہ (۹): حرکت واو و یائے عین ماضی مجہول بعد اسکان ما قبل بما قبل دہند پس واو یا شود چوں قِیْلَ و بِیْعَ و اُخْتِیْرَ و اُنْقِیْدَ وجائزست کہ حرکت ما قبل باقی دارند و واو و یا را ساکن کنند پس یا واو شود چوں قُوْلَ و بُوْعَ و اُخْتُوْرَ و اُنْقُوْدَ ودر صورت ابدال اشمام ضمہ بکسرہ فاہم جائزست قِیْلَ و بِیْعَ بنہجے ادا کنند کہ بوئے ضمہ در کسرۂ قاف و با یافتہ شود و دریں قاعدہ شرطست کہ در معروف تعلیل شدہ باشد لہٰذا در اُعْتُوِدَ تعلیل نکنند و ہرگاہ ایں یا بالتقائے ساکنین در صیغ جمع مؤنث غائب تا آخر بیفتد در واوی مفتوح العین فا را ضمہ دہند و در یائی و مکسور العین کسرہ، صیغ معروف و مجہول بیک صورت شود چوں قُلْتُ و بِعْتُ و خِفْتُ. فائدہ: در مجہول استفعال

قاعدہ: واو اور یاء جو ماضی مجہول کا عین ہو ما قبل کو ساکن کر کے اسکی حرکت ما قبل کو دیتے ہیں پھر واو یاء ہو جاتا ہے، جیسے قِیْلَ وغیرہ. اور یہ بھی جائز ہے کہ ما قبل کی حرکت باقی رکھتے ہوئے واو و یاء کو ساکن کر دیں پس یاء واو ہو جائے گی، جیسے قُوْلَ وغیرہ اور تبدیلی کی صورت میں فاء کے کسرہ میں ضمہ کی بو بھی جائز ہے، یعنی قیل اور بیع کو ایسے طریقے پر ادا کریں کہ قاف اور باء کے کسرہ میں ضمہ کی بو پائی جائے۔ اس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ معروف میں تعلیل ہو چکی ہو، لہٰذا اعتود میں تعلیل نہیں کریں گے، اور جب یہ یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے جمع مؤنث غائب سے آخر تک کے صیغوں میں گر جائے تو واوی مفتوح العین میں فاء کو ضمہ دیتے ہیں، اور یائی اور واوی مکسور العین میں کسرہ دیتے ہیں، معروف اور مجہول کے صیغے صورۃً ایک جیسے ہو جاتے ہیں جیسے قُلت اور بِعت اور خِفت. فائدہ: باب استفعال کے مجہول میں

قولہ وجائزست:۔ مصنف کے اس قول میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ واو و یاء کی حرکت ما قبل کو دیکر تبدیل کرنا افصح ہے کیونکہ اس صورت میں دو وجہ سے تخفیف ہے ایک ما قبل کو ساکن کرنے سے اور ایک واو کو یاء کرنے سے۔

قولہ ودر صورت:۔ اور تبدیلی کی صورت میں فاء کے کسرہ میں ضمہ کی بو دینا بھی جائز ہے یعنی قِیْلَ و بِیْعَ کو اس طرح ادا کرنا کہ قاف و باء کے کسرہ میں ضمہ کی بو پائی جائے۔ یعنی نہ واو تمام نہ یاء تمام ادا کی جائے بلکہ فاء کے کسرہ کو ضمہ کی جانب اور یائے ساکنہ کو واو کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے.

قولہ ودریں قاعدہ:۔ اس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ معروف میں تعلیل ہو چکی ہو (تا کہ فرع کو اصل پر مزیت حاصل نہ ہو) یہی وجہ ہے کہ اُعْتُوِدَ ماضی مجہول میں تعلیل نہیں کرتے کیونکہ اس کے معلوم میں تعلیل نہیں ہوئی، اور معلوم میں اس وجہ سے تعلیل نہیں ہوئی کہ اس کا معلوم یعنی اِعْتَوَدَ تَعَاوَدَ کے معنی میں ہے، اور اس بات کی دلیل کہ اِعْتَوَدَ بمعنی تَعَاوَدَ ہے یہ ہے کہ اِعْتَوَدَ کے معنی ہیں باری باری لینا اور تشارک اکثر تفاعل سے آتا ہے لہٰذا جو لفظ باب افتعال سے اس معنی میں ہوگا وہ تفاعل کی فرع ہوگا۔

قولہ بیک صورت شود:۔ یعنی معروف اور مجہول کے صیغے جمع مؤنث سے لیکر تا آخر بظاہر ایک جیسے ہو جاتے ہیں مثلاً قُلْتُ معلوم بھی ہے اور مجہول بھی لیکن حقیقۃً ایک جیسے نہیں ہوتے کیونکہ قُلْتُ معروف کی اصل قَوَلْتُ اور مجہول کی اصل قُوِلْتُ ہے۔

نقل حرکت بایں قاعدہ نیست بلکہ بقاعدہ ۸ پس دراں جمیع احوال قِیْلَ مثل قُوْلَ واشمام جاری نخواہد شد. قاعدہ (۱۰) واو و یائے لام فعل بعد کسرہ وضمہ در یَفْعِلُ و تَفْعُلُ و اَفْعِلُ و نَفْعُلُ ساکن شود چوں یَدْعُوْ و یَرْمِیْ و بعد فتحہ بقاعدۂ قال الف شود چوں یَخْشٰی و یَرْضٰی واگر واو بعد ضمہ بود و بعد آں واو یا بعد کسرہ بود و بعد آں یاء، آں یا ہم ساکن شود باجتماع ساکنین بیفتد چوں یَدْعُوْنَ و تَرْمِیْنَ واگر واو بعد ضمہ بود بعد آں یا چوں تَدْعِیْنَ کہ دراصل تَدْعُوِیْنَ بود یا یا بعد کسرہ بود و بعد آں واو چوں یَرْمُوْنَ باسکان ماقبل حرکت واو و یا بآں نقل کنند پس واو یا یا واو شدہ باجتماع ساکنین بیفتد چوں تَدْعِیْنَ و یَرْمُوْنَ کہ ایں دو مثال گذشتہ.............

نقل حرکت اس قاعدہ سے نہیں بلکہ آٹھویں قاعدہ کی وجہ سے ہے، لہٰذا اس میں قِیْلَ کے تمام احوال مثلاً قُوْلَ اور اشمام جاری نہیں ہونگے۔ قاعدہ: لام فعل اگر واو یا یاء ہو تو وہ کسرہ اور ضمہ کے بعد یَفْعَلُ تفعل افعل اور نفعل میں ساکن ہو جاتے ہیں جیسے یدعو اور یرمی اور فتحہ کے بعد بقاعدہ قَالَ الف بن جاتے ہیں، جیسے یخشٰی اور یرضٰی، اور اگر ضمہ کے بعد واو ہو اور اس کے بعد واو ہو ،اور کسرہ کے بعد یاء ہو اور اسکے بعد دوسری یاء تو وہ بھی ساکن ہو جائے گی اور اجتماع ساکنین کے ساتھ گر جائے گی، جیسے یدعون اور یَرْمِیْنَ اور اگر واو ضمہ کے بعد ہو اور اس کے بعد یاء جیسے تَدْعِیْنَ جو اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا، یا یاء کسرہ کے بعد ہو اور اس کے بعد واو، جیسے یَرْمُوْنَ تو ماقبل کو ساکن کر کے واو اور یاء کی حرکت اسے دے دیتے ہیں پھر واو یاء اور یاء واو ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے، جیسے تَدْعِیْنَ اور یَرْمُوْنَ یہ دونوں مثالیں گذر چکی ہیں..

قولہ واو و یائے لام فعل:۔ اس قاعدہ کی شق اول میں دَاعٍ وغیرہ بھی داخل ہیں جس طرح کہ دیگر کتب صرف میں دَاعٍ میں یَدْعُوْ کا قاعدہ جاری کیا گیا ہے، غالباً سہو کتابت سے نفعل کے بعد فَاعِلٌ رہ گیا ہے اور ''لام فعل'' سے مراد فعل اصطلاحی نہیں، مصنف علیہ الرحمۃ کا قاعدۂ قاضٍ کا بار بار حوالہ دینا اور دَاعٍ میں قاعدہ نمبر ۱۰ اجاری کرنا سہو کتابت کے زعم کی تائید کرتا ہے۔

قولہ یخشٰی و یرضٰی:۔ یخشٰی اصل میں یخشَیُ اور یرضٰی اصل میں یَرْضَیُ تھا، واو اور یاء بقاعدہ قال الف ہو گئے یخشٰی یائی کی مثال ہے اور یرضٰی واوی کی مثال ہے جس کا واو یاء ہو کر الف ہو گیا ہے۔

قولہ یدعون:۔ یدعون صیغہ مذکر غائب اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا اور تَرْمِیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا واو اور یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئے۔

قولہ تَدْعِیْنَ:۔ یہ اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا واو ضمہ کے بعد واقع ہوا اس کے بعد یاء تو ماقبل کو ساکن کر کے واو کی حرکت اس کو دی اور واو یاء ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا، اور یَرْمُوْنَ اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اس کے بعد واو تو ماقبل کو ساکن کر کے یاء کی حرکت ماقبل کو دی اور یاء واو ہو گئی پھر واو کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا۔

وَلَقُوْا و رُمُوْا. قاعده(۱۱): واوطرف بعد کسره یا شود چوں دُعِیَ دُعِیَا دَاعِیَانِ دَاعِیَةٌ. قاعده(۱۲): یائے طرف بعد ضمہ واو شود چوں نَهُوَ کہ دراصل نَهُیَ بود صیغہ واحد مذکر غائب از کَرُمَ. قاعده(۱۳): واو عین مصدر بعد کسره یا شود بشرط آنکہ در فعل آں تعلیل شده باشد چوں قِیَاماً مصدر قَامَ و صِیَاماً مصدر صَامَ نہ قِوَاماً مصدر قَاوَمَ وہمچنیں واو عین جمع کہ در واحد ساکن بود یا معلل چوں حِیَاضٌ جمع حَوْضٌ و جِیَادٌ جمع جَیِّدٌ

اور لَقُوْا اور رُمُوْا ۔قاعدہ: واو طرف میں کسرہ کے بعد ہو تو یاء ہو جاتا ہے جیسے دُعِیَ وغیرہ۔قاعدہ: یاء طرف میں ضمہ کے بعد واقع ہو تو واؤ ہو جاتی ہے، جیسے نَهُوَ جو اصل میں نَهُیَ تھا، یہ باب کرم سے صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔قاعدہ: واو مصدر کے عین کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہو کر یاء ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہو چکی ہو جیسے قام کے مصدر قیاماً اور صَامَ کے مصدر صِیَاماً میں نہ قَاوَمَ کے مصدر قِوَاماً میں، اسی طرح جمع کے عین کا واو یاء ہو جاتا ہے جو واحد میں ساکن ہو یا اس میں تعلیل ہوئی ہو، جیسے حَوْضٌ کی جمع حِیَاضٌ اور جَیِّدٌ کی جمع جِیَادٌ.

قوله لَقُوْا:۔ یہ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف ہے اصل میں لَقِیُوْا تھا یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی جس کے بعد واؤ ہے لہٰذا قاف کو ساکن کر کے یاء کی حرکت قاف کو دی اور یاء کو واؤ کیا پھر واؤ کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو لَقُوْا ہوا، اور رُمُوْا جمع مذکر غائب ماضی مجہول اصل میں رُمِیُوْا تھا، اس میں بھی کسرہ کے بعد یاء واقع ہوئی اور اس کے بعد واو، لہٰذا میم کو ساکن کر کے یاء کی حرکت میم کو دی پھر یاء کو واو کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا تو رُمُوْا ہوا۔

قوله واو طرف:۔ ہر واو جے واقع ہوے لام مقابل ماقبل مکسور ... بدل کریندے یاء سنگ اُسنوں واجب جان ضرور

قوله یائے طرف:۔ ہر یاء جو آخر فعل دے ہوئے ضمے پچھے بھائی ... واو وجوبا کردے اسنوں مثل نَهُوَ آئی

قوله واو عین مصدر:۔ واو بعد از کسرہ عین جمع یا مصدر بود ... واحد و فعلش معلل یاء وجوبا می شود

سوال:۔ حَالَ کے مصدر حِوَلاً میں تعلیل کیوں نہیں ہوئی. ارشاد باری ہے: ﴿لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا﴾

جواب:۔ حِوَلاً مصدر نہیں بلکہ اسم مصدر ہے یا اس لیے تعلیل نہیں ہوئی کہ بصورت تعلیل حِیلَة کی جمع سے التباس ہوتا جو کہ حِیَلٌ ہے اور التباس تعلیل سے مانع ہے، بعض نے کہا کہ یہ شاذ ہے۔

فائدہ:۔ طِوَالٌ جمع طَوِیْلٌ بمعنی دراز میں واو یاء نہیں ہوا اس لیے کہ اس کے واحد میں واو نہ ساکن ہے اور نہ معلل، اور جن بعض اشعار میں طیال یاء کے ساتھ آیا ہے وہ شاذ مردود ہے۔

قاعدہ (۱۴): چوں واو ویا غیر مبدل جمع شوند در غیر ملحق واول ازیں ہما ساکن باشد واو یا شدہ در یا ادغام یابد وضمۂ ماقبل کسرہ گردد چوں سَیِّدٌ و مَرْمِیٌّ و مُضِیٌّ مصدر مَضٰی کہ دراصل مُضُوْیٌ بود دریں مِضِیٌّ بکسر فا باتباع عین ہم جائز ست ودر اِیْوِ امر حاضر اَوٰی یَاوِیُ بسبب مبدلیت یا از ہمزہ ودر ضَیْوَنٌ بسبب الحاق ایں قاعدہ جاری نشد۔

قاعدہ: جب کلمہ غیر ملحق میں واو اور یاء غیر مبدل جمع ہو جائیں اور ان کا اول ساکن ہو تو واو یاء ہو کر ادغام ہو جاتا ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو جاتا ہے جیسے سَیِّدٌ اور مَرْمِیٌّ اور مُضِیٌّ جو مَضٰی کا مصدر ہے اصل میں مُضُوْیٌ تھا، اور اس میں عین کے اتباع میں فاء کا کسرہ بھی جائز ہے۔ اِیْوِ امر حاضر اَوٰی یَاوِیُ میں یاء کے ہمزہ سے مبدل ہونے کی وجہ سے اور ضَیْوَنٌ بمعنی بلا میں الحاق کی وجہ سے یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قولہ غیر مبدل:۔ اس قید کے ساتھ بُوْیِعَ سے احتراز ہے کیونکہ اس کا واو الف سے مبدل ہے اور عدم ادغام کی وجہ یہ ہے کہ بصورت ادغام باب مفاعلہ کی ماضی مجہول بُیِّعَ ہو جائے گی جس سے باب تفعیل کی ماضی مجہول سے التباس ہوگا۔

فائدہ:۔ سید کے عین کلمہ کی حرکت میں نحات کا اختلاف ہے، اہل بصرہ کے نزدیک اس کا وزن فَیْعِلٌ بکسر عین ہے اور اہل بغداد و اخفش کے نزدیک اس کا وزن فَیْعَلٌ بفتح عین ہے کیونکہ صحیح سے یہ وزن بکثرت آیا ہے جیسے ضَیْغَمٌ ہَیْکَلٌ، لیکن یہ وزن فیعل بکسر عین نہیں مگر یہ قول ضعیف ہے اس لیے صحیح اور معتل کے احکام جداگانہ ہیں ممکن ہے کہ یہ وزن معتل کے ساتھ خاص ہو جس طرح کہ وزن فیعل بفتح عین صحیح کے ساتھ خاص ہے، اور سیّد بکسر عین مستعمل ہے تو اس کا اصل بفتح عین بنا کر پھر یاء کو کسرہ دیا جائے اس سے یہ بہتر نہیں کہ اولاً اس کو بکسر عین قرار دیا جائے۔

سوال:۔ اَیْوَمَ میں جو کہ بمعنی روز روشن ہے قانون موجود ہے پھر ادغام کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ موجب التباس ہے یعنی ادغام کریں تو یہ اَیِّم ہو جائے گا اور اَیِّم بمعنی بے شوہر زن سے ملتبس ہوگا۔

سوال:۔ لُیٌّ جس کی اصل لُوْیٌ بروزن فُعْلٌ ہے جو اَلْوٰی مانند اَحْمَرُ کی جمع ہے اس میں یاء کے ماقبل کو کسرہ کیوں نہیں دیا؟

جواب:۔ یہ اَفْعَلُ صفت کی جمع ہے جو فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے یعنی اس کا ضمہ قیاسی ہے اس لیے کسرہ نہیں کیا گیا۔

قولہ اِیْوِ:۔ اس کا مصدر اِوِیًّا ہمزہ کے کسرہ وضمہ سے ہے جس کے معنی ہیں ٹھکانا حاصل کرنا اور ٹھکانا دینا۔

قولہ ودر ضیون:۔ زرادی میں مذکورہ بالا قاعدہ بیان کرنے کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ ضَیْوَن میں واو ویاء جمع ہیں اور شرائط قلب بھی موجود ہیں مگر واو یاء نہیں ہوا، یہ شاذ ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے غیر ملحق کی قید سے ضَیْوَن کے شذوذ کو رفع کر دیا ہے لہٰذا ضَیْوَن میں قاعدہ کا عدم اجراء شاذ نہیں بلکہ اس میں اجرائے قاعدہ سے مانع موجود ہے یعنی اس کا ملحق ہونا۔

قاعدہ(۱۵): دو واو کہ در آخر فُعُوْلٌ باشد ہر دو یا شدہ ادغام یابند وضمہ ما قبل کسرہ شود، و رواست کہ فا ہم کسرہ یابد چوں دُلِيٌّ در دُلُوٌّ جمع دَلْوٌ. قاعدہ(۱۶) واو لام کلمہ اسم کہ بعد ضمہ بود بعد کسرہ شدہ یا شود و ساکن شدہ باجتماع ساکنین باتنوین حذف شود چوں اَدْلٍ در اَدْلُوٍ جمع دَلْوٌ و تَعَلٍّ و تَعَالٍ مصدر تَفَعُّلَ و تَفَاعَلَ ویا ہم بعد کسرہ شود و بعد اسکان بسبب اجتماع ساکنین بیفتد چوں اَظْبٍ در اَظْبُيٌ جمع ظَبْيٌ. قاعدہ(۱۷): واو و یا کہ

قاعدہ: دو واو جو فُعُوْلٌ کے آخر میں ہوں دونوں یاء ہو کر ادغام پاتی ہیں اور ما قبل کا ضمہ کسرہ ہو جاتا ہے اور فاء کا کسرہ بھی جائز ہے جیسے دَلْوٌ کی جمع دُلُوٌّ میں دُلِيٌّ. قاعدہ: اسم کے لام کلمہ کا واؤ جو ضمہ کے بعد ہو کسرہ کے بعد ہو کر یاء ہو جاتا ہے اور ساکن ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے، جیسے دَلْوٌ بمعنی ڈول کی جمع اَدْلُوٍ میں اَدْلٍ. اور تفعّل وتفاعل کے مصدر تَعَلٍّ اور تَعَالٍ میں. اور یاء بھی کسرہ کے بعد ہو جاتی ہے اور ساکن کرنے کے بعد اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر جاتی ہے، جیسے ظَبْيٌ بمعنی ہرن کی جمع اَظْبُيٌ میں اَظْبٍ. قاعدہ: واو اور یاء جو

فائدہ: بعض صرفیوں نے دُلُوٌّ کے دوسرے واؤ کو با قاعدہ اَوْلٍ یاء کیا ہے کیونکہ اول واؤ ساکن ہونے کی وجہ سے حاجز حصین نہیں لہٰذا دوسرا واؤ اسم کے آخر میں ضمہ کے بعد واقع ہوا تو ما قبل کے مکسور ہو جانے پر یاء ہو گیا، لیکن مصنف علیہ الرحمۃ نے واوین کے یاء کرنے کا قاعدہ بیان کیا ہے تا کہ یہ لازم نہ آئے کہ حرف حرکت کے تابع ہے جبکہ حرکت کا تابع ہونا اصل ہے البتہ اگر پہلے سے حرکت موجود ہو تو حرف کو اس کے تابع کیا جاتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ واوین کا اجتماع ثقیل ہے اس لیے ان کو یاء کیا جاتا ہے، پس اگر واؤ کے ما قبل کو پہلے کسرہ دیں تو واوین کے ثقل کے ساتھ ما قبل کے کسرہ کی وجہ سے مزید ثقل پیدا ہو گا اور ثقیل سے اثقل کی طرف خروج لازم آئے گا (اگر چہ دافع ثقل بھی موجود ہے)

قولہ بعد کسرہ شدہ:۔ **سوال:** مصنف نے اَوْلٍ کے قاعدہ میں حرف کو حرکت کے تابع کیا ہے یعنی پہلے ما قبل کو کسرہ دیا ہے اور ما قبل مکسور ہونے کی وجہ سے واو کو یاء کیا ہے اور یہ خلاف اصل ہے ایسا کیوں کیا؟

جواب:۔ اس قاعدہ میں مجموعہ تغیر کا بیان ہے، بلا لحاظ قلب ضمہ بکسرہ اولاً، لہٰذا یہ اعتراض صحیح نہیں کہ مصنف نے اس قاعدہ میں حرف کو حرکت کے تابع کیا ہے۔

قولہ تَعَلٍّ و تَعَالٍ:۔ تَعَلٍّ اصل میں تَعَلُّوٌ تھا اور تعالٍ اصل میں تَعَالُوٌ تھا۔

قولہ واؤ و یاء:۔ یہ واؤ و یاء ابتداء الف کیے جاتے ہیں یا تو اس لیے کہ ان کا ما قبل الف ساکن کالمیت ہے اور حقیقۃً ما قبل ان کا فا کلمہ ہے جو کہ مفتوح ہے یا اس لیے کہ الف فتحہ سے متولد ہونے کی وجہ سے قائم مقام فتحہ ہے، اس قلب کے بعد الف ثانی کو ہمزہ کیا جاتا ہے تا کہ التقاء ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جانے سے اسم فاعل (قَالٍ) اور ماضی (قَالَ) میں بظاہر التباس نہ ہو اور ہمزہ کو بوجہ سکون کے حرکت کسرہ دی جاتی ہے اور التقاء ساکنین سے بچنے کیلئے الف ثانی کو متحرک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ الف اول کے متحرک کرنے سے اسم فاعل کے وزن میں خلل آئے گا۔

عین فاعل باشد ودر فعل تعلیل شدہ باشد ہمزہ شود چوں قَائِلٌ و بَائِعٌ. قاعدہ (۱۸): واو و یا و الف زائد بعد الف مفاعل ہمزہ شود چوں عَجَائِزُ درعَجَاوِزُ جمع عَجُوْزٌ و شَرَائِفُ درشَرَایِفُ جمع شَرِیْفَةٌ و رَسَائِلُ جمع رِسَالَةٌ وابدال یا بہمزہ در مَصَائِبُ جمع مُصِیْبَةٌ باآنکہ اصلی ست شاذ ست.

فاعل کا عین ہو اور فعل میں تعلیل ہو چکی ہو تو وہ ہمزہ ہو جاتی ہے، جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ. قاعدہ: واو اور یاء اور الف زائد الف مفاعل کے بعد ہمزہ ہو جاتا ہے جیسے عجوز کی جمع عجاوز میں عجائز، اور شریفة کی جمع شَرَایِفُ میں شرائفُ، اور رِسَالَةٌ کی جمع رَسَائِلُ، اور مُصِیْبَةٌ کی جمع مَصَائِبُ میں یاء کے اصلی ہونے کے باوجود ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے۔

سوال:۔ صرفیوں نے اس قاعدہ کی تقریر اسم فاعل کے ساتھ مختص کی ہے مگر مصنف نے ''عین فاعل'' کہہ کر عام کر دی ہے اس میں کیا نکتہ ہے؟

جواب:۔ دیگر صرفیوں کی تقریر سے فاعل نسبتی جیسے سَائِفٌ بمعنی صاحب سیف اس قاعدہ سے خارج ہوتا ہے کیونکہ اس پر اسم فاعل کی تعریف صادق نہیں آتی، حالانکہ فاعل نسبتی میں بھی یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے مگر مصنف کی تقریر فاعل نسبتی کو جامع ہے کیونکہ یہ تقریر اسم فاعل میں نہیں بلکہ فاعل میں ہے۔

سوال:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس قاعدہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ فعل میں تعلیل ہو چکی ہو اس شرط سے فاعل نسبتی خارج ہو جاتا ہے کیونکہ اس کا فعل نہیں ہوتا۔

جواب:۔ فعل میں تعمیم ہے حقیقۃً ہو یا حکماً، فاعل نسبتی کا فعل حکماً یعنی مفروض ہے تا کہ وہ اس قاعدہ سے خارج نہ ہو۔

سوال:۔ جب یہ تعلیل فعل کی موافقت میں ہوئی ہے تو واؤ کو الف کیوں نہیں کیا گیا؟ جیسا کہ فعل میں کیا گیا ہے۔

جواب:۔ اگر فعل کی موافقت میں واؤ کو الف کیا جاتا تو ایک الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر جاتا پھر اسم فاعل کا فعل کے ساتھ التباس ہوتا، چونکہ ہمزہ الف کے قریب ہے اس لیے واؤ کو ہمزہ کر دیا گیا۔

فائدہ:۔ مفاعل سے مراد مفاعل کا وزن صوری ہے یعنی جس میں اول دو حرف مفتوح ہوں، تیسری جگہ الف ہو، الف کے بعد دو حرف ہوں جن کا اول مکسور ہو۔

قولہ رسائل:۔ یہ رسالة کی جمع ہے، جمع بروزن مفاعل بناتے وقت جب رسالة کے پہلے اور دوسرے حرف کو مفتوح کر کے تیسری جگہ الف جمع لائے تو رِسَالَةٌ کا الف اس قاعدہ کے ساتھ ہمزہ ہو گیا اور تاء علامتِ مفرد محذوف ہو گئی تو رسائل ہوا اور مصیبة جو اصل میں مُصْوِبَةٌ تھا اسکی یاء کا ہمزہ ہونا شاذ ہے کیونکہ یہ یاء اصلی ہے اور مذکورہ قاعدہ زائدہ کے متعلق ہے۔

قاعدہ (۱۹): واو و یا کہ طرف باشد و بعد الف زائد افتد ہمزہ شود چوں دُعَاءٌ در دُعَاوٌ و رِوَاءٌ در رِوَایٌ و ایں ہر دو مصدر اند و دِعَاءٌ در دِعَایٌ جمع دَاعٍ و اَسْمَاءٌ در اَسْمَاوٌ جمع اِسْمٌ کہ در اصل سِمْوٌ بود و اَحْیَاءٌ جمع حَیٌّ و کِسَاءٌ و رِدَاءٌ اسم جامد. قاعدہ (۲۰): واو یکہ رابع باشد یا زائد و بعد ضمہ و واو ساکن نباشد یا شود چوں یُدْعَیَان و اَعْلَیْتُ و اِسْتَعْلَیْتُ در مَدَاعِیٌّ جمع مِدْعَاءٌ آلہ کہ در اصل مَدَاعِیُوٌ بود نزدیک محققان فن صرف واو ہمیں قاعدہ یا شدہ در یا مدغم گردید ورنہ قاعدۂ سَیِّدٌ دراں جاری نمیتواند شد زیرا کہ یا در مَدَاعِیُوٌ بدل ست از الف. قاعدہ (۲۱): الف بعد ضمہ واو شود چوں ضُوْرِبَ و ضُوَیْرِبٌ و بعد کسرہ یا چوں مَحَارِیْبُ.

قاعدہ: واو اور یاء جو طرف میں الف زائد کے بعد ہو وہ ہمزہ ہو جاتی ہے جیسے دُعَاءٌ دُعَاوٌ میں اور رِوَاءٌ رِوَایٌ میں بمعنی بارونق ہونا، اور یہ دونوں مصدر ہیں. اور دَاعٍ کی جمع دِعَایٌ میں دِعَاءٌ. اور اِسْمٌ جو اصل میں سِمْوٌ تھا کی جمع اَسْمَاوٌ میں اَسْمَاءٌ، اور حَیٌّ کی جمع اَحْیَاءٌ اور کِسَاءٌ اور رِدَاءٌ اسم جامد بمعنی چادر۔ قاعدہ: جو واو کہ چوتھی جگہ یا زائد ہو اور ضمہ اور واو ساکن کے بعد نہ ہو وہ یاء ہو جاتا ہے، جیسے یُدْعَیَانِ اور اَعْلَیْتُ اور استعلیت، مِدْعَاءٌ اسم آلہ کی جمع مَدَاعِیٌّ میں جو اصل میں مَدَاعِیُوٌ تھا فن صرف کے محققین کے نزدیک واو اسی قاعدہ سے یاء ہو کر یاء میں مدغم ہوا، ورنہ سَیِّدٌ کا قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا، کیونکہ مَدَاعِیُوٌ میں یاء الف سے مبدل ہے۔ قاعدہ: الف ضمہ کے بعد واو ہو جاتا ہے، جیسے ضُوْرِبَ اور ضُوَیْرِبٌ، اور کسرہ کے بعد یاء، جیسے مَحَارِیْبُ.

قولہ واو و یاء کہ طرف باشد:۔ لین پئے زائد الف بر طرف یا در حکم آں اولاً گردد الف پس ہمزہ گردد جا و داں

سوال:۔ اِجْتَوَرَ، اِسْتَحْوَذَ اور تَجَاوَرَ میں واو یاء کیوں نہیں ہوا جبکہ چوتھی جگہ اور زائد واقع ہے اور ضمہ و واو ساکن کے بعد بھی نہیں؟

جواب:۔ اس واو سے مراد وہ ہے جو لام کلمہ ہو جیسا کہ امثلہ یعنی یُدْعَیَانِ وغیرہ سے مفہوم ہوتا ہے چونکہ اِجْتَوَرَ وغیرہ میں واو لام کلمہ نہیں اس لیے یا نہیں ہوا، اور ضمہ و واو ساکن کے بعد نہ ہونے کی قید اس لیے لگائی کہ حرکت مناسبہ کے بعد واو ثقیل نہیں ہوتا جیسے یَدْعُوْ، اور واو ساکن کے بعد ادغام اولیٰ ہے جیسے مَدْعُوٌّ میں.

قولہ یا زائد:۔ مثلاً پانچویں جگہ آئے جیسے اِصْطَفٰی یا چھٹی جگہ جیسے اِسْتَعْلَیْتُ یا ساتویں جگہ جیسے اِسْتِدْعَاءٌ جو اِسْتِدْعَاوٌ تھا۔

قولہ ورنہ قاعدہ سیّد:۔ یعنی اس میں سَیِّدٌ کا قاعدہ جاری نہیں ہوا کیونکہ اس قاعدہ میں واو و یاء کا مبدل نہ ہونا شرط ہے اور مَدَاعِیُوٌ کی یاء الف سے تبدیل شدہ ہے کیونکہ مِدْعَاءٌ کی تکسیر بناتے وقت جب تیسری جگہ الف لا کر اس کے مابعد کو مکسور کیا تو مِدْعَاءٌ کا الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا۔

قاعدہ(۲۲): الف زائدہ ماقبل الف تثنیہ وجمع مؤنث سالم یا شود چوں حُبْـلَيَانِ و حُبْلَيَاتٌ. قاعدہ(۲۳): یا کہ عین وزن فُعْلٌ جمع وفُعْلٰی مؤنث باشد درصفت بعد کسرہ گردد چوں بِيْضٌ جمع بَيْضَاءُ و حِيْكٰى ودراسم واوشود بقاعدہ ۳. اسم تفضیل را حکم اسم دادہ اند چوں طُوْبٰى و كُوْسٰى مؤنث اَطْيَبُ و اَكْيَسُ. قاعدہ (۲۴): واو عین فَعْلُوْلَةٌ مصدر یا شود چوں كَيْنُوْنَةٌ. فائدہ صرفیاں در تقریر ایں قاعدہ بسیار تطویل کردہ اند واصل كَيْنُوْنَةٌ كَيْوَنُوْنَةٌ برآوردہ بقاعدۂ سَيِّدٌ واو را یا کردہ حذف کردہ اند وتحقیق ہمونست کہ گفتیم.

قاعدہ: الف زائدہ الف تثنیہ وجمع مؤنث سالم سے قبل یاء ہوجاتا ہے، جیسے حُبْـلیان اور حُبـلیات. قاعدہ: جو یاء کہ وزن فُعَلٌ جمع اور فُعْلٰی مؤنث کا عین ہو وہ صفت میں کسرہ کے بعد ہوجاتا ہے، جیسے بِيْضٌ جو بَيْضَاء کی جمع ہے، اور حِيْكٰى اور اسم میں بقاعدہ ۳ واو ہوجاتی ہے، اسم تفضیل کو اسم کا حکم دیا ہے، جیسے طُوْبٰى اور كُوْسٰى (بہت ذہین) جو اَطْيَبُ اور اَكْيَسُ کی مؤنث ہے۔ قاعدہ: عین مصدر فعلولة کا واو یاء ہوجاتا ہے، جیسے كَيْنُوْنَةٌ. فائدہ: صرفیوں نے اس قاعدہ کی تقریر میں بڑی تطویل کی ہے اور کینونة کا اصل كَيْوَنُوْنَةٌ بنا کر بقاعدہ سَيِّدٌ واو کو یاء کر کے حذف کردیا ہے اور تحقیق یہی ہے جو ہم نے کہا۔

قوله یا شود:۔ اس تعلیل کی وجہ یہ ہے کہ الف تثنیہ وجمع مؤنث سے پہلے فتحہ ہونا ضروری ہے اور چونکہ حُبْـلٰی کے آخر میں الف ہے جو حرکت کو متحمل نہیں اس لیے تثنیہ وجمع مؤنث کی صورت میں حُبْلٰی کے الف کو یاء سے بدل دیا کیونکہ یاء واؤ کی نسبت خفیف ہے۔

قوله بیض:۔ اصل میں بُيْضٌ اور حِيْكٰى اصل میں حُيْكٰى تھا بمعنی اکڑ کر چلنے والی، ان میں یاء ساکن ماقبل مضموم کو واو نہیں کیا گیا کیونکہ صفت میں فعل کی مانند ثقل معنوی ہوتا ہے تو یاء کو واؤ کرنے سے ثقل میں اضافہ ہوجائے گا۔

قوله اسم تفضیل را حکم اسم دادہ:۔ اسم تفضیل کو فُعْلٰی اسمی کا حکم اس لیے دیا ہے کہ یہ الف لام یا اضافت یا مِنْ کے بغیر استعمال نہیں ہوتا اور یہ تینوں اسم کے خواص سے ہیں۔

فائدہ:۔ فُعْلٰی بالضم کی تین قسمیں ہیں: ا۔ فُعْلٰی صفتی جیسے حُيْكٰى اس کے فاء کے ضمہ کو کسرہ کرنا واجب ہے جیسے حِيْكٰى. ۲۔ فُعْلٰی اسمی جیسے كُيْسٰى اور طُيْبٰى اسکی یاء کو واؤ سے بدلنا واجب ہے جیسے كُوْسٰى اور طُوْبٰى. ۳۔ فُعْلٰی تفضیلی جیسے بُيْعٰى یہ فُعْلٰی اسمی کے حکم میں ہے جیسے بُوْعٰى

فائدہ:۔ فُعْلٰی اسم یعنی طُوْبٰى اور كُوْسٰى یہ دونوں مصدر ہیں یا اسم تفضیل. بر تقدیر اول ان کا اسم ہونا ظاہر ہے اور دوسری تقدیر پر سیبویہ کے نزدیک یہ دونوں اسم کے حکم میں ہیں کیونکہ سیبویہ اسم تفضیل کو صفات میں شمار نہیں کرتے۔

قوله قاعدہ ۲۴:۔ مصدر بروزن فعلولة کے عین میں واؤ یاء ہوجاتا ہے جیسے كَيْنُوْنَةٌ، مصنف علیہ الرحمۃ نے کوفیوں کے مذہب کو اختیار کیا ہے جن کے نزدیک کینونة اصل میں كُوْنُوْنَةٌ بضم اول تھا، اول حرف کے ضمہ کو فتحہ سے تبدیل کیا تاکہ مصادر ذوات الیاء سے موافقت ہوجائے جو کہ مفتوح ہیں جیسے قَيْلُوْلَةٌ اور سَيْدُوْدَةٌ بعدہ واو کو یاء کیا تو کینونة ہوا۔

قاعدہ (۲۵): یائے وزن اَفَاعِلُ و مَفَاعِلُ واشباہ آں اگر معرف باللام یا مضاف باشد در حالت رفع وجر ساکن شود چوں هٰذِهِ الْجَوَارِیْ و جَوَارِیْکُمْ و مَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ و جَوَارِیْکُمْ ودر بے لام و اضافت محذوف شود وتنوین بعین ملحق شود چوں هٰذِهِ جَوَارٍ و مَرَرْتُ بِجَوَارٍ ودر حالت نصب مطلقاً مفتوح می آید چوں رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ و رَأَیْتُ جَوَارِیَ. قاعدہ (۲۶): واو ولام فُعْلٰی بالضم در اسم جامد یا شود ودر صفت بحال خود ماند واسم تفضیل حکم اسم جامد دارد چوں دُنْیَا و عُلْیَا ویائے لام فَعْلٰی بالفتح واو شود چوں تَقْوٰی.

قاعدہ: وزن افاعل اور مفاعل کی یاء اگر وہ وزن معرف باللام یا مضاف ہو، حالت رفع وجر میں ساکن ہوجاتی ہے، جیسے هذه الجواریْ وجواریکم اور مـررت بالجواریْ و جواریکم. اور بے لام واضافت میں محذوف ہوجاتی ہے، اور تنوین عین کو لاحق ہوجاتی ہے، جیسے هٰذه جوارٍ اور مررت بجوارٍ، اور حالت نصب میں مطلق مفتوح آتی ہے، جیسے رأیت الجواری اور رأیت جواری. قاعدہ: لام فعلٰی بالضم کا واو اسم جامد میں یاء ہوجاتا ہے اور صفت میں اپنے حال پر باقی رہتا ہے، اور اسم تفضیل اسم جامد کا حکم رکھتا ہے جیسے دُنْیَا اور عُلْیَا، اور فَعْلٰی بالفتح کی یاء واو ہوجاتی ہے جیسے تقوٰی.

قوله وزن افاعل:۔ یعنی وزن اَفَاعِلُ و مَفَاعِلُ اور ان کے نظائر، اگر معروف باللام یا مضاف ہوں اور آخر میں یاء آئے تو وہ حالت رفعی و جری میں ساکن ہوجاتی ہے کیونکہ یاء پر ضمہ وکسرہ ثقیل ہوتا ہے اور چونکہ الف لام یا اضافت کی صورت میں یاء پر تنوین نہیں ہوتی اس لیے یاء ساکن ہوکر باقی رہتی ہے جیسے هٰذِهِ الْجَوَارِیْ و جَوَارِیْکُمْ و مَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ و جَوَارِیْکُمْ اور اگر معرف باللام یا مضاف نہ ہوں تو حالت رفع وجر میں ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجاتی ہے اور تنوین عین سے ملحق ہوجاتی ہے جیسے هٰذِهِ جَوَارٍ و مَرَرْتُ بِجَوَارٍ اور حالت نصبی میں مطلقاً خواہ معرف باللام ومضاف ہو یا نہ ہو، یاء مفتوح آتی ہے جیسے رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ و رَأَیْتُ جَوَارِیَ.

قوله لام فُعْلٰی بالضم:۔ یعنی فُعْلٰی اسم بضم فاء وسکون عین کا لام جب واو ہوتو وہ یاء ہوجاتا ہے جیسے دُنْیَا اور عُلْیَا جو اصل میں دُنْوٰی اور عُلْوٰی تھے، اول اَدْنٰی کی مؤنث ہے اور ثانی اَعْلٰی کی، وجہ قلب یہ ہے کہ فُعْلٰی بالضم ثقیل ہے اور آخر میں واؤ ہونے کی وجہ سے ثقل اور بڑھ گیا لہٰذا واؤ کو یاء کر دیا گیا۔

سوال:۔ قُصْوٰی میں واؤ یاء کیوں نہیں ہوا۔ **جواب:۔** یہ شاذ ہے۔

سوال:۔ دُنْیَا اور عُلْیَا دونوں صفت واقع ہوتے ہیں جیسے الحیٰوۃ الدنیا اور المنزلۃ العلیا تو یہ اسم کیسے ہوئے؟

جواب ۱:۔ یہ دونوں استعمال میں جاری مجرائے اسماء ہیں جس طرح کہ فَارِسٌ اور صاحِبٌ میں اسم کا حکم جاری ہوا ہے، اگرچہ یہ اصل میں صفت ہیں۔

جواب ۲:۔ یہ الفاظ الف لام کے بغیر صفت واقع نہیں ہوتے لہٰذا اگر یہ صفت ہوتے تو معرفہ ونکرہ دونوں حال میں صفت واقع ہوتے، کیونکہ صفت کا مقتضی یہ ہے کہ اسکی وصفیت کسی ایک حال سے مختص نہ ہو، اور اگر فَعْلٰی (بالفتح اول) کے لام میں یاء آئے تو وہ واؤ ہوجاتی ہے، تَقْوٰی اسم مصدر از وَقٰی یَقِیْ وِقَایَةً اصل میں وَقْیَا تھا واؤ فاء کلمہ تاء ہوگیا (کمافی تراث) اور یاء واؤ ہوگئی تو تَقْیٰ سے تَقْوٰی ہوا۔

قسم دوم درصرف مثال۔ مثال واوی از باب ضَـرَبَ یَـضْـرِبُ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَةُ وعدہ کردن وَعَدَ یَعِدُ وَعْـدًا وَعِـدَةً فهـو وَاعِدٌ و وُعِدَ یُوْعَدُ وَعْدًا وَعِدَةً فهو مَوْعُوْدٌ الامر منه عِدْ والنهی عنه لَا تَعِدْ الـظـرف مـنـه مَوْعِدٌ والاٰلة منه مِيْعَدٌ ومِيْعَدَةٌ ومِيْعَادٌ و تثنيتها مَوْعِدَانِ ومِيْعَدَانِ والجمع منهما مَـوَاعِـدُ و مَـوَاعِيْـدُ افعل التفضيل منه اَوْعَدُ والمؤنث منه وُعْدٰی وتثنيتهما اَوْعَدَانِ و وُعْدَيَانِ والـجمع منهما اَوْعَدُوْنَ و اَوَاعِدُ و وُعَدٌ و وُعْدَيَاتٌ واوازمضارع معروف بقاعدۂ احذف شدوازعِدَةٌ بقاعدۂ ۲ ودر ماضی مجہول بقاعدۂ ۵ جائزست کہ ہمزہ گردد وُعِـدَ رااُعِـدَ گویندوہمچنیں درمؤنث اسم تفضیل جمع تکسیر مؤنث اسم فاعل کہ اَوَاعِد ست اصلش وواعد بود بقاعدۂ ۶ واواول ہمزہ شدودرآلہ واو بقاعدۂ ۳ یا شد لیکن در تصغیر یعنی مُوَیْعِیْدٌ وجمع تکسیر یعنی مَوَاعِیْدُ بسبب انعدام علت اعلال کہ سکون واووکسرۂ ماقبل ست واو بازآمدہ۔

قسم دوم مثال کی گردان میں، مثال واوی از باب ضرب یضرب الـوعـد والـعـدة، وعدہ کرنا، وعـد یعد الخ۔ مضارع معروف (یَعِدُ) سے واوبقاعدہ ایک اور عِـدَةٌ سے بقاعدہ ۲ حذف ہوا ہے، ماضی مجہول میں واو کو بقاعدہ ۵ ہمزہ کرکے اُعِدَ پڑھنا بھی جائز ہے اسی طرح وُعْدٰی اسم تفضیل مؤنث میں واو کو ہمزہ کرنا جائز ہے، اَوَاعِدُ جو اسم فاعل مؤنث کی جمع تکسیر ہے اصل میں وَوَاعِدُ تھی اول واو بقاعدہ ۶ ہمزہ ہو گیا ہے اور مِیْـعَـدٌ (اسم آلہ) میں واو بقاعدہ ۳ یاء ہو گیا ہے، اسم آلہ کی تصغیر (مُـوَیْـعِیْـدٌ) اور جمع تکسیر (مَوَاعِیْدُ) میں علتِ اعلال یعنی سکونِ واو وکسرۂ ماقبل نہ ہونے کی وجہ سے واو لوٹ آیا۔

قولہ مثال واوی:۔ مثال واوی پانچ ابواب سے آتا ہے: ا۔ضرب سے جیسے وَعَـدَ یَعِدُ . ۲۔سمع سے جیسے وَجِـلَ یَوْجَلُ . ۳۔فتح سے جیسے وَهَبَ یَهَبُ. ۴۔حسب سے جیسے وَمِقَ یَمِقُ. ۵۔کرم سے جیسے وَسُمَ یَوْسُمُ.

قولہ اصلش وَوَاعِدُ بود:۔ سوال:۔ وَوَاعِدُ میں قلب واو بہمزہ کی علت کیا ہے؟

جواب:۔ اس کی علت اول کلمہ میں اجتماع متجانسین کی کراہت ہے بالخصوص دو واو کا اجتماع کیونکہ مثلاً وَوَاعِدُ پر واو عاطفہ یا واو قسم داخل ہونے سے تین واو جمع ہو جائیں گے اور کلمہ اُثقل ہو جائے گا۔

سوال:۔ واو ثانی کو کیوں ہمزہ نہیں کیا گیا جبکہ ثقل کا سبب واو ثانی ہے؟

جواب:۔ اس لیے کہ واو ثانی کو ہمزہ کرنے کے بعد واو عاطفہ یا واو قسمیہ داخل ہونے کی صورت میں ثقل باقی رہتا اس لیے واو اول کو ہمزہ کیا۔

قولہ لیکن در تصغیر:۔ یہ ایک سوال کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اسم تصغیر مُـوَیْعِیْدٌ اور جمع تکسیر مَـوَاعِیْدُ میں واو کو یاء سے کیوں نہیں بدلتے؟ جواب یہ ہے کہ یہاں تعلیل کی علت نہیں پائی جاتی یعنی واو ساکن ماقبل مکسور نہیں ہے۔

مثال یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْمَیْسِرُ قمار باختن یَسَرَ یَیْسِرُ مَیْسِرًا فھو یَاسِرٌ ویُسِرَ یُوْسَرُ الخ دریں باب جز اینکہ در مضارع مجھول بقاعدہ ۳ یا واو شدہ اعلالے نگر دیدہ. مثال واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَجْلُ ترسیدن وَجِلَ یَوْجَلُ وَجْلًا تا آخر دریں باب جز آنکہ در امر حاضر یعنی اِیْجَلْ اِیْجَلَا تا آخر و ہمچنیں در آلہ واو بقاعدہ ۳ یا شد و در اَوَاجِلُ بقاعدہ ۶ ہمزہ گشتہ و در وُجِلَ و وُجَلٌ ہمزہ شدن جائز ست دیگر ہیچ تعلیل نشدہ.

مثال یائی از ضرب اَلْمَیْسِرُ جوا کھیلنا، یَسَرَ یَیْسِرُ الخ. اس باب میں سوائے اس کے کہ مضارع مجہول میں یاء بقاعدہ ۳ واؤ ہوگئی ہے کوئی تعلیل نہیں ہوئی. مثال واوی از سمع یسمع اَلْوَجْلُ ڈرنا، وَجِلَ الخ. اس باب میں سوائے اس کے کہ امر حاضر یعنی ایجل الخ میں. اور اسی طرح اسم آلہ میں واو بقاعدہ ۳ یاء ہوگئی ہے، اور اَوَاجِلُ میں قاعدہ ۶ کے ساتھ ہمزہ ہوگئی ہے، اور وُجِلَ اور وُجَلٌ میں واؤ کا ہمزہ ہو جانا جائز ہے، دوسری کوئی تعلیل نہیں ہوئی.

قولہ مثال یائی:۔ مثال یائی پانچ ابواب سے آتا ہے: ۱۔ ضرب سے جیسے یَسَرَ یَیْسِرُ. ۲۔ سمع سے جیسے یَتِمَ یَیْتَمُ. ۳۔ کرم سے جیسے یَسُرَ یَیْسُرُ از یسر بمعنی آسان ہونا. ۴۔ فتح سے جیسے یَنَعَ یَیْنَعُ ۵۔ حسب سے جیسے یَئِسَ یَیْئِسُ

قولہ در مضارع مجہول:۔ بحث مضارع مجہول یُوْسَرُ یُوْسَرَانِ یُوْسَرُوْنَ تُوْسَرُ تُوْسَرَانِ یُوْسَرْنَ تُوْسَرُ تُوْسَرَانِ تُوْسَرُوْنَ تُوْسَرِیْنَ تُوْسَرَانِ تُوْسَرْنَ اُوْسَرُ نُوْسَرُ اس پوری بحث میں یاء ساکن ماقبل مضموم واؤ ہوگئی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ یائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واؤ ہو جاتی ہے: قبل یاء ساکن مظہر کہ ضمہ شد پدید واوکن جز افتعل چوں از طرف باشد بعید

سوال:۔ زُیِّنَ میں یاء ساکن ماقبل مضموم واؤ کیوں نہیں ہوئی؟ **جواب**:۔ اس لیے کہ یہ یاء مدغم ہے۔

قولہ یعنی اِیْجَلْ:۔ بحث امر حاضر معروف: ایجل ایجلا ایجلوا ایجلی ایجلا ایجلن. اِیْجَلْ تَوْجَلُ سے بنا ہے تاء علامت مضارع کو حذف کیا مابعد ساکن تھا شروع میں ہمزہ وصل مکسور لائے تو واؤ ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد یاء ہوگیا۔

سوال:۔ اِجْلِوَّاذٌ جو اصل میں اِجْلِوْوَاذٌ تھا واؤ کو واؤ میں ادغام کیا تو اِجْلِوَّاذٌ ہوا اس میں واو ساکن ماقبل مکسور کو یاء کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ واؤ مدغم ہے، اور اس قاعدہ کے اجراء کیلئے واو ساکن کا غیر مدغم ہونا شرط ہے۔

قولہ ہمچنیں در آلہ:۔ یعنی اس باب کا اسم آلہ مِیْجَلٌ ہے جو اصل میں مِوْجَلٌ تھا واؤ ساکن ماقبل مکسور یاء ہوگیا، اسی طرح مِیْجَلَةٌ اور مِیْجَالٌ میں. اور اَوَاجِلُ جمع تکسیر اَوْجَل میں جو اصل میں وَوَاجِلُ تھا اَوَاصِلُ کا قاعدہ جاری ہوا ہے، یعنی دو واؤ متحرک اول کلمہ میں جمع ہوئے تو اول کو ہمزہ کر دیا اَوَاجِلُ ہوا۔

قولہ در وُجِلَ و وُجَلٌ:۔ یعنی ماضی مجہول میں اور جمع تکسیر اسم تفضیل مؤنث وُجَلٌ میں واؤ کو ہمزہ کرنا جائز ہے۔

مثال واوی دیگر از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَسْعُ وَالسَّعَةُ گنجیدن وَسِعَ یَسَعُ وَسْعاً و سَعَةً الخ مثال واوی از فتح یفتح اَلْھِبَةُ بخشیدن وَھَبَ یَھَبُ ھِبَةً الخ دریں ہر دو باب واو از مضارع معروف بسبب بودنش میان علامت مضارع وفتحہ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق ست محذوف شدہ و در مصدر وَسِعَ بعد حذف فا عین رافتحہ دادند وکسرہ ہم، واعلالات دیگر صیغ بقیاس صیغ وَعَدَ یَعِدُ بودہ است. مثال واوی از حَسِبَ یَحْسِبُ اَلْوَمْقُ وَالْمِقَةُ دوست داشتن وَمِقَ یَمِقُ الخ اعلال صیغ ایں باب بعینہ مثل وَعَدَ یَعِدُ ست درصرف کبیر ایں ابواب جز تغیراتیکہ شرح کردیم دیگر ہیچ تغیر واقع نشود ہمہ ابواب را برصرف کبیر می باید گردانید.

دوسرا باب مثال واوی از سمع الوسع سمانا وسع الخ، مثال واوی از فتح یفتح الھبة، عطا کرنا، وَھَبَ یَھَبُ الخ ان دونوں بابوں میں مضارع معروف سے واؤ علامت مضارع اور فتح کے درمیان ایسے کلمہ میں واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے جس کا عین یا لام حرف حلقی ہے اور وَسِعَ کے مصدر میں فاء کے حذف کے بعد عین کو فتحہ دیدیا اور کسرہ بھی جائز ہے، باقی صیغوں کی تعلیلات وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کے مطابق ہوئی ہیں. مثال واوی از حسب یحسب اَلْوَمْقُ وَالْمِقَةُ، دوست رکھنا، وَمِقَ یَمِقُ الخ اس باب کے صیغوں کی تعلیل بعینہ وعد یعد کی مثل ہے، اس باب کی صرف کبیر میں سوائے ان تغیرات کے جنکی ہم نے شرح کردی ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا، تمام ابواب کی صرف کبیر کرلینی چاہیے۔

قوله مثل وعد یعد ست:۔ مثلا یَمِقُ اصل میں یَوْمِقُ تھا واؤ علامت مضارع اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے گر گیا اور مِقَةٌ اصل میں وِمْقٌ ہے مصدر بروزن فِعْلٌ کے فاء کلمہ میں واقع ہونے کی وجہ سے واؤ گر گیا اور آخر میں واؤ کے بدلے تاء بڑھا دی تو مِقَةٌ ہوا۔ اور یہاں تائے عوض لانا واجب ہے نہ شاذ۔

سوال:۔ مِقَةٌ میں واؤ اول کلمہ سے حذف ہوا لہٰذا اس کا عوض اول کلمہ میں ہونا چاہیے آخر میں کیوں لائے؟

جواب:۔ اگر تاء اول میں بڑھاتے تو مصدر صورت میں فعل مضارع جیسا ہوجاتا، تو رفع التباس کیلئے تاء آخر میں زائد کی گئی۔

فائدہ:۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے اس باب کے دو مصدر ذکر کیے ہیں اول اَلْوَمْقُ اور دوسرا اَلْمِقَةُ چونکہ مصدر معلل بروزن فعل بکسر فاء ہے اس لیے اس میں تعلیل ہوئی ہے لیکن وَمْقٌ بروزن فعل بکسر اول نہیں ہے اس لیے اس میں تعلیل نہیں ہوئی۔

مثال واوی از باب افتعال الاِتِّقَادُ افروختہ شدن آتش اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا الخ مثال یائی از افتعال اَلاِتِّسَارُ قمار باختن اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا الخ دریں ہر دو باب بقاعدۂ ۴ واو و یا تا شدہ در تا مدغم گردیدہ. مثال واوی از اِسْتِفْعَال اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیْقَادًا واز افعال اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَادًا ،استیقاد و ایقاد ہر دو بمعنی آتش افروختن ست واو دریں ہر دو بقاعدۂ ۳ یا شد در صرف کبیر ایں چہار باب جز اعلالین مذکورین اعلالے دیگر نیست.

مثال واوی از باب افتعال الاتقاد، آگ روشن کرنا، اِتَّقَدَ الخ. مثال یائی از افتعال الاِتِّسار ، جوا کھیلنا، اِتَّسَرَ الخ. ان دونوں بابوں میں واؤ اور یاء قاعدہ نمبر ۴ سے تاء ہو کر تاء میں ادغام ہو گئی ہے. مثال واوی از استفعال اِسْتَوْقَدَ الخ اور افعال سے اَوْقَدَ الخ اِیْقَادٌ اور استیقاد ہر ایک آگ جلانے کے معنی میں ہے. ان میں واو قاعدہ ۳ سے یاء ہو گیا ہے، ان چاروں ابواب کی صرف کبیر میں مذکورہ دو تبدیلیوں کے علاوہ کوئی دوسری تبدیلی نہیں ہوئی۔

قولہ دریں ہر دو باب:۔ سوال:۔ اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ میں واؤ اور یاء کو تاء سے کیوں تبدیل کیا جاتا ہے۔

جواب:۔ عدم قلب کی صورت میں گردانوں میں تخالف لازم آئے گا مثلاً ماضی اِیْتَقَدَ کیونکہ واؤ ساکن ماقبل مکسور یاء ہو جاتا ہے اور مضارع یَوْتَقِدُ آئے گا اور اِیْتَسَرَ کی ماضی مجہول اُوْتُسِرَ اور تخالف مکروہ ہے اس لیے واؤ کو تاء سے تبدیل کیا جاتا ہے کہ عموماً واؤ تاء ہو جاتا ہے جیسے وُرَاثٌ سے تُرَاثٌ اور یاء واؤ پر محمول ہو کر تاء ہو جاتی ہے:

واؤ یا فاء تفعل ہم تفاعل افتعال   تا شدہ ادغام یابد جز نحو اِیْتِکَال

سوال:۔ اِوْتَقَدَ میں واؤ کو یاء کر کے یاء کو تاء کیوں نہیں کیا جاتا تا کہ کسی دلیل کا اہمال و ترک لازم نہ آئے بلکہ دونوں قاعدوں کے مطابق عمل ہو جائے۔

جواب:۔ قلب سے مقصود تخفیف لفظی ہے جس کا طول مسافت کے بغیر حاصل ہو جانا بہتر ہے اور واؤ کو یاء کر کے اس کو تاء کرنے میں طول مسافت ہے یا اس لیے واؤ کو اولاً یاء نہیں کیا جاتا کہ واؤ کے ماقبل کا کسرہ معرض زوال میں ہے بلکہ خود حرف مکسور (ہمزہ وصلی) معرض زوال میں ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسری علت یعنی واؤ و تاء کا قرب علت قویہ ہے لہٰذا اس جگہ اہمال نہیں بلکہ عمل بمقتضائے اقویٰ ہے۔

سوال:۔ اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ میں یاء کو تاء کر کے ادغام کیوں نہیں کیا گیا جبکہ یہ باب افتعال سے ہیں؟

جواب:۔ اس لیے کہ یہ یاء ہمزہ سے مبدل ہے اور قاعدہ نمبر ۴ یاء اصلی کیلئے ہے۔

قسم سوم درصرف اجوف واوی از نَصَرَ یَنْصُرُ اَلْقَوْلُ گفتن قَـالَ یَقُوْلُ قَوْلًا فهو قَائِلٌ و قِیْلَ یُقَالُ قَوْلًا فهـو مَـقُوْلٌ الامر منه قُلْ والنهی عنه لَاتَقُلْ الظرف منه مَقَالٌ والاٰلة منه مِقْوَلٌ مِقْوَلَةٌ مِقْوَالٌ وتثنیتهـمـا مَـقَـالَانِ ومِـقْـوَلَانِ والـجـمـع منهما مَقَاوِلُ ومَقَاوِیْلُ افعل التفضیل منه اَقْوَلُ والـمؤنـث مـنـه قُوْلٰی وتثنیتهما اَقْوَلَانِ و قُوْلَیَانِ والجمع منهما اَقْوَلُوْنَ و اَقَاوِلُ و قُوَلٌ و قُـوْلَیَـاتٌ درمِـقْـوَلٌ و مِـقْوَلَةٌ حرکت واو بماقبل باینجہت ندادند کہ ایں ہر دو دراصل مِـقْـوَالٌ بودند الف را حذف کردند مِـقْـوَلٌ شد و بعد حذف الف تا در آخر افزودند مِـقْـوَلَةٌ شد و در مِـقْـوَالٌ بسبب مانع کہ وقوع الف بعد واو است نقل حرکت نکردند پس دریں ہر دو کہ فرع آں ہستند ہم نقل حرکت نمودند................................

قسم سوم اجوف واوی از نصر ینصر ،القول، کہنا،قال یقول الخ .مِقْوَلٌ اورمِقْوَلَةٌ میں واوٗ کی حرکت ماقبل کو اس لیے نہیں دی کہ یہ دونوں اصل میں مِقْوَالٌ تھے،الف کو حذف کیا تومِقْوَلٌ ہوا،حذفِ الف کے بعد تاء آخر میں بڑھائی تومِقْوَلَةٌ ہوا،اورمِقْوَالٌ میں مانع کی وجہ سے حرکت نقل نہیں کی جو کہ واو کے بعد الف کا وقوع ہے،لہٰذاان دو میں بھی نقلِ حرکت نہ کی گئی جومِقْوَالٌ کی فرع ہیں....

قولہ اجوف واوی:۔ اجوف واوی تین ابواب سے آتا ہے: ۱۔نصر سے جیسے قَـالَ یَقُوْلُ. ۲۔سمع سے جیسے خَـافَ یَخَافُ . ۳۔ضرب سے جیسے طَـاحَ یَطِیْحُ. چونکہ یہ قلیل ہے اس لیے مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا اور ہدایۃ الصرف والے نے طَـالَ یَطُوْلُ کو جو کہ باب کَرُمَ سے ہے اجوف واوی کے ابواب میں ذکر کیا ہے۔

قولہ درمِقْوَلٌ:۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ مِقْوَلٌ و مِقْوَلَةٌ میں واوٗ کی حرکت ماقبل کو دیکر تعلیل کیوں نہیں کی گئی؟ جبکہ واوٗ متحرک ماقبل ساکن ہے اور اس میں آٹھواں قاعدہ جاری ہوسکتا ہے،یعنی مِقَالٌ اور مِقَالَةٌ کہہ سکتے ہیں۔

جواب:۔ یہ ہے کہ یہ دونوں مِـقْـوَالٌ کی فرع ہیں (جیسا کہ اسم آلہ کے بیان میں گزر چکا ہے) اور مـقوال میں شرط تعلیل مفقود ہے کہ واو الف سے پہلے ہے لہٰذا اصل پر حمل کرتے ہوئے ان میں بھی تعلیل نہیں کی گئی تا کہ اصل اور فرع کا حکم یکساں ہو جائے۔

فائدہ:۔ بعض کے نزدیک اسم آلہ کے تین وزنوں میں سے کوئی بھی اصل نہیں بلکہ ہر ایک مضارع سے بنا ہے اور مقول و مقولة میں تعلیل اس لیے نہیں کی گئی کہ یہ مِـقْـوَالٌ پر محمول ہیں جس میں تعلیل اس لیے نہیں ہوئی کہ اس میں واوٗ الف سے پہلے ہے اور اس حمل سے یہ لازم نہیں آتا کہ مقوال اصل ہو اور مـقول و مقولة فرع ہو۔کیونکہ یُکْرِمُ وغیرہ میں حذف ہمزہ اُکْرِمُ پر حمل کیوجہ سے ہے اور کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اُکْرِمُ اصل ہے اور یکرم اس کی فرع ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف قَالَ قَالَا قَالُوْا قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا بقاعدۂ ۷ واو در قَالَ تا قَالَتَا بالف بدل شدہ ودر مابعد قَالَتَا باجتماع ساکنین حذف گردیدہ قاف مضموم گشتہ اثبات فعل ماضی مجہول قِيلَ قِيلَا قِيلُوْا قِيلَتْ قِيلَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُمْ قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا. قِيلَ دراصل قُوِلَ بود بقاعدۂ ۹ قِيلَ شد وہمچنیں تا قِيلَتَا درقُلْنَ تا آخر چوں یاء بالتقائے ساکنین بیفتاد بسبب واوی بودنش قاف راضمہ دادند. اثبات فعل مضارع معروف يَقُوْلُ يَقُوْلَانِ يَقُوْلُوْنَ تَقُوْلُ تَقُوْلَانِ يَقُلْنَ تَقُوْلُوْنَ تَقُوْلِيْنَ تَقُلْنَ اَقُوْلُ نَقُوْلُ درجمیع ایں صیغ کہ در اصل بسکون قاف وضم عین بودند بقاعدۂ ۸ ضمۂ واو بقاف دادند ودر يَقُلْنَ و تَقُلْنَ آں واو بالتقائے ساکنین بیفتاد. اثبات

اثبات ماضی معروف قال قالا الخ قَالَ سے قَالَتَا تک واؤ بقاعدہ ۷ الف سے بدل گیا، اور قالتا کے مابعد میں اجتماع ساکنین سے حذف ہوگیا، قاف مضموم ہوگیا. اثبات فعل ماضی مجہول، قِيلَ قِيلَا الخ قِيلَ اصل میں قُوِلَ تھا قاعدہ ۹ سے قِيلَ ہوا۔ اوراسی طرح قِيلَتَا تک قُلْنَ میں تا آخر جب یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے گرگئی تو واوی ہونے کی وجہ سے قاف کو ضمہ دیا. اثبات مضارع معروف يَقُوْلُ الخ. ان تمام صیغوں میں جو اصل میں سکونِ قاف اور ضم عین سے تھے قاعدہ نمبر آٹھ سے واؤ کا ضمہ قاف کو دیا اور يَقُلْنَ و تَقُلْنَ میں وہ واؤ التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا.

قوله ودر مابعد قالتا:۔ قَالَتَا کے مابعد یعنی قُلْنَ سے آخر تک جب الف التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگیا تو قَلْنَ ہوا چونکہ باب واوی ہے تو فاء کلمہ کو ضمہ دیا لہٰذا قُلْنَ ہوا اور آخر تک کے صیغوں میں یہی عمل ہوا۔

قوله قيل:۔ قیل اصل میں قُوِلَ تھا، اسکان ماقبل کے بعد یاء کی حرکت بقاعدہ ۹ ماقبل کو دی تو واؤ یاء ہوگیا، قِيلَ ہوا۔

قوله درقُلن:. قُلْنَ کی اس تعلیل کے متعلق علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ یہ بعض متاخرین کی اختیار کردہ ہے اور عندالاکثرین قُلْنَ میں فتحہ سے ضمہ کی طرف قلب کے بعد تعلیل ہوئی ہے یعنی قُلْنَ اصل قَوَلْنَ تھا جس کو قَوُلْنَ کی طرف نقل کیا اور قاعدہ نمبر ۷ جاری کرکے واؤ کو الف کیا، مصنف علیہ الرحمۃ نے متاخرین کا طریقہ تعلیل اختیار کیا ہے کیونکہ قلب کی صورت میں چند وجوہ سے خلل پیدا ہوتا ہے:

۱۔ اگر تخفیف کی علت موجبہ موجود ہو تو فی الفور عمل لازم ہوتا ہے جب قَوَلْنَ میں علت موجبہ پائی گئی تو قلب کرنا من وجہ اہمال ہے اور علت موجبہ کا اہمال بلا تحقق معارض ممتنع ہوتا ہے اور یہاں کوئی معارض نہیں لہٰذا حرکت تبدیل کیے بغیر واؤ کو الف کرنا چاہیے۔

۲۔ قلب حرکت سے لازم آتا ہے کہ باب واحد کے صیغے حالت واحدہ میں بعض مفتوح العین ہوں جیسے قَالَ تا قَالَتَا اور بعض مضموم العین جیسے قُلْنَ سے آخر تک اور یہ معیوب ہے۔

۳۔ قَالَ متعدی ہے اور قُلْنَ بعد نقل وقلب متعدی رہے گا تو مضموم العین کا تعدیہ لازم آئے گا جو کہ باطل ہے اور اگر بعد النقل لازم ہو جائے تو باب میں تخالف لازم آئے گا، یہ بھی باطل ہے۔

فعل مضارع مجہول یُقَالُ یُقَالَانِ یُقَالُوْنَ تُقَالُ تُقَالَانِ یُقَلْنَ تُقَالُوْنَ تُقَالِیْنَ تُقَلْنَ اُقَالُ نُقَالُ درجمیع ایں صیغ کہ بسکون قاف وفتحہ واو بودند بقاعدۂ ۸ فتحہ واو بقاف دادہ واورا الف کردند وآں الف دریُقَلْنَ و تُقَلْنَ بالتقائے ساکنین بیفتاد نفی تاکید بلن درفعل مستقبل معروف لَنْ یَقُوْلَ لَنْ یَقُوْلَا الخ مجہول لَنْ یُقَالَ الخ دریں بحث جز تغیر یکہ در مضارع شدہ تغیرے دیگر واقع نشدہ نفی جحد بلم درفعل مضارع معروف لَمْ یَقُلْ لَمْ یَقُوْلَا الخ مجہول لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا الخ دریں بحث جز اینکہ واو درلَمْ یَقُلْ واخوات او والف درلَمْ یُقَلْ واخوات او بالتقائے ساکنین بیفتادہ تغیرے دیگر غیر ماوقع فی المضارع واقع نشد لام تاکید بانون ثقیلہ درفعل مستقبل معروف لَیَقُوْلَنَّ لَیَقُوْلَانِّ تا آخر مجہول لَیُقَالَنَّ الخ وہکذا نون خفیفہ دریں ہر چہار گردان ہم تغیرے غیر ما فی المضارع نشدہ۔

اثبات مضارع مجہول یُقَالُ یُقَالَانِ الخ ان تمام صیغوں میں جوکہ قاف کے سکون اور واو کے فتحہ کے ساتھ تھے قاعدہ نمبر آٹھ سے واو کا فتحہ قاف کو دیکر واو کو الف کیا اور وہ الف یُقَلْنَ اور تُقَلْنَ میں التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ نفی تاکید بلن فعل مستقبل معروف: لن یقول لن یقولا الخ۔ مجہول لن یقال لن یقالا الخ اس بحث میں اس تغیر کے علاوہ جوکہ مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا۔ نفی جحد بلم درفعل مضارع معلوم لم یقل الخ مجہول لم یُقَلْ الخ. اس بحث میں اس کے علاوہ کہ لَمْ یَقُلْ اور اس کے اخوات میں واو اور لَمْ یُقَلْ اور اس کے اخوات میں الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئے ہیں دوسرا کوئی تغیر بجز ان تغیرات کے جو مضارع میں ہوئے، نہیں ہوا۔ لام تاکید بانون ثقیلہ درفعل مستقبل معروف لَیَقُوْلَنَّ الخ مجہول لَیُقَالَنَّ الخ اور اسی طرح نون خفیفہ۔ ان چار گردانوں میں بھی سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر نہیں ہوا۔

قولہ یقال :۔یُقَالُ جو اصل میں یُقْوَلُ تھا، بعض نے اس کی تعلیل اس طرح کی ہے کہ یُقْوَلُ کا قاف جو ماضی میں مفتوح ہے وہ مضارع میں بھی حکماً مفتوح ہے لہٰذا نقل حرکت کے بغیر واؤ الف ہو گیا، پھر الف کی مناسبت میں قاف کو حقیقۃً مفتوح کر دیا گیا کہ الف ماقبل کا فتحہ چاہتا ہے۔

قولہ وآں الف دریُقَلْنَ :۔یُقَلْنَ اصل میں یُقْوَلْنَ تھا واو متحرک ماقبل ساکن کی حرکت ماقبل کو دیکر واؤ کو الف کیا یُقَالْنَ ہوا، پھر الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو یُقَلْنَ رہ گیا تُقَلْنَ صیغہ جمع مؤنث حاضر میں بھی بعینہ یہی تعلیل ہوئی ہے۔

قولہ لم یُقَلْ :۔یعنی لم یُقَلْ حرف جازم داخل ہونے سے قبل یُقَالُ تھا جب دخول جازم کی وجہ سے مضارع کا آخر مجزوم ہو گیا تو الف اور لام دو ساکن جمع ہو گئے الف مدہ تھا اس کو حذف کیا تو لم یُقَلْ ہوا۔

امر حاضر معروف قُلْ قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ قُلْنَ ۔ قُلْ دراصل تَقُوْلُ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند در آخر وقف کردند واو بالتقائے ساکنین افتاد قُلْ شد وبعضے امر را از اصل بنا میکنند پس اُقْوُلْ میشود باز حرکت واو بما قبل دادہ واو را بالتقائے ساکنین حذف کردہ ہمزہ وصل را باستغناء حذف میکنند ہمیں وضع دیگر صیغ امر را قیاس باید کرد صیغ امر بالام وصیغ نہی مثل صیغ نفی جحد بلم ست کہ درانہا در محل جزم واو والف افتادہ است وبس چوں لِیَقُلْ و لَا تَقُلْ وقس علی ہذا۔ درنون ثقیلہ وخفیفہ امر ونہی واو والف کہ در مواقع جزم ساقط شدہ بود بسبب تحرک ما قبل نون باز آمدہ۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ قُوْلَنَّ قُوْلَانِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُلْنَانِّ امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَقُوْلَنَّ لِیَقُوْلَانِّ لِیَقُوْلُنَّ لِتَقُوْلَنَّ لِتَقُوْلَانِّ لِیَقُلْنَانِّ لِاَقُوْلَنَّ لِنَقُوْلَنَّ بانون خفیفہ لِیَقُوْلَنْ لِیَقُوْلُنْ لِتَقُوْلَنْ لِاَقُوْلَنْ لِنَقُوْلَنْ بحث امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُقَالَنَّ لِیُقَالَانِّ لِیُقَالُنَّ لِتُقَالَنَّ لِتُقَالَانِّ لِیُقَلْنَانِّ لِتُقَالُنَّ لِتُقَالِنَّ لِتُقَلْنَانِّ لِاُقَالَنَّ لِنُقَالَنَّ نون خفیفہ ہمبریں قیاس نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَقُوْلَنَّ الخ مجہول لَایُقَالَنَّ الخ نون خفیفہ ہمیں قیاس

امر معروف قُلْ الخ قُلْ اصل میں تَقُوْلُ تھا، علامت مضارع حذف کرنے کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا اور واو التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو قُلْ ہوا۔ اور بعض صرفی امر کو اصل یعنی تَقُوْلُ سے بناتے ہیں جس سے اُقْوُلْ ہو جاتا ہے پھر واو کی حرکت ما قبل کو دیکر واو کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر کے ہمزۂ وصل کو ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف کیا کرتے ہیں، اسی پر امر کے باقی صیغوں کو قیاس کرنا چاہیے۔ امر بالام اور نہی کے صیغے نفی جحد بلم کے صیغوں کی مانند ہیں کہ ان میں بھی محلِ جزم میں واو اور الف صرف گر گیا ہے، جیسے لِیَقُلْ اور لَایَقُلْ، اور اسی پر قیاس کرو۔ نون ثقیلہ وخفیفہ امر ونہی میں واو اور الف جو کہ مواقع جزم میں ساقط کیے گئے تھے نون کا ما قبل متحرک ہو جانے کی وجہ سے واپس آ گئے۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ قُوْلَنَّ الخ امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لیقولنَّ الخ بانون خفیفہ لِیَقُوْلَنْ الخ بحث امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُقَالَنَّ الخ نون خفیفہ اسی قیاس پر۔ نہی معروف بانون ثقیلہ لایقولنَّ الخ مجہول لایقالنَّ الخ نون خفیفہ اسی قیاس پر ہے۔

قولہ قُلْ دراصل تقول بود:۔ یعنی قُلْ امر بننے سے پہلے تَقُوْلُ تھا علامت مضارع حذف کرنے کے بعد آخر میں وقف کیا تو واؤ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا۔

سوال :۔ امر حاضر معروف میں علامت مضارع حذف کیوں کی جاتی ہے؟ **جواب**:۔ تا کہ مضارع کے ساتھ حالت وقف میں التباس نہ ہو۔

سوال :۔ امر حاضر ماضی سے کیوں نہیں بنالیا جاتا؟ **جواب** :۔ اس لیے کہ ان میں کوئی مناسبت نہیں ہے اور مضارع وامر میں مناسبت موجود ہے اور وہ استقبالیت ہے یعنی مضارع میں آئندہ زمانہ ہوتا ہے اور امر میں بھی کسی کام کو آئندہ زمانہ میں کرنا مقصود ومطلوب ہوتا ہے۔

قولہ قُوْلَنَّ :۔ قُلْ کا لام چونکہ ساکن الوضع نہیں لہٰذا دخول نون کے بعد لام کی حرکت کا اعتبار کیا گیا جس کی وجہ سے حذف شدہ حرف علت لوٹ آیا لیکن دَعَتَا میں تاء کی حرکت کا اعتبار نہیں کیا گیا کہ وہ ساکن الوضع ہے اس لیے دَعَتَا میں حرف علت واپس نہیں آیا۔

بحث اسم فاعل قَائِلٌ قَائِلَانِ قَائِلُوْنَ قَائِلَةٌ قَائِلَتَانِ قَائِلَاتٌ۔ قَائِلٌ دراصل قَاوِلٌ بود بقاعدۂ ۱۷ واو ہمزہ شد وہمچنیں در دیگر صیغ۔ بحث اسم مفعول مَقُوْلٌ مَقُوْلَانِ مَقُوْلُوْنَ مَقُوْلَةٌ مَقُوْلَتَانِ مَقُوْلَاتٌ۔ مَقُوْلٌ در اصل مَقْوُوْلٌ بود بقاعدۂ ۸ حرکت واو بما قبل دادہ واو را بالتقائے ساکنین حذف کردند۔ **فائدہ:** اختلاف است دریں کہ واو اول درہمچو موقع حذف میشود یا واو دوم بعضے میگویند کہ دوم بایں جہت کہ زائدست وزائد اولی بحذف ست وبعضے میگویند کہ اول چہ دوم علامت است وعلامت محذوف نمی شود.........................

بحث اسم فاعل قائل الخ قائل اصل میں قَاوِلٌ تھا قاعدہ نمبر ۱۷ سے واو ہمزہ ہوگیا، اسی طرح باقی صیغوں میں۔ بحث اسم مفعول مَقُوْلٌ الخ مقول دراصل مقوُوْلٌ تھا قاعدہ نمبر ۸ سے واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کیا۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ ایسے موقع پر واو اول حذف ہوتا ہے یا ثانی؟ بعض کہتے ہیں کہ ثانی اس وجہ سے کہ وہ زائد ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اول محذوف ہے کیونکہ دوسرا علامت ہے اور علامت حذف نہیں ہوا کرتی۔

فائدہ :۔ شرح شافیہ میں ہے کہ واؤ اور یاء کو اوّلاً ہمزہ کرنے کا کوئی قانون نہیں ہے لہٰذا جن حضرات نے قَاوِلٌ اور بایِعٌ کی واؤ اور یاء کو اوّلاً ہمزہ کردیا ہے انہوں نے اختصار کیا ہے، بلکہ قاعدہ کے مطابق انکو الف کرنے کے بعد الف کو ہمزہ کیا جاتا ہے۔

سوال :۔ قاوِلٌ اور بایِعٌ میں واؤ اور یاء کو الف کرنے کا قانون تو نہیں پایا جارہا کیونکہ انکا ماقبل مفتوح نہیں ہے۔

جواب (۱):۔ ان میں الف کالمیت ہے اور واؤ و یاء کا ماقبل قاف اور باء ہے جو کہ مفتوح ہیں۔

جواب (۲):۔ خود الف فتحہ کے قائم مقام ہے اس لیے واؤ و یاء ماقبل مفتوح کو الف پھر الف کو ہمزہ کردیا گیا ہے۔

قولہ بعض می گویند کہ دوم:۔ یہ سیبویہ کا مذہب ہے، مازنی کہتے ہیں کہ سیبویہ کا مذہب بہت قوی ہے کیونکہ زائدہ میں تغیر اولیٰ ہے۔

قولہ وبعضے می گویند:۔ یہ اخفش کا مذہب ہے جس کے نزدیک پہلا واؤ محذوف ہے اور مَقُوْلٌ بروزن مَفُوْلٌ ہے بدلائل ذیل:

۱۔ واؤ دوم علامت ہے و **العلامة لا تحذف**۔

۲۔ واؤ دوم اگرچہ زائد ہے مگر مفید معنی مدِ صوت ہے اور واؤ اول مفید معنی نہیں ہے

۳۔ **مقول** کے فعل (**قال و قیل**) کی عین میں تعلیل ہوئی ہے لہٰذا اس کے بھی عین کلمہ میں تعلیل ہونی چاہیے جو کہ واؤ اول ہے کیونکہ اسم تعلیل میں فعل کی فرع ہے۔

۴ے اجتماع ساکنین کے وقت اصلی کو ساقط کرتے ہیں جیسے رامٍ میں یاء جو اصلی ہے محذوف ہے اور تنوین باقی ہے۔

۵۔ اجتماع ساکنین کی صورت میں مدہ حذف ہوتا ہے جو کہ واؤ اول ہے۔

اخفش کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ علامت مفعول واؤ نہیں بلکہ میم ہے جو غیر ثلاثی مجرد میں بھی موجود ہے اگر واؤ کو بھی علامت تسلیم کرلیا جائے تو حذفِ علامت وہاں ناجائز ہوتا ہے جہاں کوئی دوسری علامت موجود نہ ہو اور یہاں دوسری علامت یعنی میم موجود ہے اور حرف اصلی ومدہ اس وقت حذف کیا جاتا ہے جب ساکن دوم حرف صحیح ہو اور یہاں پر ساکن دوم حرف علت ہے۔

ہر چند کہ بیشتر صرفیاں حذف دوم را ترجیح دادہ اند مگر نزد راقم راجح حذف اول ست چہ علی العموم دستور ہمیں ست کہ در ہمچو ساکنین اول محذوف میشود زاید باشد یا اصلی پس ایں را از سنن نظراء خود نباید برآورد **نکتہ**: ثمرۂ اختلاف در ہمچو مواقع بحسب ظاہر ہیچ معلوم نمیشود چہ بہر کیف مَقُوْلٌ میشود واو اول را حذف کنند یا دوم را مولوی عصمت اللہ صاحب سہارنپوری در شرح خلاصۃ الحساب در بیان صرف و منع صرف لفظ رحمٰن دریں باب سخنے خوش نوشتہ و آں اینکہ در مسائل فقھیہ ثمرۂ خلاف ہمچو اختلافات بر می آید مثلاً شخصے حلف کرد کہ امروز بواؤ زائد تکلم نخواہم کرد و لفظ مَقُوْلٌ برزبان آورد پس بر مذہب شخصے کہ بحذف اوّل قائل ست حانث خواہد شد و بر مذہب قائل بحذف دوم حانث نخواہد شد یا زن را گفت کہ اگر تو امروز بواو زائد تکلم کنی ترا طلاق ست و آں زن لفظ مَقُوْلٌ برزبان آورد پس بر مذہب حذف اول طلاق خواہد افتاد و بر حذف دوم نہ۔

اگرچہ اکثر علماءِ صرف نے حذف دوم کو ترجیح دی ہے مگر راقم کے نزدیک اول کا حذف راجح ہے، اس لیے کہ عموماً دستور یہی ہے کہ ایسے ساکنین میں اول حذف ہوا کرتا ہے خواہ وہ زائد ہو یا اصلی، لہٰذا اس کو اپنے نظائر سے نکالنا نہیں چاہیے۔ **نکتہ**: ایسے مواضع میں بظاہر اختلاف ظاہر نہیں ہوتا، کیونکہ واؤ اوّل محذوف ہو یا ثانی بہر صورت لفظ مقول بنے گا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب نے شرح خلاصۃ الحساب میں لفظ رحمن کے منصرف وغیر منصرف ہونے کے بیان میں اس باب میں ایک اچھی بات لکھی ہے وہ یہ ہے کہ ایسے اختلافات کا ثمرہ وفائدہ مسائل فقہیہ میں ظاہر ہوگا، مثلاً کوئی قسم کھائے کہ آج واؤ زائد زبان پر نہیں لائے گا، پھر لفظ مقول بولے، پس جس کے نزدیک مقول میں واؤ اول محذوف ہے اس کے نزدیک یہ شخص حانث ہو جائے گا، اور جن کے نزدیک دوم محذوف ہے حانث نہیں ہوگا یا اپنی عورت سے کہے کہ اگر تو آج اپنی زبان پر واؤ زائد لائی تو تجھے طلاق ہے اور عورت لفظ مقول بول دے، پس جس کے نزدیک اول محذوف ہے اس کے نزدیک طلاق ہو جائے گی نہ دوسرے کے نزدیک۔

قولہ مگر نزد راقم: ۔صاحب علم الصیغہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک واو اول کا حذف راجح ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ صرفیین نے حذفِ دوم کو ترجیح دی ہے مگر میرے نزدیک واؤ اول کا حذف راجح ہے کیونکہ عام دستور یہی ہے کہ ایسے دو ساکنوں میں اول حذف کیا جاتا ہے خواہ اصلی ہو یا زائد، مثلاً فی الارض میں پہلا ساکن جو کہ یاء ہے وہ اجتماع ساکنین سے محذوف ہے اور اقیموا الصلوٰۃ میں واؤ محذوف ہے اگرچہ یہ علامت جمع مذکر ہے۔

اجوف یائی از ضَـرَبَ یَضْرِبُ اَلْبَیْعُ فروختن بَـاعَ یَبِیْـعُ بَیْـعًـا فھـو بَائِعٌ و بِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا فھو مَبِیْعٌ الامـر مـنـه بِـعْ والـنھی عنه لَاتَبِعْ الظرف منه مَبِیْعٌ والاٰلة منه مِبیعٌ مِبْیَعَةٌ و مِبْیَاعٌ وتثنیتھما مَبِیْـعَـانِ مِبْیَـعَـانِ والـجـمع منھما مَبَائِعُ مَبَائِیْعٌ افعل التفضیل منه اَبْیَعُ والمؤنث منه بُوْعٰی وتثنیتھما اَبْیَعَانِ و بُوْعَیَانِ والجمع منھما اَبْیَعُوْنَ و اَبَائِعُ و بُیَعٌ و بُوْعَیَاتٌ ظرف دریں باب ہمشکل مفعول گردیدہ چوں بقاعدۂ ۸ حرکت عین بفا دادند و در مفعول بعد نقل حرکت و حذف عین فا را کسرہ دادہ بسبب آں واو را یا کردند ظرف مَبِیْعٌ ست کہ دراصل مَبْیِعٌ بودہ و مفعول ہم مَبِیْعٌ کہ دراصل مَبْیُوْعٌ بود فعل ماضی معروف بَـاعَ بَـاعَا بَاعُوْا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا بقاعدۂ ۷ یا در بَاعَ تا آخر الف شدہ مابعد بَاعَتَا الف بالتقائے ساکنین افتادہ بسبب یائی بودن فاکلمہ کسرہ یافتہ اثبات فعل ماضی مجھول بِیْعَ بِیْعَا الخ بِیْعَ دراصل بُیِعَ بود بقاعدۂ ۹ کسرہ یا با دادند و یا در بِعْنَ تا آخر بالتقائے ساکنین بیفتاد

اجوف یائی از ضرب البیع بیچنا بـاع یبیـع الـخ اس باب میں ظرف اسم مفعول کی ہمشکل ہوگیا ہے کیونکہ جب بقاعدۂ ۸ عین کی حرکت فاء کو دیدی گئی اور مفعول میں حرکت نقل کرنے اور عین کو حذف کرنے کے بعد فاء کو کسرہ دیا تو اس کی وجہ سے واو کو یاء کردیا، ظرف بھی مبیعٌ ہے جو اصل میں مَبْیِعٌ تھا اور مفعول بھی مبیع ہے جو اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا۔ اثبات ماضی معروف: بَاعَ الخ۔ بَاعَ میں یاء قاعدہ نمبر ۷ سے الف ہوگئی بَـاعَتَـا کے بعد الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گرگیا اور یائی ہونے کی وجہ سے فاکلمہ مکسور ہو گیا۔ اثبات فعل ماضی مجھول بِیْـعَ الـخ بیع اصل میں بُیِعَ تھا قاعدہ نمبر ۹ سے یاء کا کسرہ باء کو دیا، اور بِـعْـنَ سے تا آخر یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے گرگئی۔

قوله ظرف دریں باب:۔ اس باب میں اسم ظرف اسم مفعول کے ہمشکل ہوگیا ہے مگر باعتبار اصل کے ہر دو میں فرق ہے، مَبِیْعٌ اسم ظرف اصل میں مَبْیِعٌ تھا جب عین کی حرکت بقاعدہ ۸ فاء کو دی تو مَبِیْعٌ ہوا اور مَبِیْعٌ اسم مفعول اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا، یاء حرف علت ضعیف پر ضمہ قوی ثقیل تھا، ماقبل کو دیکر یاء کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا، بعدہٗ فاکلمہ کو کسرہ دیا تاکہ حذف یاء پر دلالت کرے تو مَبِیْعٌ ہوا۔

قوله مابعد بَـاعَتَا :۔ مابعد سے بِـعْنَ مراد ہے جو اصل میں بَیَـعْنَ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح کو بقاعدہ ۷ الف کیا تو الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گرگیا بَعْنَ ہوا پھر باب کے یائی ہونے کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دیا تو بِعْنَ ہوا، آخر تک یہی عمل کیا گیا۔

اثبات فعل مضارع معروف یَبِیْعُ یَبِیْعَانِ تا آخر حرکت یا بقاعدۂ ۸ بما قبل رفتہ و یا در یَبِعْنَ و تَبِعْنَ بالتقائے ساکنین ساقط شدہ مضارع مجہول یُبَاعُ یُبَاعَانِ تا آخر برقیاس یُقَالُ یُقَالَانِ تا آخر نفی تاکید بلن لَنْ یَّبِیْعَ تا آخر لن یباع تا آخر تغیرے جدید ندارد نفی جحد بلم در فعل مضارع لَمْ یَبِعْ لَمْ یَبِیْعَا تا آخر لَمْ یُبَعْ لَمْ یُبَاعَا تا آخر در لم یَبِعْ و لم تَبِعْ ولم اَبِعْ و لم نَبِعْ یا در معروف والف در مجہول باجتماع ساکنین افتادہ در دیگر صیغ غیر ما وقع فی المضارع تغیرے نشدہ لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَبِیْعَنَّ تا آخر مجہول لَیُبَاعَنَّ تا آخر وہمچنیں نون خفیفہ امر حاضر معروف بِعْ بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ بِعْنَ بوضع قُلْ قُوْلَا اعلال باید کرد.................

اثبات فعل مضارع معروف یَبِیْعُ الخ ۔قاعدہ نمبر ۸ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دی اور یَبِعْنَ اور تَبِعْنَ میں یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔مضارع مجہول یُبَاعُ الخ، یُقَالُ کی طرح ہے۔نفی تاکید بلن :لَنْ یَّبِیْعَ الخ میں کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی۔نفی جحد بلم فعل مضارع میں لَمْ یَبِعْ الخ، لَمْ یَبِعْ اور لَمْ تَبِعْ اور لَمْ اَبِعْ اور لَمْ نَبِعْ میں معروف میں یاء اور مجہول میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے۔دوسرے صیغوں میں کوئی تغیر اس کے علاوہ جو مضارع میں ہوا، نہیں ہوا۔لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَبِیْعَنَّ الخ مجہول لَیُبَاعَنَّ الخ اور اسی طرح نون خفیفہ۔امر حاضر معروف بِعْ الخ قل قولا کی مانند تعلیل کر لینی چاہیے..........

قوله در یَبِعْنَ و تَبِعْنَ :۔ یعنی جمع مؤنث غائب وحاضر میں جب عین ساکن ہو گئی تو یاء التقائے ساکنین کے سبب ساقط ہو گئی اور عین یعنی لام کلمہ کے ساکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مسلسل چار حرکتیں ناپسند ہیں:

اجتماع اربع حرکات را ممنوع داں　　　چوں بود مُتَوَالِیْ اندر کلمہ یا حکم آں

قوله در لَمْ یَبِعْ :۔ان چار صیغوں کو معلوم و مجہول دونوں طرح پڑھیں، یعنی نفی جحد بلم معلوم کے ان صیغوں میں یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے اور مجہول میں الف گر گیا ہے، مثلاً یَبِیْعُ پر جب لم جازمہ داخل ہوا تو سکون عین کے بعد یاء اجتماع ساکنین سے گر گئی اور یُبَاعُ پر لم جازمہ داخل ہونے کے بعد الف اجتماع ساکنین سے گر گیا۔

فائدہ :۔علم الصیغہ مطبوعہ مکتبہ مجیدی کانپور میں لَمْ اَبِعْ کے بعد لَمْ نَبِعْ بھی ہے۔جس سے معلوم ہوا کہ جن نسخوں میں لَمْ نَبِعْ نہیں ہے وہ کتابت کی غلطی سے رہ گیا ہے۔

قوله غیر ما وقع فی المضارع:۔ یعنی لم داخل ہونے سے پہلے جو تغیر مضارع میں ہو چکا تھا اس کے علاوہ کوئی نیا تغیر واقع نہیں ہوا۔

قوله بوضع قُلْ قُوْلَا :۔ یعنی بِعْ تَبِیْعُ سے بنا ہے علامت مضارع حذف کی اور آخر میں وقف کیا تو یاء التقائے ساکنین سے گر گئی جس طرح کہ قُلْ میں واؤ ساقط ہو گیا ہے۔

امر حاضر معروف بانون ثقیلہ بِیْعَنَّ تا آخر دربِیْعَنَّ یا کہ دربِعْ بالتقائے ساکنین افتادہ بود بسبب مفتوح شدن عین باز آمدہ امر بالام ونہی مثل لَـمْ یَبِـعْ تا آخر ودر نون ثقیلہ وخفیفہ ایں ہا یائے محذوف باز آید بحث اسم فاعل بَـائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ تا آخر بقاعدۂ ۱۷ یا ہمزہ شد بحث اسم مفعول مَبِیْـعٌ مَبِیْعَانِ مَبِیْعُوْنَ مَبِیْعَةٌ مَبِیْعَتَانِ مَبِیْـعَـاتٌ اعلال مَبِیْعٌ مذکور شدہ وہمبریں نمط اعلال ہمہ صیغ مفعول ست اجوف واوی از سَـمِـعَ یَسْـمَـعُ اَلْخَوْفُ ترسیدن خَـافَ یَـخَافُ خَوْفًا فهو خَائِفٌ و خِيْفَ يُخَافُ خَوْفًا فهو مَخُوْفٌ الامر منه خَفْ و الـنهى عنه لَاتَخَفْ تا آخر ماضی معروف خَـافَ خَـافَـا خَافُوا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ تا آخر در خِفْنَ تا آخر بسبب کسرۂ عین فا کلمہ را بعد حذف عین کسرہ دادند باقی صیغ را اعلال بقواعد یکہ نوشتہ ایم..........

امر حاضر معروف با نون ثقیلہ بِیْـعَـنَّ تا آخر، یاء جو التقائے ساکنین کی وجہ سے بِعْ میں گر گئی تھی عین کے مفتوح ہو جانے کی وجہ سے بِیْـعَـنَّ میں واپس آ گئی، امر بالام اور نہی لَمْ یَبِعْ کی مثل ہیں آخر تک، انکے نون ثقیلہ وخفیفہ میں یائے محذوف لوٹ آئیگی۔ بحث اسم فاعل بائع الخ، قاعدہ نمبر ۱۷ سے یاء ہمزہ ہو گئی۔ بحث اسم مفعول مَبِیْعٌ الخ. مبیع کی تعلیل گذر چکی ہے، مفعول کے تمام صیغوں کی تعلیل اسی طرح ہے۔ اجوف واوی از سمع یسمع الخوف ڈرنا، خاف یخاف الخ ماضی معروف خـاف الخ خِفْنَ سے آخر تک میں کسرۂ عین کی وجہ سے حذفِ عین کے بعد فا کلمہ کو کسرہ دیا، باقی صیغوں کی تعلیل ان قواعد کے مطابق ہے جو ہم نے لکھ دیے ہیں......

قوله ودر نون ثقیلہ وخفیفہ ایں ہا:۔ یعنی امر بالام اور نہی مثلاً لِیَبِعْ اور لَاتَبِعْ میں نون داخل ہونے سے یائے محذوفہ واپس آجائے گی اور لِیَبِیْعَنَّ لِیَبِیْعَنْ اور لایبیعنّ اور لایبیعنْ بولا جائے گا اور یاء کے لوٹ آنے کی وجہ یہ ہے کہ ساکن ثانی جو لام کلمہ ہے متحرک ہو گیا ہے یعنی اب دو ساکن جمع نہیں ہیں۔

قوله در خِفْنَ تا آخر الخ:۔ خِفْنَ صیغہ جمع مؤنث سے آخر تک جب الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کیا گیا تو فاء کلمہ کو عین کے کسرہ کی وجہ سے کسرہ دیا گیا تا کہ مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اگر چہ فا کلمہ کو ضمہ دیا جاتا تو واؤ کی رعایت ہوتی اور یہ ضمہ باب کے واوی ہونے پر دلالت کرتا، مگر چونکہ باب کی رعایت واؤ کی رعایت سے اولیٰ تھی اس لیے باب کی رعایت میں فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا۔

قوله کسرہ دادند:۔ یعنی خِفْنَ میں حذفِ عین کے بعد فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا عین کے کسرہ کی وجہ سے کیونکہ یہ اصل میں خَوِفْنَ تھا، قانونچہ میں ہے: فاء ماضی مجرد بعد حذف عین خویش کسرہ می یابد گر از یاء بود یا از کسرہ پیش

یعنی حذفِ عین کے بعد ماضی مجرد کا فا کلمہ مکسور ہو جاتا ہے اگر باب یائی ہو یا فاء سے پہلے کسرہ ہو۔

ودرصرف قَالَ اعمال آں شدہ می باید برآوردودرمضارع آں کہ یَخَافُ یَخَافَانِ تا آخرست اعلال مثل یُقَالُ یُقَالَانِ تا آخرشدہ امر حاضر معروف خَفْ خَافَا خَافُوْا خَافِیْ خِفْنَ. خَفْ راازتَخَافُ ساختند بعد حذف تاچوں متحرک ماندہ آخرراوقف کردندالف بالتقائے ساکنین بیفتادخافا راازتخافان ساختند بعدحذف علامت مضارع نون اعرابی رابیفگندند صیغۂ تثنیہ امر حاضروجمع مذکرآں باصیغۂ تثنیہ مذکرغائب ماضی وجمع آں متحد شدہ امر حاضر بانون ثقیلہ خَافَنَّ تا آخرالف کہ درخف افتادہ بود بسبب نماندن اجتماع ساکنین بازآمدہ صیغ نہی ولم ولن ولام امر برزبان بایدآوردواعلال آں باصول محررہ تقریر باید کرد. **فائدہ:** صیغ امر اجوف راازصیغ مہموزعین کہ دراں بقاعدۂ سَلْ ہمزہ حذف شدہ ہمیں وضع امتیازباید کردکہ دراجوف غیر واحد مذکروجمع مؤنث بہمہ صیغہا عین باقی میماند ....

اور قَالَ کی گردان میں انکا اجراء ہو چکا ہے کر لینی چاہیے، اوراس کے مضارع میں جو کہ یخاف الخ ہے یقال الخ کی مانند تعلیل ہوئی ہے۔ امر حاضر معروف خَفْ الخ کوتَخَافُ سے بنایا، حذف تاء کے بعد متحرک تھا آخر میں وقف کیا توالف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا، خَافَا کوتَخَافَانِ سے بنایا علامت مضارع حذف کرنے کے بعد نون اعرابی کو حذف کر دیا۔ امر حاضر کا صیغہ تثنیہ و جمع مذکر ساتھ تثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی کے متحد ہو گیا۔ امر حاضر بانون ثقیلہ خَافَنَّ الخ. الف جوخَفْ میں ساقط ہو گیا تھا اجتماع ساکنین نہ رہنے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ نہی اور لم اور لن اور لام امر کے صیغے زبان پر لانے چاہئیں اور بیان کردہ قوانین کے مطابق انکی تعلیل کر لینی چاہیے۔ **فائدہ:** امر اجوف کے صیغوں کو مہموز عین کے صیغوں سے جن میں کہ قاعدۂ سَلْ سے ہمزہ حذف ہو گیا ہے اس طرح ممتاز کرنا چاہیے کہ اجوف میں واحد مذکر اور جمع مؤنث کے علاوہ تمام صیغوں میں عین باقی رہتی ہے............

قولہ صیغہ تثنیہ امر حاضر:۔ یعنی صیغہ تثنیہ امر حاضر، خَافَا اور جمع مذکر امر خَافُوْا ماضی کے ہمشکل ہو گئے ہیں کیونکہ ماضی کا تثنیہ خافا اور اس کا صیغہ جمع خَافُوْا ہے البتہ اصل کے لحاظ سے امر اور ماضی میں فرق ہے کہ ماضی کی اصل کچھ اور ہے اور امر کی اصل کچھ اور۔

قولہ فائدہ صیغ امر اجوف:۔ یہاں یہ **سوال** ہوتا ہے کہ مہموز عین کے امر حاضر سے جب ہمزہ حذف ہو گیا اور اجوف کے امر حاضر سے حرف علت تو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مہموز کا امر ہے اور یہ اجوف کا امر ہے؟ **جواب** یہ ہے کہ معتل العین اور مہموز العین کے امر میں دو وجہ سے فرق کیا جا سکتا ہے، اول اس طرح کہ معتل کے امر میں عین کلمہ صرف صیغہ واحد مذکر وجمع مؤنث میں حذف کیا جاتا ہے، برخلاف امر مہموز العین کے جس میں قاعدۂ سَلْ جاری ہوا ہے کہ اس کے تمام صیغوں میں ہمزہ حذف کیا جاتا ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ امر معتل العین میں نون ثقیلہ وخفیفہ کے لحوق سے عین کلمہ عود کر آتا ہے اور امر مہموز العین میں عود نہیں کرتا۔

چوں قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ و بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ و خَافَا خَافُوْا خَافِیْ ودرنون ثقیلہ وخفیفہ ہم عین باز آید چوں قُوْلَنَّ بِیْعَنَّ خَافَنَّ ودرمہموز عین درجمیع صیغ عین محذوف ماند چوں زِدَا زِدُوْا زِدِیْ و زِدَنَّ و سَلَا سَلُوْا سَلِیْ و سَلَنَّ اجوف یائی ازسمع النیل یافتن نَالَ یَنَالُ نَیْلًا الخ اعلالات جملہ صیغش بقیاس آنچہ بیان کردہ ایم میتواں کردو ہمچنیں از دیگر ابواب ثلاثی مجرد تصاریف وصیغ می باید برآورد اجوف واوی از باب اِفْتِعَال اَلِاقْتِیَادُ کشیدن اِقْتَادَ یَقْتَادُ اِقْتِیَادًا فھو مُقْتَادٌ و اُقْتِیْدَ یُقْتَادُ اِقْتِیَادًا فھو مُقْتَادٌ الامر منه اِقْتَدْ والنھی عنه لَاتَقْتَدْ الظرف منه مُقْتَادٌ اسم فاعل ومفعول بیک صورت شدہ لیکن اسم فاعل دراصل مُقْتَوِدٌ بود بکسر واو واسم مفعول مُقْتَوَدٌ بفتح واو وظرف ہم کہ ہموزن مفعول می باشد ہمبریں صورتست صیغۂ تثنیہ وجمع مذکر امر حاضر اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا باتثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی متحدست مگر اصل ماضی بفتح واوست واصل امر کہ از مضارع ساختہ شدہ بکسر واوست برآوردن اعلال دیگر صیغ دشوار نیست۔

جیسے قولا قولوا قُوْلِیْ اوربِیْعَا بیعوا بیعی اورخافا خافوا خافی. اورنون ثقیلہ وخفیفہ میں بھی عین واپس آجاتی ہے، جیسے قولنَّ بیعنّ خافن اورمہموز عین میں عین تمام صیغوں میں محذوف رہتی ہے جیسے زِدْ زِدَا الخ سَلْ سَلَا الخ ۔اجوف یائی ازسمع النیل پانا،اس کے تمام صیغوں کی تعلیلات اس کے مطابق کرنی چاہئیں جوہم نے بیان کردی ہیں۔اوراسیطرح باقی ابواب ثلاثی مجرد کی گردانیں اور صیغے لانے چاہئیں۔اجوف واوی ازباب افتعال الاقتیاد کھینچنااقتاد یقتاد الخ اسم فاعل اوراسم مفعول ایک جیسے ہوگئے ہیں لیکن اسم فاعل اصل میں مُقْتَوِدٌ تھاواو کے کسرہ سے اوراسم مفعول مُقْتَوَدٌ واو کے فتحہ کے ساتھ،اورظرف بھی جو کہ اسم مفعول کے ہم وزن ہوتا ہے اسی صورت پر ہے،امر حاضر کا صیغہ تثنیہ وجمع "اقتاد ، اقتادوا" تثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی سے متحد ہے لیکن اصل ماضی کا واو کے فتحہ سے ہے اورامر جو کہ مضارع سے بنایا ہوا ہے اس کا اصل بکسر واو ہے،باقی صیغوں کی تعلیل کرنا مشکل نہیں۔

قوله اسم فاعل ومفعول:۔اجوف واوی افتعال کا اسم فاعل واسم مفعول ایک جیسا ہوگیا ہے مگر اسم فاعل کا اصل مُقْتَوِدٌ بکسر واؤ اوراسم مفعول کا اصل مُقْتَوَدٌ بفتح واؤ ہے،اسم ظرف بھی مفعول کے ہمشکل اوراصل میں بفتح واؤ ہے کیونکہ غیر ثلاثی مجرد کا اسم ظرف مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ یعنی صیغہ ظرف بھی مُقْتَوَدٌ ہے جس کا واو متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف ہوگیا ہے اوران میں سے کسی ایک کا تعین قرینہ سے ہوگا۔

قوله واصل امر کہ ازمضارع:۔یعنی اقتادا صیغہ تثنیہ امر اوراقتادوا صیغہ جمع امر میں فرق یہ ہے کہ امر کی اصل بکسر واؤ ہے کیونکہ امر مضارع سے بنتا ہے اورمضارع بکسر واو ہے یعنی تَقْتَادُ اصل میں تَقْتَوِدُ تھا۔

اجوف یائی از باب اِفْتِعَالٌ اَلْاِخْتِیَارُ برگزیدن اِخْتَارَ یَخْتَارُ اِخْتِیَارًا الخ مثل اِقْتَادَ یَقْتَادُ اجوف واوی از باب استفعال اَلْاِسْتِقَامَةُ استوار شدن اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اِسْتِقَامَةً فهو مُسْتَقِیْمٌ الامر منه اِسْتَقِمْ والنهی عنه لَاتَسْتَقِمْ الظرف منه مُسْتَقَامٌ. اِسْتَقَامَ در اصل اِسْتَقْوَمَ بود بقاعدۂ ۸ حرکت واو بما قبل دادہ واو را الف کردند یَسْتَقِیْمُ در اصل یَسْتَقْوِمُ بود بعد نقل حرکت واو بما قبل واو بقاعدۂ ۳ یا شد اِسْتِقَامَةً در اصل علی ماهو المشهور اِسْتِقْوَامًا بود بعد اعمال قاعدۂ یقال الف بالتقائے ساکنین افتاد و تا در آخر برائے عوض افزودند اِسْتِقَامَةً شد مُسْتَقِیْمٌ در اصل مُسْتَقْوِمٌ بود مثل یَسْتَقِیْمُ دراں تعلیل کردند در امر و نہی و دیگر صیغ مضارع مجزوم عین بالتقائے ساکنین افتادہ و ہکذا در یَسْتَقِمْنَ و تَسْتَقِمْنَ و آں محذوف بوقت لحوق نون ثقیلہ و خفیفہ در امر و نہی باز آید اِسْتَقِیْمَنَّ و لَا تَسْتَقِیْمَنَّ گویند

اجوف یائی از باب افتعال الاختیار پسند کرنا، اختار یختار الخ اِقْتَادَ کی مثل۔ اجوف واوی از باب استفعال، الاستقامة سیدھا ہونا، استقام یستقیم الخ ،استقام اصل میں استقوم تھا قاعدہ نمبر آٹھ کے ساتھ واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو الف کیا، یستقیم اصل میں یستقوم تھا ماقبل کو حرکت منتقل کرنے کے بعد واو بقاعدہ نمبر تین یاء ہو گیا، استقامة اس کے مطابق جو مشہور ہے اصل میں استقواماً تھا، یقال کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور اس کے عوض آخر میں تاء بڑھائی تو اِسْتِقَامَةً ہوا۔ مُسْتَقِیْمٌ اصل میں مُسْتَقْوِمٌ تھا یستقیم کی مثل اس میں تعلیل کی، امر و نہی اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں میں عین التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی اور اسی طرح یَسْتَقِمْنَ اور تَسْتَقِمْنَ میں اور وہ محذوف امر اور نہی میں نون ثقیلہ و خفیفہ کے لحوق کے وقت واپس آ جاتا ہے اسْتقیمنّ اور لاتستقیمنّ کہتے ہیں۔

قوله استقامة :۔ استقامة مشہور قول کے مطابق اِسْتِقْوَامًا تھا یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرنے کے بعد الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا اور آخر میں تاء برائے عوض زائد کی گئی، اِسْتِقَامَةٌ ہوا، علی ماهو المشهور سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ بعض صرفیین کے نزدیک استقامة اصل میں اِسْتِقْوَمَةٌ تھا واو الف ہو گیا۔ سیبویہ کے نزدیک اس تاء کا حذف کرنا بھی جائز ہے کیونکہ تعویض امور جائزہ سے ہے اور اخفش کے نزدیک صرف مصدر مضاف کے آخر سے یہ تاء حذف کی جا سکتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ﴾ کیونکہ اضافت تاء کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

قوله وہکذا:۔ یعنی مضارع مجزوم کی مثل ان دو صیغوں میں بھی لام کلمہ ساکن ہونے کی وجہ سے عین کلمہ حذف ہو گیا ہے اور امر و نہی میں نون ثقیلہ و خفیفہ داخل ہونے سے عین کلمہ (محذوف) لوٹ آتا ہے جیسے اِسْتَقِیْمَنَّ و لَاتَسْتَقِیْمَنَّ کیونکہ اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا کہ میم اب نون کی وجہ سے مفتوح ہو گیا ہے

اجوف یائی از باب اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِخَارَۃُ طلب خیر کردن اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ تا آخر چوں اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ اجوف واوی از باب اِفْعَال اَقَامَ یُقِیْمُ اِقَامَۃً فھو مُقِیْمٌ و اُقِیْمَ یُقَامُ اِقَامَۃً فھو مُقَامٌ الامر منه اَقِمْ والنھی عنه لاتُقِمْ الظرف منه مُقَامٌ اعلالات صیغ ایں باب بعینہ اعلالات اِسْتَقَامَ یَسْتَقِیْمُ ہست۔

قسم چہارم درصرف ناقص ولفیف، ناقص واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَۃُ خواستن دَعَا یَدْعُوْ دُعَاءً و دَعْوَۃً فھو دَاعٍ و دُعِیَ یُدْعٰی دُعَاءً و دَعْوَۃً فھو مَدْعُوٌّ الامر منه اُدْعُ والنھی عنه لَاتَدْعُ الظرف منه مَدْعًی والاٰلة منه مِدْعًی ومِدْعَاۃٌ و مِدْعَاءٌ وتثنیتھما مَدْعَیَانِ و مِدْعَیَانِ والجمع منھما مَدَاعٍ و مَدَاعِیٌّ افعل التفضیل منه اَدْعٰی والمؤنث منه دُعْیٰ و تثنیتھما اَدْعَیَانِ و دُعْیَیَانِ والجمع منھما اَدَاعٍ و اَدْعَوْن و دُعًی و دُعْیَیَاتٌ. درمَدْعًی ظرف ومِدْعًی آلہ واو کہ بقاعدۂ ۷ الف شدہ بود بسبب اجتماع ساکنین با تنوین بیفتاد ....

اجوف یائی از باب استفعال الاستخارۃ خیر طلب کرنا، استخار الخ مثل استقام کے۔ اجوف واوی از باب افعال اقام یقیم الخ، اس باب کے صیغوں کی تعلیلات بعینہ استقام یستقیم کی تعلیلات کی مانند ہیں۔

قسم چہارم ناقص ولفیف کی گردانوں میں۔ ناقص واوی از باب نصر ینصر، الدعاء والدعوۃ بلانا، دَعَا یَدْعُوْ الخ، مَدْعًی ظرف اور مِدْعًی آلہ میں واو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا..

قولہ بعینہ اعلالات استقام:۔ مثلاً اَقَامَ دراصل اَقْوَمَ تھا، قاعدہ نمبر ۸ سے واؤ کی حرکت ماقبل کو دیکر واؤ کو الف کیا تو اقام ہوا۔

قولہ یُقِیْمُ:۔ یُقیم صیغہ مضارع معروف دراصل یُقْوِمُ تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ قاعدہ نمبر ۳ سے یاء ہوگیا، اِقَامَۃٌ مصدر اصل میں اِقْوَامٌ تھا واؤ کا فتحہ ماقبل کو منتقل کر کے واؤ کو الف کیا تو دو الف جمع ہوگئے ایک کو حذف کر دیا اور اس کے عوض آخر میں تاء لائے کیونکہ قاعدہ ہے کہ:

ہر واؤ جو ڈھوے مصدر وچ غیر التقاء تنوین　　　　بدلے اسدے تا انیندے آخر وچ یقین

قولہ از باب نصر:۔ ناقص یائی اور اجوف یائی باب نصر سے نہیں آتے اس لیے دونوں جگہ اس کا ذکر نہیں کیا۔

قولہ درمَدْعًی ظرف:۔ مَدْعًی اسم ظرف اصل میں مَدْعَوٌ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف ہوکر اجتماع ساکنین با تنوین کے سبب حذف ہوگیا اور تنوین ماقبل کی جانب منتقل ہوگئی تو مَدْعًی ہوا اسم آلہ میں بعینہ اسی طرح تعلیل ہوئی۔

واگر دریں ہر دو صیغہ بسبب الف ولام یا اضافت تنوین نباشد الف حذف نشود چوں اَلْـمَـدْعٰی وَالْمِدْعٰی و مَـدْعَـاکُمْ و مِدْعَاکُمْ و درمِدْعَاءٌ بقاعدۂ ۱۹ واو ہمزہ شدہ مثل دعاء مصدر در مَدَاعٍ جمع ظرف واَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل تعمیل قاعدۂ ۲۵ شدہ در مَـدْعَـیَـانِ و مِـدْعَیَانِ تثنیہ ظرف وآلہ واَدْعَیَانِ تثنیہ اسم تفضیل و مَدَاعِیُّ جمع آلہ واو بقاعدۂ ۲۰ ودر دُعْیٰی بقاعدۂ ۲۶ یا شدہ ودر دُعْیَیَانِ و دُعْیَیَاتٌ الف بقاعدۂ ۲۲ یا شدہ وہمچنیں ہر جا دریں ہر دو صیغہ اثبات فعل ماضی معروف دَعَـا دَعَـوَا دَعَـوْا دَعَــتْ دَعَتَـا دَعَوْنَ دَعَوْتَ دَعَـوْتُـمَـا دَعَـوْتُمْ دَعَوْتِ دَعَوْتُنَّ دَعَوْتُ دَعَوْنَا واو در دَعَا کہ در اصل دَعَوَ بود بقاعدۂ ۷ الف شد.

فـــائـدہ: ہر الف کہ بدل از واو باشد بصورت الف نوشتہ شود لہٰذا در دعا الف می نویسند و بدل از یا بصورت یا چوں رمٰی در دَعَوَا تثنیہ واو بسبب اتصال آں بالف تثنیہ سلامت ماندہ ودر دَعَوْا جمع الف بالتقائے ساکنین افتاد

اور اگر ان دو صیغوں میں الف لام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو الف حذف نہ ہوگا جیسے اَلْمَدْعٰی اور اَلْمِدْعٰی اور مَدْعَاکُمْ اور مِدْعَاکُمْ اور مِدْعَاءٌ اسم آلہ اصل میں مِدْعَاوٌ تھا واو بقاعدۂ ۱۹ ہمزہ ہو گیا جیسے کہ مصدر دُعَاءٌ میں، مَدَاعٍ جمع تکسیر اسم ظرف میں اور اَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل میں قاعدہ نمبر ۲۵ جاری ہوا ہے اور مَدْعَیَانِ تثنیہ ظرف اصل میں مَدْعَوَانِ تھا مِدْعَیَانِ تثنیہ آلہ اصل میں مِدْعَوَانِ تھا اَدْعَیَانِ تثنیہ اسم تفضیل اصل میں اَدْعَوَانِ تھا، ان تمام صیغوں میں واو بقاعدۂ ۲۰ یاء ہو گیا ہے اور مَدَاعِیُّ جمع آلہ اصل میں مَـدَعِیْوُ تھی، اس میں واو بقاعدہ ۲۰ یاء ہوا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا گیا۔ اور دُعْـیٰ میں واو بقاعدہ ۲۶ یاء ہو گیا ہے اور دُعْیَیَانِ و دُعْیَیَاتٌ میں الف بقاعدہ ۲۲ یاء ہو گیا۔ اور اسی طرح جہاں بھی یہ دو صیغے ہوں۔ اثبات ماضی معروف دَعَا الخ دَعَا کو اصل میں دَعَـوَ تھا اس میں واو ساتویں قاعدے سے الف ہو گیا ہے۔ **فـائـدہ:** جو الف واو سے مبدل ہو وہ بصورت الف لکھا جاتا ہے اس لیے دَعَـا میں الف لکھتے ہیں اور جو یاء سے مبدل ہو وہ بصورت یاء لکھا جاتا ہے جیسے رَمٰی ، دَعَوَا تثنیہ میں واو الف تثنیہ سے پہلے واقع ہونے کی وجہ سے باقی رہا، اور دَعَوْا جمع میں الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے..................

قولہ دُعْیَیَانِ و دُعْیَیَاتٌ :۔ یہ دونوں اسم تفضیل مؤنث کے صیغے ہیں اور دُعْـیٰ سے بنے ہیں، چونکہ تثنیہ وجمع مؤنث سالم کے الف سے قبل فتحہ ہونا ضروری ہے اور دُعْـیٰ کے آخر میں الف ہے جو حرکت کو قبول نہیں کرتا اس لیے دُعْـیٰ کے الف کو یاء سے بدل دیا گیا اور واو سے اس لیے نہیں بدلا کہ واو یاء کی بہ نسبت ثقیل ہے۔

قولہ وہمچنیں:۔ یعنی تثنیہ مؤنث وجمع مؤنث اسم تفضیل میں ہمیشہ یہی تعلیل ہوتی ہے خواہ وہ معتل ہوں یا صحیح جیسے ضربیان ضربیات.

ودر دَعَتْ دَعَتَا بسبب اتصال تائے تانیث وازدعون تا آخر جملہ صیغ بر اصل اند. اثبات فعل ماضی مجہول دُعِیَ دُعِیَا دُعُوْا دُعِیَتْ دُعِیَتَا دُعِیْنَ دُعِیْتَ دُعِیْتُمَا دُعِیْتُمْ دُعِیْتِ دُعِیْتُمَا دُعِیْتُنَّ دُعِیْتُ دُعِیْنَا در جمیع صیغ ایں بحث واو بقاعدۂ ۱۱ یا شدہ و در دُعُوْا جمع مذکر غائب یا بقاعدۂ ۱۰ بعد نقل حرکتش بما قبل حذف شدہ.

اثبات فعل مضارع معروف یَدْعُوْ یَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْ تَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْ تَدْعُوَانِ تَدْعُوْنَ تَدْعِیْنَ تَدْعُوَانِ تَدْعُوْنَ اَدْعُوْ نَدْعُوْ. صیغہائے تثنیہ مطلقاً وصیغہائے جمع مؤنث بر اصل اند و در یَدْعُوْ واخواتش واو بقاعدۂ ۱۰ ساکن شدہ و در ہر دو جمع مذکر و تَدْعِیْنَ بقاعدۂ مذکور حذف شدہ وصورت جمع مذکر و مؤنث دریں بحث یکے ست۔

اور دَعَت و دَعَتَا میں تائے تانیث کے اتصال کی وجہ سے، اور دَعَوْنَ سے آخر تک تمام صیغے اصل پر ہیں۔ اثبات فعل ماضی مجہول دُعِیَ الخ اس بحث کے تمام صیغوں میں واو قاعدہ نمبر گیارہ سے حذف ہوا ہے اور دَعُوْا جمع مذکر میں دسویں قاعدہ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اسے حذف کر دیا گیا۔ اثبات مضارع معروف یَدْعُوْ الخ تثنیہ کے صیغے مطلقاً اور جمع مؤنث کے صیغے اپنی اصل پر ہیں، یَدْعُوْ اور اس کے نظائر میں واؤ دسویں قاعدہ سے ساکن ہو گیا ہے اور دونوں جمع مذکر اور تَدْعِیْنَ میں۔ بقاعدۂ مذکورہ حذف ہو گیا ہے اور اس بحث میں جمع مذکر اور مؤنث کی صورت ایک جیسی ہو گئی ہے۔

قولہ ودر دَعَتْ :۔ یعنی دَعَتْ اصل میں دَعَوَتْ تھا واؤ الف ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور دَعَتَا صیغہ تثنیہ اصل میں دَعَوَتَا تھا یہاں بھی الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا کیونکہ تاء حکماً ساکن ہے یہ الف کا ماقبل ہونے کی وجہ سے عارضی طور پر متحرک ہو گئی ہے۔

فائدہ :۔ الف کو بصورت یاء لکھنے کے وقت کبھی یہ واضح نہیں ہو سکتا کہ یہ واؤ سے مبدل ہے یا یاء سے جیسے مَدْعَی میں لیکن اس التباس کو اس لیے نظر انداز کر دیا گیا کہ صیغہ تثنیہ سے یہ التباس ختم ہو جاتا ہے، یعنی مَدْعَیَانِ سے یہ واضح ہو گیا کہ الف یاء سے مبدل ہے۔

قولہ در جمیع صیغ ایں بحث:۔ یعنی ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے یاء ہو گیا ہے:

ہر واو جے واقع ہوے لام مقابل ماقبل مکسور بدل کریندے یا سنگ اسنوں واجب جان ضرور

اور دُعُوْا میں جو اصل میں دُعِیُوْا تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دی اور یاء واؤ ہو گئی پھر واؤ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے۔

قولہ ودر یدعو واخواتش:۔ یعنی یدعو، تدعو، ادعو اور ندعو میں واو دسویں قاعدہ سے ساکن ہو گیا، اور قاعدہ نمبر ۱۰ کی جزء الف یہ گذری ہے کہ لام فعل اگر واؤ یا یاء ہو تو وہ کسرہ اور ضمہ کے بعد یفعل وغیرہ میں ساکن ہو جاتا ہے، چونکہ یدعو اور اسکے اخوات میں واؤ لام فعل میں ضمہ کے بعد تھا لہٰذا وہ ساکن ہو گیا

اثبات فعل مضارع مجہول يُـدْعٰى يُـدْعَيَانِ يُدْعَوْنَ تُدْعٰى تُدْعَيَانِ يُدْعَيْنَ تُدْعَوْنَ تُدْعَيْنَ تُدْعَيْنَ اُدْعٰـى نُدْعٰى در جمیع ایں صیغہا واو بقاعدۂ ۲۰ یا شدہ بعدازاں بقاعدۂ ۷ الف شدہ در غیر تثنیہ وغیر جمع مؤنث وآں الف در يُـدْعَوْنَ و تُدْعَوْنَ و تُدْعَيْنَ واحد مؤنث حاضر بالتقائے ساکنین حذف شدہ وصورت واحد مؤنث حاضر وجمع مؤنث حاضر متحد شدہ تُدْعَيْنَ لیکن واحد دراصل تُدْعَوِيْنَ بود واو بقاعدۂ ۲۰ یا شدہ بعدازاں یا بقاعدہ ۷ الف شدہ بالتقائے ساکنین افتادہ وجمع مؤنث حاضر دراصل تُدْعَوْنَ بود واو یا شد وبس نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ يَّدْعُوَ لَنْ يَّدْعُوَا لَنْ يَّدْعُوْا لَنْ تَدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَا لَنْ يَّدْعُوْنَ لَنْ تَدْعُوْا لَنْ تَـدْعِيْ لَنْ تَـدْعُوْنَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَدْعُوَ دریں صیغ عمل لَنْ ہمچنانکہ در صحیح جاری میشود جاری شدہ تغیرے جز آنکہ در مضارع شدہ بود بظہور نیامدہ.

اثبات مضارع مجہول يُـدْعٰـى الخ ۔ مضارع مجہول کے تمام صیغوں میں واؤ بقاعدۂ ۲۰ یاء ہوکر صیغہ تثنیہ وجمع مؤنث کے علاوہ دیگر تمام صیغوں میں بقاعدۂ ۷ الف ہوگیا ہے اور وہ الف يُـدْعَوْنَ ، تُـدْعَوْنَ ، اور تُـدْعَيْـنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر میں التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے اور صیغہ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر صورۃً متحد ہوگئے ہیں لیکن واحد (تُـدْعَيْنَ) اصل میں تُدْعَوِيْنَ تھا واؤ بقاعدہ ۲۰ یاء ہوگیا اور یاء بقاعدہ ۷ الف ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی اور صیغہ جمع مؤنث حاضر اصل میں تُدْعَوْنَ تھا واؤ یاء ہوگیا صرف۔ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لن یدعو الخ صحیح میں جس طرح کہ لن کا عمل جاری ہوا ان میں بھی ہوا ہے اور بجز اُس تبدیلی کے جو مضارع میں ہوچکی ہے کوئی ظہور میں نہیں آئی۔

قوله در جمیع ایں صیغہا:۔ سوال: يُدْعٰى اور مضارع مجہول کے دیگر صیغوں میں اوّلاً واؤ کو یاء کیوں کیا گیا ہے پھر الف حالانکہ واؤ بھی الف ہوسکتا ہے کیونکہ اس میں شرائط قلب موجود ہیں۔

جواب:۔ چونکہ ان میں قلب کے دونوں قانون جاری ہوسکتے ہیں اس لیے پہلے واؤ کو یاء کیا پھر الف تاکہ دونوں پر عمل ہوسکے اور بحد امکان اعمال سے اہمال بہتر ہوتا ہے۔

قوله واؤ یاء شد:۔ قانونچہ میں ہے: واوٗ صاعد ازسوم جا فتح ماقبلش بود گر نباشد موجب قلب الف یا میشود

یعنی واو تیسری جگہ سے زائد ہو اس کا ماقبل مفتوح ہو اگر اس کے الف کرنے کا سبب موجود نہ ہو تو وہ یاء ہوجاتا ہے جیسے تُدْعَيْنَ جو تُدْعَوْنَ تھا۔

نفی تا کید بلن در فعل مستقبل مجہول لَنْ یُّدْعٰی لَنْ یُدْعَیَا لَنْ یُّدْعَوْا لَنْ تُدْعٰی لَنْ تُدْعَیَا لَنْ یُّدْعَیْنَ لَنْ تُدْعَوْا لَنْ تُدْعَیْ لَنْ تُدْعَیْنَ لَنْ اُدْعٰی لَنْ نُدْعٰی. دریُدْعٰی واخوات او بسبب بودن الف نصب لن ظاہر نشدہ و در باقی صیغ ہمچو صحیح عمل لن جاری شدہ تغیرے جدید رونمودہ. نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْا لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْنَ لَمْ تَدْعُوْا لَمْ تَدْعِیْ لَمْ تَدْعُوْنَ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ درمواقع جزم واو ساقط شدہ و در دیگر صیغ مثل صحیح عمل لم ظاہر شد تغیرے نیز و دہ مجہول لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا لَمْ یُدْعَوْا لَمْ تُدْعَ لَمْ تُدْعَیَا لَمْ یُدْعَیْنَ لَمْ تُدْعَوْا لَمْ تُدْعَیْ لَمْ تُدْعَیْنَ لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ درمواقع جزم الف حذف شدہ و بس بحث لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنَّ لَیَدْعُوَانِّ لَیَدْعُنَّ لَتَدْعُوَنَّ لَتَدْعُوَانِّ لَیَدْعُوْنَانِّ لَتَدْعُنَّ لَتَدْعِنَّ لَتَدْعُوَانِّ لَاَدْعُوَنَّ لَنَدْعُوَنَّ در صیغ مضارع ہمچنیکہ در صحیح از نون ثقیلہ تغیرات میشود ہموں طور اینجا شدہ و بس

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول لن یُّدْعٰی الخ، یُدْعٰی اور اس کے اخوات میں الف کی وجہ سے لن کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور باقی صیغوں میں صحیح کی مانند لن کا عمل جاری ہوا کوئی نیا تغیر ظاہر نہیں ہوا۔ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَدْعُ الخ ،مواقع جزم میں واؤ گر گیا ہے اور باقی صیغوں میں لم کا عمل صحیح کی مثل ظاہر ہوا ہے، کوئی نیا تغیر نہیں ہوا۔ مجہول لَمْ یُدْعَ الخ ،مواضع جزم میں صرف الف حذف ہو گیا ہے۔ بحث لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنَّ الخ مضارع کے صیغوں میں یہاں ویسی تبدیلی ہوئی جو نون ثقیلہ کی وجہ سے صحیح میں ہوتی ہے اور بس۔

قوله درمواقع جزم:۔ یعنی مضارع کے جن صیغوں میں لم جزم دیتا ہے، جحد معلوم میں ان صیغوں سے واؤ گر گیا ہے، قانونچہ میں ہے:

وقت امر و جزم حذف لیں لازم آمدہ — گاہ اثباتش شذوذاً با جوازم آمدہ

فائدہ: لفظ لین بکسر لام مصدر بمعنی نرمی ہے اس سے مراد حرف علت ہیں کیونکہ ان کے تلفظ میں نرمی ہوتی ہے اور ان حروف کو مدہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ ان سے کلام عرب میں آواز بلند ہوتی ہے یا یہ حروف امتدادِ حرکات سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے ان کو حروف مدہ بھی کہتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک حروف مدہ میں اصل الف ہے، واؤ اور یاء الف کی موافقت میں مدہ ہیں لیکن ابوبکر کے نزدیک مدہ میں اصل واؤ ہے پھر یاء پھر الف، اور بعض کے نزدیک کوئی بھی دوسرے کی فرع نہیں بلکہ تمام اصل ہیں۔

سوال:۔ جازم تو صرف ایک حرکت گراتا ہے اور حرف علت جو دو حرکتوں سے مرکب ہوتا ہے وہ جازم سے کیسے ساقط ہو گیا؟

جواب:۔ حرف علت کا ایک حصہ گرانا ممکن نہ تھا اور نہ ہی تمام کو باقی رکھنا کہ اس میں ابطالِ عمل ہے، لہٰذا بامر مجبوری تمام کو ساقط کیا گیا۔

قوله وبس:۔ البتہ جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث کے صیغوں میں نون ثقیلہ لاحق ہونے سے قبل جو تعلیل ہوئی تھی وہ باقی رہیگی اور باقی صیغوں میں وہ تعلیل باقی نہیں رہے گی۔

ومجہول لَیُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَانِّ لَیُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیَنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَیُدْعَیْنَانِّ لَتُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیِنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ. لَیُدْعَیَنَّ دراصل یُدْعٰی بود چوں لام تاکید دراول ونون ثقیلہ درآخر آوردند نون ثقیلہ فتحہ ماقبل خود خواست الف قابل حرکت نبود لہٰذا یا را کہ اصل الف بود واپس آوردند وفتحہ دادند لَیُدْعَیَنَّ شد وقس علیہ لَتُدْعَیَنَّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ. **سوال:** در لَنْ یُّدْعٰی چرا بسبب نصب یا را واپس نیاوردند کہ براں فتحہ ظاہر میشد. **جواب:** اگر یا را بازمی آوردند باز الف میشد چہ علت اعلال کہ تحرک یا وانفتاح ماقبل ست موجودست و در لَیُدْعَیَنَّ ودر اخواتش علت اعلال موجود نیست زیرا کہ اتصال نون ثقیلہ از موانع اجرائے قاعدۂ ےست. لَیُدْعَوُنَّ دراصل یُدْعَوْنَ بود بعد آوردن لام تاکید دراول ونون ثقیلہ درآخر وحذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو ونون ثقیلہ واو غیر مدہ بود آنرا ضمہ دادند وہمچنیں در لَتُدْعَوُنَّ ودر لَتُدْعَیِنَّ یا را کسرہ دادند.

فائدہ: حین اجتماع ساکنین اگر اول مدہ باشد آنرا حذف میکنند واگر غیر مدہ باشد واو را ضمہ میدہند ویا را کسرہ، مدہ حرف علت ساکن را گویند کہ حرکت ماقبل آں موافق باشد وغیر مدہ آنکہ چنیں نباشد.

اور مجہول لَیُدْعَیَنَّ الخ، لَیُدْعَیَنَّ دراصل یُدْعٰی تھا، جب لام تاکید اول میں اور نون ثقیلہ آخر میں لائے تو نون ثقیلہ نے ماقبل کا فتحہ چاہا اور الف قابل حرکت نہ تھا لہٰذا الف کی اصل یاء کو واپس لائے اور فتحہ دیا، لَیُدْعَیَنَّ ہوا، اس پر لَتُدْعَیَنَّ وغیرہ کو قیاس کرلو۔ سوال: لَنْ یُّدْعٰی میں نصب کی وجہ سے یاء کو واپس کیوں نہیں لائے کہ اس پر فتحہ ظاہر ہو؟ جواب: اگر یاء کو واپس لاتے تو وہ پھر الف ہو جاتی اس لیے کہ علت تعلیل جو کہ یاء کا متحرک ہونا اور ماقبل مفتوح ہونا ہے وہ موجود ہے، اور لَیُدْعَیَنَّ اور اس کے اخوات میں اعلال کی علت موجود نہیں ہے کیونکہ نون ثقیلہ کا اتصال، قاعدہ نمبر ے کے اجراء کے موانع میں سے ہے۔ لَیُدْعَوُنَّ اصل میں یُدْعَوْنَ تھا لام تاکید اول میں اور نون ثقیلہ آخر میں لانے سے اور نون اعرابی کے حذف سے واو اور نون ثقیلہ کے مابین اجتماع ساکنین ہوا واؤ غیر مدہ تھا اس کو ضمہ دیا اور یاء کو کسرہ دیا، مدہ حرف علت ساکن کو کہتے ہیں جس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو، اور غیر مدہ وہ ہے جو اس طرح نہ ہو۔

قولہ وحذف نون اعرابی: یعنی نون اعرابی نون تاکید کی وجہ سے حذف ہوگیا تو دو ساکن جمع ہوگئے واؤ اور نون ثقیلہ:

نون تاکیدی وحرف جازم وناصب رود　　برمضارع نون اعرابی برافتادہ شود

قولہ فائدہ: جب دو ساکن جمع ہوں اور انکا اوّل مدہ ہو تو اس کو حذف کرتے ہیں اور اگر مدہ نہ ہو تو واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیتے ہیں:

حرف مدہ گر نمی دانی　　گویمت یاد کن بآسانی　　حرف علت چوں شود باسکاں　　حرکت ماقبل موافق داں

لام تاکید بانون خفیفہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنْ لَیَدْعُنْ لَتَدْعُوَنْ لَتَدْعُنْ لَتَدْعِنْ لَاَدْعُوَنْ لَنَدْعُوَنْ مجھول لَیُدْعَیَنْ لَیُدْعَوُنْ لَتُدْعَیَنْ لَتُدْعَوُنْ لَتُدْعَیِنْ لَاُدْعَیَنْ لَنُدْعَیَنْ. امر حاضر معروف :اُدْعُ اُدْعُوَا اُدْعُوْا اُدْعِیْ اُدْعُوْنَ .واو در اُدْعُ بسبب سکون وقفی حذف شدہ و دیگر صیغ از مضارع ہمبراں نمط ساختہ شدہ اند کہ در صحیح ساختہ بودند امر غائب و متکلم معروف لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُ لِتَدْعُوَا لِیَدْعُوْنَ لِاَدْعُ لِنَدْعُ امر مجھول لِیُدْعَ لِیُدْعَیَا تا آخر مانند لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا تا آخر. امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اُدْعُوَنَّ اُدْعُوَانِّ اُدْعُنَّ اُدْعِنَّ اُدْعُوْنَانِّ بعد آوردن نون ثقیلہ در اُدْعُ واو محذوف را کہ بسبب وقف حذف شدہ بود و حالا وقف نماندہ باز آوردند و فتحہ دادند و در دیگر صیغ حسبِ معمول تغیرات کردند. امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَدْعُوَنَّ لِیَدْعُوَانِّ لِیَدْعُنَّ لِتَدْعُوَنَّ لِتَدْعُوَانِّ لِیَدْعُوْنَانِّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ. در لِیَدْعُوَنَّ واخواتش واو کہ بسبب جزم افتادہ بود باز آمدہ مفتوح شدہ دیگر ہمہ حسبِ معمول ست امر مجھول بانون ثقیلہ لِیُدْعَیَنَّ تا آخر بصورت مضارع مجھول بانون ثقیلہ است سوائے اینکہ لام ایں مکسور ست ولام مضارع مفتوح.

لام تاکید بانون خفیفہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنْ الخ مجھول لَیُدْعَوَنْ الخ امر حاضر معروف اُدْعُ الخ ، اُدْعُ میں واؤ سکون وقفی کے سبب حذف ہو گیا دوسرے صیغے مضارع سے اسی طریقہ پر لیے گئے ہیں جس پر صحیح میں بنائے گئے تھے. امر غائب و متکلم معروف لِیَدْعُ الخ ، لم یدع کی مثل. امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اُدْعُوَنَّ الخ ، اُدْعُ میں نون ثقیلہ لانے کے بعد واؤ کو جو وقف کے سبب حذف ہو گیا تھا اور اب وقف نہیں رہا واپس لائے اور فتحہ دیا اور باقی صیغوں میں حسبِ معمول تغیر کیا. امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیلہ لیدعونّ الخ لِیَدْعُوَنَّ اور اس کے اخوات میں واؤ جو کہ جزم کی وجہ سے گر گیا تھا واپس آ گیا دوسرے تمام صیغے معمول پر ہیں امر مجھول لیدعینّ الخ مضارع مجھول بانون ثقیلہ کی مثل ہے سوائے اس کے کہ اس کا لام مکسور ہے اور مضارع کا لام مفتوح ہے

قولہ حالا وقف نماندہ:۔ وقف کے باقی نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وقف آخر میں ہوتا ہے اور نون ثقیلہ کے اتصال کے بعد آخر کلمہ وسط کے حکم میں ہو جاتا ہے جس پر وقف نہیں ہو سکتا اور وقف نہ رہا تو حرف علت جو وقف کی وجہ سے ساقط ہو گیا تھا وہ واپس آ گیا اور نون کا ماقبل ہونے کی وجہ سے مفتوح تو اُدْعُ سے اُدْعُوَنَّ ہوا۔

در لَیُدْعَیَنَّ واخوات او بسبب انعدام جزم یارا کہ اصل الف محذوف بود باز آوردند چرا کہ الف قابل فتحہ کہ نون ثقیلہ آنرا میخواہد نبود نون خفیفہ جمیع صیغ امر بقیاس نون ثقیلہ میتواں دریافت نہی معروف لَایَدْعُ لَایَدْعُوَا لَایَدْعُوْا لَاتَدْعُ لَاتَدْعُوَا لَایَدْعُوْنَ لَاتَدْعُوْا لَاتَدْعِیْ لَاتَدْعُوْنَ لَاأَدْعُ لَانَدْعُ بوضع لَمْ یَدْعُ تا آخر نہی مجہول بقیاس لَمْ یُدْعَ تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَدْعُوَنَّ لَایَدْعُوَانِ تا آخر مجہول لَایُدْعَیَنَّ لَایُدْعَیَانِ تا آخر بقیاس امر بانون ثقیلہ نون خفیفہ راہمبریں قیاس می باید برآورد. بحث اسم فاعل دَاعٍ دَاعِیَانِ دَاعُوْنَ دَاعِیَةٌ دَاعِیَتَانِ دَاعِیَاتٌ دریں ہمہ صیغ واو بقاعدہ ۱۱ یا شدہ و در داعٍ بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ بسبب اجتماع ساکنین حذف گردیدہ

لِیُدْعَیَنَّ اور اس کے اخوات میں جزم نہ ہونے کیوجہ سے الف محذوفہ کی اصل جو کہ یاء ہے واپس لائے اس لیے کہ الف قابل فتحہ نہیں ہے جس کو نون ثقیلہ چاہتا ہے، نون خفیفہ کو امر کے تمام صیغوں میں نون ثقیلہ کے مانند جاننا چاہیے، نہی معروف لایدع الخ لم یدع الخ کی مثل ہے۔ نہی مجہول لم یُدْعَ مجہول کی مثل ہے، نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَدْعُوَنَّ الخ. مجہول لَایُدْعَیَنَّ الخ امر بانون ثقیلہ کی مثل ہے. نون خفیفہ اسی طرز پر نکال لینا چاہیے۔ بحث اسم فاعل، دَاعٍ الخ ،ان تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ ۱۱ یاء ہو گیا ہے، اور دَاعٍ میں قاعدہ نمبر ۱۰ سے ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے..............................

قولہ نون ثقیلہ آں را می خواہد:۔ نون ثقیلہ کے اول اگر ضمہ نہ ہو تو ماقبل کا فتح چاہتا ہے جیسا کہ قانونچہ میں ہے:

نون تاکیدی بہ پیش خود کند فتح اقتضاء ۔۔۔ غیر جائے کہ اول اولیں مضمر یافت جاء

چونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا لہٰذا الف کے اصل یعنی یاء کو واپس لا کر فتحہ دیا تو لِیُدْعَیَنَّ ہوا۔

فائدہ :۔الف محذوفہ کی اصل یاء ہے اور واؤ یاء کی اصل ہے یعنی واؤ اصل الاصل ہے اور اس اصل الاصل کو اس لیے واپس نہیں لائے کہ اگر اسکو واپس لاتے تو وہ قاعدہ نمبر ۲۰ سے یاء ہو جاتا تو اس کے واپس لانے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لہٰذا الف کی اصل یاء واپس لائے۔

قولہ بوضع لم یَدَعْ :۔یعنی لم جازمہ کی مثل لائے نہی نے آخر سے حرف علت کو گرادیا قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

ہر حرف علت دا ساکن آخر فعل مضارع آوے ۔۔۔ وقت دخول جوازم واجب حذف کیتا جاوے

قولہ دریں ہمہ صیغ:۔ اسم فاعل کی پوری بحث میں قاعدہ نمبر ۲۰ بھی جاری ہو سکتا ہے مگر قاعدہ نمبر ۱۱ راجح ہے اسی لیے صرفیین نے اس میں قاعدہ نمبر ۱۱ جاری کیا ہے نہ قاعدہ نمبر ۲۰، چنانچہ صاحب ''مفتاح الشافیہ'' دُعِیَ ، رُمِیَ اور اَلْغَازِیْ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ تینوں قسم اول کی مثالیں ہیں یعنی اس واؤ کی جو لام کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہو کر یاء ہو جاتا ہے اور بعض نے قاعدہ نمبر ۲۰ کو واؤ ماقبل مفتوح کے ساتھ خاص کر دیا ہے جیسا کہ دستور المبتدی میں ہے کہ جو واؤ کلمہ میں تیسری جگہ ہو جب رابع یا زائد ہو جائے اور اس کا ماقبل مفتوح ہو تو یاء ہو جاتا ہے۔

اگر بریں صیغہ الف ولام آید یا بسبب اضافت براں تنوین نیاید صرف بر اسکانِ یا اکتفا کنند وحذف نشود چوں اَلدَّاعِیْ و دَاعِیْکُمْ ودر اَلدَّاعِیْ گاہے حذف یا ہم آمدہ چنانچہ در قولہ تعالیٰ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ وایں ہمہ در حالت رفع وجرست ودر حالت نصب دَاعِیًا وَالدَّاعِیَ و دَاعِیَکُمْ گویند بحث اسم مفعول مَدْعُوٌّ مَدْعُوَّانِ مَدْعُوُّوْنَ مَدْعُوَّةٌ مَدْعُوَّتَانِ مَدْعُوَّاتٌ دریں صیغ واو مفعول در واو لام فعل ادغام یافتہ وبس.

اگر اس صیغہ پر الف لام آجائے یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ آئے تو یاء کے ساکن کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں اور یاء حذف نہیں ہوتی، جیسے الداعی اور داعیکم اور الداعی میں کبھی حذف یاء بھی آیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان "یوم یدع الداع". اور یہ تمام حالت رفع وجر میں ہے اور حالت نصب میں داعیًا اور الدَّاعیَ اور دَاعِیَکُمْ کہیں گے۔ بحث اسم مفعول مَدْعُوٌّ الخ ان تمام صیغوں میں صرف واؤ مفعول واؤ لام کلمہ میں ادغام ہوگیا ہے۔

قولہ اگر بریں صیغہ:۔ یعنی جس صیغہ کے آخر سے یاء اجتماع ساکنین یا تنوین کے سبب گرگئی ہے اگر اس پر لام داخل ہوجائے یا اسکی اضافت کردی جائے تو یاء حذف نہیں ہوتی بلکہ ساکن ہوجاتی ہے اور چونکہ تنوین باقی نہیں رہی تو التقائے ساکنین بھی نہ رہا، اور حذف تنوین کی وجہ یہ ہے کہ:

الف لام جے داخل آوے یا اضافت آوے　　　تنویناں دا نون وجوبا حذف کیتا جاوے

قولہ دریں صیغ:۔ یعنی مفعول کے تمام صیغوں میں ادغام ہے مثلاً مَدْعُوٌّ دراصل مَدْعُوْوٌ تھا دو واؤ جمع ہوگئے پہلا ساکن دوسرا متحرک ہے اول کو ثانی میں ادغام کردیا اسی طرح باقی صیغے ہیں:

ور باول نیست پس گر اولیں ساکن بود　　　دوم متحرک در بنجا مطلقاً واجب شود

یعنی اگر متجانسین اول کلمہ میں نہ ہوں پس اگر اول ساکن اور ثانی متحرک ہو تو ادغام مطلقاً واجب ہے۔

فائدہ :۔قوافی اور فواصل کی رعایت میں اسم فاعل کے آخر سے حذف یاء بھی روا ہے جیسے یوم یدع الداع اور الکبیر المتعال میں یاء کو حذف کردیا گیا ہے یہ فواصل کی مثال ہے اور فعل کے لام کلمہ سے حذف یاء بھی جائز ہے جیسے واللیل اذا یسر جو اصل میں یَسْرِیْ تھا:

آخر کلمہ چوں واؤ اولیٰ مدہ یافت جا　　　در قوافی وفواصل حذف او آمد روا

علامہ رضی کہتے ہیں کہ اسم منقوص کے آخر سے حذف یاء احسن ہے فعل کے آخر سے حذف کرنے کی نسبت، تاہم جواز میں برابر ہے۔

ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ الرَّمْیُ تیر انداختن رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا فھو رَامٍ و رُمِیَ یُرْمٰی رَمْیًا فھو مَرْمِیٌّ الامر منه اِرْمِ والنھی عنه لَاتَرْمِ الظرف منه مَرْمًی والاٰلة منه مِرْمًی مِرْمَاةٌ مِرْمَاءٌ وتثنیتھما مَرْمَیَانِ و مِرْمَیَانِ والجمع منھما مَرَامٍ و مَرَامِیٌّ افعل التفضیل منه اَرْمٰی والمؤنث منه رُمْیٰ وتثنیتھما اَرْمَیَانِ و رُمْیَیَانِ والجمع منھما اَرَامٍ و اَرْمَوْنَ و رُمًی و رُمْیَیَاتٌ. ظرف ازیں باب باوصف کسر عین مضارع مفتوح العین آمده بقاعده که نوشته ایم که از ناقص مطلقاً ظرف مفتوح العین آید و یائی آں الف شده بسبب اجتماع ساکنین باتنوین افتاده وہمچنیں در مِرْمًی آله و بوقت عدم تنوین الف باقی ماند چوں اَلْمَرْمٰی و مَرْمَاکُمْ مَرَامٍ جمع ظرف و اَرَامٍ جمع تفضیل که دراصل مرامی و ارامیّ بوده باعمال قاعدۂ ۲۵ مَرَامٍ و اَرَامٍ شده دراَرْمٰی یا بقاعدۂ ۷ الف شده رُمْیٰ مؤنث و ہر دو تثنیه بر اصل اند و ہمچنیں رُمْیَیَاتٌ در رُمًی جمع تکسیر رُمْیٰ یا الف شده باجتماع ساکنین باتنوین افتاده. اثبات فعل ماضی معروف رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنَ رَمَیْتَ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُمْ رَمَیْتِ رَمَیْتُنَّ رَمَیْتُ رَمَیْنَا.

ناقص یائی از باب ضرب یضرب، الرّمی، تیر پھینکنا، رَمٰی یَرْمِیْ الخ. اس باب میں ظرف مضارع مکسور العین ہونے کے باوجود بفتح عین آیا ہے، اس قاعدہ سے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ناقص سے ظرف مطلقاً مفتوح العین آتا ہے اور ظرف (مَرْمًی) کی یاء الف ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے ایسے ہی اسم آلہ (مِرْمًی) میں اور تنوین نہ ہونے کے وقت الف باقی رہتا ہے جیسے اَلْمَرْمٰی و مَرْمَاکُمْ. ظرف کی جمع مَرَام اور اسم تفضیل کی جمع ارام جو کہ اصل میں مرامیّ اور ارامیّ تھے قاعدہ نمبر ۲۵ جاری کرنے کی وجہ سے مرامٍ اور ارامٍ ہوگئے۔ اَرْمٰی میں یاء بقاعدہ سات الف ہوگئی، رُمْیٰ مؤنث اور دونوں تثنیہ اصل پر ہیں، ایسے ہی رُمْیَیَاتٌ اصل پر ہے، رُمْیٰ کی جمع تکسیر رُمًی میں یاء الف ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے گر گئی۔ اثبات فعل ماضی معروف رَمٰی الخ

قوله رُمْیٰ مؤنث:۔ یعنی اسم تفضیل مؤنث رُمْیٰ بروزن فُعْلٰی اور مذکر و مؤنث کے تثنیہ یعنی اَرْمَیَانِ اور رُمْیَیَانِ میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی وہ اپنے اصل پر ہیں، اور جمع مؤنث رُمْیَیَاتٌ بھی اپنے اصل پر ہے کیونکہ مانع یعنی الف سے پہلے ہونا تینوں میں موجود ہے اور رُمْیَیَانِ اور رُمْیَیَاتٌ میں پہلی یاء کا ماقبل متحرک نہیں ہے۔

دررَمَوْ اورَمَتْ ورَمتایابقاعدۂ۷الف شدہ درغیر رَمٰی بالتقائے ساکنین باتائے تانیث حذف گردیدہ دیگر ہمہ صیغ براصل اند.اثبات فعل ماضی مجہول رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا رُمِیَتْ تا آخر درجمیع ایں صیغ درغیر رُمُوْا کہ بقاعدۂ۱۰ حرکت یا بماقبل رفتہ یاحذف شدہ ہیچ یک تعلیل نشدہ اثبات فعل مضارع معروف یَرْمِیْ یَرْمِیَانِ یَرْمُوْنَ تَرْمِیْ تَرْمِیَانِ یَرْمِیْنَ تَرْمُوْنَ تَرْمِیْنَ اَرْمِیْ نَرْمِیْ. دریَرْمِیْ وتَرْمِیْ و اَرْمِیْ و نَرْمِیْ یابقاعدۂ۱۰ ساکن شدہ و دریَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِیْنَ بقاعدۂ مذکورحذف شدہ باقی صیغ یعنی تثنیہ ہاوہردوجمع مؤنث براصل ست و صورت واحد مؤنث حاضر بعد حذف یامثل جمع مؤنث حاضر یعنی تَرْمِیْنَ شد.مجہول یُرْمٰی یُرْمَیَانِ یُرْمَوْنَ تُرْمٰی تُرْمَیَانِ یُرْمَیْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَیْنَ اُرْمٰی نُرْمٰی تثنیہ ہاوہردوجمع مؤنث براصل اندودرباقی صیغ یا بقاعدۂ۷الف شدہ درمواقع اجتماع ساکنین یعنی یُرْمَوْنَ و تُرْمَوْنَ و تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضرحذف شدہ.

رَمٰی ، رَمَوْا اور رَمَتْ اور رَمَتَا میں یاء ساتویں قاعدہ سے الف بن کر رَمٰی کے غیر میں اجتماع ساکنین باتائے تانیث کے ساتھ گر گئی ہے باقی صیغے اصل پر ہیں۔اثبات ماضی مجہول رُمِیَ الخ رُمُوْا کے علاوہ کہ جس کی یاء کی حرکت قاعدہ نمبر دس کے ساتھ ماقبل کو چلی گئی ہے اور یاء حذف ہوگئی ہے دوسرے کسی صیغہ میں تعلیل نہیں ہوئی۔اثبات مضارع معروف یَرْمِیْ الخ، یَرْمِیْ اور تَرْمِیْ اور اَرْمِیْ اور نَرْمِیْ میں یاء دسویں قاعدہ سے حذف ہوگئی اور یَرْمُوْنَ وتَرْمُوْنَ ،اور تَرْمِیْنَ میں بھی اسی قاعدہ سے حذف ہوگئی ہے باقی صیغے یعنی تثنیہ کے اور دونوں جمع مؤنث اصل پر ہیں،اور حذف یاء کے بعد واحد مؤنث کی صورت جمع مؤنث حاضر کی مثل ہوگئی ہے یعنی تَرْمِیْنَ ہوگیا ہے۔مجہول یُرْمٰی الخ. تثنیہ اور دونوں جمع کے صیغے اصل پر ہیں اور باقی صیغوں میں یاء ساتویں قاعدہ سے الف ہوکر جزم کے مواضع یعنی یُرْمَوْنَ اور تُرْمَوْنَ اور تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں حذف ہوگئی ہے۔

قولہ درغیر رَمٰی :۔یعنی رَمٰی میں تو یاء الف ہوکر باقی ہے مگر رَمَوْا میں الف التقائے ساکنین باواؤ اور رَمَتْ و رَمَتَا میں اجتماع ساکنین باتائے تانیث کے باعث گر گیا ہے کیونکہ رَمَتَا میں تاء پر حرکت عارضی ہے جس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

قولہ وصورت واحد مؤنث:۔یعنی صیغہ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث ایک جیسے یعنی تَرْمِیْنَ ہوگئے لیکن اصل کے اعتبار سے ان میں فرق ہے وہ یہ کہ واحد مؤنث اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا اور جمع مؤنث اپنی اصل پر ہے۔

قولہ یُرْمَوْنَ :۔یعنی یُرْمَوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب جو اصل میں یُرْمَیُوْنَ تھا اور تُرْمَوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر جو اصل میں تُرْمَیُوْنَ تھا اور تُرْمَیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر جو اصل میں تُرْمَیِیْنَ تھا ان میں یاء متحرک ماقبل مفتوح الف ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگئی ہے

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّرْمِیَ لَنْ یَّرْمِیَا لَنْ یَّرْمُوْا تا آخر جز عملیکہ لن میکند تغیرے در صیغ حادث نشدہ. مجہول لَنْ یُّرْمٰی لَنْ یُّرْمَیَا تا آخر جز اینکہ در یُرْمٰی و تُرْمٰی و اُرْمٰی و نُرْمٰی عمل لن بسبب الف ظاہر نشدہ در ہیچ صیغہ تغیرے جدید بظہور نرسیدہ. نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَرْمِ لَمْ یَرْمِیَا لَمْ یَرْمُوْا لَمْ تَرْمِ لَمْ تَرْمِیَا لَمْ یَرْمِیْنَ لَمْ تَرْمُوْا لَمْ تَرْمِیْ لَمْ تَرْمِیْنَ لَمْ اَرْمِ لَمْ نَرْمِ در مواقع جزم یا ساقط شدہ ودر دیگر صیغ عمل لم بطور صحیح ظہور پذیرفتہ. مجہول لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا تا آخر حال آں مثل معروف ست لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَرْمِیَنَّ لَیَرْمِیَانِّ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمِیَنَّ لَتَرْمِیَانِّ لَیَرْمِیْنَانِّ لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ لَتَرْمِیْنَانِّ لَاَرْمِیَنَّ لَنَرْمِیَنَّ برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر بعد اعلال ہچکہ مضارع ماندہ بود بر آں مثل صحیح تغیرات شدہ. مجہول لَیُرْمَیَنَّ لَیُرْمَیَانِّ لَیُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیَنَّ لَتُرْمَیَانِّ لَیُرْمَیْنَانِّ لَتُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیِنَّ لَتُرْمَیْنَانِّ لَاُرْمَیَنَّ لَنُرْمَیَنَّ برقیاس لَیُدْعَیَنَّ تا آخر نون خفیفہ معروف ومجہول ہمبریں نمط. امر حاضر معروف اِرْمِ اِرْمِیَا اِرْمُوْا اِرْمِیْ اِرْمِیْنَ در صیغہ واحد مذکر حاضر یا بسبب وقف افتادہ ودیگر صیغہا از مضارع حسب دستور ساختہ اند.

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لن یَّرْمِیَ الخ. سوائے اس عمل کے جو لَنْ کرتا ہے ان صیغوں میں کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی. مجہول لن یُّرْمٰی الخ. بجز اس کے کہ یُرْمٰی اور تُرْمٰی اور اُرْمٰی اور نُرْمٰی میں لن کا عمل الف کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا کوئی نئی تبدیلی سامنے نہیں آئی نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لم یَرْمِ الخ. مواقع جزم میں یاء ساقط ہوگئی ہے اور باقی صیغوں میں لم کا عمل صحیح کی مانند ظاہر ہوا ہے مجہول لم یُرْمَ الخ اس کا حال معروف کی مثل ہے. لام تاکید بانون ثقیلہ مستقبل معروف میں لَیَرْمِیَنَّ الخ لیضربنّ کے مطابق. اعلال کے بعد مضارع جس طرح کہ رہ گیا تھا اس پر صحیح کی مثل تغیرات ہوئے. مجہول لَیُرْمَیَنَّ مثل لَیُدْعَیَنَّ کے آخر تک. نون خفیفہ معلوم ومجہول اسی طریقہ پر ہے. امر حاضر معروف اِرْمِ الخ صیغہ واحد مذکر حاضر میں یاء وقف کی وجہ سے گرگئی باقی صیغے مضارع سے حسب دستور بنائے گئے ہیں.

قولہ یاء ساقط شدہ:۔ کیونکہ حالت جزم ووقف میں پانچ صیغوں میں حرف علت آخر سے ساقط ہوجاتا ہے قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:

ہر حرف علت داساکن آخر فعل مضارع آوے — وقت دخول جوازم واجب حذف کیتا جاوے

امر حاضر معلوم بناون تاں بھی حذف کریندے — اُدْعُ اِرْمِ لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ مثل مریندے

سوال: چوں اِرْمُوْا رااز تَرْمُوْنَ ساختند بعد حذف علامت مضارع بسبب سکون مابعد آں ہرگاہ ہمزۂ وصل آوردند بایستی ہمزۂ مضموم آرند زیرا کہ عین کلمہ مضموم ست. **جواب:** اگرچہ عین کلمہ فی الحال در تَرْمُوْنَ مضموم ست لیکن دراصل مکسور ست چہ اصلش تَرْمِیُوْنَ بودہ وہمزہ وصل باعتبار حرکت اصل می آرند وہمیں جہت در اُدْعِیْ کہ از تَدْعِیْنَ ساختہ شدہ ہمزہ وصل مضموم آوردند امر غائب ومتکلم معروف لِیَرْمِ لِیَرْمِیَا لِیَرْمُوْا لِتَرْمِ لِتَرْمِیَا لِیَرْمِیْنَ لِاَرْمِ لِنَرْمِ امر مجہول لِیُرْمَ لِیُرْمَیَا برقیاس لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا تا آخر بودہ است وہمچنیں نہی معروف چوں لَایَرْمِ لَایَرْمِیَا تا آخر ونہی مجہول چوں لَایُرْمَ تا آخر نون ثقیلہ وخفیفہ چوں درامر ونہی درآید حرف علت محذوف باز آمدہ مفتوح گردد ودر دیگر صیغ تغیرے زائد غیر مافی الصحیح نشود امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اِرْمِیَنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمُنَّ تا آخر امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَرْمِیَنَّ لِیَرْمِیَانِّ تا آخر مجہول بانون ثقیلہ لِیُرْمَیَنَّ تا آخر.

سوال: جب اِرْمُوْا کو تَرْمُوْنَ سے بنایا علامت مضارع حذف کر کے سکون مابعد کے سبب سے ہمزہ وصلی لائے تو چاہیے تھا کہ ہمزہ مضموم لاتے کیونکہ عین کلمہ مضموم ہے. جواب: اگرچہ عین کلمہ فی الحال تَرْمُوْنَ میں مضموم ہے لیکن اصل میں مکسور ہے کیونکہ اصل میں تَرْمِیُوْنَ ہے ہمزۂ وصل حرکت اصلی کے اعتبار سے لائے اور اسی وجہ سے اُدْعِیْ میں جو تَدْعِیْنَ سے بنایا ہوا ہے ہمزہ وصلی مضموم لائے ہیں امر غائب ومتکلم معروف لِیَرْمِ الخ امر مجہول لِیُرْمَ الخ بطرز لَمْ یُرْمَ الخ ہے اور اسی طرح نہی معروف جیسے لَایَرْمِ الخ. اور نہی مجہول جیسے لَایُرْمَ الخ ہے. نون ثقیلہ وخفیفہ جب امر ونہی میں آتا ہے تو حرف علت حذف شدہ لوٹ آتا ہے اور مفتوح ہوجاتا ہے. اور باقی صیغوں میں صحیح میں واقع تبدیلی کے علاوہ کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی. امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اِرْمِیَنَّ الخ امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَرْمِیَنَّ الخ. مجہول بانون ثقیلہ لِیُرْمَیَنَّ الخ

قولہ وہمیں جہت در اُدْعِیْ :۔ یعنی اُدْعِیْ صیغہ واحد مؤنث حاضر میں اصل کا لحاظ کرتے ہوئے ہمزہ مضموم آیا ہے ورنہ فی الحال تو عین یاء کا ماقبل ہونے کی وجہ سے مکسور ہے، ایسا ہی اِرْمُوْا میں کیا گیا ہے یعنی اصل کا اعتبار کرتے ہوئے ہمزہ مکسور لایا گیا ہے ورنہ فی الوقت تو تَرْمُوْنَ کی عین مضموم ہے۔

قولہ مفتوح گردد:۔ حرف علت واپس آنے کی وجہ تو یہ ہے کہ دخولِ نون سے حرف علت لوٹ آتا ہے اور فتحہ کی وجہ یہ ہے کہ نون ثقیلہ کی وجہ سے **یفعل** ، **تفعل** ، **افعل** اور **نفعل** میں نون کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور باقی صیغوں میں سے جن میں تغیر ہوا ہے تو وہی ہوا ہے جو صحیح میں ہوا، یعنی نون اعرابی گر گیا ہے۔

امر حاضر معروف بانون خفیفہ اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ لِیَرْمِیَنْ لِیَرْمُنْ لِتَرْمِیَنْ لِاَرْمِیَنْ لِنَرْمِیَنْ امر مجہول بانون خفیفہ لِیُرْمَیَنْ لِیُرْمَوُنْ لِتُرْمَیَنْ لِتُرْمَوُنْ لِتُرْمَیِنْ لِاُرْمَیَنْ لِنُرْمَیَنْ نہی معروف بانون خفیفہ لَایَرْمِیَنْ لَایَرْمُنْ لَاتَرْمِیَنْ لَاتَرْمُنْ لَاتَرْمِنْ لَااَرْمِیَنْ لَانَرْمِیَنْ نہی مجہول بانون خفیفہ مثل امر مجہول. اسم فاعل رَامٍ رَامِیَانِ رَامُوْنَ رَامِیَۃٌ رَامِیَتَانِ رَامِیَاتٌ درغیر رَامٍ کہ یا ساکن شدہ باجتماع ساکنین افتادہ ودرَامُوْنَ کہ حرکت یا بماقبل رفتہ یاواوشدہ حذف گشتہ ہیچ یک صیغہ اعلال نیست. اسم مفعول مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ تا آخر در جمیع ایں صیغ واو بقاعدہ ۴ ایا شدہ دریا ادغام یافتہ وضم ماقبل بکسرہ بدل شدہ۔ ناقص واوی از باب سَمِعَ یَسْمَعُ الرِّضٰی وَالرِّضْوَانُ خوشنود شدن و پسند کردن رَضِیَ یَرْضٰی رِضًی و رِضْوَانًا فھو رَاضٍ و رُضِیَ یُرْضٰی رِضًی و رِضْوَانًا فھو مَرْضِیٌّ الامر منہ اِرْضِ والنھی عنہ لَاتَرْضِ الظرف منہ مَرْضًی والآلۃ منہ مِرْضًی مِرْضَاۃٌ مِرْضَاءٌ و تثنیتھما مَرْضَیَانِ و مِرْضَیَانِ والجمع منھما مَرَاضٍ و مَرَاضِیٌّ افعل التفضیل منہ اَرْضٰی والمؤنث منہ رُضْیٰ وتثنیتھما اَرْضَیَانِ و رُضْیَیَانِ والجمع منھما اَرْضَوْنَ و اَرَاضٍ و رُضًی و رُضْیَیَاتٌ در جمیع صیغ معروف ایں باب ہم اعلال مثل اعلال دُعِیَ ویُدْعٰی شدہ وہمہ اعلالات صیغ ایں باب مثل صیغ باب دَعَا یَدْعُوْ ست

امر حاضر معروف بانون خفیفہ اِرْمِیَنْ الخ. امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ لِیَرْمِیَنْ الخ امر مجہول بانون خفیفہ لِیُرْمَیَنْ الخ نہی معروف بانون خفیفہ لَایَرْمِیَنْ الخ نہی مجہول بانون خفیفہ امر مجہول کی مثل ہے. اسم فاعل رَامٍ الخ . رَامٍ کے علاوہ جس میں کہ یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے اور رَامُوْنَ کے علاوہ جس میں کہ یاء کی حرکت ماقبل کو چلی گئی ہے اور یاء واؤ ہوکر حذف ہو گئی ہے کسی ایک صیغہ میں تعلیل نہیں ہوئی۔ اسم مفعول مَرْمِیٌّ الخ ان تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ ۴ ایاء ہوکر یاء میں ادغام ہوگیا ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہوگیا ہے. ناقص واوی از باب سمع الرِّضٰی والرضوان خوش ہونا اور پسند کرنا رضی یرضٰی الخ . اس باب کے معروف صیغوں میں بھی دُعِیَ یُدْعٰی کی مثل تعلیل ہوئی ہے. اور اس باب کے صیغوں میں تمام تعلیلات دَعَا یَدْعُوْ کے صیغوں کی مثل ہیں.

قولہ رَامُوْنَ :۔ یہ اصل میں رَامِیُوْنَ تھا یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اس کے بعد واؤ ہے یاء کی حرکت ماقبل کو دی تو یاء ساکن ماقبل مضموم واؤ ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے گرگئی، رَامُوْنَ ہوا۔

جز مَرْضِیٌّ مفعول کہ دراصل مَرْضُوْوٌ بودہ برخلاف قیاس قاعدہ دُلِیٌّ دراں جاری شدہ می باید فہمید و می باید گردانید۔ ناقص یائی از سَمِعَ اَلْخَشْیَۃُ ترسیدن خَشِیَ یَخْشٰی خَشْیَۃً فھو خَاشٍ تا آخر بوضع مجہول رَمٰی یَرْمِیْ اعلال افعال ایں باب شدہ و در دیگر صیغ صرف صغیر مثل صرف صغیر رَمٰی یَرْمِیْ. لفیف مفروق از ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْوِقَایَۃُ نگاہ داشتن وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً فھو وَاقٍ و وُقِیَ یُوْقٰی وِقَایَۃً فھو مَوْقِیٌّ الامر منه قِ والنھی عنه لَاتَقِ الظرف مَوْقًی والاٰلة منه مِیْقًی مِیْقَاۃٌ مِیْقَاءٌ و تثنیتھما مَوْقَیَانِ والجمع منھما مَوَاقٍ و مَوَاقِیٌّ افعل التفضیل منه اَوْقٰی والمؤنث منه وُقْیٰ وتثنیتھما اَوْقَیَانِ و وُقْیَیَانِ والجمع منھما اَوْقَوْنَ و اَوَاقٍ و وُقًی و وُقْیَیَاتٌ درفا کلمہ ایں باب قواعد مثال و در لام کلمہ قواعد ناقص جاریست ماضی معروف وَقٰی وَقَیَا وَقَوْا تا آخر چوں رَمٰی رَمَیَا تا آخر مجہول وُقِیَ تا آخر چوں رُمِیَ تا آخر.

سوائے مَرْضِیٌّ مفعول کے جو اصل میں مَرْضُوْیٌ تھا، اس میں دُلِیٌّ کا قاعدہ خلاف قیاس جاری ہوا، سمجھ کر گردان کر لینی چاہیے۔ ناقص یائی از سمع الخشیة ، ڈرنا، خَشِیَ یَخْشٰی الخ رَمٰی یَرْمِیْ کے مجہول کی مثل اس باب کے افعال میں تعلیل ہوئی ہے اور صرف صغیر کے باقی صیغوں میں رَمٰی یَرْمِیْ کی صرف صغیر کی مثل تعلیل ہوئی ہے. لفیف مفروق از ضرب یضرب. الوقایة حفاظت کرنا، وقٰی یقیْ الخ اس باب کے فاء کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوئے ہیں ماضی معروف وَقٰی رَمٰی کی مثل آخر تک. مجہول وُقِیَ تا آخر رُمِیَ کی مانند آخر تک.

قولہ جز مَرْضِیٌّ : مَرْضِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا اس میں خلاف قیاس دُلِیٌّ والا قاعدہ جاری ہوا ہے یعنی دونوں واؤ کو یاء سے بدل کر ادغام کیا اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ کر دیا اور مَرْضِیٌّ میں دُلِیٌّ کا قاعدہ خلاف قیاس اس لیے ہے کہ اس قاعدہ میں فُعُوْلٌ کا وزن شرط ہے جبکہ مَرْضُوْوٌ میں مَفْعُوْلٌ کا وزن ہے تو قیاس کے مطابق اس کو مَرْضُوٌّ ہونا چاہیے تھا۔

قولہ و دیگر صیغ صرف صغیر: ۔اور صرف صغیر کے دوسرے صیغوں مثلاً اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ میں رَمٰی یَرْمِیْ کی صرف صغیر کی طرح تعلیل ہوئی ہے چنانچہ خاشٍ کی رَامٍ کی طرح اور مَخْشِیٌّ مَرْمِیٌّ کی طرح اور مَخْشًی ظرف کی مَرْمًی اور آلہ مِخْشًی کی مِرمًی کی مانند تعلیل ہوئی ہے۔

قولہ درفا کلمہ ایں باب: اس باب کے فا کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد پر عمل کیا گیا ہے مثلاً یَقِیْ جو اصل میں یَوْقِیُ تھا اس کا واؤ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کے سبب گر گیا ہے اور یاء ناقص کے قاعدہ سے ساکن ہو گئی ہے۔

اثبات مضارع معروف یَقِیْ یَقِیَانِ یَقُوْنَ تَقِیْ تَقِیَانِ یَقِیْنَ تَقُوْنَ تَقِیْنَ تَقِیْنَ اَقِیْ نَقِیْ. واو یَقِیْ و جملہ صیغ بقاعدۂ یَعِدُ حذف شدہ ودریا قواعد صرف رَمٰی یَرْمِیْ جاری گشتہ مضارع مجہول یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ تا آخر چوں یُرْمٰی تا آخر نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّقِیَ لَنْ یَّقِیَا لَنْ یَّقُوْا لَنْ تَقِیَ لَنْ تَقِیَا لَنْ یَّقِیْنَ لَنْ تَقُوْا لَنْ تَقِیَ لَنْ تَقِیَا لَنْ تَقِیْنَ لَنْ اَقِیَ لَنْ نَقِیَ. لن جز عملے کہ در صحیح میکند دریں باب سبب تغیرے دیگر نشدہ ہماں اعلال کہ در مضارع بود باقی ماندہ مجہول لَنْ یُّوْقٰی لَنْ یُّوْقَیَا تا آخر چوں لَنْ یُّرْمٰی تا آخر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَقِ لَمْ یَقِیَا لَمْ یَقُوْا لَمْ تَقِ لَمْ تَقِیَا لَمْ یَقِیْنَ لَمْ تَقُوْا لَمْ تَقِیْ لَمْ تَقِیَا لَمْ تَقِیْنَ لَمْ اَقِ لَمْ نَقِ. لام کلمہ در لَمْ یَقِ واخواتش بجزم افتادہ ودیگر صیغہا بدستور ست مجہول لَمْ یُوْقَ لَمْ یُوْقَیَا تا آخر چوں لَمْ یُرْمَ تا آخر. لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَقِیَنَّ لَیَقِیَانِّ لَیَقُنَّ لَتَقِیَنَّ لَتَقِیَانِّ لَیَقِیْنَانِّ لَتَقُنَّ لَتَقِنَّ لَتَقِیْنَانِّ لَاَقِیَنَّ لَنَقِیَنَّ. در لام کلمہ چوں صرف لَیَرْمِیَنَّ عمل باید کرد مجہول لَیُوْقَیَنَّ تا آخر چوں لَیُرْمَیَنَّ تا آخر نون خفیفہ ہمبریں قیاس. امر حاضر معروف قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیْنَ.

اثبات مضارع معروف یَقِیْ الخ . یَقِیْ اور مضارع کے باقی تمام صیغوں میں واؤ بقاعدہ یَعِدُ حذف ہوا ہے اور یاء میں رَمٰی یَرْمِیْ کی گردان کے قواعد جاری ہوئے، مضارع مجہول یوقٰی تا آخر مثل یُرْمٰی کے تا آخر نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّقِیَ الخ. کلمہ لَنْ سوائے اس عمل کے جو صحیح میں کرتا ہے اس باب میں کسی نئے تغیر کا سبب نہیں بنا. جو تعلیل مضارع میں ہوئی تھی وہی باقی ہے. مجہول لن یُّوْقٰی الخ مثل لَنْ یُرْمٰی الخ کے نفی جحد بلم مستقبل معروف، لَمْ یَقِ الخ ، لَمْ یَقِ اور اس کے اخوات میں لام کلمہ جزم کی وجہ سے گر گیا، باقی صیغے بدستور ہیں. مجہول لَمْ یُوْقَ الخ لم یُرْمَ کی مثل. لام تاکید بانون ثقیلہ لَیَقِیَنَّ الخ لام کلمہ میں لَیَرْمِیَنَّ کی گردان کی مثل عمل کرنا چاہیے. مجہول لَیُوْقَیَنَّ الخ . لَیُرْمَیَنَّ الخ کی مثل. نون خفیفہ اسی قیاس پر ہے. امر حاضر معروف قِ قِیَا الخ.

قولہ لام کلمہ در لَمْ یَقِ :۔ یعنی لَمْ یَقِ اور اس کے اخوات میں جزم کی وجہ سے لام کلمہ حذف ہو گیا ہے کیونکہ:

وقت امر وجزم حذف، لیکن لازم آمدہ ۔۔۔ گاہ اثباتش شذوذا با جوازم آمدہ

اور وجہ حذف یہ ہے کہ حرف علت بمنزلہ حرکت کے ہوتا ہے اور حرکت فعل صحیح میں حذف ہو جاتی ہے اس لیے معتل میں حرف علت حذف ہو جاتا ہے۔

قِ دراصل تَـقِـيُ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند درآخر وقف نمودند یا بیفتاد قِ شد دیگر صیغہا حسب دستوراز مضارع ساختہ اند امر غائب ومتکلم معروف لِيَـقِ لِيَقِيَا لِيَقُوْا لِتَقِ لِتَقِيَا لِيَقِيْنَ لِاَقِ لِنَقِ. امر مجهول لِيُوْقَ تا آخر چوں لِيُرْمَ تا آخرامر معروف بانون ثقیلہ قِيَـنَّ قِيَـانِّ قُنَّ قِنَّ قِيْنَانِّ. امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِيَقِيَنَّ لِيَقِيَانِّ لِيَقُنَّ تا آخر.امر مجهول لِيُوْقَيَنَّ تا آخر.امر حاضر معروف بانون خفیفہ قِيَنْ قُنْ قِنْ. امر مجهول بانون خفیفہ لِيُوْقَيَنْ تا آخر. نہی معروف لَايَـقِ لَايَقِيَا تا آخر مجهول لَايُوْقَ تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَايَـقِيَـنَّ لَايَقِيَانِّ لَايَقُنَّ تا آخر.مجهول لَايُـوْقَيَـنَّ لَايُوْقَيَانِّ لَايُوْقَوُنَّ الخ نہی معروف بانون خفیفہ لَايَقِيَنْ لَايَقُنْ تا آخر مجهول لَايُوْقَيَنْ لَايُوْقَوُنْ لَاتُوْقَيَنْ لَاتُوْقَوُنْ لَاتُوْقَيِنْ لَااُوْقَيَنْ لَانُوْقَيَنْ.

قِ اصل میں تَـقِـيُ تھا علامت مضارع حذف کرنے کے بعد متحرک رہا آخر میں وقف کیا یاء ساقط ہوگئی تو قِ ہوا. دوسرے صیغے حسب دستور مضارع سے بنائے گئے ہیں.امر غائب ومتکلم معروف لِيَـقِ الخ. امر مجهول لِيُوْقَ الخ مثل لِيُرْمٰی الخ کے.امر معروف بانون ثقیلہ قِيَنَّ الخ؛ امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لیقینّ الخ. امر مجهول لیوقینّ الخ. امر حاضر معروف بانون خفیفہ قِيَنْ الخ. امر مجهول بانون خفیفہ لِيُوْقَنْ الخ. نہی معروف لَايَقِ الخ مجهول لَايُوْقَ الخ نہی معروف بانون ثقیلہ لَايَـقِيَنَّ الخ مجهول لَايُوْقَيَنَّ . نہی معروف بانون خفیفہ لَايَقِيَنْ الخ. مجهول لَايُوْقَيَنْ الخ.

قولہ قِ دراصل تـقى بود:۔ یعنی قِ تَـقِيُ سے بنا ہے علامت مضارع حذف کی تو مابعد متحرک تھا لہٰذا آخر میں وقف کیا تو یاء وقف کی وجہ سے ساقط ہوگئی قِ ہوا، قاعدہ یہ ہے:

وقت امر وجزم حذف، لیکن لازم آمده گاه اثباتش شذوذا با جوازم آمده

فائدہ :۔علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ قِ کو وقف کی صورت میں ھاء لازم ہے یعنی قِهْ بولا جائے گا،لزوم ھاء کی وجہ یہ ہے کہ صیغہ امر قِ وقف کے وقت اگر ساکن نہ کیا جائے تو متحرک پر وقف کرنا لازم آئے گا اور اگر وقف کیا جائے تو ابتدا بساکن لازم آئے گا اور یہ دونوں ممتنع ہیں اس لیے ھاء لازم کردی گئی تا کہ متحرک سے ابتداء اور ساکن پر وقف ہوجائے۔

قولہ قِيَـنَّ :۔ یعنی قِ پر نون ثقیلہ داخل ہونے سے حذف شدہ حرف علت لوٹ آئے گا کیونکہ معتل میں حرف علت بمنزلہ اس حرکت کے ہے جو صحیح میں ہے اور صحیح میں چونکہ دخول نون سے حرکت لوٹ آتی ہے اس لیے معتل میں بھی حرف علت لوٹ آئے گا۔

سوال :۔قُنَّ اور قِنَّ میں حذف شدہ حرف کیوں نہیں لوٹ آیا؟

جواب :۔ان دو صیغوں میں بھی حرف علت واپس آیا ہے لیکن وہ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا ہے یعنی قُنَّ اصل میں قُوْنَّ اور قِنَّ اصل میں قِيْنَّ تھا۔

اسم فاعل وَاقٍ وَاقِیَانِ وَاقُوْنَ تا آخر چوں رَامٍ تا آخر اسم مفعول مَوْقِیٌّ چوں مَرْمِیٌّ تا آخر۔ لفیف مفروق از حَسِبَ یَحْسِبُ اَلْوَلَایَۃُ مالک شدن وَلِیَ یَلِیْ وَلَایَۃً فھو وَالٍ و وُلِیَ یُوْلٰی وَلَایَۃً فھو مَوْلِیٌّ الامر منہ لِ والنھی عنہ لَاتَلِ الظرف منہ مَوْلَی والاٰلۃ منہ مِیْلًی مِیْلَاۃٌ و مِیْلَاءٌ وتثنیتھما مَوْلَیَانِ و مِیْلَیَانِ والجمع منھما مَوَالٍ و مَوَالِیٌّ افعل التفضیل منہ اَوْلٰی والمؤنث منہ وُلْیٰ وتثنیتھما اَوْلَیَانِ و وُلْیَیَانِ والجمع منھما اَوَالٍ و اَوْلَوْنَ و وُلًی و وُلْیَیَاتٌ حسب قواعد مشرحہ بالا بقیاس وَقٰی یَقِیْ صیغ ایں باب را اعلال باید کرد و جملہ صیغ صرف کبیری باید خواند۔ لفیف مقرون از ضَرَبَ الطَّیُّ پیچیدن طوٰی یَطْوِیْ طَیًّا فھو طَاوٍ تا آخر چوں رَمٰی یَرْمِیْ تا آخر۔ ناقص واوی از باب افتعال اَلِاحْتِبَاءُ زانوا ایستادہ کردہ حبوہ بستہ نشستن اِحْتَبٰی یَحْتَبِیْ اِحْتِبَاءً فھو مُحْتَبٍ الامر منہ اِحْتَبِ والنھی عنہ لَاتَحْتَبِ الظرف منہ مُحْتَبًی۔ ناقص یائی ایضاً اَلِاجْتِبَاءُ برگزیدن اِجْتَبٰی یَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبٍ و اُجْتُبِیَ یُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً فھو مُجْتَبًی الامر منہ اِجْتَبِ والنھی عنہ لَاتَجْتَبِ الظرف منہ مُجْتَبًی. لفیف مقرون ایضاً الاِلْتِوَاءُ پیچیدہ شدن.

اسم فاعل وَاقٍ واقیان الخ رامٍ الخ کی مثل۔ اسم مفعول مَوْقِیٌّ مَرْمِیٌّ کی مثل۔ لفیف مفروق از حسب یحسب الوَلَایَۃُ مالک ہونا وَلِیَ یَلِیْ الخ. اس باب کے صیغوں کی تعلیل مذکورہ قواعد کے مطابق وَقٰی یَقِیْ کی مثل کر لینی چاہیے۔ اور تمام صیغوں کی صرف کبیر پڑھنی چاہیے۔ لفیف مقرون از باب ضرب اَلطَّیُّ لپیٹنا، طوٰی یطوِیْ الخ رَمٰی یرمی کی مثل۔ ناقص واوی باب افتعال الاحتباء زانو کھڑے کر کے حَبْوَۃ باندھ کر بیٹھنا۔ احتبٰی یحتبی الخ. ناقص یائی الاجتباء چُننا، اجتبٰی یجتبی الخ لفیف مقرون ایضاً الالتواء، لپٹا ہوا ہونا۔

قولہ وَاقٍ :۔ یعنی وَاقٍ میں رَامٍ کی مثل تعلیل ہوئی ہے کیونکہ یہ اصل میں وَاقِیٌ بروزن فَاعِلٌ تھا، یاء پر ضمہ ثقیل تھا اسکو حذف کر دیا پھر یاء التقائے ساکنین یا تنوین کی وجہ سے حذف ہوگئی، اور مَوْقِیٌّ اسم مفعول میں مَرْمِیٌّ کی مانند تعلیل ہوئی ہے یعنی مَوْقُوْیٌ کے واو کو یاء کر کے ادغام کیا اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ کیا تو مَوْقِیٌّ ہوا۔

قولہ الولایۃ: ولایت بمعنی مالک ہونا اس کے واؤ کا فتحہ ہے یا کسرہ؟ سیبویہ کہتے ہیں کہ ولایۃ بفتح واؤ مصدر ہے اور کسرہ کے ساتھ اسم ہے

قولہ اَوَالٍ :۔ یہ اصل میں اَوَالِیٌ تھا یاء بقاعدہ ۲۵ حذف ہوگئی اور تنوین لام سے مل گئی جو کہ عین کلمہ ہے تو اَوَالٍ ہوا۔

ناقص واوی از اِنْفِعَال اِنْمِحَاءٌ محو شدن. یائی ایضاً اِنْبِغَاءٌ مناسب شدن. لفیف مقرون ایضا اِنْزِوَاءٌ بگوشہ نشستن۔ ناقص واوی از اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِعْلَاءُ بلند شدن. ناقص یائی اَلْاِسْتِغْنَاءُ بے پرواشدن. واوی از افعال اَلْاِعْلَاءُ بلند کردن اَعْلٰی یُعْلِیْ اِعْلَاءً فھو مُعْلٍ و اُعْلِیَ یُعْلٰی اِعْلَاءً فھو مُعْلًی الامر منه اَعْلِ والنھی عنه لَاتُعْلِ الظرف منه مُعْلًی. یائی ایضاً اَلْاِغْنَاءُ بے پرواہ کردن اَغْنٰی یُغْنِیْ اِغْنَاءً تا آخر لفیف مفروق اَلْاِیْلَاءُ قریب کردن اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلَاءً فھو مُوْلٍ مقرون اَلْاِرْوَاءُ سیراب کردن اَرْوٰی یُرْوِیْ ایضاً اَلْاِحْیَاءُ زندہ کردن اَحْیٰی یُحْیِیْ تا آخر ناقص واوی از تفعیل اَلتَّسْمِیَةُ نام نہادن سَمّٰی یُسَمِّیْ تَسْمِیَةً فھو مُسَمٍّ و سُمِّیَ یُسَمّٰی تَسْمِیَةً فھو مُسَمًّی الامر منه سَمِّ والنھی عنه لَاتُسَمِّ الظرف منه مُسَمًّی. ازیں باب مصدر ناقص ولفیف ومہموز لام بروزن تَفْعِلَةٌ می آید.

ناقص واوی از انفعال انمحاء ،محو ہوجانا. یائی ایضاً انبغاء ،مناسب ہونا. لفیف مقرون ایضاً اِنْزِوَاءٌ ،گوشہ نشین ہونا. ناقص واوی از استفعال الاستعلاء بلند ہونا. ناقص یائی الاستغناء بے پرواہ ہونا. ناقص واوی از افعال الاعلاء بلند کرنا، اَعْلٰی یُعْلِیْ الخ. یائی ایضاً الاغناء بے پرواہ کرنا، اَغْنٰی یُغْنِیْ الخ لفیف مفروق الایلاء قریب ہونا، اَوْلٰی یُوْلِیْ الخ مقرون الارواءُ ،سیراب کرنا، اَرْوٰی یُرْوِیْ الخ ایضاً الاحیاء زندہ کرنا، اَحْیٰی یُحْیِیْ الخ. ناقص واوی از تفعیل التسمیة نام رکھنا، سمّٰی یُسَمِّیْ الخ اس باب سے ناقص اور لفیف اور مہموز کا مصدر تفعلة کے وزن پر آتا ہے.

قولہ اِنْمِحَاءٌ :۔ یہ اصل میں اِنْمِحَاوٌ تھا واو طرف میں الف زائد کے بعد واقع ہو کر ہمزہ ہو گیا تو اِنْمِحَاءٌ ہوا۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے: ہر واو تے یاء پچھے الف زائد وچ طرف دے آوے یا حکم طرف دے واجب اس نوں ہمزہ کیتا جاوے

قولہ اِنْبِغَاءٌ :۔ یہ اصل میں اِنْبِغَایٌ تھا مذکورہ بالا قاعدہ سے یاء ہمزہ ہو گئی اور نون کے بعد باء واقع ہوئی تو وہ میم ہو گیا۔

قولہ انزواء :۔ یہ اصل میں اِنْزِوَایٌ تھا، تصریفہ اِنْـزَوٰی یَنْزَوِیْ اِنْزِوَاءً الخ، اس میں بھی یاء طرف میں الف زائد کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ ہو گئی۔

قولہ اَعْلٰی یُعْلِیْ :۔ اَعْلٰی اصل میں اَعْلَوَ تھا واو یاء ہو کر الف ہو گئی یُعْلِیْ اصل میں یُعْلِوُ تھا واو یاء ہو گیا اور یاء ساکن ہو گئی۔

قولہ بروزن تفعلة می آید:۔ **سوال** :اس باب میں معتاد اور معتبر وزن مصدر تفعیل ہے اور اس کا نام تفعیل بھی اسی لیے ہے کہ اس کا مصدر تفعیل کے وزن پر ہے تو اس کا مصدر تفعلة کے وزن پر کیوں آتا ہے؟

جواب :۔ مراد یہ ہے کہ تعلیل کے بعد اس وزن پر آتا ہے مثلاً تسمیة اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا، واو طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوا کیونکہ یاء ساکنہ حاجز حصین نہیں ہے لہٰذا واو کو یاء کیا اور پہلی یاء کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لائے تو تسمیة ہوا۔

ناقص یائی منہ ایضاً اَلتَّلْقِیَۃُ انداختن لَـقّٰی یُلَقِّیُ تَلْقِیَۃً فھو مُلَقٍّ لفیف مقرون اَلتَّقْوِیَۃُ قوت دادن قَوّٰی یُقَوِّیُ تَقْوِیَۃً فھو مُقَوٍّ الخ مقرون دیگر اَلتَّحِیَّۃُ سلام کردن حیّٰی یُحَیِیی تَحِیَّۃً فھو مُحَیٍّ تا آخر.

سوال:۔ در عین لفیف تعلیل نمیشود پس حرکت عین تَحِیَّۃٌ چرا نقل کردہ بما قبل دادند. **جواب:** تَحِیَّۃٌ لفیف ہم ہست و مضاعف ہم نقل حرکت دریں بحثییت مضاعف بودنش کردہ اند و لہٰذا در تَـقْـوِیَۃٌ نقل نہ کردند. ناقص واوی از مُـفَـاعَلَۃٌ مُغَالَاۃٌ گراں کردن مہر غَـالٰـی یُـغَالِیُ مُغَالَاۃً الخ یائی مُـرَامَاۃٌ باہم تیراندازی کردن رَامٰی یُرَامِیُ مُرَامَاۃً الخ لفیف مفروق مُوَارَاۃٌ پوشیدن وَارٰی یُوَارِیُ الخ. مقرون مُدَاوَاۃٌ دوا کردن دَاوٰی یُدَاوِیُ الخ. ناقص واوی از تفعُّل اَلتَّعَلِّیُ برتری نمودن تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فھو مُتَعَلٍّ

ناقص یائی از تفعیل التلقیۃ ڈالنا، لقّٰی یُلَقِّیُ الخ. لفیف مقرون التقویۃ، قوت دینا، قوّٰی یُقَوِّیُ الخ دوسرا مقرون التحیۃ سلام کرنا، حـیّٰ یُحَیِّیُ. **سوال:** لفیف کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوتی تو تـحیۃً میں حرکت نقل کر کے ماقبل کو کیوں دی ہے؟ **جواب:** تَـحِیَّۃٌ لفیف بھی ہے اور مضاعف بھی پس تـحیّۃً میں نقل حرکت اس کے مضاعف ہونے کی وجہ سے کی ہے، اسی وجہ سے تَقْوِیَۃً میں نقلِ حرکت نہیں کی. ناقص واوی از مفاعلہ مغالاۃ مہر زیادہ کرنا، غـالٰی یُغَالِیُ الخ. یائی مُرَامَاۃٌ باہم تیراندازی کرنا، رَامٰی یُرَامِیُ الخ لفیف مفروق مُوَارَاۃٌ چھپانا، وارٰی یُوَارِیُ الخ. مقرون مُدَاوَاۃٌ دوا کرنا. داوٰی یُدَاوِیُ الخ. ناقص واوی از تفعُّل التَّعَلِّیُ برتری ظاہر کرنا تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی الخ.

فائدہ :۔ کبھی ضرورت شعری کی وجہ سے اس باب کا مصدر ناقص بھی اپنے اصل یعنی تـفعیل پر آجاتا ہے جیسا کہ صرف میر میں میر سید نے یہ شعر لکھا ہے:

هِیَ تُنَزِّیُ دَلْوَهَا تَنْزِیًا   كَمَا تُنَزِّیُ شَهْلَةُ صَبِیًّا

اس شعر میں تنزِیًا باب تفعیل کا مصدر ہے جو ضرورت شعری کی وجہ سے تفعیل کے وزن پر آیا ہے۔

ترجمہ :۔ اونٹنی اپنے پستانوں کو ہلاتی ہے جس طرح کہ زن عاقلہ بچے کو ہلاتی ہے۔

قولہ لہٰذا در تقویۃ نقل نکردند:۔ یعنی تحیۃ اگرچہ لفیف ہے کہ عین اور لام میں حرف علت ہیں لیکن وہ مضاف بھی ہے کہ عین ولام میں دو حرف ایک جنس کے ہیں تو اس میں نقل حرکت مضاف ہونے کی حیثیت سے ہے یہی وجہ ہے کہ تـقـویۃ جو کہ صرف لفیف ہے اس میں واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو یاء نہیں کیا کیونکہ لفیف کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں کی جاتی۔

در مصدر واو بقاعدۂ ۱۶ بعد کسرہ یا شدہ ساکن گشتہ باجتماع ساکنین در حالت رفع وجر حذف گردیدہ. ناقص یائی التَّمَنِّیْ آرزو کردن تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا تا آخر لفیف مفروق اَلتَّوَلِّیْ دوستی نمودن مقرون التَّقَوِّیْ قوی شدن. ناقص واوی از تَفَاعُل اَلتَّعَالِیْ برتر شدن تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالٍ الخ یائی التَّمَارِیْ شک نمودن لفیف مفروق التَّوَالِیْ پے در پے کار کردن تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا الخ مقرون التَّسَاوِیْ برابر شدن۔ قسم پنجم در مرکبات مہموز و معتل مہموز فا واجوف واوی از نصر اَلْاَوْلُ رجوع کردن اٰلَ یَؤُوْلُ اَوْلًا چوں قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا الخ در ہمزہ قواعد مہموز جاری باید کرد در واو قواعد معتل مگر جائیکہ قاعدۂ مہموز و معتل باہم متعارض شوند ترجیح قاعدۂ معتل را باشد

مصدر میں واؤ قاعدہ نمبر ۱۶ سے بعد کسرہ یاء ہو کر ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کے ساتھ حالت رفع وجر میں حذف ہو گیا. ناقص یائی التَّمَنِّیْ آرزو کرنا، تمنی یتمنی الخ. لفیف مفروق التَّوَلِّیْ دوستی کرنا، مقرون التقوّی قوی ہونا. ناقص واوی از تفاعل التَّعَالِیْ برتر ہونا. تَعَالٰی یَتَعَالٰی الخ. یائی التَّمَارِیْ شک ظاہر کرنا لفیف مفروق اَلتَّوَالِیْ ، پے در پے کام کرنا، تَوَالٰی یَتَوَالٰی الخ. مقرون التَّسَاوِیْ برابر ہونا قسم پنجم مہموز و معتل سے مرکبات کے بیان میں۔ مہموز فاء واجوف واوی از نصر اَلْاَوْلُ رجوع کرنا، اٰلَ یَؤُوْلُ الخ. قَال یقول کی مثل ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری کرنے چاہئیں اور واو میں معتل کے قواعد لیکن جس جگہ معتل و مہموز کا قاعدہ متعارض ہو جائے تو قاعدۂ معتل کو ترجیح ہوگی،

قولہ در مصدر:۔ یعنی باب تفعیل کا مصدر تَعَلِّیْ اصل میں تَعَلُّوٌ تھا واؤ اسم کے لام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوا جو کسرہ کے بعد ہو کر یاء سے بدل گیا تو تَعَلِّیٌ ہوا پھر یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین باتنوین کی وجہ سے حذف ہو گئی تو تَعَلٍّ ہوا۔

قولہ در حالت رفع وجر:۔ حذف یاء کو حالت رفع وجر کے ساتھ اس لیے مقید کیا ہے کہ رفع وجر واؤ اور یاء پر ثقیل ہوتے ہیں لہٰذا رفع وجر کے ساقط ہونے کے بعد التقائے ساکنین باتنوین لازم آئے گا لیکن فتح واو اور یاء پر ثقیل نہیں ہوتا لہٰذا حالت نصب میں التقائے ساکنین لازم نہیں آئے گا۔

قولہ اٰلَ یَؤُوْلُ :۔ اٰلَ اصل میں اَوَلَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گیا یَؤُوْلُ اصل میں یَأْوُلُ تھا واؤ کا ضمہ ماقبل کو دیا تو یَؤُوْلُ ہوا

قولہ ترجیح قاعدۂ معتل را باشد:۔ وجہ ترجیح یہ ہے کہ اعلال میں زیادہ تخفیف ہے مثلاً یَؤُوْلُ جس کی اصل یَأْوُلُ ہے یہاں مہموز کا قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ ہمزہ الف ہو جائے اور یَقُوْلُ کا قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ واؤ کی حرکت ہمزہ کو دی جائے لہٰذا معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیتے ہوئے واؤ کی حرکت ہمزہ کو دی تو یَؤُوْلُ ہوا۔

چنانچہ یؤول کہ دراصل یَأوُلُ بود قاعدۂ رأسٌ مقتضی ابدال ہمزہ بالف ست وقاعدۂ معتل مقتضی نقل حرکت واو بماقبل ہمیں را ترجیح دادند وہکذا درءَ اُوْلُ کہ أأُوْلُ بود قاعدۂ آمَنَ مقتضی ابدال ہمزہ بالف بود براں قاعدۂ معتل را کہ مقتضی نقل حرکت بود ترجیح دادند أأوْلُ شد بعد ازاں ہمزہ دوم را بقاعدۂ اَوَادِمُ واو کردند اَوُوْلُ شد۔
مہموز فا واجوف یائی از ضَرَبَ اَلْاَیْدُ قوی شدن اٰدَ یَئِیْدُ اَیْدًا فھو اٰئِدٌ تا آخر چوں باعَ یَبِیْعُ تا آخر دریں باب ہم ضابطۂ مرقومہ مرعی باید کرد پس در یَئِیْدُ برقاعدۂ رَأسٌ قاعدۂ یبیع ترجیح یافتہ وہمچنیں در اَئِیْدُ صیغۂ واحد متکلم لیکن بالآخر ہمزۂ دوم بقاعدۂ اَئِمَّةٌ یا شد۔

جیسے یـؤول جو اصل میں یَـأْوُلُ تھا، راْس کا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا اور معتل کا قاعدہ واو کی حرکت ماقبل کو منتقل کرنے کا مقتضی تھا اسی کو ترجیح دی گئی اور اسی طرح اَءُ وْلُ جو اصل میں اَءُ وُلُ تھا آمَـنَ کا قاعدہ واؤ کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا اس پر قاعدۂ معتل کو ترجیح دی تو اَءُ وْلُ ہوا، پھر ہمزہ دوم کو بقاعدہ اَوَادِمُ واو کیا تو اَوُوْلُ ہو گیا، مہموز فاء واجوف یائی از ضرب الایـد قوی ہونا، اٰدَ یَـئِیْدُ الخ بَاعَ یَبِیْعُ کی مثل۔ اس باب میں بھی ضابطہ مذکورہ ملحوظ رکھنا چاہیے، پس یَئِیْدُ میں راْسٌ کے قاعدہ پر قاعدۂ یبیع نے ترجیح پائی ہے، اور اسی طرح صیغہ واحد متکلم اَئِیْدُ میں لیکن بالآخر ہمزۂ دوم بقاعدۂ اَئِمَّةٌ یاء ہو گیا ہے۔

قولہ یَؤُوْلُ : ۔ہمزہ کیلئے رسم الخط میں کوئی معین شکل وصورت نہیں ہے کبھی تو واو پر رکھا جاتا ہے جیسے یَؤُوْلُ اور ھذا جزؤک اور کبھی الف پر جیسے رأیت جزأک اور کبھی یاء پر جیسے مررت بجزئک ۔

قولہ بقاعدہ اوادم:۔صاحب قانونچہ نے اوادم کا قاعدہ اسطرح منظوم کیا ہے:

گر یکے مکسور باشد از دو متحرک مدام دوم گرد دیاء و گرنہ واو سازی غیر لام

یعنی دو متحرک ہمزے جمع ہو جائیں اور ان میں سے کوئی مکسور ہو تو ثانی وجوبا ہمزہ ہو جائے گا، اور اگر کوئی مکسور نہ ہو تو ثانی واؤ ہو جائے گا جیسے اوادم جو اصل میں أاَدِمُ تھا بشرطیکہ وہ لام کے مقابلہ میں نہ ہو کیونکہ وہ ہمزہ مطلقاً یاء ہو جاتا ہے۔

قولہ اٰدَ : ۔اٰدَ صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم اصل میں اَیَدَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح الف ہو گئی، امر حاضر اِدْ ، بِعْ کی مثل تَبِیْدُ سے بنا ہے اور اس میں ہمزہ اصلی ہے بحث امر: اِدْ ، اِدَا ، اِدُوْا ، اِدِیْ ، اِدْنَ ۔

قولہ دریں باب ہم:۔ یعنی اس باب میں بھی اس قاعدہ کی رعایت کی جائے کہ قاعدۂ مہموز ومعتل کے تعارض کے وقت قاعدۂ معتل کو ترجیح ہوتی ہے، پس یَئِیْدُ مضارع میں جو اصل میں یَئْیِدُ تھا رَأْسٌ کے قاعدہ کی بجائے یَبِیْعُ کا قاعدہ جاری ہوا۔ یعنی یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو ساکن کیا، یَـئِیْـدُ ہوا، اسی طرح واحد متکلم اَئِیْـدُ میں لیکن بالآخر ہمزہ دوم بقاعدۂ اَئِـمَّةٌ یاء ہو گیا کیونکہ دو ہمزے جمع ہو گئے اور ایک مکسور بھی ہے۔

مہموز فاوناقص واوی ازنَـصَـرَ اَلْاَلُوُّ کوتاہی کردن اَلَا یَـاْلُوْ درہمزہ قاعدہ مہموز ودرواو قاعدۂ ناقص جاری باید کرد مہموز فاوناقص یائی ازضَرَبَ اَلْاِتْیَانُ آمدن اَتٰـی یَاتِیْ چوں رَمٰی یَرْمِیْ ازفَتَـحَ یَفْتَحُ اَلْاِبَاءُ انکارکردن اَبٰی یَابٰی مہموز فاولفیف مقرون ازضرب اَلْاَیُّ جائے پناہ گرفتن اَوٰی یَاوِیْ چوں طوٰی یَطْوِیْ. مہموزعین و مثال ازضَرَبَ الوأد زندہ درگور کردن وَاَدَ یَئِدُ چوں وَعَدَ یَعِدُ مہموزعین وناقص یائی ازفَتَحَ الرُّؤْیَةُ دیدن و دانستن رَاٰی یَـرٰی رُؤْیَةً فھو رَاءٍ و رُئِیَ یُرٰی رویة فھو مَرْئِیٌّ الامر منه رَ والنھی عنه لَاتَرَ الظرف منه مَرْاٰیً والاٰلة منه مِرَایً مِرَاۃً مراء وتثنیتھما مَرْءَیَانِ و مِرْءَیَانِ والجمع منھما مَرَاءٍ ومَرَائِیٌّ افعـل التـفضیل منه اَرْاٰی والمؤنث منه رُؤْیٰ وتثنیتھما اَرَایَانِ و رؤییان والجمع منھما اَرَاءٍ و اَرَاوَنَ و رُاًی و رُؤَیَـاتٌ. زیں پیش نوشتہ ایم کہ قاعدہ یَسْـئَلُ دریں باب درافعال لازم شدہ نہ دراسماء ایں امر راملحوظ کردہ جملہ صیغ رابمراعات قواعد ناقص درلام می باید خواند تعلیماً صرف کبیر ہم مینویسم کہ ایں باب صیغ مشکلہ دارد.

مہموز فاء وناقص واوی ازنصر، اَلْاَلُـوُّ، کوتاہی کرنا. اَلَا یَـــاْلُـوا الـخ ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ اورواؤ میں ناقص کا قاعدہ جاری کرنا چاہیے. مہموز فاء وناقص یائی ازضرب الاتیان آنا، اَتٰـی یَـاتِیْ الخ، رَمٰی یَرْمِیْ کی مثل. فَتَحَ سے اَلْاِبَاءُ انکارکرنا. اَبٰی یَابٰی الخ. مہموز فاء ولفیف مقرون ازضرب اَلْاَیُّ جائے پناہ حاصل کرنا. اَوٰی یَاوِیْ الخ، طوٰی یَطْوِیْ کی مثل. مہموزعین ومثال از ضرب اَلْوَاْدُ زندہ درگور کرنا، وَاَدَ یَئِـدُ الـخ. وَعَدَ یَعِدُ کی مثل. مہموزعین وناقص یائی ازفتح اَلرُّؤْیَةُ دیکھنا اورجاننا، رَاٰی یَرٰی الـخ. قبل ازیں ہم لکھ چکے ہیں کہ یَسْـئَلُ کا قاعدہ اس باب کے افعال میں وجوبی ہے اسماء میں نہیں اس امر کے پیش نظر لام میں ناقص کے قواعد کی رعایت کرتے ہوئے تمام صیغے پڑھنے چاہئیں. ہم تعلیماً صرف کبیر بھی لکھ دیتے ہیں کیونکہ اس باب کے صیغے مشکل ہیں،

قوله اَلْاَلُوُّ :۔ اس باب میں ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ جاری ہوگا اورواؤ میں ناقص کا، مثلاً مضارع مجہول یُـوْلٰی میں جو اصل میں یُؤْلَوُ تھا ہمزہ بقاعدہ یُؤْمِنُ واؤ ہوگیا اورواؤ چوتھی جگہ واقع ہوکر یاء ہوگیا اور یاء الف ہوگئی۔

قوله ودرواؤ قاعدۂ ناقص:۔ مثلاً یَالُوْ، اصل میں یَاْلُوُ تھا ہمزہ کو رَاْسٌ کے قاعدہ سے الف کیا اورواؤ کو اس قاعدہ سے ساکن کر دیا کہ یفعل، تفعل، افعل اورنفعل میں اگرلام کلمہ واؤ یا یاء ہوتو وہ کسرہ اورضمہ کے بعد ساکن ہوجاتا ہے، قانونچہ شاہ ولایت میں ہے: ہر واؤ تے یاء مضموم مکسور ماقبل بھی ایسا حرکت اوندی حذف کریندے حکم وجوبی کیسا

قوله یَئِدُ :۔ یَئِدُ اصل میں یَوْئِدُ تھا واؤ علامت مضارع اورکسرہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے گرگیا تو یَئِدُ ہوا۔

قولـه زیں پیش نوشتہ:۔ یعنی ہمزہ کے قواعد میں ہم یہ بیان کرآئے ہیں کہ افعال رؤیت میں یسئل کا قاعدہ وجوبی ہے نہ اسماء میں کیونکہ افعال رؤیت کثیر الاستعمال ہیں نہ اسماء رؤیت اورکثرت خفت کی مقتضی ہے۔

اثبات فعل ماضی معروف رَاٰی رَاَیَا رَاَوْا رَاَتْ رَاَتَا رَاَیْنَ تا آخر چوں رَمٰی تا آخر جز اینکہ در ہمزہ بین بین میتواند شد. مجہول رُئِیَ رُئِیَا رُؤُوْا رُئِیَتْ تا آخر چوں رُمِیَ تا آخر اثبات فعل مضارع معروف یَرٰی یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیْنَ اَرٰی نَرٰی. یَرٰی دراصل یَرْأَیُ بود حرکت ہمزہ بقاعدہٗ یَسَلُ بماقبل رفتہ و ہمزہ حذف شدہ یَرَیُ شد یا بقاعدہٗ ۷ الف گشت و ہمچنیں در جملہ صیغ جز تثنیہ کہ دراں صرف بر تعمیل قاعدہٗ یَسَلُ اکتفا رفتہ یا بسبب مانع الف نشدہ و در یَرَوْنَ وَتَرَوْنَ صیغہا جمع مذکر الف بسبب التقائے ساکنین با واؤ و در تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر بسبب التقائے ساکنین با یا حذف شد. مجہول یُرٰی یُرَیَانِ یُرَوْنَ تا آخر مثل معروف در اعلال. نفی تاکید بلن معروف و مجہول لَنْ یَّرٰی لَنْ یُّرَیَا لَنْ یُّرَوْا تا آخر در الف یَرٰی و اخوات او لن عمل نکردہ چنانچہ در لَنْ یَّخْشٰی و لَنْ یَّرْضٰی. و در دیگر صیغ ہمچنیکہ در صحیح عمل میکند عمل کردہ ....

اثبات فعل ماضی معروف رَاٰی الخ مثل رَمٰی کے ہے، سوائے اس کے کہ ہمزہ میں بین بین ہو سکتا ہے. مجہول رُئِیَ الخ رُمِیَ کی مثل. اثبات فعل مضارع معروف یَرٰی الخ. یَرٰی اصل میں یَرْأَیُ تھا، ہمزہ کی حرکت یَسَلُ کے قاعدہ سے ماقبل کو منتقل ہوئی اور ہمزہ حذف ہو کر یَـــرَیُ ہوا، یاء قاعدہ نمبر سات کے ساتھ الف ہو گئی اور اسی طرح تمام صیغوں میں سوائے تثنیہ کے کہ اس میں فقط یَسَلُ کے قاعدہ پر اکتفاء کیا گیا. یاء مانع کی وجہ سے الف نہیں ہوئی، اور یَــرَوْنَ اور تَـــرَوْنَ صیغہ جمع مذکر میں الف واؤ کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے اور تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر میں یاء کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی. مجہول یُرٰی الخ تعلیل میں معروف کی مثل ہے. نفی تاکید بلن معروف و مجہول لن یَّرٰی الخ یُرٰی اور اس کے اخوات کے الف میں لَنْ نے عمل نہیں کیا۔ جیسا کہ لن یَّخْشٰی اور لن یَرْضٰی میں عمل نہیں کیا. اور باقی صیغوں میں عمل کیا جیسا کہ وہ صحیح میں عمل کرتا ہے.......................

قولہ جز اینکہ:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ مصنف کا رَاٰی کو رَمٰی کی مثل قرار دینا صحیح نہیں اس لیے کہ ان میں فرق ہے وہ یہ کہ رَاٰی میں تعلیل کے ساتھ بین بین بھی جائز ہے اور رَمٰـــی میں بین بین جائز نہیں کہ اس میں ہمزہ نہیں ہے۔ مصنف نے جواب دیا کہ یہ تشبیہ صرف تعلیل میں ہے یعنی رَاٰی میں رَمٰی کی مثل تعلیل ہوتی ہے، رہا بین بین تو رَاٰی میں بین بین جائز ہے کہ ہمزہ مفتوح ہے اور اس کا ماقبل بھی مفتوح ہے۔

قولہ بسبب مانع الف نشد:۔ یعنی یَرَیَانِ اور تَرَیَانِ میں قاعدہ نمبر سات پر عمل نہیں ہوا اور یاء کو الف نہیں کیا گیا مانع کی وجہ سے اور وہ مانع یہ ہے کہ یاء الف تثنیہ سے قبل واقع ہو۔

قولہ در الف یرٰی:۔ یعنی یَرٰی اور اس کے نظائر میں لن نے عمل نہیں کیا کیونکہ ان کے آخر میں الف ہے جو کہ قابل حرکت نہیں ہے لیکن یہ صیغے لن کی وجہ سے تقدیراً منصوب ہیں۔

اعلالاتیکہ درمضارع بود ہموں باقی ماندہ نفی جحد بلم در مستقبل معروف ومجہول لَمْ یُرَ لَمْ یُرَیَا لَمْ یُرَوْا لَمْ تُرَ لَمْ تُرَیَا لَمْ یُرَیْنَ لَمْ تُرَوْا لَمْ تُرَیْ لَمْ تُرَیْنَ لَمْ اُرَ لَمْ نُرَ. لَمْ یُرَ دراصل یُرٰی بود بسبب لَمْ الف از آخر افتادہ لَمْ یُرَ شد وہٰکذا لَمْ تُرَ لَمْ اُرَ لَمْ نُرَ ودر باقی صیغ عملے کہ درمضارع صحیح میکند نمودہ بر اعلالاتے کہ در مضارع بود اعلالے نیفزودہ. لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف ومجہول لَیُرَیَنَّ لَیُرَیَانِّ لَیُرَوُنَّ لَتُرَیَنَّ لَتُرَیَانِّ لَیُرَیْنَانِّ لَتُرَوُنَّ لَتُرَیِنَّ لَتُرَیْنَانِّ لَاُرَیَنَّ لَنُرَیَنَّ لَیُرَیَنَّ دراصل یری بود لام تاکید دراول ونون ثقیلہ در آخر آوردند نون ثقیلہ فتحہ ماقبل خواست الف قابل حرکت نبود لہٰذا یاء را کہ اصل الف بود باز آوردہ فتحہ دادند لَیُرَیَنَّ شد وہمچنیں لَتُرَیَنَّ لَاُرَیَنَّ لَنُرَیَنَّ. لَیُرَوُنَّ دراصل یرون بود بعد آوردن لام تاکید ونون ثقیلہ وحذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو ونون واو غیر مدہ بود لہٰذا آنرا ضمہ دہند لَیُرَوُنَّ شد وہٰکذا لَتُرَوُنَّ ودر لَتُرَیِنَّ واحد مؤنث حاضر بعد حذف نون اعرابی یا را کسرہ دادند بانون خفیفہ لَیُرَیَنْ لَیُرَوُنْ لَتُرَیَنْ لَتُرَوُنْ لَتُرَیِنْ لَاُرَیَنْ لَنُرَیَنْ.

جو تعلیلات کہ مضارع میں تھیں وہی باقی ہیں نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ومجہول. لم یُرَ الخ لم یُرَ اصل میں یُرٰی تھا، الف لم کی وجہ سے آخر سے ساقط ہوگیا تو لم یُرَ ہوا. اور ایسے لم تُرَ لم اُرَ لم نُرَ ہے، اور باقی صیغوں میں وہی عمل کیا جو مضارع صحیح میں کرتا ہے، جو تعلیلات مضارع میں ہوئیں ان پر کسی تعلیل کا اضافہ نہیں ہوا. لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف ومجہول لَیُرَیَنَّ الخ، لَیُرَیَنَّ اصل میں یُرٰی تھا لام تاکید اول میں اور نون تاکید ثقیلہ آخر میں لائے، نون نے ماقبل کا فتحہ چاہا الف قابل حرکت نہ تھا لہٰذا یاء کو جو الف کا اصل ہے واپس لائے اور فتحہ دیا تو لَیُرَیَنَّ ہوا، اور اسی طرح لَتُرَیَنَّ الخ، لَیُرَوُنَّ اصل میں یُرَوْنَ تھا لام تاکید اور نون ثقیلہ لانے اور نون اعرابی حذف کرنے کے بعد اجتماع ساکنین ہوا واو اور نون کے مابین واو غیر مدہ تھا لہٰذا اس کو ضمہ دیا تو لَیُرَوُنَّ ہوا اور اسی طرح لَتُرَوُنَّ ہے اور لَتُرَیِنَّ صیغہ واحد مؤنث غائب میں نون اعرابی حذف کرنے کے بعد یاء کو کسرہ دیا. نون خفیفہ کے ساتھ لَیُرَیَنْ الخ.

قولہ اعلالاتیکہ درمضارع بود:۔ مثلاً یُرٰی اصل میں یُرْئَیُ تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح الف ہوگئی اور ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کیا تو یُرٰی ہوا، حرف ناصب کے داخل ہونے کے بعد اس میں کوئی نئی تبدیلی نہیں ہوئی اور اس کا آخر تقدیراً منصوب ہے، اور ہمزہ کو مع حرکت اس لیے حذف نہیں کیا کہ حرکت اس کے حذف پر دلیل بن جائے۔

قولہ بسبب لم الف:۔ یعنی لم جازمہ کے دخول سے یُرٰی کے آخر سے الف گر گیا ہے جس کے بعد جحد لم یُرَ ہوگیا ہے۔

قولہ فتحہ ماقبل خواست:۔ **سوال:** نون ثقیلہ کا ماقبل پانچ جگہ مفتوح کیوں ہوتا ہے؟ **جواب**:۔ اس لیے کہ نون ثقیلہ ثقیل ہے لہٰذا اس کے ماقبل کو فتحہ دیا کہ فتحہ خفیف ہے تاکہ کلمہ کے اندر زیادہ ثقل نہ ہو۔

قولہ باز آوردہ فتحہ دادند:۔ نون تاکید وضمیر فاعلی لاحق بدو ۔۔ گر شود آرد چو در قولا تبنوا اصل او

امر حاضر معروف رَ رَیَا رَوْا رَیْ رَیْن. رَ دراصل تَـرْئِی بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند لہٰذا حاجت بہمزہ وصل نشد درآخر وقف نمودند بسبب وقف الف آخر بیفتاد رَ شد در دیگر صیغہا بعد حذف علامت مضارع نون اعرابی حذف شدہ درغیر رَیْـنَ جمع مؤنث کہ بسبب بودن نون جمع تغیرے درآخرآں نشد ہ امر غائب ومتکلم معروف لِیَـرَ لِیَرَیَا لِیَرَوْا لِتَرَ لِتَرَیَا لِیَرَیْنَ لِاَرَ لِنَرَ. مثل لَمْ یَرَ اعلال باید کرد و ہٰکذا امر مجہول امر حاضر معروف با نون ثقیلہ رَیَنَّ رَیَـانِّ رَوُنَّ رَیِـنَّ رَیْنَـانِّ رَیَنَّ دراصل رَ بود بعد آوردن نون ثقیلہ علت حذف حرف علت کہ وقف بود زائل شد لہٰذا حرف علت قابل باز آمدن شد،

امر حاضر معروف رَ ، رَیَا الخ . رَ اصل میں تَرْئِی تھا علامت مضارع حذف کرنے کے بعد متحرک تھا لہٰذا ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی، آخر میں وقف کیا وقف کی وجہ سے الف آخر سے گر گیا تو رَ ہوا۔ دوسرے صیغوں میں بعد حذف علامتِ مضارع نون اعرابی حذف ہو گیا سوائے رَیْنَ جمع مؤنث کے کہ نون جمع کی وجہ سے اس کے آخر میں تغیر نہیں ہوا، امر غائب ومتکلم معروف لِیَـرَ الخ لَمْ یَرَ کی مثل تعلیل کرنی چاہیے، اوراسی طرح امر مجہول، امر حاضر معروف با نون ثقیلہ رَیَنَّ الخ. رَیَنَّ اصل میں رَ تھا نون ثقیلہ لانے کے بعد حرف علت کے حذف کا سبب باقی نہ رہا جو وقف تھا لہٰذا حرف علت قابل واپسی ہو گیا،

قولہ دراصل تَرْئِی بود:۔ یعنی صیغہ واحد مذکر امر حاضر رَ ، تَرْئِی سے، علامت کے حذف کرنے اور آخر میں وقف کرنے سے بنایا گیا ہے اور تَرْئِی اصل میں تَرْئِیُ تھا، ہمزہ کی حرکت ماقبل کو منتقل کرکے حذف کیا اور یاء الف ہو گئی تو تَرٰی ہوا۔

فائدہ :۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ "رَ" کو حالتِ وقف میں ہاء سکتہ لازم ہے مثلاً رَہْ ، رَیَا ، رَوْا ، کہیں گے وجہ لزوم یہ ہے کہ ابتدا اور وقف ایک حرف پر نہ ہو لہٰذا رَہْ کہیں گے تاکہ حرف متحرک سے ابتداء ہو اور حرف ساکن پر وقف ہو۔

فائدہ :۔ اجتماع ساکنین علی حدہ جائز ہے اس لیے کہ اس کا تلفظ دشوار نہیں کیونکہ ساکن ثانی کا تلفظ بالاستقلال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا تلفظ مدغم فیہ کی تبعیت میں ہو جاتا ہے تو گویا کہ کلام میں صرف ایک ساکن ہے۔

قولہ نون اعرابی حذف شدہ:۔ وجہ حذف یہ ہے کہ: ۔

لاحق نون ثقیل خفیفہ داخل ناصب جازم	نون اعرابی حذف کریندے جانو واجب لازم

قولہ حرف علت:۔ یعنی جب وقف جو حرف علت کے حذف کا سبب تھا باقی نہ رہا تو حرف علت واپس آ گیا۔ قانونچہ عجیبہ میں ہے: ۔

نون تاکید وضمیر فاعلی لاحق بدو	گر شود آرد چو در قُوْلَا بسُوْ اصل او

یعنی امر ومضارع مجزوم میں نون ثقیلہ اور ضمیر فاعل لگنے سے وہ اصل کی جانب لوٹ آتا ہے جیسا کہ اتصال ضمیر کے بعد قُوْلَا میں واؤ واپس آ گیا ہے۔

مگر الف کہ حذف شدہ قابل حرکت نبود ونون ثقیلہ فتحۂ ماقبل میخواہد لہٰذا یا را کہ اصل بودہ باز آوردہ فتحہ دادند رَیَنَّ شد. ودر رَوُنَّ و رَیِنَّ واو ویا را کہ غیر مدہ بودند بسبب اجتماع ساکنین حرکت ضمہ وکسرہ دادند نون ثقیلہ امر بالام مثل نون ثقیلہ فعل مضارع است جز اینکہ لام امر مکسور ست ولام مضارع مفتوح. امر حاضر معروف بانون خفیفہ رَیَنْ رَوُنْ رَیِنْ. وامر بالام ہم بریں قیاس نہی معروف ومجہول لَایُرَ تا آخر نہی بانون ثقیلہ لَایَرَیَنَّ لَایَرَیَانِ تا آخر بقیاس صیغہائے نون ثقیلۂ امر اعلال باید کرد. نہی بانون خفیفہ لَایُـرَیَـنْ لَایُـرَوُنْ لَاتُـرَیَـنْ لَاتُـرَوُنْ لَاتُرَیِنْ لَااُرَیَنْ لَانُرَیَنْ. اسم فاعل رَاءٍ رَائِیَانِ رَاؤُنَ رَائِیَةٌ رَائِیَتَانِ رَائِیَاتٌ. چوں رامٍ تا آخر

لیکن الف جو کہ حذف ہوا تھا قابل حرکت نہ تھا اور نون ثقیلہ ماقبل کا فتحہ چاہتا ہے لہٰذا یاء کو جو اصل تھی واپس لاکر فتحہ دیا تو رَیَنَّ ہوا، اور رَوُنَّ اور رَیِـــــنَّ میں واؤ اور یاء کو جو غیر مدہ ہے اجتماع ساکنین کی وجہ سے حرکتِ ضمہ وکسرہ دی، نون ثقیلہ امر بالام نون ثقیلہ فعل مضارع کی مثل ہے، سوائے اس کے کہ لام امر مکسور ہے اور مضارع کا لام مفتوح ہے. امر حاضر معروف بانون خفیفہ رَیَنْ الخ اور امر بالام بھی اسی قیاس پر ہے. نہی معروف ومجہول لَایُرَ الخ. نہی بانون ثقیلہ لَایَرَیَنَّ الخ نون ثقیلہ امر کے صیغوں کے مطابق تعلیل کرنی چاہیے، نہی بانون خفیفہ لَایَرَیَنْ الخ. اسم فاعل رَاءٍ رَائِیَانِ الخ،

قولہ مگر الف: یہ **سوال** مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ امر بناتے وقت تَـرٰی سے وقف کے سبب الف حذف ہوا تھا لہٰذا اس کو واپس آنا چاہیے تھا رَیَنَّ میں یاء کیوں لائی گئی ہے؟ **جواب**: یہ ہے کہ الف قابل حرکت نہ تھا اس لیے الف کے اصل کو جو یاء ہے واپس لائے ہیں۔

قولہ ودر رَوُنَّ: ۔رَوُنَّ صیغہ جمع مذکر حاضر اور رَیِنَّ واحد مؤنث حاضر جو اصل میں رَوْ اور رَیْ تھے، نون ثقیلہ لگنے سے وقف جو حرف علت کے حذف کا سبب تھا باقی نہ رہا تو حرف علت واپس آ گیا لہٰذا التقائے ساکنین علی غیر حدہ کی وجہ سے واؤ کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیا تو رَوُنَّ اور رَیِنَّ ہوئے۔

فائدہ: ۔ رَوُنَّ میں واؤ کو ضمہ دیا تا کہ واؤ کا ضمہ اس واؤ کے حذف پر دلالت کرے جو مضارع تَرَءَ وُنَ میں تھا، اور رَیِنَّ میں یاء کو کسرہ دیا تا کہ کسرہ اس یاء کے حذف پر دلالت کرے جو تَرْءَ یِینَ میں تھی۔

قولہ اسم فاعل رَاءٍ: ۔رَاءٍ اصل میں رَائِیٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا لہٰذا اس کو دور کر دیا اور یاء التقائے ساکنین یا تنوین کی وجہ سے گر گئی تو رَاءٍ ہوا

سوال: ۔اسم فاعل مضارع سے ماخوذ ہے اور یرٰی میں جو کہ مضارع ہے ہمزہ حذف ہو گیا ہے لہٰذا اسم فاعل میں بھی ہمزہ حذف کر دینا چاہیے تا کہ فرع اصل کے مخالف نہ ہو؟

جواب: ۔اسم فاعل میں مضارع کی موافقت میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا ممکن نہ تھا کہ ماقبل الف ہے اس لیے ہمزہ کو باقی رکھا گیا۔

اسم مفعول مَرْئِیٌّ مَرْئِیَّانِ تا آخر چوں مرْمِیٌّ تا آخر۔ مہموز لام واجوف یائی از ضَرَبَ اَلْمَجِیْءُ آمدن جَاءَ یَجِیْءُ مَجِیْئًا فھو جَاءٍ و جِیْءَ یُجَاءُ مَجِیْئًا فھو مَجِیْءٌ الامر منہ جِیْءْ والنہی عنہ لاتَجِیْءْ الظرف منہ مَجِیْءٌ تا آخر بروضع بَاعَ یَبِیْعُ تا آخر جز آنکہ جَاءٍ اسم فاعل را کہ دراصل جَایِءٌ بود چوں لطور بَائِعٌ اعلال کردند جَاءِءٌ شد پس بقاعدۂ دو ہمزہ متحرکہ ثانیہ رایا کردند جَائِیٌ شد آں زمان دریا کارَامٍ کردند جَاءٍ شد. جملہ صیغ صرف کبیر ہم مثل صیغ صرف بَاعَ ست جز اینکہ ہر جا ہمزہ ساکن شدہ دراں بقاعدۂ ہمزہ ساکنہ ابدال شدہ چنانچہ درجِئْنَ جِئْتَ جِئْتُمَا تا آخر ہمزہ بسبب کسرۂ ماقبل یا شدہ جواز اُو ہم بین بین قریب وبعید در ہمزہ حسب اقتضائے قاعدہ جائزست۔ **فائدہ:**۔ شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَةً کہ ہم اجوف یائی و مہموز لام ست ہم از سَمِعَ میتو اند شد وہم از فَتَحَ چہ حرف حلق بجائے لام درو موجودست وکسرۂ عین ماضی ظاہر نشدہ در صیغ ماقبل شِئْنَ یا الف شدہ است........

اسم مفعول مَرْئِیٌّ الخ مثل مَرْمِیٌّ کے. مہموز لام واجوف یائی از ضرب المجیء آنا, جاءَ یَجِیْءُ الخ بَاعَ یَبِیْعُ الخ کی مثل سوائے اس کے کہ جاءٍ اسم فاعل اصل میں جایِءٌ تھا. جب بَائِعٌ کی مثل تعلیل کی تو جَاءِءٌ ہوا پھر بقاعدۂ دو ہمزہ متحرکہ دوسرے ہمزہ کو یاء کیا تو جَائِیٌ ہوا اس وقت یاء میں رامٍ کا عمل کیا جاءٍ ہوا صرف کبیر کے تمام صیغے بھی بَاعَ کی صرف کبیر کے صیغوں کی مثل ہیں، سوائے اس کے کہ جہاں ہمزہ ساکن ہے وہاں ہمزہ ساکنہ کے قاعدہ سے ابدال ہوا، چنانچہ جِئْنَ میں آخر تک ہمزہ کا ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے وہ جواز اً یاء ہو گیا ہے نیز ہمزہ میں قاعدۂ بین بین کے اقتضاء کے مطابق بین بین قریب وبعید جائز ہے. **فائدہ:** شاء یشاء مشیئة جو اجوف یائی اور مہموز لام ہے، باب سمع سے بھی ہو سکتا ہے اور فتح سے بھی اس لیے کہ حرف حلقی اس میں لام کی جگہ موجود ہے اور عین ماضی کا کسرہ ظاہر نہیں کہ شِئْنَ کے ماقبل کے صیغوں میں یاء الف سے بدل گئی ہے..........................

قولہ مَرْئِیٌّ :۔مَرْئِیٌّ اصل میں مَرْؤُوْیٌ تھا واؤ قاعدہ نمبر ۱۴ سے یاء بن کر یاء میں ادغام ہوا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا تو مَرْئِیٌّ ہوا

قولہ جز آنکہ:۔ یہ مصنف کے قول "بوضع بَاعَ یَبِیْعُ" سے استثناء ہے یعنی جَاءٍ ، بَاعٍ کی مثل نہیں ہے کیونکہ اس میں ابتداء تو باعٍ والا قانون لاگو ہوا اور یاء ہمزہ ہو گئی لیکن بعدہٗ اس میں دو ہمزہ متحرکہ کا قاعدہ جاری ہوا پھر رَامٍ والی تعلیل ہوئی۔

قولہ حسب اقتضائے قاعدہ:۔ یعنی جِئْنَ سے آخر تک کے تمام صیغوں کو تین طرح پڑھا جا سکتا ہے: ۱۔جِئْنَ ،ہمزہ کے ساتھ. ۲۔جِیْنَ، یاء کے ساتھ یعنی ہمزہ ساکن ماقبل مکسور کو یاء کر کے. ۳۔بین بین قریب یا بعید. کہ ہمزہ اصل میں متحرک ہے۔

قولہ وکسرۂ عین ظاہر نشدہ:۔ یعنی عین کا کسرہ الف کی وجہ سے جو یاء کا بدل ہے لفظا ظاہر نہیں اگر ظاہر ہوتا تو باب فتح سے ہونے کا احتمال نہ رہتا

واصل الف یا مکسور و مفتوح ہر دو میتواں شد و در شِئْنَ وما بعد آں کسرۂ فا چنانکہ بسبب کسر عین ممکن ست ہمچنیں بسبب یائی بودن باوصف فتحہ چنانکہ در بِعْنَ والہٰذا صاحب صراح آنرا از فتح شمردہ و بعضے لغویاں از سَمِعَ

فائدہ: در جِئْ امر حاضر ولَمْ یَجِئْ وغیرہ صیغ منجزمہ مضارع ہمزہ یا می تواند شد و در شَأْ و لَمْ یَشَأْ وغیرہ الف لیکن ایں حرف علت باقی خواہد ماند حذف نخواہد شد زیرا کہ بدل ست اصلی نیست۔ **فائدہ:** در مَجِیْءٌ و مَشِیْئَۃٌ

اور الف کی اصل یاء مکسورہ بھی ہوسکتی ہے اور یاء مفتوحہ بھی۔اور شِئْنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں فاء کا کسرہ جس طرح کہ عین کے کسرہ کی وجہ سے ممکن ہے ایسے ہی یائی ہونے کی وجہ سے ممکن ہے فتحہ کے باوجود جیسے کہ بِعْنَ میں،اسی لیے صاحب صراح نے اسے فَتَحَ سے شمار کیا ہے اور بعض لغویین نے سَمِعَ سے۔

فائدہ: جِئْ امر حاضر اور مضارع کے صِیَغِ مُنْجَزِمَۃ لَمْ یَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ یاء بن سکتا ہے اور شَأْ و لَمْ یَشَأْ وغیرہ میں الف لیکن یہ حرف علت باقی رہے گا حذف نہیں ہوگا کیونکہ یہ بدلا ہوا ہے اصلی نہیں۔ **فائدہ:** مَجِیْءٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں

قولہ واصل الف:۔ یعنی شِئْنَ سے پہلے صیغوں میں یاء جو الف ہوگئی ہے وہ مکسورہ اور مفتوحہ ہوسکتی ہے لہٰذا اگر اس کو باب سَمِعَ سے قرار دیں تو الف کو یاء مکسورہ سے بدلا ہوا کہیں گے اور فَتَحَ سے قرار دیں تو الف کو یاء مفتوحہ سے بدلا ہوا کہیں گے۔

قولہ و در شِئْنَ:۔ یہ **سوال** مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ شِئْنَ سے لے کر آخر تک تمام صیغوں میں فاء کو کسرہ ہے لہٰذا اسکو فَتَحَ سے قرار دینا درست نہیں۔

جواب:۔ یہ ہے کہ شِئْنَ سے آخر تک کے صیغوں میں فاء کا کسرہ اس مادہ کے مکسور العین ہونے کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور اس کے یائی ہونے کی وجہ سے بھی جیسے بِعْنَ جو کہ مفتوح العین ہے اس میں یائی ہونے کی وجہ فاء کو کسرہ ہے لہٰذا فاء کا کسرہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ باب سَمِعَ سے ہے بلکہ باب فَتَحَ سے ہونے کا احتمال بھی ہے۔

قولہ باوصف فتحہ:۔ یعنی شَاء کی فتحہ کے باوجود جبکہ اس کو فَتَحَ سے قرار دیا جائے شِئْنَ میں فاء کا کسرہ جائز ہے کیونکہ یہ کسرہ یائی ہونے کی وجہ سے ہے کہ شَاءَ کی اصل شَیَءَ ہے جیسے بِعْنَ میں فاء کا کسرہ اس کے یائی ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ وہ تو مفتوح العین ہے۔

قولہ در جِئْ امر حاضر:۔ یہ ایک اشکال کا جواب ہے،اشکال یہ ہے کہ امر حاضر جِئْ اور مضارع مجزوم لم یَجِئْ میں جب ہمزہ یاء ہوسکتا ہے اور لم یشأ میں الف تو یاء اور الف کو ساقط ہو جانا چاہیے کیونکہ وقف اور جزم کے وقت حرف علت گر جاتا ہے۔مصنف علیہ الرحمۃ اس اشکال کو دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وقف اور جزم سے یہ یاء و الف حذف نہیں ہوگا کیونکہ یہ اصلی نہیں ہے بلکہ بدل ہے اور حذف اصلی ہوتا ہے یعنی جِ اور لَمْ یَجِ نہیں پڑھیں گے اسی طرح لَمْ یَشَ

ہمزہ رایاء کردہ ادغام نتواں کرد چہ اصلی ست وآں قاعدہ برائے مدہ زائدہ است ودر مجایءُ جمع ظرف ودیگر امثالش یا بقاعدۂ ۱۸ بسبب اصلیت ہمزہ نشدہ۔

فصل سوم در مضاعف مشتمل بر دو قسم قسم اول در قواعد وصرف مضاعف۔ قاعدہ (۱): چوں از دو حرف متجانس یا متقارب اول ساکن باشد در ثانی ادغام کنند خواہ در یک کلمہ باشد چوں مَدٌّ و شَدٌّ و عَبَدْتُّمْ خواہ در دو کلمہ چوں اِذْهَبْ بِنَا و عَصَوْ وَّ كَانُوْا مگر آنکہ اول مدہ باشد چوں فِيْ يَوْمٍ کہ ادغام نہ کنند۔ ب ۲: اگر ہر دو متحرک باشد در یک کلمہ وما قبل اول متحرک اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کنند چوں مَدَّ و فَرَّ............

ہمزہ کو یاء کر کے ادغام نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہمزہ اصلی ہے اور وہ قاعدہ مدہ زائدہ کیلئے ہے اور مَجَايِءُ جمع ظرف اور اسکی امثال میں یاء اصلی ہونے کے باعث قاعدہ نمبر ۱۸ کے مطابق ہمزہ سے تبدیل نہیں ہوئی۔

فصل سوم مضاعف کے بیان میں وہ دو قسموں پر مشتمل ہے۔ پہلی قسم مضاعف کے قواعد وگردان کے بیان میں۔ **قاعدہ:** الف (۱) دو متجانس یا متقارب حروف میں سے جب پہلا ساکن ہو تو دوسرے میں ادغام کر دیتے ہیں خواہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَدٌّ اور شَدٌّ اور عَبَدْتُّمْ خواہ دو کلموں میں ہوں جیسے اِذْهَبْ بِنَا اور عَصَوْا وَّ كَانُوْا لیکن پہلا اگر مدہ ہو تو ادغام نہیں کریں گے جیسے فِيْ يَوْمٍ۔ ب (۲) اگر ایک کلمہ میں دونوں حرف متحرک ہوں اور ما قبل اول بھی متحرک ہو تو اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کریں گے جیسے مَدَّ اور فَرَّ.................................

قولہ ہمزہ رایاء کردہ:۔ یعنی ان دونوں میں ہمزہ کو یاء کر کے ادغام اس لیے نہیں کیا جا سکتا کہ قاعدہ یہ گذرا ہے کہ یائے مدہ زائدہ کے بعد ہمزہ جوازاً ما قبل کی جنس ہو جاتا ہے اور یہ یاء اصلی ہے زائدہ نہیں لہٰذا ہمزہ کو یاء کر کے ادغام نہیں کریں گے۔

قولہ ودر مجایء:۔ یعنی مَجَايِئُ جو صیغہ ظرف کی جمع ہے اس میں یاء اگرچہ الف مفاعل کے بعد واقع ہے لیکن وہ قاعدہ نمبر ۱۸ سے ہمزہ نہیں ہوگی کیونکہ قاعدہ ۱۸ میں یہ شرط ہے کہ یاء زائدہ ہو اور یہ یاء اصلی ہے زائدہ نہیں۔

قولہ مدّ و شدّ:۔ مَدٌّ اور شَدٌّ یہ متجانسین کی مثال ہے اور عَبَدْتُّمْ متقاربین کی مثال ہے اور دونوں کلمہ واحدہ ہیں کیونکہ عبدتّم میں ضمیر جزو کلمہ کے حکم میں ہے پھر متجانسین کے ادغام میں ایک حرف لکھتے ہیں اور متقاربین میں عموماً دو لفظ جیسے عَبَدْتُّمْ میں دال اور تاء الگ الگ لکھے ہوئے ہیں۔

مگر شرط ایں ست کہ اسم متحرک العین مثل شَرَرٌ و سُرُرٌ نباشد.ج ۳:اگر ماقبل اول ساکن باشد غیر مدہ حرکت اول بما قبل دادہ ادغام کنند چوں یَمُدُّ و یَفِرُّ و یَعَضُّ بشرط آنکہ ملحق نباشد لہٰذا در جَلْبَبَ ایں قاعدہ جاری نشود.دہ:اگر ماقبل اول مدہ باشد بے نقل حرکت اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کنند چوں حَاجٌّ و مُوْدٌّ.....

مگر شرط یہ ہے کہ اسم متحرک العین نہ ہو جیسے شَــرَرٌ اورسُـرُرٌ. ج(۳)اگر ماقبل اول کا ساکن غیر مدہ ہو تو اول کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کرتے ہیں جیسے یَمُدُّ ، یَفِرُّ اور یَعَضُّ بشرطیکہ ملحق نہ ہو لہٰذا جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا.د(۴)اگر پہلے حرف کا ماقبل مدہ ہو تو ماقبل کو حرکت منتقل کیے بغیر اول حرف کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کریں گے جیسے حَاجٌّ اور مُوْدٌّ...

قولہ مگر شرط این ست:۔ یعنی یہ قاعدہ اسم متحرک العین میں جاری نہیں ہوتا جیسے شَرَرٌ اور سُرُرٌ کیونکہ ادغام کے بعد یہ شَــرٌّ اور سُــرٌّ ہو جائیں گے پھر معلوم نہیں ہو سکے گا کہ یہ اسم متحرک العین تھے یا ساکن العین،اس سے معلوم ہوا کہ مصنف کے نزدیک مطلق التباس مانع ادغام نہیں بلکہ التباس فی الاسم مانع ادغام ہے۔

فائدہ:۔ مضاعف میں تین طریقوں سے تخفیف کی جاتی ہے:

۱۔ تخفیف بالادغام جیسے مَدَّ میں جو اصل میں مَدَدَ ہے۔

۲۔ تخفیف بالابدال یعنی ایک حرف کو دوسرے سے تبدیل کر کے،اس کی دو قسمیں ہیں:اول سماعی جیسے دَسّٰهَــا جو اصل میں دَسَّسَهَا تھا،سین ثانی کو یاء سے اور یاء کو الف سے تبدیل کیا۔دوم قیاسی جیسے دِیْمَاسٌ جو اصل میں دِمَّاسٌ تھا۔

۳۔ تخفیف بالحذف،اسکی بھی دو قسمیں ہیں:اول سماعی جیسے ظَلْتُ جو اصل میں ظَلَلْتُ تھا،دوم قیاسی جیسے تَنَزَّلُ جو اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا۔

قولہ ایں قاعدہ جاری نشود:۔ یہ قاعدہ جَلْبَبَ میں اس لیے جاری نہیں ہوگا کہ ادغام کی شرط یہ ہے کہ کلمہ ملحق نہ ہو اور جلبب ملحق بدَحْرَجَ ہے چنانچہ شرائط ادغام بیان کرتے ہوئے صاحب قانونچہ فرماتے ہیں:۔

ہیچ شاں الحاق رانبود نہ تاء افتعال   نے تفاعل یا تفعّل نے دو واؤ افعلال

یعنی متجانسین میں سے کوئی حرف الحاق کیلئے نہ ہو اور نہ افتعال،تفاعل اور تفعّل کی تاء ہو اور نہ باب افعلال کے دو واؤ ہوں،لہٰذا جَلْبَبَ ، اِقْتَتَلَ ، تَتَقَاتَلُ ، تَتَصَرَّفُ اِرْعَوَوَ میں ادغام نہیں ہوگا۔

ھ۵: اگر بعد ادغام بر حرف دوم وقفِ امر یا جزمِ جازم وارد شود آنجا حرف دوم را فتحہ و کسرہ و فک ہر سہ جائز ست چوں فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ. واگر ماقبل اول مضموم باشد ضمہ ہم جائز ست چوں لَمْ یَمُدُّ مضاعف از نَصَرَ اَلْمَدُّ کشیدن مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا فھو مَادٌّ و مُدَّ یُمَدُّ مَدًّا فھو مَمْدُوْدٌ الامر منه مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ و النهی عنه لَاتَمُدَّ لَاتَمُدِّ لَاتَمُدُّ لَاتَمْدُدْ الظرف منه مَمَدٌّ و الاٰلة منه مِمَدٌّ و مِمَدَّةٌ و مِمْدَادٌ و تثنیتهما مِمَدَّانِ مِمِدَّانِ و الجمع منهما مَمَادٌّ و مَمَادِیْدُ افعل التفضیل منه اَمَدُّ و المؤنث منه مُدّٰی و تثنیتهما اَمَدَّانِ و مُدَّیَانِ و الجمع منهما اَمَدُّوْنَ و اَمَادُّ و مُدَدٌ و مُدَّیَاتٌ درمَدَّ کہ اصلش مَدَدَ بود بقاعدہ ب۲ ادغام کردند و ہمچنیں درمُدَّ و دریَمُدُّ بقاعدۂ ج۳ ادغام کردند و ہکذا دریُمَدُّ درمَادٌّ اسم فاعل و مَمَادٌّ جمع ظرف وآلہ واَمَادٌّ جمع اسم تفضیل بقاعدۂ د۴ عمل کردند و درامر و نہی بقاعدۂ ھ۵ عمل شد اثبات فعل ماضی معروف مَدَّ مَدَّا مَدُّوْا مَدَّتْ مَدَّتَا مَدَدْنَ مَدَدْتَ مَدَدْتُمَا مَدَدْتُمْ مَدَدْتِ مَدَدْتُنَّ مَدَدْتُ مَدَدْنَا

ھ(۵) اگر دوسرا حرف ادغام کے بعد وقف امر یا جزم جازم کی وجہ سے ساکن ہو جائے تو اس کو فتحہ و کسرہ دینا اور فک ادغام ہر تین امر جائز ہیں مثلاً فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ اور اگر اول متجانسین کا ماقبل مضموم ہو تو ثانی کو ضمہ بھی دے سکتے ہیں جیسے لَمْ یَمُدُّ. مضاعف نَصَرَ سے جیسے المد کھینچنا مَدَّ یَمُدُّ الخ. مَدَّ میں جس کی اصل مَدَدَ تھی بقاعدہ ب۲ ادغام کیا اسی طرح مُدَّ اور یَمُدُّ میں بقاعدہ ج۳ ادغام کیا اور اسی طرح یُمَدُّ میں اور مَادٌّ اسم فاعل اور مَمَادٌّ ظرف وآلہ کی جمع میں اور اَمَادٌّ اسم تفضیل کی جمع میں قاعدہ د۴ جاری کیا گیا. اور امر و نہی میں قاعدہ ھ۵ پر عمل ہوا. اثبات فعل ماضی معروف مَدَّ الخ.

قوله و دریَمُدُّ :۔ یَمُدُّ اصل میں یَمْدُدُ تھا، دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے پہلے کا ماقبل ساکن غیر مدہ تھا لہٰذا اس کی حرکت ماقبل کو دے کر ادغام کیا تو یَمُدُّ بنا۔

قوله درمَادٌّ اسم فاعل :۔ مَادٌّ اسم فاعل اصل میں مَادِدٌ تھا اول متجانس کا ماقبل مدہ تھا لہٰذا ماقبل کو حرکت نقل کیے بغیر اول کو ساکن کر کے ادغام کیا تو مَادٌّ ہوا۔ اسی طرح جمع ظرف وآلہ اور جمع اسم تفضیل میں یہی قاعدہ جاری ہوا۔

فائدہ :۔ بعد الادغام مَادٌّ میں اگرچہ دو ساکن جمع ہیں لیکن یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے اسی طرح مَمَادٌّ اور اَمَادٌّ میں۔

درمَـدَدْنَ و مابعدِ آں بسبب سکونِ دال دوم اول را ادغام نکردند مگر از مَـدَدْتَّ تامَـدَدْتُّ دال دوم در تا بقاعدۂ الف اادغام یافتہ بسبب قرب مخرج دال با تا. مجہول مُـدَّ مُـدَّا مُدُّوْا مُدَّتْ مُدَّتَا مُدِدْنَ مُدِدْتَّ مُدِدْتُّمَا مُـدِدْتُّمْ مُدِدْتِّ مُدِدْتُّنَّ مُدِدْتُّ مُدِدْنَا مضارع معروف يَـمُدُّ يَمُدَّانِ يَمُدُّوْنَ تا آخر وہکذا مجہول. نفی بلن لَـنْ يَّـمُدَّ لَنْ يَّمُدَّا لَنْ يَّمُدُّوْا تا آخر ہمچنانکہ لن در صحیح عمل میکند کردہ ادغام مضارع بحال خود ست وہمچنیں مجہول. نفی جحد بلم معروف لَـمْ يَـمُـدَّ لَمْ يَمُدُّ لَمْ يَمُدِّ لَمْ يَمْدُدْ لَمْ يَمُدَّا لَمْ يَمُدُّوْا لَمْ تَمُدَّ لَمْ تَمُدِّ لَمْ تَـمْـدُدْ لَـمْ تَمُدَّا لَمْ يَمْدُدْنَ لَمْ تَمُدُّوْا لَمْ تَمُدِّیْ لَمْ تَمْدُدْنَ لَمْ اَمُدَّ لَمْ اَمُدِّ لَمْ اَمُدُّ لَمْ اَمْدُدْ لَمْ نَـمُـدَّ لَـمْ نَـمُـدِّ لَمْ نَمُدُّ لَمْ نَمْدُدْ درلَـمْ يَمُدَّ واخواتش اعمال قاعدہ ۵ شدہ وقس علیہ المجہول. لام تاکید بانون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَيَـمُـدَّنَّ لَيَـمُـدَّانِّ لَيَـمُـدُّنَّ تا آخر طوریکہ در صحیح میباشد بودہ است ادغام مضارع بحال خود ماند وہمچنیں مجہول نون خفیفہ معروف لَيَـمُـدَّنْ لَيَـمُدُّنْ تا آخر وہکذا مجہول امر حاضر معروف مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ مُدَّا مُدُّوْا مُدِّیْ اُمْدُدْنَ.................................

مَـدَدْنَ اور اس کے مابعد میں دال دوم کے ساکن ہونے کی وجہ سے دال اول کا اسمیں ادغام نہیں کیا لیکن مَـدَدْتَّ سے مَـدَدْتُّ تک دال دوم بقاعدہ الف ا تاء میں ادغام ہوگئی ہے بوجہ قریب المخرج ہونے دال اور تاء کے. مجہول مُـدَّ الخ. مضارع معروف يَمُدُّ الخ. اور اسی طرح مجہول نفی تاکید بلن لَنْ يَّمُدَّ الخ. لن نے وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے. اور مضارع کا ادغام بدستور ہے اور اسی طرح مجہول ہے نفی جحد بلم معروف لَـمْ يَـمُـدَّ الخ. لَمْ يَمُدَّ اور اس کے نظائر میں قاعدہ ۵ پر عمل ہوا۔ اور مجہول کو اسی پر قیاس کرلو۔ لام تاکید بانون ثقیلہ مستقبل معروف میں لَيَـمُـدَّنَّ الـخ. جس طرح کہ صحیح میں ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہے، مضارع کا ادغام برقرار ہے، اسی طرح نون خفیفہ معروف لَيَمُدَّنْ الخ اور اسی طرح مجہول. امر حاضر معروف مُدَّ الخ.........

قولہ درمَدَدْنَ :۔یعنی مددن اور مابعد کے صیغوں میں دال دوم کے سکون کے باعث اس میں دال اول کا ادغام نہیں ہوا کیونکہ ادغام کیلئے دوسرے حرف کا متحرک ہونا شرط ہے، اور دال ثانی کے سکون کی وجہ یہ ہے کہ حرکات اربعہ کا اجتماع ممنوع ہے، ۔

چوں بود متوالی اندر کلمہ یا حکم آں اجتماع اربع حرکات را ممنوع داں

یعنی کلمہ واحدہ میں یا جو کلمہ واحدہ کے حکم میں ہے وہاں مسلسل چار حرکتوں کا اجتماع ممنوع ہے۔

در تثنیہ وجمع مذکر وواحد مؤنث حاضر فکِ ادغام جائز نیست زیرا کہ موقعِ جزم ووقف دال دوم نیست و لھٰذا اُکْفُفَا را در شعر قصیدہ بردہ ع فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِن قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا غلط قرار دادہ اند امر بالام معروف و مجہول بقیاس لَمْ ست امر حاضر معروف بانون ثقیلہ مُدَّنَّ مُدَّانِ مُدُّنَّ مُدِّنَّ اُمْدُدْنَانِّ در مُدَّنَّ ہم کہ وقف باقی نماندہ جز حالت واحدہ یعنی فتحۂ دال فک ادغام وضمہ وکسرہ جائز نیست..............................

تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر میں فک ادغام جائز نہیں کیونکہ جزم اور وقف کی جگہ دال دوم نہیں۔ اور اسی وجہ سے قصیدہ بردہ کے شعر ع "فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا" میں اُكْفُفَا کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ امر بالام معروف و مجہول لَمْ کے قیاس پر ہے۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ مُدَّنَّ الخ. مُدَّنَّ میں بھی وقف باقی نہیں رہا لہٰذا سوائے حالتِ واحدہ یعنی دال کے فتحہ کے فک ادغام اور ضمہ اور کسرہ جائز نہیں.............................

قولہ در تثنیہ:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے، تقریر سوال یہ ہے کہ اس باب کے صیغہ واحد مذکر امر حاضر میں چار صورتیں جائز ہیں لہٰذا تثنیہ، جمع اور واحد مؤنث میں بھی جائز ہونی چاہئیں کیونکہ یہ واحد مذکر کی فرع ہیں اور فرع میں اصل والا حکم ہوتا ہے۔

جواب :۔ یہ ہے کہ چار صورتیں وہاں جاری ہوتی ہیں جہاں حرف ثانی وقفِ امر یا جزم جازم کی وجہ سے ساکن ہو گیا ہو اور ان صیغوں میں موضع جزم ووقف دال دوم نہیں بلکہ وقف کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے اسی وجہ سے اُكْفُفَا کو جو کہ فک ادغام کے ساتھ ہے صرفیین نے غلط قرار دیا ہے۔

قولہ غلط قرار دادہ اند:۔ یعنی اکففا میں فک ادغام کو غلط قرار دیا گیا ہے صحیح کُفَّا ہے، قصیدہ بردہ شیخ محمد بوصیری رحمۃ اللہ نے مرض فالج میں حصولِ صحت کی نیت سے لکھا تھا جسے تکمیل کے بعد خواب میں آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا تو آپ نے بہت پسند فرمایا اور شیخ کے جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیرا تو شیخ آپ کے دست مبارک کی برکت سے اسی وقت تندرست ہو گئے اور سرکار علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک بھی ان کو عنایت فرمائی جب بیدار ہوئے تو چادر مبارک ہاتھ میں تھی اور بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا چونکہ عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں اس لیے یہ قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔

قولہ بقیاس لَمْ ست:۔ یعنی امر حاضر کو وقف کی جگہ فعل جحد کی طرز پر چار طرح پڑھا جائے گا: مُدَّ ، مُدِّ ، مُدُّ اور اُمْدُدْ

قولہ در مُدَّنَّ :۔ یعنی امر حاضر بانون ثقیلہ میں بھی وقف باقی نہیں رہا کیونکہ نون ثقیلہ ماقبل کا فتحہ چاہتا ہے جب امر کے آخر کو جو موقوف تھا حرکت فتحہ دی تو وقف کی وجہ سے جو سکون تھا وہ ختم ہو گیا لہٰذا دخول نون کے بعد صرف ایک حالت آئے گی یعنی نون کے ماقبل کا فتحہ۔

امر حاضر معروف بانون خفیفہ مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ امر بالام ہمبریں قیاس. نہی معروف لَایَـمُدَّ لَایَمُدِّ لَایَمُدُّ لَایَـمُدُدْ لَایَمُدَّا لَایَمُدُّوْا تا آخر نون ثقیلہ وخفیفہ بوضعے کہ در امر دانستی در نہی ہم بیار. اسم فاعل مَادٌّ مَادَّانِ مَادُّوْنَ مَادَّةٌ مَادَّتَانِ مَادَّاتٌ طریق ادغامش گفتہ شدہ. اسم مفعول مَمْدُوْدٌ تا آخر بوضع صحیح. مضاعف از ضَرَبَ الفرار گریختن فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا فهو فَارٌّ الامر منه فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ والنهى عنه لَاتَفِرَّ لَاتَفِرِّ لَاتَفْرِرْ الظرف منه مَفِرٌّ تا آخر مضاعف از سَمِعَ اَلْمَسُّ دست رسانیدن مَسَّ یَمَسُّ مَسًّا فهو مَاسٌّ وَمُسَّ یُمَسُّ مَسًّا فهو مَمْسُوْسٌ الامر منه مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ والنهى عنه لَاتَمَسَّ لَاتَمَسِّ لَاتَمْسَسْ الـظـرف مـنـه مَمَسٌّ تا آخر بقواعد یکہ دانستہ بقیاس مَـدَّ و فَرَّ کہ گردانیدہ صیغ ایں باب ہم باید خواند

امر حاضر معروف بانون خفیفہ مُدَّنْ الخ امر بالام اسی قیاس پر. نہی معروف لَایَـمُدَّ الخ. نون ثقیلہ وخفیفہ جس طرح کہ امر میں معلوم کرلیا ہے نہی میں بھی لاؤ. اسم فاعل مَادٌّ الخ. مضاعف از سَـمِـعَ اَلْمَسُّ ہاتھ پہنچانا. مَـسَّ یَمَـسُّ الخ. اپنے جانے ہوئے قواعد کے مطابق مَـــدَّ اور فَـــرَّ کے انداز پر کہ جنکی گردان تم کر چکے ہو اس باب کے صیغوں کی گردان کرلو.

قوله مادّ :۔ یہ اصل میں مَادِدٌ تھا دال اول کی حرکت ساقط کر کے اس کو دال ثانی میں ادغام کیا تو مَادٌّ ہوا۔

سوال :۔ مَمْدُوْدٌ میں میم کو میم میں ادغام کیوں نہیں کیا؟

جواب:۔ اس لیے کہ اول کلمہ میں مثلین کا اجتماع ادغام سے مانع ہے قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

جیکر حرف اکٹھے ہون اول کلمہ ہک جنساں دے   مجرد ثلاثی یا رباعی ادغام منع فرماندے

اور قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

چوں باول کلمہ یک جنسی دو حرف آمد پدید   در ثلاثی مجرد یا رباعی مزید

یا بجائے دو الف گردند باہم مجتمع   ہست ادغام اندریں سہ مواضع ممتنع

یعنی جب اول کلمہ میں ایک جنس کے دو حرف آجائیں ثلاثی میں جیسے دَدَنٌ یا رباعی مزید میں جیسے تَـدَحْـرَجُ یا کسی جگہ دو الف جمع ہو جائیں تو ان تین مواضع میں ادغام ممتنع ہے، اجتماع الفین کی مثال قَاوِلٌ ہے جس کے واؤ کو اولا الف کیا کہ ماقبل متحرک ہے اس لیے کہ الف کالعدم ہے پھر الف کو ہمزہ کیا لیکن الف کا الف میں ادغام نہیں کیا۔

مضاعف از افتعال اَلْاِضْطِرَارُ بجبر بجانبے کشیدن اِضْطَرَّ یَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فھو مُضْطَرٌّ و اُضْطُرَّ یُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فھو مُضْطَرٌّ الامر منه اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ والنھی عنه لَاتَضْطَرَّ لَاتَضْطَرِّ لَاتَضْطَرِرْ الظرف منه مُضْطَرٌّ درین باب فاعل ومفعول وظرف بیک صورت شدہ لیکن اصل فاعل بکسر عین ست ومفعول وظرف بفتح عین. از انفعال اَلْاِنْسِدَادُ بند شدن اِنْسَدَّ یَنْسَدُّ تا آخر، از استفعال اَلْاِسْتِقْرَارُ قرار گرفتن اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا فھو مُسْتَقِرٌّ و اُسْتُقِرَّ یُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا فھو مُسْتَقَرٌّ الامر منه اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ والنھی عنه لَاتَسْتَقِرَّ لَاتَسْتَقِرِّ لَاتَسْتَقْرِرْ الظرف منه مُسْتَقَرٌّ. از افعال اَلْاِمْدَادُ مدد کردن اَمَدَّ یُمِدُّ اِمْدَادًا فھو مُمِدٌّ و اُمِدَّ یُمَدُّ اِمْدَادًا فھو مُمَدٌّ الامر منه اَمِدَّ اَمِدِّ اَمْدِدْ والنھی عنه لَاتُمِدَّ لَاتُمِدِّ لَاتُمْدِدْ الظرف منه مُمَدٌّ...............

مضاعف از افتعال الاضطرار ، جبراً کسی طرف کھینچنا اِضْطَرَّ یَضْطَرُّ الخ. اس باب میں فاعل، مفعول اور ظرف ایک شکل وصورت پر ہو گئے ہیں لیکن فاعل کی اصل بکسر عین ہے اور مفعول وظرف کی اصل بفتح العین ہے. از انفعال الانسداد بند ہونا اِنْسَدَّ یَنْسَدُّ الخ از استفعال الاستقرار قرار پکڑنا اِسْتَقَرَّ یَسْتَقِرُّ الخ. افعال سے الامداد مدد کرنا اَمَدَّ یُمِدُّ الخ.

قوله لیکن اصل فاعل :۔ یعنی بظاہر یہ تینوں صیغے ایک جیسے ہو گئے ہیں یعنی مُضْطَرٌّ لیکن اسم فاعل دراصل مُضْطَرِرٌ بکسر عین ہے اور اسم مفعول وظرف بفتح عین ہے، جب اول را کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کیا تو ادغام کے بعد تینوں مُضْطَرٌّ ہو گئے۔

فائدہ :۔ اِضْطَرَّ ، اِنْسَدَّ اور اِسْتَقَرَّ کے ادغام میں فرق یہ ہے کہ اول دو میں اول متجانس کی حرکت سلب کر کے اس کو ادغام کیا گیا ہے اور اِسْتَقَرَّ میں اسکی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں اول متجانس کا ماقبل ساکن ہے۔

قوله اَمَدَّ :۔ اَمَدَّ اصل میں اَمْدَدَ بروزن اَفْعَلَ تھا، دال اول کی حرکت اس کے ماقبل کو دی اور اس کو دال ثانی میں ادغام کیا تو اَمَدَّ ہوا۔

قوله یُمِدُّ :۔ اصل میں یُأَمْدِدُ بروزن یُأَفْعِلُ تھا ہمزہ کو صیغہ واحد متکلم کی موافقت میں ساقط کیا اور دال اول کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو ثانی میں ادغام کیا تو یُمِدُّ ہوا۔

مضاعف تفعیل و تفعّل بہمہ وجوہ مثل صحیح ست چوں جَدَّدَ یُجَدِّدُ تَجْدِیْدًا و تَجَدَّدَ یَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا مُفَاعَلَت اَلْمُحَاجَّةُ باہم حجت پیش کردن یکے مردیگر یرا حَاجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فھو مُحَاجٌّ و حُوْجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فھو مُحَاجٌّ الامر منہ حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ والنھی عنہ لَاتُحَاجَّ لَاتُحَاجِّ لَاتُحَاجِجْ الظرف منہ مُحَاجٌّ در جمیع ایں باب بقاعدہ ۴ ادغام شدہ تفاعُل اَلتَّضَادُّ باہم ضد شدن تَضَادَّ یَتَضَادُّ تا آخر مثل مفاعلت ست قسم دوم در مرکبات مضاعف با مہموز و معتل مہموز فاء و مضاعف اَلْاِمَامَةُ امام شدن اَمَّ یَؤُمُّ اِمَامَةً فھو اٰمٌّ و اُمَّ یُؤَمُّ اِمَامَةً فھو مَامُوْمٌ الامر منہ اُمَّ اُمِّ اُمُّ اُوْمُمْ والنھی عنہ لَاتَؤُمَّ لَاتَؤُمِّ لَاتَؤُمُّ لَاتَؤْمُمْ الظرف منہ مُؤَمٌّ تا آخر در ہمزہ بقواعد مہموز و در متجانسین بقواعد مضاعف عمل خواہند کرد مگر بوقت تعارض قاعدہ مضاعف را ترجیح خواہند داد پس در یَؤُمُّ بقاعدہ رَاسٌ عمل نکنند بلکہ بقاعدہ یَمُدُّ............

مضاعف تفعیل اور تفعّل تمام وجوہ سے صحیح کی طرح ہے جیسے جَدَّدَ یُجَدِّدُ الخ اور تَجَدَّدَ یَتَجَدَّدُ الخ. مُفَاعَلَہ، المحاجۃ ایک دوسرے کو دلیل پیش کرنا حَاجَّ یُحَاجُّ الخ. التضاد ایک دوسرے کی ضد ہونا تَضَادَّ یَتَضَادُّ الخ. مفاعلہ کی مثل ہے. قسم دوم مرکبات میں مضاعف ساتھ مہموز اور معتل کے مہموز فاء و مضاعف اَلْاِمَامَةُ امام ہونا اَمَّ یَؤُمُّ الخ. ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل کریں گے لیکن تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دیں گے لہٰذا یَؤُمُّ میں رأس کے قاعدہ پر عمل نہیں کریں گے بلکہ یَمُدُّ کے قاعدہ پر عمل ہوگا..................................

قولہ مثل صحیح ست:۔ کیونکہ باب تفعیل اور تفعّل کی عین مشدد ہوتی ہے اور یہ تشدید عین ان دو بابوں کی علامت ہے اگر لام میں بھی ادغام ہو جائے تو کلمہ بہت ہی ثقیل ہو جائے گا۔

سوال :۔ حُوْجَّ ماضی مجہول میں واؤ مدہ کو حذف کیوں نہیں کیا؟

جواب :۔ اس لیے کہ یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے، جس کی تعریف و حکم درج ذیل ہے:۔

حدہ آنست اول مدہ ثانی مدغم ست　　　کلمہ واحد حکم او ابقائے ہر دو مشتہر

قولہ تَضَادَّ :۔ یہ اصل میں تَضَادَدَ تھا ادغام کے بعد تَضَادَّ ہوا، یَتَضَادُّ اصل میں یَتَضَادَدُ تھا بعد الادغام یَتَضَادُّ ہوا اس پورے باب میں باب مفاعلہ کی مثل ادغام کیا گیا ہے یعنی جس طرح یُحَاجِجُ میں ادغام ہوا ہے اس میں ویسے ادغام ہوا۔

قولہ مگر بوقت تعارض:۔ یعنی تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی مثلاً یَؤُمُّ جو اصل میں یَأْمُمُ تھا اس میں رَأْسٌ کا قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت بنا دیا جائے اور یَمُدُّ کا قاعدہ ادغام

ودر اَوُمٌّ برقاعدۂ آمَنَ قاعدۂ یَمُدُّ راترجیح دادندلیکن بعدادغام بقاعدۂ ہمزتین متحرکتین ہمزۂ دوم راواو کردند

مثال ومضاعف ازسَمِعَ اَلْوُدُّ دوست داشتن وَدَّ یَوَدُّ وُدًّا فهو وَادٌّ و وُدَّ یُوَدُّ وُدًّا فهو مَوْدُوْدٌ الامر

منه وَدَّ وَدِّ اِیْدَدْ والنهی عنه لَاتَوَدَّ لَاتَوَدِّ لَاتَودَدْ الظرف منه مَوَدٌّ والآلة منه مِوَدٌّ مِوَدَّةٌ مِیْدَادٌ

وتثنیتهما مَوَدَّانِ ومِوَدَّانِ والجمع منهما مَوَادٌّ ومَوَادِیْدُ افعل التضیل منه اَوَدٌّ والمؤنث منه

وُدّٰی وتثنیتهما اَوَدَّانِ و وُدَّیَانِ والجمع منهما اَوَدُّوْنَ و اَوَادُّ و وُدَدٌ و وُدَّیَاتٌ درمتجانسین

بقواعدمضاعف عمل ست ودرواوبقواعد معتل مگرحین تعارض چنانکہ درمِوَدٌّ آلہ کہ قاعدۂ معتل مقتضی ابدال واو بیا

بودوقاعدۂ مضاعف مقتضی نقل حرکت دال اول بواوقاعدۂ مضاعف راترجیح دادہ اند.مہموز ومضاعف ازافتعال

اَلْاِیْتِمَامُ اقتدانمودن اِیْتَمَّ یَأْتَمُّ اِیْتِمَامًا فهو مُؤْتَمٌّ و اُوْتُمَّ یُوْتَمُّ اِیْتِمَامًا فهو مُوْتَمٌّ الامر منه اِیْتَمَّ

اِیْتَمِّ اِیْتَمِمْ والنهی عنه لَاتَأْتَمَّ لَاتَأْتَمِّ لَاتَأْتَمِمْ الظرف منه مُؤْتَمٌّ...........

اوراَوُمٌّ میں اٰمَنَ کے قاعدہ پر یَمُدُّ کے قاعدہ کوترجیح دی لیکن بعدازادغام ہمزتین متحرکتین کے قاعدہ کے ساتھ دوسرے ہمزہ کو

واؤکیا مثال مضاعف ازسمع اَلْوُدُّ دوست رکھنا وَدَّ یَوَدُّ الخ متجانسین میں مضاعف کے قواعد پرعمل ہے اور واؤ میں معتل کے قواعد

پرلیکن تعارض کے وقت جیسے مِوَدٌّ آلہ میں کہ قاعدۂ معتل واؤ کو یاء سے بدلنے کا مقتضی تھا اور قاعدۂ مضاعف دال اول کی حرکت واؤ

کونقل کرنے کا مقتضی تھا تو قاعدۂ مضاعف کوترجیح دی.مہموز ومضاعف ازباب افتعال الایتمام اقتداءکرنا اِیْتَمَّ یَأْتَمُّ الخ.

کا مقتضی ہے تو ادغام کے قاعدہ کوترجیح دی گئی اورمیم اول کا ضمہ ہمزہ کودے کرمیم ثانی میں ادغام کیا گیا جس کے بعد ہمزہ

متحرک ہوگیا ہے لہٰذا اس میں رأس کا قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

قوله لیکن بعدادغام:۔یعنی اَوُمٌّ جو اصل میں اَءْمُمٌ تھا جب اس میں قاعدۂ ادغام کو قاعدۂ تخفیف پرترجیح دی اورادغام کیا تو ادغام

کے بعد قاعدۂ تخفیف جاری کرتے ہوئے ہمزۂ دوم کوواو کردیا کیونکہ اب مانع نہیں ہے لہٰذا اَءُمٌّ کے دوسرے ہمزہ کوواؤ کیا تو اَوُمٌّ ہوا۔

قوله مِوَدٌّ:۔مِوَدٌّ صیغہ اسم آلہ ہے جو اصل میں مِوْدَدٌ بروزن مِفْعَلٌ تھا یہاں معتل کا قاعدہ یہ چاہتا تھا کہ واؤ ساکن یاء

ہوجائے لیکن جب مضاعف کے قاعدہ کوترجیح دیتے ہوئے دال اول کی حرکت واؤ کودیکر اس کوادغام کیا تو اب واؤ ساکن

نہ رہا بلکہ مفتوح ہوگیا تو مِوَدٌّ ہوا۔

فائدہ: نون ساکن چوں قبل یکے از حروف یَرْمَلُوْنَ واقع شود در دو کلمہ دراں حرف ادغام یابد در ر و ل بے غنہ و در باقی با غنہ چوں مِنْ رَّبِّکَ مِنْ لَّدُنَّا مَنْ یَّرْغَبُ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ نہ دریک کلمہ چوں دُنْیَا و صِنْوَانٌ **فائدہ:** لام تعریف در د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن ادغام یابد چوں وَالشَّمْسِ وایں حروف را حروف شمسیہ گویند و در دیگر حروف مدغم نشود چوں وَالْقَمَرِ ایں حروف را حروف قمریہ گویند.......

فائدہ: نون ساکن اگر حروف یرملون میں سے کسی حرف سے قبل واقع ہو دو کلموں میں تو نون اس حرف میں ادغام ہو جاتا ہے را اور لام میں بے غنہ پڑھا جاتا ہے اور باقی حروف میں غنہ کے ساتھ جیسے مِنْ رَّبِّکَ الخ نہ ایک کلمہ میں جیسے دُنْیَا اور صِنْوَانٌ. **فائدہ:** لام تعریف ان حروف میں مدغم ہو جاتا ہے دال، ذال، الخ جیسے الشمس میں لام تعریف شین میں مدغم ہو گیا ہے اور مذکورہ حروف کو حروف شمسیہ کہتے ہیں اور باقی حروف میں لام مدغم نہیں ہوتا جیسے والقمر اور ان حروف کو حروف قمریہ کہتے ہیں...

قولہ نون ساکن:۔ قانونچہ شاہ ولایت میں یہ قانون اس طرح منظوم کیا گیا ہے:۔

نون ساکن یا تنوینے ہوئے جس مقام	یَرْمَلُوْنَیْ حرفاں اندر واجب ہے ادغام
حرکت والا نون جو ہوئے ادغام جواز کر	پر غُنّیت نال یَمُوْں دے بے غُنّیت وچ لَرْ

سوال :۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے حروف یَرْمَلُوْن میں سے ایک حرف یعنی نون کی مثال کیوں نہیں دی؟

جواب :۔ جب نون سے قبل نون آئے گا تو متجانسین کے قاعدہ سے جو گذر چکا ہے نون کا نون میں ادغام ہو جائے گا جیسے مِنْ نُوْرٍ، چونکہ یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہے اس لیے مثال کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

فائدہ :۔ تنوین کا بھی یہی حکم ہے کہ تنوین نام ہی نون ساکن کا ہے جیسا کہ صاحب قانونچہ نے مذکورہ حکم دونوں کا بتایا ہے اور مصنف نے اگرچہ اس کی صراحت نہیں کی لیکن امثلہ کے ضمن میں بیان کر دیا ہے کہ تنوین کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ اور صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ تنوین کی مثال ہیں۔

قولہ نہ دریک کلمہ:۔ یعنی ایک کلمہ میں ہو تو ادغام نہیں ہوتا جیسے دُنْیَا میں نون یاء سے قبل واقع ہے اور صِنْوَانٌ میں نون واؤ سے قبل واقع ہے چونکہ کلمہ ایک ہے اس لیے ادغام نہیں ہوا لفظ صِنْوَانٌ صِنْوٌ کی جمع ہے جب ایک سے زائد کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے نکلیں تو ان میں سے ہر ایک صِنْوٌ ہے۔

وجہ تسمیہ ہمین ست کہ ایں ہر دو لفظ در قرآن مجید واقع اند اول بادغام وثانی بے ادغام پس حروفے کہ درانہا ادغام میشود بالفظِ شمس مناسبت دارند و دیگر بالفظِ قمر. **باب چهارم** درافادات نافعہ. جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی اعلی اللہ درجاتہٖ فی الجنۃ ذہنے ثاقب داشتند وہمتے بعلم صرف ہم می گماشتند شذوذ اکثر شواذ صرفیہ بتقریر قاعدہ بوجہ انیق دفع میفرمودند و مطالب دیگر ہم بہ بیانِ بدیع ارشاد می نمودند بعضے ازاں تقاریر افادۂ حوالۂ قلم می کنم. **افادہ:** در معتل اِفعال واستفعال اعلال آمدہ چوں اَقَامَ اِقَامَۃً و اِسۡتَقَامَ اِسۡتِقَامَۃً و تصحیح ہم آمدہ چوں اَزۡوَحَ اِزۡوَاحًا و اِسۡتَصۡوَبَ اِسۡتِصۡوَابًا وتصحیح بکثرت آمدہ صرفیاں بسبب قصور باع در تقریر قاعدہ ہمہ الفاظ کثیرہ راشاذ قرار دادہ اند...

وجہ تسمیہ یہی ہے کہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں ہیں ایک ادغام کے ساتھ اور دوسرا ادغام کے بغیر. پس جن میں ادغام ہوتا ہے وہ لفظ شمس سے مناسبت رکھتے ہیں اور باقی لفظ قمر سے. چوتھا باب افادات نافعہ کے بیان میں ہے. میرے استاذ سید محمد بریلوی اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو بلند درجہ عطا فرمائے، روشن ذہن کے مالک تھے علم صرف میں اپنی نظر وفکر سے کام لیتے ہوئے بیشمار شواذ صرفیہ کے شذوذ کو انوکھی ونرالی تقریر سے دفع کرتے تھے اور دیگر نادر فوائد بھی بے نظیر انداز میں بیان فرماتے تھے. ان تقاریر سے کچھ برائے افادہ لکھتا ہوں۔ **افادہ:** باب افعال اور استفعال معتل میں تعلیل آئی ہے جیسے اَقَامَ اِقَامَۃً اور اِسۡتَقَامَ اِسۡتِقَامَۃً اور تصحیح بھی آئی ہے جیسے اَزۡوَحَ اِزۡوَحًا اور اِسۡتَصۡوَبَ اِسۡتِصۡوَابًا اور تصحیح بکثرت آئی ہے. صرفیوں نے تقریر قاعدہ میں اپنی کم ہمتی کے سبب تمام الفاظ کثیرہ کو شاذ قرار دیا...

فائدہ :۔ حروف شمسیہ وقمریہ کی وجہ تسمیہ کتب صرف میں یہ بھی مذکور ہے کہ سورج نکلتا ہے تو ستاروں کو پوشیدہ کر لیتا ہے ایسے ہی حروف شمسیہ لام تعریف کو اپنے اندر پوشیدہ کر لیتے ہیں مگر جب چاند نکلتا ہے تو ستارے پوشیدہ نہیں ہوتے اور بقیہ حروف بھی لام تعریف کو اپنے اندر نہیں چھپاتے مثلاً القمر کے قاف نے لام کو اپنے اندر نہیں چھپایا۔

قولہ شاذ قرار دادہ اند:۔ یعنی جب صرفیین سے کہا گیا کہ اَزۡوَحَ اور اِسۡتَصۡوَبَ وغیرہ میں یُقَالُ کا قاعدہ جاری کرتے ہوئے واؤ کو الف کیوں نہیں کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ شاذ ہیں یعنی خلاف قاعدہ عرب سے مسموع ہیں لہٰذا اسی طرح پڑھے گئے ہیں اس طرح انہوں نے الفاظ کثیرہ کو جن میں قاعدہ نمبر ۸ سے تعلیل نہیں کی گئی شاذ قرار دیدیا ہے۔

جناب استاذی المرحوم المغفور رفع اللہ درجاتہ تقریر قاعدہ نہجے فرمودند کہ شذوذ بالکل دفع شدہ وہمہ کلمات صحیحہ بر قاعدہ نشستہ وآں اینست کہ ہر واو و یائے متحرک کہ ماقبلش حرف صحیح ساکن باشد و در مصدر ملاقی الف ساکن نباشد حین تحقق شروط دیگر حرکت آں واؤ و یا بما قبل دہند واگر آں حرکت فتحہ باشد واؤ و یاء الف شود واز افعال و استفعال چنانکہ مصدر بریں دو وزن آید بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ہم می آید اِقَامَۃٌ و اِسْتِقَامَۃٌ وہمہ مصادر اَفْعَال مُعَلَّلَہ ایں ہر دو باب بر ہمیں وزن بودہ اند وایں وزن خاص در اجوف آمدہ..............................

ہمارے استاذ مرحوم ومغفور نے اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرماوے تقریر قاعدہ اس طرح سے فرماتے کہ شذوذ بالکل جاتا رہتا اور تمام کلماتِ صحیحہ قاعدہ کے مطابق ہو جاتے۔اور وہ تقریر یہ ہے کہ ہر وہ واؤ و یائے متحرک جس کا ماقبل حرف صحیح ساکن ہو اور وہ واؤ و یاء مصدر میں الف ساکن سے متصل نہ ہو، دوسری شرطیں پائے جانے کے وقت اس واؤ و یاء کی حرکت ماقبل کو دے دیتے ہیں اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو واؤ و یاء الف ہو جاتے ہیں۔اور افعال واستفعال کا مصدر جس طرح کہ ان دو وزنوں پر آتا ہے وہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ اور ان دونوں بابوں کے افعال معللہ کے تمام مصادر ان دو وزنوں پر ہیں اور یہ وزن خاص کر اجوف میں آیا ہے..

قولہ وماقبلش حرف صحیح باشد:۔یعنی بیانِ قاعدہ میں ان قیدوں کا اضافہ فرماتے تھے اول یہ کہ واؤ اور یاء کا ماقبل حرف صحیح ہو یعنی حرف علت نہ ہو، دوم یہ کہ واؤ اور یاء مصدر میں الف سے متصل نہ ہو۔

قولہ واز افعال:۔یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے تقریر اعتراض یہ ہے کہ اس تقریر قاعدہ کے مطابق اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ میں تعلیل نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ان کا مصدر اصل میں اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ تھا جس میں واؤ الف سے ملاقی ہے جواب یہ ہے کہ اِفْعَال اور اِسْتِفْعَال کا مصدر جس طرح کہ ان دو وزنوں پر آتا ہے اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے اَقَامَ کا مصدر اِقَامَۃٌ جو اصل میں اِقْوَمَۃٌ بروزن اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتَقَامَ کا مصدر جو اصل میں اِسْتِقْوَمَۃٌ تھا اور ان دونوں بابوں کے افعال معللہ کے مصادر اسی وزن پر آتے ہیں اور یہ وزن اجوف کے ساتھ خاص ہے غیر اجوف میں نہیں آتا۔

قولہ چنانکہ:۔یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ کہ اگر اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کا وزن درست ہے تو چاہیے کہ ہر قسم سے آئے اجوف کے ساتھ کیوں مختص ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس وزن کا ایک قسم کے ساتھ مختص ہونا اس کی صحت کے منافی نہیں جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا مصدر ہے مگر ناقص کے ساتھ خاص ہے اور غیر ناقص میں نہیں آتا۔

چنانکہ وزن فُعَلٌ مصدر ثلاثی مجرد مختص بناقص ست ودر غیر ناقص نیامدہ ونحیکہ ناقص رااختصاص بوزن فُعَلٌ نیست مصدر ناقص بر دیگر اوزان ہم می آید فُعَلٌ راالبتہ اختصاص بناقص ست کہ در غیر ناقص نمی آید ہمچنیں اجوف اِفْعَال و اِسْتِفْعَال رااختصاص بایں دووزن نیست مصدر اجوف ایں ہردوباب بروزن افعال و استفعال ہم می آید..

جیسا کہ وزن فُعَلٌ ثلاثی مجرد میں ناقص سے مختص ہے اور غیر ناقص میں نہیں آیا اور جس طرح کہ ناقص کا وزن فُعَلٌ کے ساتھ اختصاص نہیں ہے۔ ناقص کا مصدر دوسرے اوزان پر بھی آتا ہے البتہ فُعَلٌ کا ناقص کے ساتھ اختصاص ہے کہ یہ وزن ناقص کے غیر میں نہیں آتا، ایسے ہی اجوف افعال و استفعال کا ان دو وزنوں کے ساتھ اختصاص نہیں بلکہ ان دو بابوں کا مصدر اجوف میں افعال و استفعال کے وزن پر بھی آتا ہے..

قولہ مختص بناقص ست:۔ یعنی فُعَلٌ کا وزن ناقص کے ساتھ مخصوص ہے جیسے هُدًى جو هَدٰى يَهْدِىْ کا مصدر ہے اصل میں هُدَىٌ بروزن فُعَلٌ تھا یاء کو فتحہ ماقبل کے باعث الف کیا اور الف اجتماع ساکنین با تنوین سے گر گیا اور تنوین ماقبل پر آگئی تو ہُدًی ہوا۔

قولہ نحیکہ:۔ یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اگر ناقص میں باب افعال واستفعال کا مصدر افعلة و استفعلة کے وزن پر آتا ہے تو اَرْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ میں بھی تعلیل ہونی چاہئے کیونکہ ان کا مصدر بھی لامحالہ اسی وزن پر ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ وزن افعلة و استفعلة اور اجوف کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی اجوف باب افعال واستفعال کے مصدر کیلئے ضروری نہیں کہ افعلة و استفعلة کے وزن پر ہی آئے البتہ جو مصدر بروزن افعلة و استفعلة ہوگا اس کا اجوف ہونا ضروری ہے جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ناقص کے ساتھ خاص ہے اور ان میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی ناقص کیلئے ضروری نہیں کہ اس کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر ہی آئے مگر یہ وزن جب بھی آئے گا اس کا ناقص ہونا ضروری ہے پس اَرْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ اور ان کے امثال کے مصادر میں جو کہ افعال واستفعال کے وزن پر ہیں واؤ و یاء الف سے ملاقی ہیں لہٰذا تمام باب میں اعلال نہیں کیا گیا اور اَقَامَ و اِسْتَقَامَ اور ان کے امثال کے مصادر میں جو کہ بروزن افعلة و استفعلة ہیں انمیں واؤ و یاء ملاقی الف نہیں ہے لہٰذا تمام باب میں اعلال کر دیا گیا پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہ ہوا۔

چنانچہ در جمیع صیغ مصححہ ایں ہر دو باب البتہ اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ در غیر اجوف نمی آید پس در مصدر اَزْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ وامثالش کہ بروزن اِفْعَال و اِسْتِفْعَال آمدہ واؤ ویاء ملاقی الف ساکن ست لہٰذا در جمیع باب اعلال نمودند ودر مصدر اَقَامَ و اِسْتَقَامَ وامثالش کہ بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ است واؤ ویاء ملاقی الف ساکن نیست لہٰذا در جمیع باب اعلال نمودند پس ہیچ کلمہ بر خلاف قاعدہ نیست۔ **سوال:** فعل را در اعلال اصل قرار دادہ اند ومصدر را فرع چنانچہ در قَامَ قِيَامًا و قَاوَمَ قِوَامًا نوشتہ اند واینجا عکس آں لازم می آید کہ فعل در اعلال تابع مصدر شدہ؟ **جواب:** ایں اصالت وفرعیت سخنی ست سرسری اصل در اعلال وہمچو احکام اینست کہ وحدت حکم باب منظور می باشد تا صیغ غیر متناسب نشوند پس اگر در یک صیغہ وجہے مقتضی قوی اعلال شود در ہمہ صیغ اعلال میکنند

جیسا کہ ان دو ابواب کے تمام صیغ مصححہ میں البتہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ غیر اجوف میں نہیں آتا، لہٰذا اَزْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ اور ان کے نظائر کا مصدر افعال اور استفعال کے وزن پر آیا ہے جس میں واؤ اور یاء الف ساکن سے ملاقی ہیں۔ لہٰذا تمام باب میں تعلیل نہیں کی گئی، اور اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ اور ان کے امثال کے مصادر میں جو کہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہیں واؤ ویاء الف سے ملاقی نہیں لہٰذا پورے باب میں تعلیل کر دی گئی پس کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہیں۔ **سوال:** اعلال میں فعل کو اصل اور مصدر کو فرع قرار دیا گیا ہے جیسا قَامَ قِيَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں لکھا گیا ہے اور اس جگہ اس کا عکس لازم آتا ہے کہ فعل اعلال میں مصدر کے تابع ہو گیا ہے۔ **جواب:** اصل وفرع ہونا ایک سرسری بات ہے اعلال ودیگر احکام میں دراصل جس چیز کا لحاظ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ باب کا حکم متحد رہے تا کہ صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں، لہٰذا اگر کسی صیغے میں اعلال کی وجہ قوی پائی جائے تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں..

قولہ در جمیع صیغ مصححہ:۔ صیغ مصححہ سے وہ صیغے مراد ہیں جن میں تعلیل نہیں ہوئی مثلاً اَزْوَحَ اور اِسْتَرْوَحَ۔

قولہ پس در مصدر اروح:۔ یعنی اَزْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ کا مصدر چونکہ اِزْوَاحاً اور اِسْتِصْوَاباً ہے یعنی ان میں حرف علت کے بعد الف ساکن ہے اس لیے تمام باب میں تعلیل نہیں ہوگی۔

قولہ فعل را در اعلال:۔ یعنی قاعدہ نمبر ۱۳ میں گذر چکا ہے کہ عین مصدر میں واقع واؤ کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو، جس سے معلوم ہوا کہ تعلیل میں فعل اصل اور مصدر اسکی فرع ہے یہاں برعکس لازم آیا یعنی فعل تعلیل میں مصدر کا تابع ہے۔

واگر در یک صیغہ مقتضی قوی تصحیح یافتہ شود ہمہ صیغ را صحیح میدارند مراعات ایں معنی کہ مقتضی دراصل یافتہ شد یا در فرع ہرگز ملحوظ نیست مثلاً بودن واؤ میان یائے مفتوحہ وکسرہ ثقیل ست ومقتضی حذف واؤ لہٰذا در یَـعِـدُ واؤ را حذف کردند و در دیگر صیغ برعایت تناسب یا مثلاً اجتماع دو ہمزہ زائدہ در اول مضارع ثقیل ست ومقتضی حذف ہمزۂ دوم لہٰذا در اُکْرِمُ کہ دراصل اُأَکْرِمُ بود ہمزۂ دوم حذف شدہ و در یُـکْرِمُ و تُکْرِمُ ایں علت موجود نیست صرف برعایت تناسب حذف کردند بے لحاظ ایں معنی کہ یَعِدُ اصل ست و تَعِدُ وغیرہ فرع، آں یا اُکْرِمُ اصل ست و تُـکْرِمُ وغیرہ فرع آں والا اگر غائب را اصل قرار دہند تابع کردن یُکْرِمُ مر اُکْـرِمُ را بیجا میشود و اگر متکلم اصل باشد اتباع اَعِدُ نَعِدُ مر یَعِدُ را نازیبا میگردد.

اور ایک صیغہ میں تصحیح کا مقتضی قوی پایا جائے تو تمام صیغوں کو صحیح رکھتے ہیں اس بات کا ہرگز لحاظ نہیں کیا جاتا کہ سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں، مثلاً واؤ کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونا ثقیل اور حذفِ واؤ کا مقتضی ہے اس لیے یَـعِدُ میں واؤ حذف کیا گیا اور باقی صیغوں میں بھی برعایت تناسب حذف کردیا گیا۔ اسی طرح مضارع کے اول میں دوزائد ہمزوں کا اجتماع ثقیل ہے اور دوسرے ہمزے کے حذف کا مقتضی ہے لہٰذا اُکْـــرِمُ میں جو اصل میں أُأَکْـرِمُ تھا دوسرا ہمزہ حذف ہوگیا مگر یُـکْـرِمُ وغیرہ میں یہ علت نہ ہونے کے باوجود صرف برعایت تناسب ہمزہ حذف کردیا گیا ہے اس بات کا لحاظ کیے بغیر کہ یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع یا اُکْرِمُ اصل ہے اور تُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع. ورنہ غائب کو اگر اصل قرار دیں تو یُکْرِمُ کو اُکْـرِمُ کا تابع کرنا غلط ہوجاتا ہے اور اگر متکلم اصل ہو تو اَعِدُ نَعِدُ کو یَعِدُ کا تابع کرنا لغو ہوجاتا ہے۔

قــولــہ برعایت تناسب:۔ یعنی فقط حکم باب متحدر کھنے کیلئے ہمزہ کو حذف کیا گیا ہے اور رعایت تناسب کلام عرب میں بہت ہی اہم ہے۔ حتی کہ ارشاد باری تعالیٰ سَلٰسِلاً وَ اَغْلَالاً میں تناسب کی وجہ سے غیر منصرف کو منصرف کردیا گیا ہے۔

فائدہ :۔ اُکْرِمُ میں کونسا ہمزہ حذف کیا گیا مصنف کے نزدیک ہمزہ دوم محذوف ہے اور اس کی موافقت میں یُکْرِمُ، تُـکْرِمُ اور نُـکْرِمُ میں بھی ہمزہ ثانی محذوف ہے کیونکہ یہ اگرچہ قطعی ہے لیکن ہمزہ وصلی کی مشابہت کی وجہ سے حذف کردیا گیا ہے اور وہ مشابہت یہ ہے کہ یہ ہمزہ مصدر میں زیادہ کیا جاتا ہے۔

سوال: ازیں تقریر واضح شد کہ اصل قاعدہ در یَعِدُ یافتہ میشود و تَعِدُ و اَعِدُ و نَعِدُ تابع آں ہستند پس آنچہ کہ دریں رسالہ نوشتہ کہ تقریر قاعدہ در مطلق علامت مضارع می باید صرف در یا تقریر قاعدہ نمودن و دیگراں را تابع قرار دادن تطویل لاطائل ست غلط میشود. **جـــــواب:** در تحریر قواعد دو مقام ست یکے تقریر قاعدہ دیگر بیان نکتہ و سبب حکم قاعدہ. در تقریر قاعدہ بیان کلی باید کہ شامل جمیع جزئیات باشد و در بیان نکتہ و سبب شرح نمودہ شود کہ علت حکم چنیں یافتہ شد در فلاں صیغہ و دیگرانرا تابع کردہ اند در اصل تقریر تفریق نمودن موجب انتشار ذہن میشود ولہٰذا عادت محققین ہمچنیں ست کَمَا تَرٰی فِی الْفُصُوْلِ الْاَکْبَرِیَّةِ وَالْاُصُوْلِ الْاَکْبَرِیَّةِ وسائر کتب اولی التحقیق و تحقیق اصالت و فرعیت فعل و مصدر بعد ازیں در ہمیں باب حسب افادات جناب استاذی خواہد آمد. **افادہ:** اَبٰی یَابٰی را کہ از فَتَحَ یَفْتَحُ بے آنکہ عین یا لامش حرف حلق باشد آمدہ شاذ گفتہ اند وکلمات دیگر مثل قَلٰی یَقْلٰی و عَضَّ یَعَضُّ و بَقٰی یَبْقٰی علی بعض اللغات ہم از فَتَحَ بے شرطیہ مذکورہ آمدہ

سوال: اس تقریر سے ثابت ہوا کہ اصل قاعدہ یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور دیگر صیغے اس کے تابع ہیں لہٰذا مصنف کا معتل کے قاعدہ نمبرا میں یہ کہنا غلط ہو گیا کہ قاعدہ کی تقریر مطلق علامت مضارع میں کرنی چاہیے صرف یاء میں قاعدہ کی تقریر کرنا اور دوسرے صیغوں کو اس کے تابع قرار دینا تطویل لاطائل ہے۔ **جـواب:** مذکورہ بالا اعتراض کا جواب یہ ہے کہ تحریر قواعد میں دو مقام ہیں ایک تقریر قاعدہ دوم بیان نکتہ. تقریر قاعدہ کی ایسی کلی ہونی چاہیے جو تمام جزئیات کو شامل ہو اور نکتہ و سبب کے بیان میں یہ واضح کرنا چاہیے کہ قاعدہ کی علت فلاں صیغہ میں تھی اور فلاں چیز تھی اور دوسرے صیغوں کو اس کے تابع کیا گیا ہے اصل تقریر میں فرق کر دینا موجب انتشار ذہن ہوتا ہے چنانچہ محققین کی عادت بھی یہی ہے جیسا کہ الفُصُوْل الْاَکْبَرِیہ اور اَلْاُصُوْل الاَکْبَرِیہ اور دیگر اصحاب تحقیق کی کتب سے واضح ہے۔ اور فعل و مصدر کی اصالت و فرعیت کی تحقیق عنقریب اسی باب میں استاذِ مکرم کے افادات کے مطابق آ رہی ہے۔ **افادہ:** اَبٰی یَابٰی کو جو فَتَحَ سے آیا ہے بغیر اس کے کہ اس کا عین یا لام حرف حلقی ہے شاذ قرار دیا گیا ہے اور دوسرے کلمات بھی مثلاً قَلٰی یَقْلٰی اور عَضَّ یَعَضُّ اور بَقٰی یَبْقٰی بعض لغات پر فَتَحَ سے مذکورہ شرط کے بغیر آئے ہیں

قوله در تقریر قاعدہ بیان کلی باید:۔ جیسا کہ مصنف نے بیان کیا کہ جو واؤ علامت مضارع مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہو خواہ کوئی علامت مضارع ہو اور قاعدہ کو صرف یاء کے ساتھ خاص نہیں کیا جیسا کہ دیگر صرفیین نے کیا ہے۔

برائے دفع شذوذ ایںہا حضرت تقریر قاعدہ بریں نہج نمودند کہ ہر کلمۂ صحیح کہ از باب فَتَحَ یَفْتَحُ آید باید کہ عین یالامش حرف حلق باشد قید صحیح در قاعدہ افزودند پس شذوذ آں کلمات کہ بعضے ناقص وبعضے مضاعف ہستند لازم نیاید. **افادہ:** در کُلْ و خُذْ و مُرْ کہ دراصل اُؤْکُلْ و اُؤْخُذْ و اُؤْمُرْ بودہ حذف ہمزتین راشاذ گفتہ اند حضرت استاذی دفع شذوذ ایںہا بایں نہج فرمودند کہ دریں صیغہا قلب مکانی واقع شدہ کہ فارا بجائے عین بردند

انکے شذوذ کو دفع کرنے کیلئے استاذ مکرم قاعدہ کی تقریر اس طرح بیان فرماتے کہ جو کلمہ صحیح کہ باب فتح یفتح سے آئے چاہیے کہ اس کے عین یا لام میں حرف حلق ہو، صحیح کی قید قاعدہ میں بڑھاتے، پس ان کلمات کا شذوذ لازم نہیں آتا جو کچھ تو ناقص ہیں اور کچھ مضاعف. **افادہ:** کُلْ اور خُذْ اور مُرْ جو اصل میں اُؤْکُلْ اُؤْخُذْ اور اُؤْمُرْ تھے ان میں ہمزتین کے حذف کو شاذ کہا گیا ہے. حضرت استاذیم ان کا شذوذ اس طرح دفع فرماتے کہ ان کلمات میں قلب مکانی واقع ہوا ہے کہ فاء کو عین کی جگہ لے گئے ہیں

قولہ حضرت تقریر قاعدہ:۔ یعنی میرے استاذ مکرم اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے، ان کلمات کے شذوذ کو دفع کرنے کیلئے یہ تقریر فرماتے کہ جو کلمہ صحیح کہ باب فتح سے آئے اس کے عین یا لام میں حرف حلقی ہونا ضروری ہے یعنی قاعدہ میں صحیح کی قید لگا کر ان کلمات کے شذوذ کو دفع کرتے تھے چونکہ ابیٰ یابیٰ وغیرہ صحیح نہیں بلکہ بعض ناقص اور دیگر مضاعف ہیں اس لیے ان میں عین یا لام کا حرف حلقی ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ حرف حلقی کی شرط کے معدوم ہونے کی صورت میں بھی قاعدہ جاری ہوگا۔

فائدہ :۔ یہ ضروری نہیں کہ جو کلمہ حلقی العین یا لام ہو وہ باب فتح سے ہی آئے جیسے وَعَدَ، قَعَدَ، سَمِعَ اور قَبُحَ اور بقول صاحب نوادر کتب صرف ولغت کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ سات لغات فتح سے حرف حلق کے بغیر بھی آئی ہیں۔

سوال :۔ صحیح کی قید سے مذکورہ کلمات کا شذوذ تو واقعی دور ہوگیا لیکن رَکَنَ یَرْکَنُ کا شذوذ پھر بھی باقی ہے کیونکہ یہ صحیح ہے اور فتح سے آیا ہے مگر عین یا لام حرف حلقی نہیں ہے۔

جواب :۔ یہ باب فتح سے نہیں بلکہ تداخل سے ہے یعنی اس کی ماضی نَصَرَ سے اور مضارع سَمِعَ سے ہے۔

فائدہ :۔ بعض نے کہا ہے ابیٰ یابیٰ وغیرہ جن کے آخر میں الف ہے وہ باب فتح سے قاعدہ کے مطابق آئے ہیں شاذ نہیں کیونکہ الف حروف حلقی میں سے ہے اور وہ لام کی جگہ موجود ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اَبٰی یَأْبٰی وغیرہ کے لام میں الف نہیں بلکہ یاء ہے جو ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف ہوگئی ہے اور الف فعل کے عین یا لام میں غیر مبدل نہیں آتا۔

قولہ قلب مکانی:۔ قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

معنیٔ قلب مکانی مرترا سازم بیان	نقل حرفے از مکانے داں سُوِ دیگر مکان
گر بترکش اجتماع ہمزتین آید دلیل	است بر قلب اندراں موضع بنزد یک خلیل

یعنی قلب مکانی کے معنی ہیں حرف کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کے اگر کسی جگہ ہمزتین کا اجتماع لازم آتا ہو تو

وعین را بجائے فا پس اُکُوْلٌ اُخُوْذٌ و اُمُوْرٌ شد پس بقاعدہ یَسَلُ ہمزہ را حذف کردند و ہمزۂ وصل باستغناء بیفتاد۔ **سوال:** قاعدۂ یَسَلُ جوازی ست وحذف در کُلْ و خُذْ وجوبی؟ **جواب:** ماتقریرِ قاعدہ بریں نمط میکنیم کہ ہر ہمزہ متحرکہ بعد ساکن غیر مدہ زائدہ ویائے تصغیر باشد حرکت آں ہمزہ بماقبل رود و ہمزہ حذف شود وجوبا اگر وقوعِ ہمزہ بعد ساکن بسبب قلب باشد یا در فعلے از افعال قلوب باشد والا جوازاً پس وجوب حذف ہمزہ در افعالِ رؤیت ہم بقاعدہ است و دریں ہر سہ صیغہ ہم بقاعدہ و امتناع حذفِ ہمزہ در اسمائے رُؤْیَتٌ ہم بقاعدہ است و در مُرْ قلب وعدمِ قلب ہر دو آمدہ بر تقدیر قلب ہمزہ وجوبا حذف میشود و لہٰذا اُمُوْرٌ نیامدہ و بر تقدیر عدم قلب حذف نمیشود و قلب مکانی در لغت عرب بسیار واقع میشود گاہے ببردن فا بجائے عین و عین بجائے فا مثل آدُرٌ در اَدْءُ رٌ جمع دَارٌ کہ در اصل اَدْوُرٌ بود واؤ بقاعدۂ وُجُوْہٌ ہمزہ شد..............................

اور عین کو فاء کی جگہ، پس اُکُوْلٌ اور اُخُوْذٌ اور اُمُوْرٌ ہوئے پھر بقاعدۂ یَسَلُ ہمزہ کو حذف کر دیا اور ہمزۂ وصل ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ **سوال:** قاعدۂ یَسَلُ جوازی ہے اور کُلْ وخُذْ میں حذف وجوبی؟ **جواب:** ہم قاعدہ کی تقریر اس طرح کرتے ہیں کہ ہر وہ ہمزہ متحرکہ جو ساکن غیر مدہ زائدہ اور غیر یائے تصغیر کے بعد واقع ہو اس کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو وجوباً حذف کر دیتے ہیں اگر ساکن کے بعد ہمزہ کا وقوع قلب مکانی کی وجہ سے ہو ورنہ جوازاً، اس طرح افعالِ رؤیت میں ہمزہ وجوباً حذف ہونا قاعدہ کے مطابق ہے اور ان تین صیغوں میں بھی اور اسمائے رؤیت میں ہمزہ کا حذف نہ ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور مُرْ میں قلب مکانی اور عدم قلب دونوں آئے ہیں لہٰذا بر تقدیر قلب مکانی ہمزہ وجوباً حذف ہوگا لہٰذا اُمُوْرٌ نہیں کہیں گے اور عدم قلب کی تقدیر پر حذف نہ ہوگا۔ اور عربی زبان میں قلب مکانی کثیر الوقوع ہے۔ کبھی تو فاء کو عین کی جگہ اور عین کو فاء کی جگہ لے جا کر جیسے دَارٌ کی جمع اَدْءُ رٌ میں آدُرٌ جو اصل میں اَدْوُرٌ تھی واؤ بقاعدہ وُجُوْہٌ ہمزہ ہوا

امام خلیل کے نزدیک وہاں قلب مکانی بطور قیاس ہے۔

قولہ ودر مُرْ :۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ آپ کے بقول مُرْ میں قلب مکانی ہوا ہے جس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس میں ہمزہ وجوباً حذف ہو، حالانکہ اس میں ہمزہ کا حذف واجب نہیں بلکہ جائز ہے مثلاً مُرْ اور اُوْمُرْ دونوں جائز ہیں۔ جواب یہ ہے کہ مُرْ میں قلب اور عدم قلب دونوں جائز ہیں بصورت قلب ہمزہ حذف ہو جائے گا اور اُمُوْرٌ نہیں کہیں گے اور بصورت عدم قلب ہمزہ ثانی بقاعدہ اُوْمِنَ وجوباً واؤ سے بدل جائے گا اس لیے اس میں ہمزہ کا حذف واجب نہیں۔

وبقلب مکانی بجائے فارفتہ بقاعدہ آمَنَ الف شد پس آذُرٌ بروزن اَعْفُلٌ شدہ وگاہے ببردن عین بجائے لام چوں قِسِیٌّ در قُوُوْسٌ جمع قَوْسٌ سین را بجائے واو بردند واو را بجائے سین قُسُوْوٌ شد پس بقاعدۂ (۱۵) مثل دِلِیٌّ گشت وگاہے بہ بردن لام بجائے فا وفا بجائے عین وعین بجائے لام چوں اَشْیَاءُ کہ دراصل شَیْئَاءُ بود اسم جمع شَیْءٌ

اور قلب مکانی سے فاء کی جگہ چلا گیا اور اٰمن کے قاعدہ سے الف ہوا۔ پس آذُرٌ بروزن اَعْفُلٌ ہوا۔ اور کبھی عین کو لام کی جگہ لے جانے سے جیسے قِسِیٌّ قُوُوْسٌ میں جو قَوْسٌ کی جمع ہے، سین کو واؤ کی جگہ لے گئے اور واؤ کو سین کی جگہ تو قُسُوْوٌ ہوا، پھر بقاعدہ پانچ دُلِیٌّ کی مثل ہو گیا، اور کبھی لام کو فاء کی جگہ اور فاء کو عین کی جگہ اور عین کو لام کی جگہ لے جا کر جیسے اَشْیَـاءٌ جو اصل میں شَیْئَاءُ تھا جو شَیْءٌ کا اسم جمع ہے...

فائدہ :۔ اسم جمع وہ ہے جس سے جمع کے معنی ظاہر ہوں اور اس کیلئے اسی مادہ سے مفرد نہ ہو لہٰذا اشَیْئَاءُ اور نَعْمَاءُ کو اسم جمع قرار دینا صحیح نہ ہوا کیونکہ ان کیلئے مفرد ان کے مادہ سے شَیْءٌ اور نِعْمَةٌ موجود ہے، رضی سے اس کا جواب یہ مفہوم ہوتا ہے کہ شیء اور نعمة ، شَیْئَاءُ اور نَعْمَاءُ کے مفرد نہیں اگرچہ حروف اصلی میں متفق ہیں کیونکہ ان احاد کی وجہ سے یہ جمع ہوں تو شَیْئَـاءُ جمع قلت تو ہو نہیں سکتی کہ اس کے اوزان محصور ہیں اور جمع کثرت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تصغیر کے وقت واحد کی طرف رد کر جاتی ہے اور شَیْئَاءُ واحد کی طرف نہیں رد کی جاتی جس سے معلوم ہوا کہ یہ اسم جمع ہے مگر شیء اس کا مفرد نہیں۔

قولہ و اَشْیَاءُ :۔ اَشْیَاءُ میں تین مذہب ہیں:

۱۔ سیبویہ و خلیل کے نزدیک اس کا اصل شَیْئَاءُ تھا جو کہ قَصْبَاءُ کی مثل شَیْءٌ کا اسم جمع ہے الف حاجز حصین نہ تھا لہٰذا اجتماع ہمزتین کی کراہت کی وجہ سے قلب مکانی کیا گیا تو اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہوا۔

۲۔ کسائی کے نزدیک اشیاء شَیْءُ کی جمع ہے جیسے اَبْیَاتٌ بَیْتٌ کی جمع ہے اور اشیاء کا وزن اَفْعَالٌ ہے کیونکہ فَعْلٌ معتل العین کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر آتی ہے جیسے قَوْلٌ کی جمع اَقْوَالٌ ہے یعنی کسائی کے نزدیک اشیاء میں قلب واقع نہیں ہوا بلکہ یہ اپنی اصل پر ہے اور محض اس توہم پر کہ اس کا اصل فعلاء ہوگا غیر منصرف استعمال ہونے لگا، یافعلاء کی مشابہت کی وجہ سے جیسے صَحْرَاءُ کیونکہ ان دونوں کی جمع کبھی الف تاء کے ساتھ آتی ہے جیسے اشیاوات و صحراوات۔

۳۔ اخفش وفراء کے نزدیک اشیاء کا وزن اَفْعَاء ہے یہ اصل میں اَشْیِئَاءُ بروزن اَفْعِلَاءُ تھا اس کا مفرد شَیْءٌ مخفف از شَیِّءٌ ہے اجتماع ہمزتین کی وجہ سے ہمزہ لام کلمہ کو حذف کر دیا گیا تو اشیاء بروزن اَفْعَاءُ ہوا۔

مثل نَعْمَاءُ اسم جمع نِعْمَتٌ و اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالُ نمیتواند شد زیرا کہ اشیاء غیر منصرف ست و بر تقدیر بودنش بروزن افعال سببے برائے منع صرف آں یافتہ نمیشود لہٰذا اصلش بروزن فَعْلَاءُ قرار دادند کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف ست قائم مقام دو سبب و بعد قلب اشیاء بروزن لَفْعَاءُ شدہ نوشتہ اند کہ قلب بدیگر اخوان اشتقاقی آں کلمہ شناختہ میشود مثل آدُرٌ کہ بلفظ دَارٌ واحد و دُوَرٌ جمع و دُوَیْرَۃٌ تصغیر معلوم میگردد..........

نَعْمَاءُ کی مانند جو کہ نعمت کا اسم جمع ہے، اور اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَال نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اشیاء غیر منصرف ہے اور اس کے اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں منع صرف کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا لہٰذا اس کا اصل بروزن فَعْلَاءُ قرار دیا کہ ہمزہ ممدودہ منع صرف کا ایسا سبب ہے جو دو سبب کے قائم مقام ہے اور قلب کے بعد اَشْیَاءُ لَفْعَاءُ کے وزن پر ہوگیا۔ لکھا ہے کہ قلب اس کلمہ کے مادہ کے دوسرے مشتقات سے پہچانا جاتا ہے جیسے آدُرٌ کہ اس کے واحد دَارٌ اور جمع دُوْرٌ اور تصغیر دُوَیْرَۃٌ سے معلوم ہوجاتا ہے

اخفش وفراء کا مذہب وجوہِ کثیرہ سے ضعیف وخلاف اصل ہے: (۱) شیء کا اصل اگر شَیِّءٌ ہے تو یہ قاعدہ ہے کہ اصل کثیر الاستعمال ہوتا ہے جیسے سَیِّد مشدد مخفف کی نسبت کثیر الاستعمال ہے لہٰذا اس قاعدہ کے موافق شَیِّءٌ مشدد کثیر الاستعمال ہوتا مگر یہ مسموع نہیں چہ جائیکہ کثیر الاستعمال ہو۔ (۲) اس کی جمع اَشَاوِی آئی ہے اور افعلاء کی جمع اَفَاعِلُ کے وزن پر نہیں آتی۔ (۳) اگر اَشْیَاءُ اصل میں بروزن اَفْعِلَاءُ ہو تو یہ جمع کثرت ہوگی اور جمع کثرت بوقت تصغیر مفرد کی طرف رد کی جاتی ہے مگر اَشْیَاءُ کی تصغیر اُشَیَّاءُ آئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ اشیاء جمع نہیں ورنہ اس کی یہ تصغیر خلاف قیاس ہوگی۔
کسائی کا مذہب دو وجہ سے ضعیف وخلاف اصل ہے (۱) اس کی جمع اَشَاوِیٰ ہے اور افعال کی جمع افاعل نہیں آتی۔ (۲) دوسری وجہ مصنف علیہ الرحمۃ نے بیان کی ہے یعنی اَشْیَاءُ بروزن اَفْعَالُ ہو تو اس کو بغیر کسی سبب کے غیر منصرف پڑھنا پڑیگا کیونکہ اس وقت ہمزہ تانیث کیلئے نہیں ہوگا لہٰذا اس کا اصل بروزن فعلاء قرار دیکر ہمزہ ممدودہ کو قائم مقام سببین قرار دینا صحیح ہے اور شَیْئَاءُ قلب مکانی کی وجہ سے اَشْیَاءُ بروزن لَفْعَاءُ ہوا۔

قولہ نوشتہ اند: ۔صرفیین نے لکھا ہے کہ کسی کلمہ میں قلب مکانی اس کی امثلہ اشتقاقی سے معلوم کی جاسکتی ہے یعنی ان کلمات سے جو اس کلمہ مقلوب کے ماخذ سے بنے ہوں جیسے آدر کہ لفظ دَارٌ مفرد دُوْرٌ جمع اور دُوَیْرَۃٌ تصغیر سے معلوم ہوتا ہے کہ آدُرٌ میں عین قلب مکانی سے فاء کی جگہ چلی گئی ہے ایسے ہی الفاظ قَوْسٌ اور تَقَوُّسٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ قِسِیٌّ کا اصل قُوُوْسٌ تھا، اسی طرح قلب بایں صورت پہچانا جاتا ہے کہ اگر قلب کا قول نہ کیا جائے تو کلمہ کا بغیر سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آجائے جیسا کہ اشیاء میں۔

کہ در آدُرٌ عین بجائے فارفتہ وہمچنیں در قِسِیٌّ از لفظ قَوْسٌ مدرک میگردد کہ اصل قِسِیٌّ قُوُوْسٌ بودہ وہمچنیں قلب شناختہ میشود باینکہ اگر قائل بقلب نشوند منع صرف بے سبب لازم آید چنانکہ در اَشْیَـــاءُ جناب استاذی میفرمودند کہ ہمچنیں قلب شناختہ میشود باینکہ اگر قلب را اعتبار نکنند شذوذ لازم آید چنانکہ در کُـــلْ خُـــذْ مُـــرْ وچنانکہ منع صرف بے سبب خلاف قیاس ست وداعی اعتبار قلب گردیدہ ہمچنیں تخفیف ہمزہ یا اعلال بے تحقق علت خلاف قیاس ست وداعی برائے اعتبار قلب میتوانند شد. **افادہ:** در لَـمْ یَـکُنْ و اِنْ یَّکُنْ گاہے نون را حذف کردہ لَـمْ یَکُ و اِنْ یَّکُ میگویند وایں حذف را خلاف قیاس گفتہ اند جناب استاذی غفر اللہ لہ تقریر قاعدہ برائے آں فرمودند وآں ایں کہ ہر نون کہ در آخر فعل ناقص واقع شود حین دخول جوازم جائز ست کہ حذف گردد

کہ آدُرٌ میں عین فاء کی جگہ چلی گئی ہے اسی طرح قِسِیٌّ میں لفظ قَوْسٌ اور تَـقَوُّسٌ سے معلوم ہوتا ہے کہ قِسِیٌّ کی اصل قُـــوُوْسٌ تھی، اسی طرح قلب اس سے پہچانا جاتا ہے کہ اگر قلب کے قائل نہ ہوں تو منع صرف بغیر سبب کے لازم آتا ہے جیسے اَشْیَـــاءُ میں۔ جناب استاذ محترم فرماتے ہیں کہ اسی طرح قلب پہچانا جاتا ہے اس سے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آئے گا جیسے کُلْ اور خُذْ اور مُرْ میں، اور جس طرح کہ بغیر سبب کے منع صرف خلاف قیاس ہے اور اعتبارِ قلب کا داعی ہوگیا ہے اسی طرح تخفیف ہمزہ یا اعلال تحقق علت کے بغیر خلاف قیاس اور اعتبار قلب کا داعی ہے۔ **افادہ:** لَمْ یَکُنْ اور اِنْ یَّـکُنْ میں کبھی نون کو حذف کر کے لَـمْ یَکُ اور اِنْ یَّکُ کہتے ہیں اور اس حذف کو خلاف قیاس بتایا ہے۔ استاذ محترم نے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرماوے اس کیلئے قاعدہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں واقع ہو دخولِ جوازم کے وقت اسکو حذف کرنا جائز ہے..

قولہ جناب استاذی:۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میرے استاذ فرماتے تھے کہ قلب کی ایک پہچان یہ ہے کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شذوذ لازم آجائے جیسے کـل ، خذ اور مر میں اور جس طرح کہ بغیر سبب کے کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہے اسی طرح تحقق علت کے بغیر ہمزہ کی تخفیف یا حرف علت میں اعلال خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کا مقتضی ہوسکتا ہے قانونچہ میں ہے:۔

گر بتر کش اجتماع ہمزتین آید دلیل | است بر قلب اندراں موضع بنزدیک خلیل

ہر چند کہ ایں قاعدہ منحصر درہمیں یک فرد ست لیکن کلیت را انحصار در فرد واحد مضر نیست تخلف بعضے جزئیات در حکم مضر ست وبس ونظیر ایں تقریر بعضے محققین ست قاعدہ را در لفظ یا اللہ کہ باثبات ہمزہ با حرف ندا می آید یعنی اینکہ ہر الف ولام کہ دراسمے از اسمائے الٰہی بعد حذف ہمزہ بجایش قائم شدہ باشد بوقت دخول حرف ندا ہمزہ آں قطعی شدہ باقی ماند ایں کلیہ ہم منحصر در لفظ اللہ ست وبس۔ **افادہ:** یائے مبدل از ہمزہ چوں فائے افتعال باشد

یہ قاعدہ اگر چہ صرف اسی فرد میں منحصر ہے لیکن کلیت کا فرد واحد میں انحصار نقصان دہ نہیں البتہ حکم میں بعض جزئیات کا تخلف صرف نقصان دہ ہے،اور اسکی نظیر بعض محققین کا لفظ یا اللہ کے بارے میں وہ قاعدہ ہے جو انہوں نے حرف نداء کے باوجود اثبات ہمزہ کیلئے ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ جو الف ولام اسماء الٰہی میں سے کسی اسم میں ہمزہ محذوفہ کے قائم مقام ہو گیا ہو دخولِ حرف ندا کے وقت وہ ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے، یہ کلیہ صرف لفظ اللہ میں منحصر ہے۔ **افادہ:** ہمزہ سے مبدل یاء جب افتعال کے فاء کلمہ میں ہو...

قولہ لیکن کلیت را:۔ یعنی اگر چہ یہ قاعدہ صرف اسی ایک فرد میں منحصر ہے کیونکہ افعالِ ناقصہ میں سے صرف اسی فعل کَانَ کے آخر میں نون ہے لیکن کلیت کیلئے فرد واحد میں انحصار مضر نہیں بلکہ حکم میں بعض جزئیات کا تخلف یعنی علتِ قاعدہ پائے جانے کے باوجود تعلیل نہ ہونا مضر ہے۔سیبویہ نے اس قاعدہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ نون کے بعد حرف ساکن نہ ہو ورنہ حذف نہیں ہوگا جیسے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ،اور ضمیر منصوب بھی نہ ہو یعنی بصورت اتصال ضمیرِ منصوب نون حذف نہیں ہوگا جیسے لَمْ یَکُنْہُ جیسا کہ قانونچہ میں ہے:۔

چو ضمیر نصب وساکن بعد نحو لَمْ یَکُنْ   متصل نہ بود جواز اُنونِ اوراحذف کن

قولہ ونظیر ایں تقریر:۔یعنی بعض محققین نے یا اللہ میں ہمزہ کے عدم سقوط کا جو قاعدہ بیان کیا ہے وہ بھی قاعدہ کلیہ ہے اور فرد واحد میں منحصر ہے شارح نے اس قاعدہ کو اس عبارت میں بیان کیا ہے:"ہر الف ولام کہ الخ"۔

قولہ بعد حذف ہمزہ:۔ لفظ اللہ کے اصل میں تین قول ہیں:(۱) اللہ دراصل اَلْاِلٰـہُ تھا،ہمزہ کی حرکت لام کو دیکر حذف کیا پھر لام کو ساکن کر کے لام میں ادغام کر دیا۔(۲) اللہ اصل میں لَاھَــا تھا اور یہ سریانی لفظ ہے جب عربی بنایا گیا تو اول سے ہمزہ کو حذف کر کے اس کی جگہ الف لام کو رکھا اور لام کو لام میں ادغام کر دیا آخر سے الف وقف کی وجہ سے گر گیا تو اللہ ہوا۔(۳) یہ اصل میں اِلٰہ بمعنی معبود تھا،ہمزہ کو حذف کر کے اسکی جگہ الف لام رکھا اور لام کا لام میں ادغام کیا تو اللہ ہوا۔یہی مذہب اصح ہے۔

تا نمی شود چوں اِیۡتَکَلَ و اِیۡتَمَرَ لہٰذا اِتَّخَذَ کہ دراں یا تا شدہ شاذ گفتہ اند جناب استاذنا المرحوم برائے دفع شذوذ آں میفر مودند کہ تا در اِتَّخَذَ اصلی ست مجرد آں تَخِذَ یَتۡخَذُ بودہ است نہ اَخَذَ یَاۡخُذُ وبودن تَخِذَ بمعنی اَخَذَ از بیضاوی واضح میشود پس اِتَّخَذَ مثل اِتَّبَعَ ست کہ ماخوذ از تَبِعَ وتائے آں اصلی ست. **افادہ:** فیما بین بصریین وکوفیین اختلاف ست دریں کہ فعل اصل ست یا مصدر کوفیاں باول قائل اند وبصریاں بثانی. واصل اختلاف در ہمیں ست کہ آیا فعل ماضی را مادہ واصل قرار دادہ مشتق منہ باید گفت ومصدر را فرع ومشتق از اں یا بالعکس

تو وہ تاء نہیں ہوتی جیسے اِیۡتَکَلَ اور اِیۡتَمَرَ لہٰذا اِتَّخَذَ جس میں کہ یاء تاء ہوگئی ہے اسے شاذ قرار دیا گیا ہے ہمارے استاذ مرحوم اس کا شذوذ دفع کرنے کیلئے فرماتے تھے کہ اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے اس کا مجرد تَخِذَ یَتۡخَذُ ہے نہ اَخَذَ یَاۡخُذُ، اور تَخِذَ کا بمعنی اَخَذَ ہونا بیضاوی سے معلوم ہوتا ہے پس اِتَّخَذَ اِتَّبَعَ کی مثل ہے جو تَبِعَ سے ماخوذ ہے اور اس کی تاء اصلی ہے۔ **افادہ:** بصریین اور کوفیین میں اس امر میں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر. کوفیین اول کے قائل ہیں اور بصریین ثانی کے، اور اصل اختلاف اسی میں ہے کہ کیا فعل ماضی کو مادہ واصل قرار دیکر مشتق منہ مانا جائے اور مصدر کو اس سے فرع ومشتق یا اس کے برعکس؟

قولہ تا نمی شود:۔ کیونکہ معتل کے قاعدہ نمبر ۲ میں گذر چکا ہے کہ افتعال کے فاء کلمہ میں اگر واؤ یا یاء اصلی ہو تو تاء ہو کر تائے افتعال میں مدغم ہو جاتی ہے اور اِتَّخَذَ کی یاء اصلی نہیں بلکہ ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے کہ مجرد اَخَذَ ہے لہٰذا اس یاء کا تاء ہو کر ادغام ہونا شاذ ہے۔

قولہ جناب استاذنا المرحوم:۔ یعنی استاذ صاحب اس کا شذوذ اس طرح ختم کرتے کہ اِتَّخَذَ کی تاء ہمزہ سے مبدل نہیں ہے بلکہ یہ اصلی ہے اور اس کا مجرد اَخَذَ نہیں بلکہ تَخِذَ ہے، اور جب یہ تاء اصلی ہے تو اِتَّبَعَ کی مثل اس میں ادغام قاعدہ کے مطابق ہے۔

قولہ بصریان:۔ یعنی نحاتِ بصرہ مصدر کو مشتق منہ اور فعل ماضی کو اس سے مشتق قرار دیتے ہیں اس لیے کہ معنی مصدری تمام افعال واسمائے مشتقہ میں پایا جاتا ہے لہٰذا مصدر کو اصل کہنا چاہیے اور فعل کو فرع۔ دوسری وجہ یہ بتاتے ہیں کہ مصدر کا مفہوم واحد ہے اور فعل کا مفہوم متعدد ہے کہ وہ حدث اور زمان پر دلالت کرتا ہے اور واحد متعدد سے پہلے ہوتا ہے اور جو پہلے ہو وہ اصل ہوتا ہے نیز مصدر اسم ہے اور اسم فعل سے مستغنی ہے لیکن فعل برائے اسناد اسم کا محتاج ہے اور محتاج الیہ اصل ہوتا ہے تو مصدر اصل ہوا۔

پس بصریاں بامر معنوی استدلال میکنند کہ معنی مصدری مادہ واصل برائے معانی جمیع افعال واسمائے مشتقہ است پس لفظ مصدر ہم مادہ واصل برائے جمیع مشتقات باشد وکوفیاں بامور لفظیہ استدلال میکنند مثلاً اکثر مصدر تابع فعل دراعلال میباشد واعلال از امور لفظیہ است پس مصدر را فرع فعل درلفظ و مشتق ازاں می باید گفت. جناب استاذ نا المرحوم مذہب کوفیاں را ترجیح میدادند وفی الواقع دلائل قویہ بر رجحان مذہب کوفیاں قائم ست اول اینکہ گفتگو دراشتقاق ست واشتقاق از امور لفظیہ است اگرچہ علاقہ بمعنی ہم دارد پس درلفظ فعل ماضی ومصدر تأمل باید کرد کہ آیا لفظ ماضی لیاقت مادیت دارد یا لفظ مصدر وعند التأمل مدرک میگردد کہ لفظ فعل لیاقت مادیت دارد

پس بصریین امر معنوی سے استدلال کرتے ہیں کہ تمام افعال ومشتقات کے معانی کیلئے معنی مصدری مادہ واصل ہے لہٰذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کیلئے مادہ واصل ہے. اور کوفیین امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں مثلاً اکثر مصدر اعلال میں فعل کے تابع ہوتا ہے، اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کا تابع اور اس سے مشتق کہنا چاہیے. ہمارے استاذ مرحوم کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیتے اور فی الواقع دلائل قویہ کوفیین کے مذہب پر قائم ہیں: اول یہ کہ بحث اشتقاق میں ہے اور اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے اگرچہ معنی سے بھی تعلق رکھتا ہے لہٰذا فعل ماضی ومصدر کے لفظ میں غور کرنا چاہیے کہ کیا لفظ فعل مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے یا لفظ مصدر اور بوقت تأمل یہ واضح ہوجاتا ہے کہ مادہ ہونے کی صلاحیت لفظ فعل میں ہے

قولہ واعلال از امور الخ:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے تقریر سوال یہ ہے کہ کوفیین فعل کے من حیث الاشتقاق اصل ہونے پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہے لہٰذا فعل اصل ہے. جس سے ثابت ہوا کہ فعل کی اصالت اعلال میں ہے نہ اشتقاق میں۔ اور مدعٰی یہ ہے کہ فعل اشتقاق میں اصل ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ اعلال امور لفظیہ میں سے ہے جب فعل کی اصالت اس میں ثابت ہوگئی تو اشتقاق میں بھی فعل کی اصالت ثابت ہوگئی (حملاً للمشکوک علی المتیقن) لہٰذا مصدر کو لفظ میں فعل کی فرع اور اس مشتق ہونا چاہیے۔

فائدہ :۔ کچھ مصدر ایسے بھی ہیں جو تعلیل میں فعل کے تابع نہیں ہوتے جیسے قَوْلٌ کہ اس کے فعل قَالَ میں تعلیل ہوئی ہے مگر مصدر میں تعلیل نہیں ہوئی۔ اسی لیے مصنف علیہ الرحمۃ نے ''اکثر'' کی قید لگائی ہے اور قَوْلٌ میں تعلیل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حرف علت ساکن ماقبل مفتوح غایتِ خفت میں ہوتا ہے اور تعلیل میں مصدر کو فعل کا تابع کرنے سے مقصود یہی تخفیف ہوتی ہے جو کہ تابع کیے بغیر حاصل ہے۔

نہ لفظ مصدر زیرا کہ جملہ حروفے کہ در فعل ماضی یافتہ می شود بالضرورت در مصدر یافتہ میشود ولا عکس وہم جز ہفت وزنِ مصادر ثلاثی یعنی قَتْلٌ فِسْقٌ شُکْرٌ طَلَبٌ خَنِقٌ صِغَرٌ هُدًی و تَفَاعُلٌ و تَفَعُّلٌ و تَفَعْلُلٌ در ہمہ اوزان حروف مصدر از حروف فعل ماضی زائد ست وظاہر ست کہ لیاقت مادیت ہموں میدارد کہ در جملہ فروع یافتہ شود نہ آنکہ یافتہ نہ شود وہم مزید علیہ احق والیق ست باصالت و مادیت نہ مزید و بودن ہمہ حروف فعل ماضی در جملہ مصادر عیان ست در اِخْشِیْشَانٌ و اِدْهِیْمَامٌ کہ واو موجود در اِخْشَوْشَنَ والف موجود در اِدْهَامَّ یافتہ نمی شود وجہش اینکہ واو والف در مصدر بسبب کسرۂ ماقبل حسب اقتضائے قاعدہ یا گردیدہ پس بالاصل واو والف در مصدر موجود ست واگر مصدر مادہ بودے ماضی اِخْشَیْشَنَ و اِدْهَیْمَمَ آمدے وہمچنیں ہمہ افعال واسمائے مشتقہ

نہ کہ لفظ مصدر میں، اس لیے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں لازماً پائے جاتے ہیں اور اس کا عکس نہیں، نیز مصادر ثلاثی کے فقط سات وزن قتل الخ کے علاوہ تمام اوزان میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ مادہ ہونے کی صلاحیت وہی رکھتا ہے جو تمام فروع میں پایا جاتا ہو نہ وہ جو نہ پایا جاتا ہو نیز مزید علیہ اصل اور مادہ ہونے کا زیادہ حقدار و لائق ہے نہ مزید. اور ماضی کے تمام حروف کا مصدر میں ہونا بالکل ظاہر ہے، اخشوشن کا واؤ اور اِدْهَامَّ کا الف جو اخشیشان اور ادھیمام میں موجود نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مصدر میں واؤ اور الف ماقبل کسرہ کے باعث قاعدہ کے مطابق یاء ہو گئے ہیں لہٰذا اصل کے اعتبار سے واؤ اور الف مصدر میں موجود ہیں، اور اگر مصدر مادہ ہوتا تو ماضی اخشیشن اور اذھیمم آتی، اور اسی طرح تمام افعال و اسماء مشتقہ میں..............................

قولہ وظاہر ست:۔ اور تمام فروع میں فعل پایا جاتا ہے لہٰذا فعل ہی میں مادہ ہونے کی لیاقت ہے، لیکن مصدر کے تمام حروف ہمیشہ فعل ماضی میں نہیں پائے جاتے جیسے مصدر وقایۃ کے لہٰذا لفظ مصدر میں مادہ ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔

قولہ در اخشیشان:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جو کہ مصنف کے قول "بودن ہمہ حروف فعل ماضی الخ" پر وارد ہوتا ہے یعنی اگر مصدر میں فعل ماضی کے تمام حروف کا پایا جانا عیاں ہے تو اِخْشِیْشَان میں اِخْشَوْشَنَ کا واؤ اور اِدْهِیْمَام میں اِدْهَام کا الف کیوں موجود نہیں؟ مصنف جواب دیتے ہیں کہ یہ واؤ والف مصدر میں ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے قاعدہ نمبر ۳ کے مطابق یاء سے بدل گئے ہیں لہٰذا اصل کے اعتبار سے واؤ والف مصدر میں موجود ہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ ماضی کے تمام حروف مصدر میں ہوتے ہیں۔

زیرا کہ قاعدہ ووجہے برائے ابدال یا بواوَ در اِخْشَوْشَنَ وبالف در اِدْهَامَّ یافتہ نمی شود و در مصدر تفعیل کہ حرف مکرر ماضی یافتہ نمیشود محققان گفتہ اند کہ اصل یائے تفعیل آں حرف مکرر بودہ مثلاً تَحْمِيْدٌ دراصل تَحْمِمْدٌ بود میم دوم را بیا بدل کردند اکثر در مضاعف حرف دوم را برائے دفع ثقل بحرف علت بدل میکنند چنانچہ در دَسّٰهَا کہ اصلش دَسَّسَهَا بود سین آخر را بالف بدل کردند. **سوال:** اینکہ گفتی بہ تَبْصِرَةٌ و تَسْمِيَةٌ و سَلَامٌ و كَلَامٌ مصادر تَفْعِيْلٌ و قِتَالٌ و قِيْتَالٌ مصدر مفاعلت منتقض میشود چہ دریں مصادر جملہ حروف ماضی موجود نیست.

اس لیے کہ اخشوشن میں یاء کو واؤ کرنا اور ادہامّ میں الف کرنا اس کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا، اور مصدر تفعیل میں ماضی کا حرف مکرر جو نہیں پایا جاتا محققین نے کہا ہے کہ یائے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے، مثلاً تحمید اصل میں تحممد تھا دوسرے میم کو یاء کر دیا گیا مضاعف میں اکثر دوسرے حرف کو دفع ثقل کیلئے حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسا کہ دَسّٰهَا میں جس کی اصل دَسَّسَهَا ہے آخری سین کو الف سے بدل دیا گیا ہے۔ **سوال:** تم نے جو جواب دیا ہے وہ تَبْصِرَةٌ اور تَسْمِيَةٌ اور سلامٌ و کلامٌ سے جو کہ تفعیل کے مصادر ہیں اور قِتَالٌ و قِيْتَالٌ سے جو کہ باب مفاعلہ کے مصدر ہیں ٹوٹ جاتا ہے، اس لیے کہ ان مصادر میں ماضی کے تمام حروف موجود نہیں۔

قولہ زیرا کہ:۔ بصریین کی جانب سے مذکورہ بالا الزامی اعتراض کا یہ جواب ممکن تھا کہ اخشیشان و ادھیمام مصدر کی یاء اخشوشن میں واؤ سے اور اِدْهَامَّ میں الف سے تبدیل ہوگئی ہے اور فی الاصل یہ یاء اخشوشن اور ادھام میں موجود ہے لہٰذا مصدر اصل ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ اِخْشَوْشَنَ میں یاء کو واؤ سے اور اِدْهَامَّ میں یاء کو الف سے تبدیل کرنے کی کوئی وجہ و قاعدہ نہیں پایا جاتا لہٰذا یہ واؤ و الف یاء سے بدلے ہوئے نہیں ہو سکتے۔

قولہ در مصدر تفعیل:۔ یہ مصنف کے مذکورہ بالا قول پر دوسرے اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ باب تفعیل کی ماضی میں جو عین مکرر ہوتی ہے وہ مصدر میں پائی نہیں جاتی بلکہ مصدر میں صرف ایک عین ہوتی ہے جس سے یہ قول باطل ہو گیا کہ مصدر میں ماضی کے تمام حروف پائے جاتے ہیں۔ مصنف نے فرمایا کہ باب تفعیل کے مصدر میں جو ماضی کا حرف مکرر نہیں پایا جاتا، محققین کہتے ہیں کہ یائے تفعیل کی اصل وہی حرف مکرر ہے مثلاً تَحْمِيْدٌ اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا تحمید ہوا اور مضاعف میں عموماً دفع ثقل کیلئے حرف دوم کو حرف علت سے بدل دیتے ہیں جیسے دَسّٰهَا میں جس کی اصل دَسَّسَهَا ہے آخری سین کو الف سے بدلا تو دَسّٰهَا ہوا۔

جــواب: گفتگو دراصل مصادرست کہ کُلّیّۃً درباب باشد مصادر قلیلۃ الوجود اعتبار را نشاید وسَلَامٌ وکَلَامٌ رااسم مصدر گفتہ اند واصل وزن تَفْعِلَۃٌ تَفْعِیْلٌ برآوردہ اند وگفتہ اند کہ تَسْمِیَۃٌ مثلا دراصل تَسْمِیْوٌ بودیا را حذف کردہ تا درآخر عوض دادند واوٗ بسبب رابِعِیَّتْ یاشدہ ودرقِیْتَالٌ الف کہ درماضی بود بسبب کسرۂ ماقبل یاشدہ وقِتَالٌ مخفف آں ست پس در جملہ مصادر ہمہ حروف فعل ماضی ولوتقدیراً موجودست .دوم آنکہ فعل بے مصدر یافتہ میشود مثل لَیْسَ وعَسٰی پس اگر مصدر اصل باشد وجود فرع بے وجود اصل لازم آید ومصدر بے فعل نیامدہ وبعضے مصادر را کہ عقیمہ گفتہ اند مثل مَتَنٌ وتَقْسِیْم

جواب: گفتگو اصل مصادر میں ہے جو باب میں ہمیشہ ہوتے ہیں اور جن کا وجود قلیل ہے وہ قابل اعتبار نہیں اور سلامٌ و کلامٌ کو تو اسم مصدر کہا گیا ہے، اور وزن تفعلۃ کی اصل تفعیل بنائی گئی ہے، اور کہا گیا ہے کہ مثلاً تَسْمِیَۃٌ دراصل تَسْمِیْوٌ تھا یاء کو حذف کر کے آخر میں تاء عوض کی لائے واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء ہوگیا اور قیتــال میں کسرۂ ماقبل کے سبب وہ الف جو ماضی میں تھا یاء سے بدل گیا اور قِتَالٌ اس کا مخفف ہے پس تمام مصادر میں ماضی کے جملہ حروف موجود ہیں اگرچہ تقدیراً .دوم یہ کہ فعل مصدر کے بغیر پایا جاتا ہے جیسے لَیْسَ اور عَسٰی لہٰذا اگر مصدر اصل ہو تو وجود فرع اصل کے وجود کے بغیر لازم آئے گا اور مصدر بغیر فعل کے نہیں آتا اور بعض مصادر کو جو عقیمہ کہا گیا ہے مثلاً مَتَنٌ اور تقسیم..............

قولہ واصل وزن:۔ یہ تبصرۃ و تسمیۃ سے کیے گئے اعتراض کا جواب ہے کہ یہ تفعلۃ کے وزن پر ہیں اور اس وزن کی اصل تفعیل قرار دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مثلاً تَسْمِیَۃٌ اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا یاء حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لائے اور واؤ چوتھی جگہ واقع ہونے کی وجہ سے یاء ہوگیا تَسْمِیَۃٌ ہوا۔

قولہ درقیتال :۔ اور قیتال مصدر میں ماضی کے تمام حروف موجود ہیں کیونکہ ماضی کا الف کسرۂ ماقبل کی وجہ سے مصدر میں یاء ہوگیا ہے اور قتال قیتال کا مخفف ہے، ان تمام میں ماضی کے حروف تقدیراً موجود ہیں۔

قولہ ولوتقدیراً:۔ یعنی اگرچہ بعض مصادر میں ماضی کے تمام حروف بعد تعلیل نہیں ہوتے لیکن قبل از تعلیل تمام حروف موجود ہوتے ہیں اور تعلیل کے بعد ان حروف کا نہ ہونا مقصود میں مخل نہیں کہ وہ تقدیراً موجود ہیں۔

قولــہ وبعضے مصادر:۔ یہ اعتراض مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ قول مصنف ''مصدر بے فعل نیامدہ'' صحیح نہیں کیونکہ بعض مصادر عقیمہ ہیں جن کا فعل نہیں آتا مگر وہ مستعمل ہیں۔ مصنف نے جواب دیا کہ بعض مصادر کو جو عقیمہ کہا گیا ہے مثلاً مَتَنٌ و تَــقْسِیْــم کہ ان دونوں سے فاعل کے علاوہ کوئی دوسرا صیغہ نہیں آتا تو ان کا ایسا ہونا (عقیمہ ہونا) مسلّم نہیں چنانچہ قاموس سے واضح ہے یعنی قاموس میں ہے قَسَمَہٗ یُقَسِّمُہٗ جس سے معلوم ہوا کہ تقسیم کا ماضی ومضارع آتا ہے ایسے ہی مَتَنٌ کا فعل آیا ہے جیسے مَتَنَ الکبش ۔

کہ ازیں ہر دو جز فاعل نیامدہ پس بودن اینہا اینچنیں مسلم نیست چنانچہ از قاموس واضح میشود. سوم اینکہ بصریاں بودن معنی مصدری را مادہ برائے معانی افعال و مشتقات دلیل بر اشتقاق لفظ فعل از لفظ مصدر قرار دادہ اند ایں معنی بعد تامل در حقیقت اشتقاق لفظی محض باطل می گردد حقیقت اشتقاق لفظی این ست کہ در دو لفظ تناسب باشد لفظاً و معنیً و ہر جا از لفظی اعتبار بناء لفظ دیگر سہل باشد لفظ دوم را مبنٰی و مشتق از لفظ اول قرار دہند صورت صوغ اوانی و حلی از ذہب و فضہ کہ مادہ ذہب و فضہ علیحدہ اولاً موجود ست و دراں تصرف کردہ..........

کہ ان دونوں سے علاوہ فاعل کے کوئی صیغہ نہیں آیا پس ان کا ایسا ہونا مسلّم نہیں چنانچہ قاموس سے واضح ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ بصریین معنی مصدری کے افعال و مشتقات کے معانی کیلئے مادہ ہونے کو اس پر دلیل بناتے ہیں کہ لفظِ فعل لفظِ مصدر سے مشتق ہے اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور کرنے کے بعد یہ بات محض باطل ہو کر رہ جاتی ہے اور اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں لفظاً و معنیً مناسبت ہو اور جہاں ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ماخوذ اعتبار کرنا آسان ہوتا ہے دوسرے لفظ کو پہلے لفظ سے ماخوذ قرار دے دیتے ہیں، برتنوں اور زیورات کو سونا اور چاندی سے ڈھالنے کی صورت یہاں نہیں کیونکہ سونے اور چاندی کا مادہ پہلے الگ موجود ہوتا ہے پھر اس میں تصرف کر کے..

قولہ صورت صوغ:۔ یہ بصریین کی اس تقریر کا رد ہے کہ اشتقاق میں یہ ضروری ہے کہ مشتق میں مشتق منہ کا معنی و مادہ باقی رہے۔ لہٰذا مصدر سے فعل کا اشتقاق سونے و چاندی سے زیورات یا برتن بنانے کی مثل ہے یعنی سونے چاندی کا مادہ و معنی (قیمت) زیورات و برتنوں میں باقی ہوتا ہے مگر شکل جدید اور اصل معنی پر زائد معنی پیدا ہو جاتا ہے ایسے ہی مصدر سے مشتق ہونے والوں میں مصدر کا معنی و مادہ باقی رہتا ہے شکل بدل جاتی ہے جیسے ضَرْبٌ سے ضَرَبَ بنا ہے اس میں ہر دو یعنی مادہ و معنی موجود ہیں چونکہ فعل میں مصدر کا معنی و مادہ پایا جاتا ہے نہ اس کا عکس لہٰذا فعل کیلئے مصدر اصل ہے مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مصدر سے فعل کے اشتقاق کو سونے و چاندی سے زیورات و برتن بنانے کی مثل قرار دینا اس وقت صحیح ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ زیورات کے وجود سے پہلے جس طرح کہ ان کا مادہ (سونا و چاندی) موجود تھا، فعل کے وجود سے قبل مصدر بھی موجود تھا مگر یہ ثابت نہیں کیونکہ فعل و مصدر کا تحقق باعتبار وضع و استعمال کے ایک زمانہ میں ہے لہٰذا فعل کے اشتقاق کو سونے چاندی کے زیورات کی مثل قرار دینا قیاس مع الفارق ہے۔

فائدہ :۔ اَوَانِیَ اٰنِیَۃٌ کی جمع ہے جو اِنَاءٌ بمعنی برتن کی جمع ہے اور حُلِیٌّ حَلْیٌ بفتح حاء کی جمع ہے اور حَلْیٌ بمعنی زیور ہے۔ حُلِیٌّ اصل میں حُلُوْیٌ تھا بقاعدہ دُلِیٌّ واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کیا اور یاء کے ماقبل کا ضمہ کسرہ کیا تو حُلِیٌّ ہوا۔ اس کو حِلِیٌّ بکسر حاء بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اوانی وحلی میسازند اینجا نیست کہ مشتق منہ علیحدہ اولاً موجود بود ودراں تصرف کردہ مشتق را ساختہ اند تحقق مشتق منہ ومشتق باعتبار وضع واستعمال درزمان واحدست پس در دلیل اشتقاق فعل از مصدر کَصَوْغِ الْاَوَانِیْ وَالْحُلِّیْ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ ذکرنمودن قیاس مع الفارق ست. **فائدہ:** غیر محققین دربیان ایں اختلاف وتحریر دلائل طرفین عجب خبط میکنند تقریر اختلاف درمطلق اصالت وفرعیت میکنند ودر بیان استدلال میگویند کہ بصریاں بایںجہت مصدر را اصل میگویند کہ فعل از مصدر مشتق ست وکوفیاں بایںجہت فعل را اصل میگویند کہ مصدر تابع فعل ست دراعلال بازمحاکمہ میکنند کہ مصدر من حیث الاشتقاق اصل ست وفعل من حیث الاعلال اصل ست واصل حقیقت آنست کہ تحریر نمودم بالجملہ نزد بصریاں شش اسم مشتق اند اسم فاعل واسم مفعول واسم ظرف واسم آلہ وصفت مشبہ واسم تفضیل ونزد کوفیاں ہفت شش مذکور ویک مصدر واصل اختلاف دراشتقاق ست کہ فعل از مصدر مشتق ست یا مصدر از فعل ودلائل قویہ مقتضی ترجیح ثانی ست کہ مذہب کوفیان ست.

برتن اور زیورات بناتے ہیں اس جگہ ایسا نہیں کہ مشتق منہ اوّلاً علیحدہ موجود ہو اور اس میں تصرف کر کے مشتق بنالیا ہے بلکہ مشتق اور مشتق منہ کا تحقق وضع اور استعمال کے اعتبار سے زمانِ واحد میں ہوتا ہے لہٰذا دلیل میں مصدر سے فعل کے اشتقاق کو سونے اور چاندی سے برتن اور زیورات بنانے پر قیاس کرنا غلط ہے۔ **فائدہ:** جو اصحاب تحقیق نہیں وہ اس اختلاف کے بیان اور فریقین کے دلائل کے ذکر کرنے میں عجیب خبط کرتے ہیں اختلاف کی تقریر تو مطلق اصالت وفرعیت میں کرتے ہیں اور بیان استدلال میں یوں کہتے ہیں کہ بصریین اس لیے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر سے مشتق ہے اور کوفیین اس لیے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر اعلال میں فعل کے تابع ہے، پھر محاکمہ کرتے ہیں کہ مصدر اشتقاق کے لحاظ سے اصل ہے اور فعل اعلال کے اعتبار سے اصل ہے اور اصل حقیقت وہی ہے جو ہم نے تحریر کر دی ہے۔ خلاصۃ یہ کہ بصریین کے نزدیک چھ اسم مشتق ہیں اسم فاعل وغیرہ اور کوفیین کے نزدیک سات ہیں، چھ مذکورہ اور ایک مصدر. اور اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یا مصدر فعل کے، اور دلائل قویہ مذہب ثانی کی ترجیح کے مقتضی ہیں جو کہ کوفیین کا مذہب ہے۔

قولہ واصل حقیقت آنست:۔ یعنی حقیقت وہی ہے جس کو ہم نے آغازِ بحث میں ذکر کیا ہے کہ بصریین اور کوفیین کا اختلاف مطلق اصالت میں نہیں بلکہ یہ اختلاف اصالت من حیث الاشتقاق میں ہے یعنی اشتقاق میں مصدر اصل ہے یا فعل؟

افــــاده: واؤدر جمع مذکر غائب وحاضر ویادر مؤنث حاضر کہ با نون ثقیلہ حذف میشود بصریاں میگویند کہ بسبب اجتماع ساکنین وکوفیاں میگویند کہ بسبب اجتماع ثقیلین ولہٰذا الف ساقط نمیشود کہ ثقیل نیست وبصریاں در بیان وجہ عدم حذف الف در تثنیہ گویند کہ اگر حذف میکردند واحد وتثنیہ باہم ملتبس میشدند.
جناب استاذنا المرحوم دریں امر ہم ترجیح مذہب کوفیاں میفرمودند وبر بصریاں از جانب کوفیہ وارد مینمودند کہ اگر ایں اجتماع ساکنین مقتضی حذف ست بایستے کہ ہمچنانکہ نون خفیفہ در مواقع الف نمی آید نون ثقیلہ ہم نمی آمد تحریر کلام دریں مقام آنست...

افادہ: نون ثقیلہ کی وجہ سے جمع مذکر غائب وحاضر کا واؤ اور واحد مؤنث حاضر کی یاء حذف ہو جاتی ہے بصریین کہتے ہیں کہ اس حذف کا سبب اجتماع ساکنین ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ اجتماع ثقیلین سبب ہے اور تثنیہ کا الف اسی لیے نہیں گرتا کہ ثقیل نہیں، بصریین تثنیہ میں الف حذف نہ ہونے کہ وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر الف حذف کر دیں تو واحد وتثنیہ باہم ملتبس ہو جائیں گے مثلاً لَیَضْرِبَنَّ صیغہ واحد اور لَیَضْرِبَنَّ صیغہ تثنیہ میں الف حذف ہو جانے کی وجہ سے فرق نہیں ہو سکے گا۔
مصنف فرماتے ہیں کہ میرے استاذ اس امر میں بھی کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیتے اور ان کی جانب سے بصریین پر یہ اعتراض وارد کرتے کہ اگر یہ اجتماع ساکنین مقتضی حذف ہے تو چاہیے کہ جس طرح نون خفیفہ مواقع الف میں نہیں آتا ثقیلہ بھی نہ آئے۔ اس مقام میں کلام کا حاصل یہ ہے..

قولــہ ولہٰذا الف ساقط نمیشود:۔ یہ کوفیین کی دلیل ہے یعنی مذکورہ صیغوں میں واؤ اور یاء کا حذف اجتماع ثقیلین کی وجہ سے ہے کہ واؤ اور یاء ثقیل ہیں اور نون مشدد بھی ثقیل ہے چونکہ الف ثقیل نہیں ہے لہٰذا وہ نون ثقیلہ کے ساتھ باقی رہتا ہے اور بصریین الف کے باقی رہنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ الف حذف ہو جائے تو ماقبل کا فتحہ الف محذوفہ پر دلالت نہیں کرے گا کیونکہ وہ الف کی وجہ سے نہیں بلکہ مفرد میں بھی فتحہ ہے چونکہ واؤ ویاء کے حذف پر ماقبل کا ضمہ وکسرہ دال ہے لہٰذا انکا حذف کرنا جائز ہے اور الف کے حذف پر ماقبل کی حرکت دلالت نہیں کرتی تو اس کا حذف کرنا جائز نہیں۔
ســوال: ۔ صیغہ جمع مذکر میں جب حذفِ واؤ پر ماقبل کا ضمہ اور صیغہ واحد مؤنث حاضر میں حذفِ یاء پر ماقبل کا کسرہ دلالت کر رہا ہے تو اس کو حذف سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے؟ **جواب:** ۔ یہ تعبیر صورت کے اعتبار سے ہے نہ حقیقت کے اعتبار سے۔

کہ اجتماع ساکنین کہ دراں ساکن اول مدہ باشد وساکن دوم حرف مشدد. اگر در یک کلمہ باشد جائز ست ومدہ را حذف نکنند چوں ضَالِّيْنَ و اَتُحَاجُّوْنِّيْ وایں را اجتماع ساکنین علی حدہ میگویند واگر در دو کلمہ باشد اول را کہ مدہ است حذف کنند چوں يَخْشَ اللّٰهَ و اُدْعُوا اللّٰهَ و اُدْعِي اللّٰهَ ونون ثقیلہ با فعل مضارع در حقیقت کلمہ علیحدہ است مگر بسبب شدت امتزاج ہر دو بمنزلہ کلمہ واحدہ شدہ اند پس میگوئیم کہ اگر وحدت کلمہ را اعتبار کنند باید کہ واؤ و یاء را ہم حذف نمایند لَيَفْعَلُوْنَّ و لَتَفْعَلِيْنَّ گویند واگر اثنینیت را اعتبار کنند الف را ہم حذف کنند

کہ جس اجتماع ساکنین میں اول مدہ اور ثانی حرف مشدد ہو اگر وہ اجتماع ایک کلمہ میں ہو تو وہ جائز ہے مدہ کو حذف نہیں کرتے جیسے ضالّین اور اَتُحَاجُّوْنِّيْ اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں اور اگر دو کلموں میں ہو اور اول کو جو مدہ ہے حذف کرتے ہیں جیسے یخشی اللہ وغیرہ اور نون ثقیلہ فعل مضارع کے ساتھ حقیقت میں الگ کلمہ ہے مگر شدت امتزاج کی وجہ سے فعل اور نون بمنزلہ کلمہ واحدہ ہو گئے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اگر وحدت کلمہ کا اعتبار کرتے ہیں تو واؤ اور یاء کو بھی حذف نہ کریں لَيَفْعَلُوْنَّ اور لَتَفْعَلِيْنَّ کہا جائے، اور اگر اثنینیت کا اعتبار کریں تو الف کو بھی حذف کیا جائے............................

قولہ اجتماع ساکنین:۔

اجتماع ساکنین آمد دو قسم اے پرہیز | یک علی حدہ دیگر غیر حدہ شمر
حدہ آنست اول مدہ ثانی مدغم است | کلمہ واحد حکم او ابقائے ہر دو مشتہر

یعنی جس اجتماع ساکنین میں ساکن اول مدہ ہو اور دوم حرف مشدد اگر ایک کلمہ میں ہو تو یہ جائز ہے اور مدہ کو حذف نہیں کرتے جیسے ضَالِّيْنَ اور اَتُحَاجُّوْنِّيْ اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں مدہ کی تعریف درج ذیل ہے:۔

حرف مدہ گر نمی دانی | گو یمت یاد کن بآسانی
حرف علت چوں بود باسکاں | حرکت ماقبلش موافق داں

قولہ واگر در دو کلمہ باشد:۔ اس قسم کو غیر حدہ کہتے ہیں:۔

غیر حدہ بدانی بر خلاف حدہ | ہفت صورت اندر آں مقصور اندا ے ذی بصر

اس قسم میں اگر اول مدہ ہو تو اس کو حذف کر دیتے ہیں ورنہ حرکت کسرہ دیتے ہیں۔

قولہ الف را ہم حذف کنند:۔ کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین دو کلموں میں ہوگا اور وہ جائز نہیں لہٰذا الف کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرنا چاہیے۔

وحدیث التباس سخنی است کہ طفلا نرا باں فریب تواں داد ورنہ از التباس تا کجا خواہند گریخت ہزار جا التباس بسبب اعلال گردیدہ است مثلاً تَـعِدْنَ واحد مؤنث حاضر بسبب اعلال با جمع مؤنث حاضر ملتبس شدہ ودر جمیع ابواب ناقص مکسور العین ومفتوح العین چہ مجرد وچہ مزید ایں التباس موجودست پس ایں التباس چرا مانع اعلال نشد وہمچنانکہ تثنیہ باواحد مغایرت دارد ودال برتعدد ہمچنیں جمع ہم جواز التباس در یکے وعدم جواز در دیگرے تحکم محض ست وبعد التنزل میگوئیم کہ برائے تحاشی از التباس اجتماع ساکنین جائز میگردد یا نہ بر شق اول بایستی کہ نون خفیفہ ہم باالف بیاید وبر شق ثانی بایستی کہ ہمچنانکہ نون خفیفہ باالف نمی آید نون ثقیلہ ہم نمی آمد وایں کہ اگر نون ثقیلہ ہم نمی آید سبیل تاکید برائے تثنیہ باقی نمی ماند کلامے ست نہایت سخیف سبیل تاکید منحصر در نون نیست

اور التباس کی بات ایسا سخن ہے جس سے بچوں کو فریب دیا جاسکتا ہے ورنہ التباس سے کہاں تک بچیں گے۔ ہزار ہا جگہ تعلیل کی وجہ سے التباس ہوا ہے، مثلاً تَـعِدْنَ واحد مؤنث حاضر اعلال کی وجہ سے جمع مؤنث کے ساتھ ملتبس ہوگیا ہے، اور ناقص مکسور العین اور مفتوح العین کے تمام ابواب میں خواہ وہ مجرد ہوں یا مزید یہ التباس موجود ہے، تو یہ التباس کیوں تعلیل سے مانع ہوا، اور جس طرح تثنیہ واحد سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد پر دال ہے ایسے ہی جمع بھی واحد کا مغایر اور تعدد پر دال ہے، ایک میں التباس کا جواز اور دوسرے میں عدم جواز بے تکی بات ہے۔ اور بعد التنزل ہم پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہوتا ہے یا نہیں؟ پہلی شق پر چاہیے کہ نون خفیفہ بھی الف کے ساتھ آئے اور دوسری شق پر جس طرح نون خفیفہ الف کے ساتھ نہیں آتا نون ثقیلہ بھی الف کے ساتھ نہ آئے۔ اور یہ کہنا کہ اگر نون ثقیلہ بھی نہ آئے تو تثنیہ کی تاکید کیلئے کوئی طریقہ باقی نہیں رہتا یہ فضول سی بات ہے۔ کیونکہ تاکید نون میں منحصر نہیں ہے ....

قولہ وحدیث التباس:۔ یہ بصریین کے جواب پر رد ہے، یعنی بصریین کا یہ کہنا کہ صیغہ تثنیہ میں الف اس لیے حذف نہیں کیا جاتا ہے کہ اس کے حذف سے صیغہ واحد وتثنیہ میں التباس ہوگا یعنی لَیَضْرِبَانِّ سے اگر الف کو حذف کردیں تو وہ لَیَضْرِبَنَّ ہوجائے گا کیونکہ نون کا کسرہ تو الف کی وجہ سے تھا جس کے حذف کے بعد نون مفتوح ہوجائے گا جس سے واحد اور تثنیہ میں التباس ہوگا اور التباس سے بچنا ضروری ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ التباس کا عذر صحیح نہیں کیونکہ التباس سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔

فائدہ:۔ کسی چیز پر سبب کے بغیر حکم لگانا تحکم ہے اور اصطلاح میں دلیل وبرہان قائم کیے بغیر اپنے دعویٰ پر اصرار کرنا تحکم کہلاتا ہے۔

بطریق دیگر تاکید میتواں کرد نہ بنی کہ افعل التفضیل از لون وعیب ومزید ورباعی نمی آید در آنجا ادائے معنی تفضیل بطریق دیگر میکنند بالجملہ مذہب کوفیاں کہ حذف واؤ و یاء با نون ثقیلہ بسبب اجتماع ثقیلین ست بے غبارست ومذہب بصریاں ہیچ وجہ راست نمی نشیند۔

خاتمہ در صیغ مشکلہ مناسب معلوم شد کہ در خاتمہ کتاب صیغ مشکلہ قرآن مجید درج کردہ شود چہ مقصود بالذات از تعلم صرف ونحو ادراک معانی قرآن مجید ست وبیان آں صیغ موجب **تذکّر** و **تعلُّم** اکثر قواعد صرف خواہد شد وقاعدہ چنین ست کہ در مقامِ سوال صیغہ را برسم خط نمی نویسند بلکہ بوضع تلفظ تا اشکال پیدا کند ودر ینجا صیغہ کہ قابل استفسار ست بعد حرف ص مینویسم وبیان آں بعد حرف ب.

دوسرے طریقے سے بھی تاکید کی جاسکتی ہے تم نہیں دیکھتے کہ اسم تفضیل لون وعیب اور ثلاثی مزید ورباعی سے نہیں آتا وہاں معنیٰ تفضیل دوسرے طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ کوفیین کا مذہب کہ نون ثقیلہ کے ساتھ واؤ ویاء کا حذف اجتماع ثقیلین کی وجہ سے بے غبار ہے اور بصریین کا مذہب کسی طرح بھی ٹھیک نہیں بیٹھتا۔ خاتمہ مشکل صیغوں کے بیان میں: مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے خاتمہ میں قرآن مجید کے مشکل صیغے درج کیے جائیں کیونکہ صرف ونحو سیکھنے سے مقصود بالذات قرآن مجید کے معانی جاننا ہے اور ان صیغوں کا بیان اکثر قواعد صرف جاننے اور حفظ کا سبب بھی ہوگا، اور قاعدہ یہ ہے کہ سوال کی جگہ صیغہ کو رسم الخط کے مطابق نہیں لکھتے بلکہ تلفظ کی شکل میں لکھتے ہیں تاکہ اشکال پیدا ہو اور یہاں ہم قابل استفسار صیغہ کو حرف ص کے بعد لکھیں گے اور اس کا بیان حرف ''ب'' کے بعد۔

قولہ بطریق دیگر:۔ یعنی تاکید کا طریقہ نون ہی میں منحصر نہیں بلکہ دوسرے طریقہ سے بھی تاکید کی جاسکتی ہے جیسے مضارع منفی میں لن ناصبہ کے ذریعہ تاکید کی جاتی ہے جیسے لن اضرب اور قسم کے ذریعہ بھی جیسے واللہ لسوف اضرب۔

قولہ نہ بنی:۔ یعنی ثلاثی مجرد لون وعیب سے اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آتا لیکن مصدر پر لفظ اَشَدُّ وغیرہ بڑھا کر یہ معنیٰ ادا کرلیے جاتے ہیں جیسے اَشَدُّ بِیَاضًا تو معنیٰ تاکید بھی کسی دوسرے طریقہ پر ادا کرلیے جائیں۔

قولہ حرف ص مینویسم:۔ یعنی لفظ صیغہ نہیں لکھیں گے بلکہ اس کا پہلا حرف لکھیں گے جو کہ صاد ہے اسی طرح بیان وتشریح میں لفظ بیان کے پہلے حرف پر اکتفاء کریں گے نیز صیغہ کو بشکل رسم الخط نہیں لکھیں گے بلکہ بوضع تلفظ لکھیں گے۔

ص(۱) فَتَّقُوْنِ **ب** صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف ست فَاتَّقُوْن ہمزۂ وصل اِتَّقُوْا بسبب در آمدن فا بیفتاد و نون کہ در آخر ست نون اعرابی نیست بلکہ نون وقایہ است کہ میان فعل و یائے متکلم برائے نگاہداشتن آخر فعل از کسرہ می آید اصل فَاتَّقُوْنِیْ بودہ یائے متکلم را حذف کردہ بر کسرہ نون وقایہ اکتفا کردند کہ اکثر چنیں میکنند بعد ازاں کسرہ بسبب وقف ساقط شد فَاتَّقُوْن گشت و ایں صیغہ ناقص ست از باب افتعال حسب معمول از تَتَّقُوْنَ آنرا ساختہ اند و تَتَّقُوْنَ در اصل تَتَّقِیُوْنَ بودہ ضمۂ یا بعد ازالۂ حرکت ماقبل بماقبل دادہ یا را واؤ کردہ باجتماع ساکنین بینداختند تَتَّقُوْنَ شد. **ص(۲)** فَرْهَبُوْن، **ب** مثل فَاتَّقُوْن است جز اینکہ صحیح ست از فَتَحَ یَفْتَحُ
فائدہ اکثر بسبب لحوق نون وقایہ بعد افعال موقوفہ یا منجزمہ کہ بعد حذف یائے متکلم بر نون وقف می آید صیغہ اشکال پیدا میکنند طالب علم متحیر میشود کہ باوصف جزم و وقف نون اعرابی چگونہ آمدہ..............................

ص فَتَّقُوْنِ: ب: صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف فَاتَّقُوْن ہے، اِتَّقُوْ کا ہمزۂ وصل فاء داخل ہونے کے سبب گر گیا اور نون جو آخر میں ہے وہ نون اعرابی نہیں بلکہ نون وقایہ ہے جو آخر فعل کو کسرہ سے بچانے کیلئے فعل اور یائے متکلم کے درمیان آتا ہے اصل میں فَاتَّقُوْنِیْ تھا، یائے متکلم کو حذف کر کے نون وقایہ کے کسرہ پر اکتفاء کر لیا کہ اکثر ایسا کر لیتے ہیں، پھر کسرہ بھی وقف کے سبب ساقط ہو گیا فَاتَّقُوْن ہوا۔ یہ باب افتعال سے صیغۂ ناقص ہے جو حسب معمول تَتَّقُوْن سے بنا ہے اور تَتَّقُوْن اصل میں تَتَّقِیُوْن تھا، ماقبل کی حرکت کے ازالہ کے بعد یاء کا ضمہ ماقبل کو دیا اور یاء کو واؤ کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دیا تو تَتَّقُوْن ہوا۔ ص فَرْهَبُوْن: ب فَتَّقُوْن کے مثل ہے بجز اس کے کہ یہ باب فَتَحَ یَفْتَحُ سے صحیح ہے۔ **فائدہ:** افعال موقوفہ یا منجزمہ کے بعد نون وقایہ کے لحوق کے سبب اکثر یہ ہوتا ہے کہ یائے متکلم کے حذف کے بعد نون پر وقف کی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا کرتے ہیں، طالب علم حیران ہو جاتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی کیسے آ گیا؟........................

قولہ نون وقایہ است:۔ وقایہ کے معنی ہیں حفاظت کرنا، چونکہ یہ نون فعل اور یائے متکلم کے درمیان آ کر فعل کو کسرہ سے محفوظ کر دیتا ہے اس لیے اس کو نون وقایہ کہتے ہیں، اور حذف یاء کے بعد بھی اہل عرب اس نون کو کسرہ پر باقی رکھتے ہیں تاکہ حرکت کسرہ یائے محذوفہ پر دلالت کرے۔

قولہ نون اعرابی چگونہ آمدہ:۔ یعنی نون اعرابی کیسے آ گیا ہے حالانکہ وقف اور جزم کے وقت نون اعرابی حذف ہو جاتا ہے کیونکہ مضارع کے آخر میں جہاں اعراب نہیں آ سکتا اس کے بدلے یہ نون آتا ہے اور اعراب و نون سکون وقفی اور جزم جازم سے ساقط ہو جاتا ہے۔

وہم چنیں افتادن ہمزہ در درج کلام موجب اشکال صیغہ میشود بالخصوص کہ حرف کلمہ دیگر را کہ اتصال آں سبب سقوط ہمزہ شدہ باصیغہ ضم کردہ پرسند چوں تُرْجِعِیْ ازیٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ وہٰذاسُعْبُدُوْا ازیٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا وَلَرْجِعُوْا ازقِیْلَ ارْجِعُوْا وبِرْجِعُوْن ازرَبِّ ارْجِعُوْنِ وماولا کہ بر ماضی ابواب ہمزہ وصل درمی آید الف ایں ہر دو ہم می افتد پس مَجْتَنَبَ (۳) مَنْفَطَرَ(۴) لَنْفَجَرَ(۵) مَسْتُوْرِدَ(۶) وامثال آں میشود و باعث اشکال میگردد بالخصوص در باب انفعال کہ لاصورت لَــنْ بر ماضی وماصورت مَــنْ پیدامیکند مَحْلُوْلِیْنَ علاوہ جمع مذکر مفعول کہ پرسیدہ شود بہمیں قاعدہ برمی آید کہ مَـا اُحْلُوْلِیْنَ صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول ست ناقص از باب اِفْعِیْعَال واکثر مَضْرُوْبِیْنَ می پرسند وآں ہمیں صیغہ است از افعیلال بہمیں قاعدہ۔

اوراسی طرح ہمزہ کا درج کلام میں گر جانا صیغہ میں اشکال کا موجب بنتا ہے خاص کر جبکہ صیغہ کو دوسرے کلمہ کے اس حرف سے ملاکر پوچھیں جس کے ملنے کی وجہ سے ہمزہ ساقط ہوا ہے جیسے تُرْجِیْ یٰٓاَیَّتُھَا الخ اوراسی طرح سُعْبُدُوْا یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا سے اورلَرْجِعُوْا ، قِیْلَ ارْجِعُوْا سے اوربِرْجِعُوْنِ ، رَبِّ ارْجِعُوْنِ سے۔اور مااورلاجب ابواب ہمزہ وصل کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں توان دونوں کاالف بھی ساقط ہوجاتا ہے پس مَـجْتَنَـبَ وغیرہ ہوکر اشکال کا سبب بنتے ہیں خصوصاًباب انفعال میں کیونکہ لَا لَنْ کی صورت اور مَا مَنْ کی صورت پیدا کرتا ہے۔مَحْلُوْلِیْنَ، علاوہ جمع مذکر مفعول کے جو پوچھا جاتا ہے وہ اسی قاعدہ سے نکلتا ہے کیونکہ مَـا اُحْلُوْلِیْنَ صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول ناقص از باب افعیعال ہے اوراکثر مضروبین پوچھتے ہیں اور وہ یہی صیغہ ہے باب افعلال سے اسی قاعدہ سے۔

قولہ مجتنب : . مَجْتَنَبَ میں باعث اشکال یہ ہے کہ غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول اوراسم فاعل میم کے ضمہ سے آتا ہے اور یہ میم کے فتحہ کے ساتھ آیا ہے اور مَنْفَطَرَ میں اشکال یہ ہے کہ اگر صیغہ فَطَرَ ہے تو یہ مَنْ کیا ہے؟

قولہ علاوہ جمع مذکر مفعول:۔مَحْلُوْلِیْنَ صیغہ جمع مذکر اسم مفعول بحالت نصب وجراز باب ضَرَبَ یا نَصَرَ بروزن مفعولین ہے،اوراس کے علاوہ ماضی منفی کا صیغہ بھی ہے جیسا کہ کتاب میں ہے۔

فائدہ :۔علم الصیغہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور میں مَضْرُوْبِیْنَ مرقوم ہے،اس نسخہ میں مضروبن پروہ حاشیہ بھی نہیں جس میں مضروبن کو مذکورہ بالا صیغہ کے علاوہ اسم مفعول کا صیغہ بھی قرار دیا گیا ہے اور جن نسخوں میں مضروبین یاء کے ساتھ ہے وہ بایں تاویل صحیح قرار دیے جاسکتے ہیں کہ مضروبین کا اصل مضروبن ہو بائے ثانی کے یاء ہوجانے سے مضروبین ہوا ہو اور مضاعف میں حرف ثانی حرف علت سے بدل جاتا ہے جیسے تَحْمِیْدٌ جو اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا۔

ص (٦) فَدَّارَأْتُمْ **ب** فَدَّارَأْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام از اِفَّاعُل اِدَّارَأْتُمْ بودہ بسبب آمدن فا ہمزہ وصل افتادہ. **ص** (٨) لَنْفَضُّوْا **ب** صیغہ جمع مذکر غائب اثبات ماضی معروف ست مضاعف از اِنْفِعَال چوں لام تاکید برآں درآمد ہمزۂ وصل بیفتا دلَانْفَضُّوْا شد. **ص** (٩) اَسْتَغْفَرْتَ **ب** بسبب آمدن ہمزہ استفہام ہمزۂ وصل افتادہ و ہمزۂ مفتوحہ در موضع ہمزہ وصل موجب اشکال صیغہ گردیدہ اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ است کہ اشکال ندارد. **ص** (١٠) تَظَاهَرُوْنَ **ب** صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف ست از تفاعل تَتَظَاهَرُوْنَ بود یک تا بقاعدۂ معلومہ حذف شدہ.

ص فَدَّارَأْتُمْ: صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام از باب اِفَّاعُلْ اِدَّارَأْتُمْ تھا، فاء آنے کے سبب ہمزۂ وصل گر گیا۔ ص لَنْفَضُّوْا: ب صیغہ جمع مذکر غائب اثبات ماضی معروف مضاعف از باب انفعال ہے جب اس پر لام تاکید داخل ہوا تو ہمزۂ وصل گر گیا، لَانْفَضُّوْا ہوا۔ ص اَسْتَغْفَرْتَ: ب ہمزۂ استفہام آنے کی وجہ سے ہمزۂ وصل گر گیا اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ ہے جس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ ص تَظَاهَرُوْنَ: ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف ہے، باب تفاعل سے اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا، ایک تاء قاعدۂ معلومہ سے حذف ہو گئی۔

قولہ اِدَّارَأْتُمْ :۔ یہ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا، باب تفاعل کے فاکلمہ میں دال واقع ہوئی، تائے تفاعل کو دال کر کے دال میں ادغام کیا اور شروع میں ہمزہ وصل لائے تو اِدَّارَتُمْ ہوا۔

قولہ اِنْفَضُّوْا :۔ اصل میں اِنْفَضَضُوْا تھا ضاد اول کو ساکن کر کے ثانی میں ادغام کیا تو اِنْفَضُّوْا ہوا پھر لام تاکید داخل ہونے سے ہمزۂ وصل حذف ہو گیا تو لَنْفَضُّوْا ہوا۔

قولہ ہمزہ وصل افتادہ:۔ کیونکہ ہمزۂ وصل درج کلام میں گر جاتا ہے جب ہمزہ گر گیا اور ہمزہ استفہام اس کی جگہ آ گیا تو اشکال پیدا ہوا کہ باب استفعال کا ہمزہ مفتوح کیسے ہو گیا ہے حالانکہ ہمزہ وصلی مکسور ہوتا ہے جیسا کہ قانونچہ میں ہے:۔

حرکت وصلی بود کسرہ مگر چوں بعد زو ضمہ اصلی است وانصر و اقتدر نادر بداں

فائدہ :۔ فصول اکبری میں ہے کہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۂ وصلی کو لکھا بھی نہیں جاتا کیونکہ صدر کلام میں اجتماع ہمزتین مکروہ ہے۔

قولہ بقاعدہ معلومہ:۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ باب تفعّل یا تفاعل کے مضارع میں جب دو تاء مفتوح جمع ہو جائیں تو ایک کو حذف کرنا جائز ہے:۔

تَفَعُّل یا تفاعل تے دوے تاء مضارع آوے وچ معلوم مضارع جائز ہک نوں سٹیا جاوے

ص (۱۱) لِتُكْمِلُوْا **ب** صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف ست صحیح از افعال نون اعرابی بسبب اَنْ کہ بعد لام جارہ مقدر ست ساقط شدہ در ہمچو صیغ وجہ اشکال اینست کہ لام را لام امر پنداشتہ طالب علم متحیر میشود کہ در حاضر معروف لام امر چگونہ آمد۔ **ص** (۱۲) وَلْتَاتِ **ب** صیغہ واحد مؤنث امر غائب معروف مہموز فا و ناقص یائی از ضَرَبَ لام امر بسبب درآمدن واؤ بروساکن شدہ وقاعدہ چنین ست کہ لامِ امر بعد واؤ وجوباً ساکن میشود و بعد فا جوازاً و سببش اینکہ عرب ہر جا وزن فَعِلٌ باشد بالاصالت یا بالعرض وسط راساکن میکنند در کَتِفٌ کَتْفٌ میگویند و مابعد لام متحرک می باشد پس بدخول واؤ یا فا صورت فَعِلٌ بالعرض پیدا میکند

ص لِتُكْمِلُوْا: ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف صحیح از باب افعال ہے، لام جارہ کے بعد اَنْ مقدرہ کی وجہ سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے ایسے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ لام کو لام امر سمجھ کر طالب علم حیران ہو جاتا ہے کہ امر حاضر معروف میں لام امر کیسے آ گیا۔ ص وَلْتَاتِ: ب صیغہ واحد مؤنث امر غائب معروف مہموز فاء و ناقص یائی از باب ضرب ہے، امر پر واؤ آنے کی وجہ سے لام امر ساکن ہو گیا ہے اور قاعدہ اس طرح ہے کہ لام امر واؤ کے بعد وجوباً ساکن ہو جاتا ہے اور فاء کے بعد جوازاً اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں فَعِلٌ کا وزن ہو بالاصالت یا بالعرض تو وہاں اہل عرب وسط کو ساکن کر دیتے ہیں۔ کَتِفٌ کو کَتْفٌ بولتے ہیں۔ اور لام امر کا مابعد متحرک ہوتا ہے پس واؤ یا یاء کے دخول کے بعد بالعرض فَعِلٌ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے......

قولہ وقاعدہ چنین ست:۔ یعنی سکون لام کا قاعدہ اس طرح ہے کہ "لام امر واؤ کے بعد وجوباً اور فاء کے بعد جوازاً ساکن ہو جاتا ہے" اور ساکن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں بھی فَعِلٌ کا وزن بالاصالت یا بالعرض ہو۔ اہل عرب اس کے وسط کو ساکن کر دیتے ہیں۔ مثلاً کَتِفٌ کو کَتْفٌ کہتے ہیں یہ بالاصالت وزن فَعِلٌ کی مثال ہے اور دَلِتَ یہ وزن فَعِلَ بالعرض کی مثال ہے کیونکہ لِتَاتِ صیغہ امر پر واؤ عاطفہ داخل ہونے سے یہ شکل وصورت پیدا ہوئی اگر واؤ کو دور کر دیا جائے تو یہ صورت باقی نہیں رہتی لہٰذا دَلِتَ میں بالعرض فَعِلَ کا وزن پیدا ہو گیا ہے نہ بالاصالت۔ چنانچہ شرح مائۃ عامل عبدالرسول میں ہے:۔

ہست لامِ امر مکسور ودہد فتحش سُلَیم ساکن آید بعد ثُمَّ بعد واؤ و بعد فا

جیسے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور ثم لیقضوا تفثھم

پس لام راساکن میکنند ووجہ وجوب درواؤ کثرت استعمال ست وَلْتَاتِ رااز تَاتِیْ مضارع گرفتہ اند یائے آخر بسبب لام امر افتادہ.ص (۱۳) ویَتَّقْهِ ب صیغۂ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از افتعال یَتَّقِیْ بود بسبب جزم کہ بعطف بر ماقبلش آمدہ یا حذف شدہ صیغۂ ماقبلش چنین ست وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰـهَ وَرَسُوْلَـهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ بسبب مَنْ يُطِعْ و يَخْشَ وَ يَتَّقْهِ ہرسہ راجزم شدہ دریں دوحرف علت بسبب جزم افتادہ ودر يُطِعْ عین کہ لام کلمہ است ساکن شدہ بود چوں بالام مابعد آں اجتماع ساکنین شد عین را کسرہ دادند ویَتَّقْهِ بعد حذف یا بسبب لحوق ضمیر مفعول صورت وزن فَعِلٌ پیدا کردہ لہٰذا قاف راساکن کردند یَتَّقْهِ شد.

لہٰذا لام کو ساکن کردیتے ہیں اور واؤ کی صورت میں لام کو وجوبا ساکن کرنے کی وجہ کثرت استعمال ہے، وَلْتَـاتِ کو مضارع تَـاتِیْ سے بنایا ہے آخر سے یاء لام امر کی وجہ سے ساقط ہوگئی۔ص وَيَتَّـقْـهِ: ب صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از باب افتعال ہے اصل میں يَتَّقِیْ تھا، اپنے ماقبل پر عطف کے سبب اس میں جزم آئی تو یاء حذف ہوگئی، ماقبل کا صیغہ یوں ہے وَمَنْ الخ، مَنْ کی وجہ سے یطع اور یخش اور یتقہ ہر تین مجزوم ہوگئے، آخری دو میں حرف علت جزم کی وجہ سے ساقط ہوگیا، اور يُطِعْ میں عین جو کہ لام کلمہ ہے ساکن ہوگئی تھی، جب مابعد کے لام کے ساتھ اجتماع ساکنین ہوا تو عین کو کسرہ دیا اور يَتَّقْهِ میں حذف یاء کے بعد مفعول کی ضمیر لاحق ہونے کی وجہ سے وزن فَعِلٌ کی صورت پیدا ہوگئی لہٰذا قاف کو ساکن کردیا، تو يَتَّقْهِ ہوا۔

قوله وجہ وجوب:۔ یہ سوال کا جواب ہے۔سوال یہ ہے کہ فاء کے بعد لام امر کو ساکن کرنا جائز ہے مگر لام کے بعد واجب یہ فرق کیوں ہے؟ جواب: واؤ کا لام امر سے پہلے آنا چونکہ کلام عرب میں بکثرت آیا ہے اس لیے برائے تخفیف لام کو ساکن کرنا واجب ہے۔

قوله از تاتی:۔یعنی لِتَاتِ صیغہ امر کو مضارع تَاتِیْ سے بنایا گیا ہے، لام کی وجہ سے آخر سے یاء ساقط ہوگئی تو لِتَاتِ ہوا۔ واؤ داخل ہونے سے وَلِتَ میں فَعِلَ کا وزن پیدا ہوگیا تو لام کو ساکن کردیا۔ وَلْتَاتِ ہوا۔

قوله در يُطِعْ عین:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ يُطِعْ کلمہ مَنْ کی وجہ سے مجزوم ہے حالانکہ ارشاد باری تعالی میں تو وہ مکسور ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ جواب یہ ہے کہ اسم جلالت کے لام کے ساتھ ملنے کی وجہ سے يُطِعْ کی عین مکسور ہوگئی ہے، اس قاعدہ کی رُو سے کہ "السَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ"، اور حرکت دینے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ یہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہے۔

ص(۱۴) اَرْجِــــهْ ب اَرْجِ صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف ناقص از افعال بلحوق ضمیر واحد مذکر غائب مفعول اَرْجِهِ شد چوں در قرآن مجید بعد آں لفظ وَ اَخَاهُ واقع شد جِهِ وَ صورت وزن فِعِلٌ چوں اِبِلٌ پیدا کردہ و قاعدہ عرب ست کہ دریں وزن ہم وسط را ساکن میکنند پس ہارا ساکن کردند اَرْجِــهْ وَ اَخَاهُ شد. **ص (۱۵) عَصَوٌ ب** صیغہ عَصَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف ست چوں رَمَوْا واوعطف بعد آں آمدہ در بِمَا عَـصَـوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. وقاعدہ چنین ست کہ واو غیر مدہ در واو عطف ادغام می یابد لہٰذا عَـصَـوْا وَّ کَانُوْا شد. **ص (۱۶) اَنَّمُنَّ ب** اَنْ نَمُنَّ صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف ست منصوب بِاَنْ مضاعف از نصر مثل نَمُدُّ نون اَنْ در نون متکلم ادغام شدہ.

ص اَرْجِهْ: ب اَرْجِ صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف ناقص از باب افعال ہے واحد مذکر غائب کی ضمیر لگنے سے اَرْجِهْ ہو گیا، چونکہ قرآن کریم میں اس کے بعد لفظ وَ اَخَاهُ واقع ہے تو جِهِ وَ سے وزن فِعِلٌ کی صورت پیدا ہوگئی جیسے اِبِلٌ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ اس وزن میں بھی وسط کو ساکن کر دیتے ہیں لہٰذا ہاء کو ساکن کیا تو اَرْجِــهْ وَ اَخَاهُ ہو گیا۔ ص عَـصَـوٌّ: ب عَصَوْا صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف ہے رَمَوْا کی مثل، اس کے بعد واو عطف آیا ارشاد باری بِـمَـا عَـصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ میں، اور قاعدہ یہ ہے کہ واؤ غیر مدہ کا واو عطف میں ادغام ہو جاتا ہے لہٰذا عَـصَوْا وَّ كَانُوْا ہو گیا۔ ص اَنَّمُنَّ: ب صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف مضاعف از نصر ہے مثل نَـمُـدُّ کے جو کہ اَنْ ناصبہ کی وجہ سے منصوب ہے اَنْ ناصبہ کا نون متکلم کے نون میں ادغام ہو گیا ہے۔

قوله اَرْجِ :. یہ تُـرْجِئُ سے بنا ہے تاء علامت مضارع کو حذف کیا تو ہمزہ محذوفہ لوٹ آیا اور آخر سے یاء وقف کی وجہ سے ساقط ہوگئی، ضمیر منصوب لاحق ہوئی تو اَرْجِهِ ہو گیا کیونکہ قاعدہ ہے کہ:۔

بعد کسر و یاء ساکن حرف ہآ مکسور شد ۔۔۔ نزد اکثر ما عدالیش ضمہ اش مشہور شد

قوله عَصَوْا :۔ یہ اصل میں عَصَيُوْا تھا یاء الف ہو کر التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا تو عَصَوْا ہوا پھر عَصَوْا کے واؤ کو واؤ عاطفہ میں ادغام کیا تو عَصَوٌّ ہوا۔

سوال :۔ عَصَوْا اور واؤ عاطفہ کے درمیان الف ہے جس کی وجہ سے دو متجانس جمع نہیں ہوئے تو ادغام کیسا؟

جواب :۔ یہ الف عارضی ہونے کی وجہ سے کالعدم ہے لہٰذا یہ متجانسین کے اجتماع سے مانع نہیں ہے۔

ص(۱۷) لُـمْتُنَّنِیْ ب صیغہ لُمْتُنَّ ست جمع مؤنث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف از نَصَرَ مثل قُلْتُنَّ نون وقایہ ویائے متکلم کہ درآخرش آمدہ لُمْتُنَّنِیْ شد. ص(۱۸) اِمَّاتَرَیِنَّ ب صیغہ واحد مؤنث حاضر اثبات مضارع معروف بانون ثقیلہ مہموز عین وناقص ست از فَتَحَ دراصل تَـرَیْـنَ بودہ بسبب نون ثقیلہ نون اعرابی حذف شدہ ویاء را کہ غیر مدہ بود بسبب اجتماع ساکنین بانون ثقیلہ کسرہ دادند تَرَیِنَّ شد. و تَرَیْنَ دراصل تَرْاَیِیْنَ بود ہمزہ بقاعدہ یَسَلُ کہ درافعال رؤیت وجوبیست بیفتا دویاء بقاعدہ تَرْمَیْنَ وپیش ازیں نوشتہ ام کہ چنانچہ نون تاکید درآخر مضارع مثبت بعد لام تاکید می آید...

ص لُـمْتُنَّنِیْ: ب صیغہ لُمْتُنَّ جمع مؤنث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف از نصر ہے قُلْتُنَّ کی مثل، نون وقایہ ویائے متکلم اس کے آخر میں آنے سے لُـمْتُـنَّنِیْ ہوا۔ ص اِمَّـا تَـرَیِنَّ: ب صیغہ واحد مؤنث حاضر اثبات مضارع معروف بانون ثقیلہ ہے، نون وقایہ کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوگیا اور یاء غیر مدہ کو اجتماع ساکنین بانون ثقیلہ کی وجہ سے کسرہ دیا تو تَـــرَیِــنَّ ہوا۔ اور تَرَیْنَ اصل میں تَرْاَیِیْنَ تھا، ہمزہ یَسَلُ کے قاعدہ سے جو کہ افعال رؤیت میں وجوبی ہے گر گیا اور یاء تَرْمَیْنَ کے قاعدہ سے گر گئی، اور اس سے قبل ہم نے لکھا ہے کہ جس طرح مضارع مثبت کے آخر میں نون تاکید لام تاکید کے بعد آتا ہے

قولہ لُمْتُنَّ :۔ یہ مصدر لَوْمٌ سے ماضی کا صیغہ ہے اصل میں لَوَمْتُنَّ تھا واؤ الف ہو کر التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگیا اور لام کو قاعدہ معروفہ کے ساتھ ضمہ دیا تو لُمْتُنَّ ہوا۔

قولہ نون اعرابی حذف شد:۔ کیونکہ نون اعرابی کے حذف میں دخل اتصال نون کا ہی ہے اس میں لام کا دخل نہیں ہے اس لیے اِمَّـا کے بعد نون ثقیلہ آنے سے بھی نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے اور یائے غیر مدہ کو کسرہ دیا کہ اصل تحریک میں کسرہ ہے چنانچہ قانونچہ میں ہے:۔

اصل تحریک است کسرہ و غیر آں بہر غرض — چونکہ میم جمع ومُذْ را ضمہ کردند التزام

یعنی تحریک میں اصل کسرہ ہے اور فتحہ وضمہ اس وقت آتے ہیں جبکہ کسرہ سے عدول کا باعث موجود ہو مثلاً رعایت اصل جیسے مُذُ الْیوم میں مُذُ کو ضمہ حرکت میم کی رعایت میں اور اَنْتُـمُ الْفقراء میں میم کو ضمہ دیا گیا اصل کی رعایت میں جو کہ تُمُوْ ہے۔

ہم چنیں بعد اِمَّا شرطیہ ہم می آید ہمیں جہت اِمَّا تَرَیِنَّ شد. **ص**(۱۹) اَلَمْ تَرَ **ب** صیغہ لم ترست واحد مذکر حاضر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف از رؤیت کہ اعلالات جملہ صیغ آں در تصاریف افعال دانستہ بسبب آمدن ہمزہ استفہام اَلَمْ تَرَ شد. **ص**(۲۰) قَالِیْنَ **ب** صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص از ضَرَبَ بمعنی دشمن دارندگان قَالِیِیْنَ بود بقاعدۂ رَامِیُنَ اعلال کردند ہر چند کہ ایں صیغہ اشکال ندارد ولیکن اکثر صیغہ بسبب اشتراک باسمے دیگر در دیگر زبان اجنبیت پیدا میکند قالین فرشی میباشد بایںجہت ایں صیغہ را اشکال پیدا شدہ. **حکایت**: یکے از طلبائے بریلی بزمانے کہ رامپور بودم وار در امپور بود و شرح ملا از من میخواند و کتب صرف زیں پیش از من در بریلی خواندہ بود حسب عادت خود مشق بیان صیغہ از و کنانیدہ بودم..............................

اسی طرح اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اسی وجہ سے اِمَّا تَرَیِنَّ ہوا۔ص اَلَمْ تَرَ: ب صیغہ لَمْ تَرَ ہے رؤیت سے واحد مذکر حاضر نفی جحد در فعل مستقبل معروف، جس کے تمام صیغوں کے اعلالات تصاریف افعال میں جان چکے ہو، پھر ہمزہ استفہام آنے سے اَلَمْ تَرَ ہوا۔ص قَالِیْنَ: ب صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص از باب ضَرَبَ بمعنی دشمن رکھنے والے، اصل میں یہ قَالِیِیْنَ تھا، رَامِیْنَ کے قاعدہ سے تعلیل کی گئی، اگر چہ اس صیغہ میں اشکال نہیں ہے مگر کبھی دوسری زبان کے لفظ کے ساتھ اشتراک کے سبب صیغہ میں اجنبیت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ قالین اردو میں ایک قسم کے فرش کو کہتے ہیں اس لیے صیغہ میں اشکال پیدا ہو گیا ہے۔ **حکایت**: جب میں رامپور میں پڑھاتا تھا بریلی کا ایک طالب علم مجھ سے شرح جامی پڑھتا تھا اور صرف کی کتابیں قبل ازیں بریلی میں مجھ سے پڑھ چکا تھا اور حسبِ عادت میں بیان صیغہ کی مشق بریلی میں اسے کرا چکا تھا....

قولہ بعد اِمَّا شرطیہ ہم می آید:۔ مضارع کے ساتھ نون تاکید کا لحوق کبھی بطور وجوب ہوتا ہے جبکہ مضارع مثبت جواب قسم ہو اور مضارع ولام کے درمیان فصل نہ ہو جیسے تاللہ لَاَکِیْدَنَّ اصنامکم اور کبھی نون کا لحوق قریب بوجوب ہوتا ہے یہ اِمَّا مکسور کے ساتھ ہے اور یہ نثر میں کم ہوتا ہے اور نون کا لحوق امر، نہی، عرض، تمنی اور استفہام کے ساتھ بکثرت ہوتا ہے اور ما و لا کے ساتھ بھی لیکن قلیل، اور ماضی کے ساتھ اس کا لحوق شاذ ہے۔

قولہ قالین:۔ اس کا واحد قَالٍ ہے جو اصل میں قَالِیٌ تھا جس میں رَامٍ کے قاعدہ سے تعلیل ہوئی ہے اور قالین جو اصل میں قَالِیِیْنَ تھا اس میں رَامِیْنَ کے قاعدہ سے تعلیل ہوئی ہے۔

وصیغہائے مشکلہ محفوظ داشت یکے از طلبائے منتہی رامپور مستعد مناظرہ با ایں طالب علم شد ہر چند ایں بیچارہ عذر عدم مساوات وتباین بین الدرجتین کالمشرقین پیش کرد رامپوری نشنید ایں بے چارہ حسب دستور طلبہ عاقلین کہ در ہمچو موقع ابتدائے استفسار از جانب خود مصلحت میدانند آغاز مناظرہ بایں وضع کرد کہ از رامپوری پرسید کہ آسمان چہ صیغہ است بمجرد استماع عقل رامپوری بچرخ آمد و ہر چند فکر خود را گردش داد سیرش ببرجے از بروج ایں صیغہ نرسید...

اور مشکل صیغے اس کو یاد تھے، رامپور کا ایک منتہی طالب اس کے ساتھ مناظرہ کیلئے تیار ہو گیا، اس بیچارے نے علم میں عدم مساوات کا عذر پیش کیا اور اپنے اس کے مرتبہ میں تباین مثل مشرق ومغرب بیان کیا، مگر رامپوری نے کوئی عذر قبول نہ کیا، اس بیچارے نے عقلمند طلباء کی مثل استفسار کی ابتدا اپنی طرف سے مناسب خیال کی اور اس طرح مناظرہ کا آغاز کیا کہ رامپوری سے پوچھا کہ آسمان کونسا صیغہ ہے؟ سنتے ہی رام پوری کی عقل چکرا گئی اپنے ذہن کو بہت گردش دی مگر اس کی سیر اس صیغہ کے کسی برج تک نہ پہنچ سکی..

قولہ وتباین بین الدرجتین :۔درجتین درجة کا تثنیہ ہے جو رتبہ کے معنی میں ہے یعنی تیرے اور میرے رتبہ میں بڑا تفاوت ہے کہ میں مبتدی ہوں اور تو منتہی ہے اور یہ لفظ یہاں بر سبیل ایہام ذکر کیا گیا ہے کیونکہ ارباب ہیئت نے فلک کے دائروں کو تین سو ساٹھ حصوں پر منقسم کیا ہوا ہے اور ہر حصہ کو ایک درجہ کہتے ہیں۔

فائدہ :۔علم بلاغت کی اصطلاح میں ایہام اس کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معنی ہوں ایک قریب اور دوسرے بعید اور مراد معنی بعید ہوں جیسے لفظ درجہ اس کے معنی بعید رتبہ اور معنی قریب حصہ ہیں اور یہ ایہام لفظ آسمان کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔

قولہ کالمشرقین:۔یہ مشرق کا تثنیہ ہے اور اس سے مشرق ومغرب مراد ہے، اور مغرب کو مشرق کہنا تغلیب کی بنا پر ہے اور تغلیب اس کو کہتے ہیں کہ مقابل چیزوں میں سے ایک کو جو غالب ہو دوسری پر غالب قرار دیکر مغلوب پر غالب کے نام کا اطلاق کرنا اس طرح کہ شیء غالب کے نام کا تثنیہ بنا دیا جائے جیسے مشرق کو مغرب پر فوقیت دیتے ہوئے مشرقین کہنا اور باپ کو ماں پر فوقیت دیتے ہوئے ابوین کہنا۔

فائدہ :۔آسمان فارسی زبان کا لفظ ہے جو کہ ''آس'' اور ''مان'' سے مرکب ہے بمعنی مانند آسیا (چکی کی مثل) اور یہ لفظ ترکیب کے بعد بروزن افعلان ہو کر مذکورہ بالا صیغوں سے کوئی بن سکتا ہے۔

وچوں خمسہ متحیرہ حیران بماند سببش ہموں اشتراک لفظی ست ورنہ صیغہ مشکل نیست بروزن اَفْعَلَان تثنیہ اسم تفضیل ست نون بسبب وقف ساکن شدہ ویمکن کہ صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف باشد از باب افعال کہ در آخر نون وقایہ ویائے متکلم بودہ یاء حذف شدہ وکسرہ نون بسبب وقف بیفتاد ولفظ قَالِیْنَ دو احتمال دیگر دارد یکے آنکہ جمع مؤنث امر حاضر معروف باشد ناقص از مُفَاعَلَت قَالٰی یُقَالِیُ ماخوذ از قِلی بمعنی دشمن داشتن دیگر آنکہ واحد مؤنث امر حاضر معروف باشد از ہموں باب نون وقایہ ویائے متکلم در آخر آں لاحق شدہ یاء حذف گشتہ وکسرہ نون وقایہ بسبب وقف بیفتادہ لیکن ایں ہر دو احتمال در قرآن مجید جاری نمیتوانند شد زیرا کہ معروف باللام واقع شدہ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ..................................

اور خمسہ متحیرہ کی مثل حیران رہ گیا اس کا سبب بھی وہی اشتراک لفظی ہے ورنہ صیغہ مشکل نہیں یہ اَفْعَلَانِ کے وزن پر صیغہ تثنیہ اسم تفضیل ہے وقف کی وجہ سے نون ساکن ہو گیا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال ہو، جس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی، یاء حذف ہو گئی اور کسرۂ نون وقف کی وجہ سے گر گیا، اور لفظ قالین دو اور احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ جمع مؤنث امر حاضر ناقص از باب مفاعلہ قَالٰی یُقَالِیُ ہو قِلًی بمعنی دشمن رکھنا سے، دوسرا یہ کہ صیغہ واحد مؤنث امر حاضر معروف اسی باب سے ہو جس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لاحق ہوئے یاء حذف ہو گئی اور نون وقایہ کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا، لیکن یہ دو احتمال قرآن مجید میں جاری نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن میں القالین معرف بلام واقع ہوا ہے، جیسے اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِنَ الْقَالِیْنَ..................................

قولہ چوں خمسہ متحیرہ:۔ خمسہ متحیرہ سے مراد درج ذیل پانچ سیارے ہیں: عطارد، زہرہ، مشتری، مریخ، زحل۔ چونکہ یہ پانچ سیارے کبھی کبھی اپنی عادی حرکت کو ترک کر کے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں پھر معمول کے مطابق آگے کو بڑھنے لگتے ہیں اس لیے ان کو متحیرہ کہتے ہیں اور باقی دو سیارے شمس وقمر ہیں جو حرکت عادیہ کو نہیں چھوڑتے۔

فائدہ :۔ لفظ چرخ کے دو معنی ہیں معنی اول یہ ہے کہ چرخ لفظ آسمان کا مرادف وہم معنی ہے دوم یہ کہ اس کے معنی گردش ہیں۔ لفظ گردش اور سیر اور برج کو لفظ آسمان کی مناسبت سے ذکر کیا گیا ہے۔

قولہ لیکن ایں ہر دو احتمال:۔ یعنی قرآن کریم میں واقع القالین میں جو کہ معرف باللام ہے یہ دو احتمال جاری نہیں ہو سکتے کیونکہ فعل معرف باللام نہیں ہو سکتا البتہ جہاں یہ لفظ الف لام کے بغیر ہے وہاں یہ دونوں احتمال جاری ہو سکتے ہیں۔

قَـوْلِيْـنَ کہ اول صیغہ جوانا موئی کتاب مشہور ست ازہمیں باب ست جمع مؤنث غائب اثبات ماضی مجہول.

فـــائــده: در کتاب مذکور اکثر صیغہا با علالات غیر صحیحہ قائم کردہ لہٰذا آں کتاب مقبول اہل تحقیق نیست.

ص(۲۱) اَشُدَّ کہ در بَلَغَ اَشُدَّهٗ واقع است **ب** جمع شِدَّتٌ ست بمعنی قوت چوں اَنْعَمَ جمع نِعْمَتٌ کذا فی البیضاوی و در قاموس احتمال بودن جمع شَدٌّ کہ ہم بمعنی قوت ہست ہم نوشتہ. **ص(۲۲)** لَـمْ یَکُ **ب** در اصل لَمْ یَکُنْ بود بموجب قاعدہ کہ از فعل ناقص نون آخر بوقت دخول جوازم جائز الحذف ست نون را حذف کردند لَمْ اَکُ لَمْ نَکُ اِنْ یَّکُ ہم در قرآن مجید واقع شدہ اند.

قــولیــن جو مشہور کتاب جوانا موئی کا پہلا صیغہ ہے اسی باب سے جمع مؤنث غائب اثبات ماضی مجہول ہے۔ فائدہ: کتاب مذکور میں اکثر صیغوں کی تعلیلات غلط کی گئی ہیں لہٰذا یہ کتاب اہل تحقیق کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ ص اَشُـدَّ: جو بَـلَـغَ اَشُـدَّهٗ میں ہے۔ ب یہ شدّت بمعنی قوت کی جمع ہے جیسے اَنْـعُمُ نعمت کی جمع ہے، ایسا ہی بیضاوی میں ہے، اور قاموس میں یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ یہ شَدٌّ کی جمع ہے قوت ہی کے معنی میں. ص لَمْ یَکُ: ب دراصل لَمْ یَکُنْ تھا۔ بسبب اس قاعدہ کے کہ فعل ناقص کے آخر سے نون دخولِ جوازم کے وقت جائز الحذف ہے، نون کو حذف کر دیا گیا. لَـمْ اَکُ لَـمْ نَکُ اِنْ یَّکُ بھی قرآن کریم میں واقع ہوئے ہیں۔

قوله اَشُدَّ :۔ اصل میں اَشْـدُدُ بروزن اَفْعُلُ تھا دال کی حرکت شین کو دیکر اس کو دال میں ادغام کیا تو اَشُدُّ ہوا چونکہ قرآن کریم میں بَـلَـغَ کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور مابعد کو مضاف ہونے کی وجہ سے اس پر تنوین نہیں ہے اس لیے قرآن کریم میں اَشُدَّهٗ ہے۔

قوله نون را حذف کردند:۔ جیسا کہ قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

چوں ضمیر نصب وساکن بعد نحوِ لَـمْ یَـکُـنْ　　　متصل نبود جوازاً نون او را حذف کن

یعنی کَانَ کے مضارع مجزوم کے بعد ضمیر منصوب اور ساکن نہ ہو تو نون کا حذف جائز ہے پس لَـمْ یَـکُـنْهُ اور لم یَـکُـنِ الَّـذِیْـنَ میں نون باقی ہے کہ اول میں ضمیر منصوب اور ثانی میں اس کے بعد ساکن واقع ہے اور لَـمْ اَکُ میں نون حذف ہو گیا ہے کہ یہ ان دونوں سے خالی ہے۔

ص(۲۳) یَهِـدِّیْ ب صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از افتعال دراصل یَهْتَـدِیْ بود چوں دال عین افتعال واقع شد تارا دال کردہ در دال ادغام کردند و فارا کسرہ دادند یَهِـدِّیْ شد و فتحہ ہم جائز ست یَهَدِّیْ ہم میتواں گفت. **ص**(۲۴) یَـخِصِّمُوْنَ ب دراصل یَـخْتَصِمُوْنَ بودہ بسبب وقوع صاد بجائے عین افتعال کار بطور یَهِدِّیْ کردند و شرح قاعدہ ایں ہر دو صیغہ در تصاریف ابواب گذشتہ است.

ص (۲۵) وَدَّکَـرَ ب دراصل اِذْتَـکَـرَ بودہ بسبب وقوع ذال فائے افتعال تارا دال کردند و ذال را دال نمودند در دال ادغام کردند.

ص یَهِـدِّیْ: ب صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از باب افتعال ہے، اصل میں یَهْتَـدِیْ تھا. چونکہ افتعال کا عین کلمہ دال تھا تو تائے افتعال کو دال سے بدل کر ادغام کیا اور فاء کو کسرہ دیا یَهِـدِّیْ ہوا. اور فاء کا فتحہ بھی جائز ہے یَهَدِّیْ بھی کہہ سکتے ہیں۔ ص یَخِصِّمُوْنَ: ب اصل میں یَخْتَصِمُوْنَ تھا، عین افتعال کی جگہ صاد واقع ہونے کی وجہ سے یَهِـدِّیْ والا عمل کیا گیا، اور ان صیغوں کی شرح تصاریف ابواب میں گذر چکی ہے۔ ص وَدَّکَـرَ: ب دراصل اِذْتَـکَـرَ تھا، فائے افتعال ذال ہونے کے باعث تاء کو دال سے بدلا اور ذال کو دال کر کے دال میں ادغام کیا۔

قوله یَهِدِّیْ :۔ اس کا مفصل قاعدہ باب افتعال کے بیان میں گذر چکا ہے قانونچہ میں اس کا قاعدہ اس طرح منظوم کیا گیا ہے:۔

چوں بعین وے یکے زیں یازدہ یا حرف تاست — قلب تایش با ہمہ جائز بفتح و کسر فاست

اگر صاد ضاد وغیرہ گیارہ حروف میں سے کوئی ایک حرف یا حرف تاء باب افتعال کے عین کلمہ میں واقع ہو تو تائے افتعال کو عین سے بدل کر ادغام کرنا اور فاء کا فتحہ اور کسرہ پڑھنا ہر دو جائز ہیں۔

قوله وَدَّکَرَ :۔ یہ صیغہ ماضی ہے اور اس کا ہمزہ لحوق واؤ کی وجہ سے تلفظ و کتابت سے گر گیا ہے قانونچہ عجیبہ میں ہے:۔

افتد وصلی بلفظ و در کتابت قِــــلّۃ — چوں بماقبلش شود لفظاً و معنی اتصال

تلفظ اور کتابت میں ہمزہ وصلی کے محذوف ہونے کی مثال بسم اللہ ہے اور ہذا زید بن عمر ہے یعنی جب دو علم کے درمیان لفظ ابن اول علم کی صفت واقع ہو تو اس کا ہمزہ کتابت میں بھی محذوف ہو جاتا ہے۔

ص(۲۶) مُدَّکِرٌ ازیں باب ست ودر تصاریف ابواب دانستہ کہ دریںجا اِذْدَکَرَ بفک ادغام و اِذَّکَرَ با بدال دال بذال وادغام ہم آمدہ۔ **ص(۲۷)** تَــدَّعُــوْنَ **ب** صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات مضارع معلوم ست ناقص واوی از افتعال دراصل تَدْتَعِیُوْنَ بودہ تا بسبب فا بودن دال شدہ در دال ادغام یافتہ ویا بقاعدہ تَرْمُوْنَ حذف گشتہ۔ **ص (۲۸)** مُزْدَجَرٌ **ب** مصدر میمی ست صحیح از افتعال دراصل مُزْتَجَرٌ بودہ بسبب زا بودن فا تا دال شدہ وباعتبار وزن صیغہ مفعول وظرف ہم میتواند شد شرح قاعدہ در تصاریف ابواب گذشتہ۔

ص مُــدَّکِرٌ: ب اسی باب سے ہے اور تصاریف ابواب سے، تم جان چکے ہو کہ یہاں فک ادغام یعنی اِذْدَکَرَ اور اِذَّکَرَ، دال کو ذال سے بدلنے اور ادغام کے ساتھ بھی آیا ہے۔ ص تَــدَّعُــوْنَ: ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات مضارع معلوم ناقص واوی از باب افتعال ہے، اصل میں تَــدْتَــعِیُــوْنَ تھا، تاء افتعال کا فاء کلمہ دال ہونے کی وجہ سے دال ہو کر ادغام ہو گئی اور یاء تَــرْمُوْنَ کے قاعدہ سے حذف ہو گئی۔ ص مُــزْدَجَرٌ: ب مصدر میمی صحیح از باب افتعال ہے دراصل مُــزْتَــجَرٌ تھا فاء کلمہ زاء ہونے کی وجہ سے تائے افتعال دال ہو گئی اور وزن کے لحاظ سے اسم مفعول اور ظرف کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے۔ قاعدہ کی تشریح ابواب کی تصاریف میں گذر چکی ہے۔

قولہ مُدَّکِرٌ :۔ یہ صیغہ اسم فاعل ہے از باب افتعال اصل میں مُذْتَکِرٌ تھا تائے افتعال کو دال کرنے کے بعد ذال کو دال کر کے ادغام کیا تو مُدَّکِرٌ ہوا، قانونچہ شاہ ولایت میں یہ قاعدہ اس طرح منظوم کیا گیا ہے:۔

فاء مقابل آوے جیکر زاء و دال و ذال — تاء افتعالے بدل وجوبا کردے دالے نال

جیکر فا کلمہ بھی دال ہو ادغام کریندا چا — ذال ہوے یا زا فا کلمہ ہر دو طرح روا

قولہ دراصل تدتعیون بود:۔ تَدْتَعِیُوْنَ میں یاء کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اس کے بعد واؤ لہٰذا یاء کا ضمہ ماقبل کو دیکر یاء کو واؤ کر کے اجتماع ساکنین سے حذف کر دیا اور دال کے ادغام کے بعد تَدَّعُوْنَ بنا۔

قولہ شرح قاعدہ:۔ یہ قاعدہ قانونچہ عجیبہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

تاء آں گر بعد دال و ذال و زاء آید ہمی — اولاً ہر جا بدال ابدال تا باید ہمی

یعنی باب افتعال کی تاء اگر دال، ذال اور زاء کے بعد آئے تو تاء دال سے بدل جاتی ہے لہٰذا مزتجر کی تاء جب دال ہو گئی تو مزدجر ہوا۔

ص(۲۹) فَمَنِضُطُرَّ **ب** اُضُطُرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف از افتعال ہمزہ وصل بسبب درج افتادہ ونون ساکن بقاعدۂ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ کسرہ یافتہ وتائے افتعال بسبب ضاد طاشدہ.**ص** (۳۰) مَضْطُرِرْتُمْ **ب** درقرآن مجیداِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ واقع ست اُضْطُرِرْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی مجہول ست مضاعف از افتعال ہمزہ وصل بسبب درج افتادہ والف مابساکنین وتائے افتعال بسبب ضاد طاشدہ.**ص** (۳۱) فَمَسْطَاعُوْا **ب** دراصل فما استطاعوا بودہ صیغہ جمع مذکر غائب نفی ماضی معروف اجوف واوی از استفعال تائے استفعال راحذف کردند وہمزہ وصل بدرج افتادہ والف مابساکنین فَمَسْطَاعُوْا شدہ.

ص فَمَنِضُطُرَّ: ب اُضُطُرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف از باب افتعال ہے.ہمزۂ وصل درمیان کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے گر گیا اور نون ساکن اس قاعدہ سے کہ ساکن کو جب حرکت دی جائے تو حرکت کسرہ دی جاتی ہے،مکسور ہوگئی اور تائے افتعال فاء کلمہ کے ضاد ہونے کی وجہ سے طا ہوگئی۔ص مَضْطُرِرْتُمْ: ب قرآن مجید میں اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ واقع ہوا ہے،اُضْطُرِرْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر ماضی مجہول مضاعف از باب افتعال ہے،مَا داخل ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصل ساقط ہوگیا اور مَا کا الف بھی بوجہ اجتماع ساکنین کے ساقط ہوگیا،اس صیغہ میں بھی تائے افتعال مذکورہ بالا قاعدہ سے طاء ہوگئی ہے۔ص فَمَاسْطَاعُوْا: یہ صیغہ جمع مذکر غائب ماضی منفی معروف اجوف واوی از باب استفعال ہے، تائے استفعال کو حذف کیا،ہمزۂ وصل درج کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے گر گیا اور مَا کا الف بھی اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا فمسطاعوا ہوا.

قولہ السّاکن اذا حرک:۔ کیونکہ سکون عدم حرکت سے عبارت ہے اور کسرہ بھی عدم کے منزلہ میں ہے اس لیے کہ افعال اور اسماء جو غیر منصرف ہوں انکے آخر میں کسرہ نہیں آتا تو نون کو کسرہ دیا۔

قولہ والف ما:۔ یعنی ما نافیہ کا الف بھی بایں قاعدہ حذف ہوگیا کہ ابواب ہمزۂ وصل کی ماضی منفی میں جب ہمزۂ وصل درمیان میں آنے کی وجہ سے گرتا ہے تو مَا اور لَا کا الف بھی گر جاتا ہے۔

ص (۳۲) **لَمْ تَسْطِعْ ب** دراصل لم تَسْتَطِعْ بود تا را حذف کردند و اعلال دراں مثل لَمْ یَسْتَقِمْ شدہ۔ **ص** (۳۳) **مُضِیًّا ب** مصدر ست ناقص ازمَضٰی یَمْضِیْ دراصل مُضُوْیًا بودہ بقاعدہ مَرْمِیٌّ اعلال کردند ودریں کسر فا ہم جائز ست۔ **ص** (۳۴) **عِصِیَّهُمْ ب عِصِیٌّ** جمع عَصَا ست دراصل عُصُوْوٌ بود بقاعدہ دِلِیٌّ ہر دو واو یا شدہ ضمہ ما قبل کسرہ گشتہ۔

ص لَمْ تَسْطِعْ: ب صیغہ واحد حاضر ہے اصل میں لَمْ تَسْتَطِعْ تھا، تائے استفعال کو برائے تخفیف حذف کیا لَمْ تَسْطِعْ ہوا اور اس میں اعلال لم یستقم کی مثل ہوا۔ ص مُضِیًّا: ب مَضٰی یَمْضِیْ کا مصدر ہے اصل میں مُضُوْیًا تھا واؤ و یاء غیر مبدل جمع ہوئے اول ساکن تھا لہٰذا اس کو یاء کر کے ادغام کیا اور ماقبل کے ضمہ کو یاء کی موافقت میں کسرہ سے تبدیل کیا مُضِیًّا ہوا اس میں عین کی موافقت میں فاء کا کسرہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ ص عِصِیُّهُمْ: ب عِصِیٌّ عَصَا کی جمع ہے اصل میں عُصُوْوٌ تھا دو واؤ وزن فُعُوْلٌ کے آخر میں جمع ہوئے تو بقاعدہ دلیٌّ دونوں کو یاء کر کے ادغام کیا اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا عِصِیٌّ ہوا۔

قولہ تا را حذف کردند:۔ یعنی تائے استفعال کو بایں قاعدہ حذف کر دیا کہ جب متجانسین میں کسی مانع کی وجہ سے ادغام نہ ہو سکتا ہو تو برائے تخفیف ایک کو حذف کرنا جائز ہے اور لم تستطع میں اگرچہ متجانسین جمع نہیں ہوئے لیکن چونکہ تاء اور طاء متحد فی المخرج ہیں تو انکو جنس واحد کے منزلہ میں قرار دے کر تائے استفعال کو حذف کر دیا، چونکہ اصل میں لَمْ تَسْتَطوِعْ تھا تو اس میں تعلیل لم یَسْتَقِمْ کی مثل ہوئی جو اصل میں لَمْ یَسْتَقْوِمْ تھا۔

قولہ ہر دو واو یا شدہ:۔ یعنی دونوں واؤ قاعدہ نمبر ۱۵ سے یاء ہو کر ادغام ہو گئے اور ماقبل کا ضمہ یاء کی مناسبت سے کسرہ ہو گیا، قانونچہ میں ہے:۔

چوں بطرف اسم متمکن کہ واو لازم ست	واوٗ مدہ زائدش درپیش یا تنہا ضم است
یا شود در ہر دو صورت ضمہ پیشیں کسرہ ہم	بعض بر ابدال آں سازد مقدم قلب ضم

اسم متمکن کے طرف میں جو واؤ لازم ہو اس سے قبل واو مدہ ہو یا صرف ضمہ، وہ دونوں صورتوں میں یاء ہو جائے گا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو جائے گا اور بعض کے نزدیک واؤ کے قلب سے قبل ماقبل کو کسرہ دیں گے۔

قولہ نون خفیفہ را بمشا کلت:۔ قانونچہ میں ہے: بعد فتحہ کن الف نونِ خفیفہ ہم اِذَنْ، چنانچہ پوچھا جاتا ہے کہ اِضْرِبَا تثنیہ کے علاوہ کونسا صیغہ ہے؟ وہ اسی قاعدہ سے بنا ہے یعنی اصل میں اِضْرِبَنْ تھا:۔

ایکہ در علم صرف بردی گو	اِضْرِبا را بغیر تثنیہ جو

ص (۳۵) لَنَسْفَعًا **ب** لَنَسْفَعَنْ بروزن لَنَفْعَلَنْ صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید با نون خفیفہ است گاہے نون خفیفہ را بمشاکلت تنوین بصورتش می نویسند ہموں وضع نوشتند لہٰذا صیغہ اشکالے پیدا کردہ۔ **ص** (۳۶) نَبْغِ **ب** نَبْغِیْ مثل نَرْمِیْ ست یارا بایں قاعدہ کہ درحالت وقف از آخر ناقص حذف حرف علت جائز ست حذف کردند و محققین علم صرف نوشتہ اند علی الاطلاق محاورۂ عرب ست کہ بے جزم و وقف ہم در یَدْعُوْ یَرْمِیْ یَدْعُ یَرْمِ میگویند۔ **ص** (۳۷) غَوَاشٍ **ب** جمع غَاشِیَۃٌ است بقاعدۂ جَوَارٍ کار بند شدند دراعلال امثال ایں صیغہ بحثے طویل ست مناسب می نماید کہ تَتْمِیْمًا لِلْاِفَادَۃِ سر کنیم درامثال جَوَارٍ بحالت رفع وجر یا حذف شدہ عند عدم الاضافۃ واللام تنوین می آید و بحالت نصب مطلقًا یا مفتوح میباشد میگویند جَاءَ تْنِیْ جَوَارٍ و مَرَرْتُ بِجَوَارٍ و رَأَیْتُ جَوَارِیَ وبوقت اضافت ولام یائے ساکن درآخر می باشد رفعًا وجرًا مثل جَاءَ تْنِیْ الْجَوَارِیْ و مَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ پس اشکال وارد میکنند کہ ایں وزن صیغۂ منتہی الجموع ست کہ از اسباب قویہ منع صرف ست بایستی کہ تنوین دریں مطلقًا نمی آید و یا گاہے حذف نمی شد چنانچہ در اَوْلٰی و اَعْلٰی وغیرہ اسم تفضیل

ص لَنَسْفَعًا: ب لنسفعن بروزن لنفعلن صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید با نون خفیفہ ہے، کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی مشاکلت میں اسکی شکل میں لکھ دیتے ہیں، یہاں اسی طرح لکھا گیا تو صیغہ میں اشکال پیدا ہو گیا۔ ص نَبْغِ: ب نَبْغِیْ نَرْمِیْ کی مثل ہے یاء کو اس قاعدہ سے حذف کر دیا کہ ناقص کے آخر سے بحالت وقف حرف علت کا حذف جائز ہے اور محققین علم صرف نے لکھا ہے کہ علی الاطلاق عرب کا محاورہ ہے کہ جزم اور وقف کے بغیر بھی یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ میں یَدْعُ اور یَرْمِ کہتے ہیں۔ ص غَوَاشٍ: ب غاشیۃ کی جمع ہے جَوَارٍ کے قاعدہ پر عمل کیا تو غَوَاشٍ ہوا، اور اس صیغہ کے امثال کی تعلیل میں طویل بحث ہے افادہ کو مکمل کرنے کیلئے ہم اس بحث کو مکمل کرتے ہیں. جَوَارٍ کے امثال میں رفع اور جر کی حالت میں یاء حذف ہو گئی اضافت اور لام نہ ہونے کے وقت تنوین آجاتی ہے اور بحالت نصب مطلقًا یاء مفتوح ہوتی ہے، جَاءَ تْنِیْ جَوَارٍ اور مَرَرْتُ بِجَوَارٍ اور رَأَیْتُ جَوَارِیَ بولتے ہیں اور بوقت اضافت ولام حالت رفع وجر میں آخر میں یاء ہوتی ہے، پس اشکال وارد کرتے ہیں کہ یہ صیغہ منتہی الجموع کا وزن ہے جو منع صرف کے اسباب قویہ میں سے ہے لہٰذا اس میں تنوین کسی صورت میں نہیں آنی چاہیے، اور یاء کبھی حذف نہیں ہونی چاہیے، جیسے اَوْلٰی اور اَعْلٰی وغیرہ اسم تفضیل ہیں۔

قولہ مطلقًا:۔ یعنی خواہ اضافت یا لام ہو یا نہ ہو جیسے رَأَیْتُ جَوَارِیَ یا رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ یا رَأَیْتُ جَوَارِیَکُمْ کیونکہ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آتے اور یاء حذف نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہاں التقاء ساکنین تنوین کی وجہ سے ہے اور تنوین مفقود ہے جس طرح کہ اعلیٰ وغیرہ میں تنوین نہ ہونے کی وجہ سے حرف علت حذف نہیں ہوا۔

باینجہت کہ بسبب منع صرف کہ علت آں وزن فعل و وصف بودہ تنوین دراں نیامدہ الف ہیچگاہ حذف نشدہ وجواب ایں اشکال چنیں دادہ اند کہ اصل دراسماء انصراف ست پس اصل ہر اسم منصرف بر می آید لہٰذا دریںجا اصل باتنوین برآمدہ درحالت نصب کہ یاء حسب قاعدۂ قَاضٍ نمی افتد در وزن منتہی الجموع خللے نیامدہ لہٰذا کلمہ غیرمنصرف شدہ تنوین حذف گردیدہ ودرحالت رفع وجر چوں یا بقاعدۂ قاضٍ افتادہ جوارٍ بروزن مفرد مثل سَلَامٍ و کَلَامٍ ماندہ وزن منتہی الجموع باطل شدہ ومدار منع صرف دریںجا صرف برہمیں وزن ست پس کلمہ منصرف باقی ماندہ باتنوین وحذف یا قائم ماندہ..

اسی وجہ سے الف حذف نہیں ہوا کہ منع صرف کی علت وزن فعل اور وصف کی وجہ سے ان میں تنوین نہیں تھی، اس اشکال کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اصل اسماء میں منصرف ہونا ہے لہٰذا ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی اور اس جگہ اصل باتنوین نکلے گی چونکہ حالت نصب میں یاء قَـاضٍ کے قاعدہ سے نہیں گرتی تو منتہی الجموع کے وزن میں کوئی خلل نہ آیا لہٰذا کلمہ غیر منصرف ہو کر تنوین حذف ہوگئی اور حالت رفع وجر میں یاء چونکہ قَـاضٍ کے قاعدہ سے گرگئی تو جَـوَادٍ مفرد کے وزن پر سلام وکلام کی مانند ہوگیا وزن منتہی الجموع باطل ہوگیا اور یہاں جَـــوَادٍ وغیرہ میں منع صرف کا مدار محض اسی وزن پر ہے لہٰذا کلمہ منصرف باتنوین باقی رہا اور حذفِ یاء قائم رہا..

قولہ اصل دراسماء انصراف ست:۔ یہ زجاج کا مذہب ہے کہ اصل اسماء میں انصراف ہے لہٰذا جوارٍ اصل میں جوارىٌ تھا چونکہ اعلال جو ہر کلمہ سے متعلق ہوتا ہے اور غیر منصرف ہونا کلمہ کے تمام ہونے کے بعد کلمہ کو عارض ہوتا ہے اس لیے جـــوارىٌ میں پہلے تعلیل کی ضمہ کو ثقیل ہونے اور یاء کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کیا تو حالت رفع وجر میں تو جـــوار بروزن سـلام و کـلام مفرد منصرف باقی رہا اور وزن جمع باقی نہ رہا لہٰذا اس کی تنوین تنوینِ انصراف ہے جیسا کہ تعلیل سے پہلے تھی لیکن بحالت نصب غیر منصرف ہے۔

قولہ ومدار منع صرف دریںجا:۔یعنی جَوَادٍ جمع منتہی الجموع ہے جو کہ دوسبب کے قائم مقام ہوتی ہے اور بحالت نصب جمع کے وزن میں خلل نہیں آتا اس لیے یہ حالت نصب میں غیر منصرف ہے۔

ودر اَعۡلٰی وامثال آں اصل باتنوین برآوردہ بودند لیکن بعد افتادن الف بالتقائے ساکنین باتنوین ہم سبب منع صرف زائل نمیشود چہ سبب منع صرف اینجا دو چیز ست وصف کہ دراں ہیچگونہ خللے واقع نشدہ ووزن فعل کہ دریں مقام معتبر ازاں بودن یکے از حروف اتین در ابتداست بے قبول تا وا ینمعنی باوصف سقوط الف ہم موجود ست پس بقائے علت منع صرف موجب منع صرف کلمہ گردیدہ تنوین را برانداخت صاحب فصول اکبری برائے تقصی ازیں اشکال راہے دیگر پیمودہ کہ ایں جمع را از معیت قاضی برآوردہ برائے ایں قاعدہ دیگر قرار دادہ یعنی اینکہ در جمع ناقص کہ بروزن صوری فَوَاعِلُ باشد بحالت رفع وجر یا را حذف کردہ تنوین می آرند.........................

اوراعلی اوراسکی امثال میں اصل باتنوین نکالی تھی لیکن الف کے التقائے ساکنین باتنوین کے باعث گر جانے کے بعد بھی سبب منع صرف زائل نہ ہوا کیونکہ سبب منع صرف دو چیزیں ہیں ایک وصف کہ جس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا، اور وزن فعل کہ جس کیلئے اس مقام پر شرط یہ ہے کہ ابتداء میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور تاء کو قبول نہ کرے اور یہ بات سقوط الف کے باوجود موجود ہے، پس علت منع صرف کے بقاء نے کلمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب بن کر تنوین کو گرادیا، صاحب فصول اکبری نے اس اشکال سے بچنے کیلئے ایک دوسری راہ اختیار کی ہے کہ اس جمع کو قَاضٍ سے الگ کر کے اس کیلئے ایک دوسرا قاعدہ مقرر کر دیا ہے یعنی یہ کہ ''ایسی جمع ناقص میں جو فواعل کے وزن صوری پر ہو حالت رفع وجر میں یاء کو حذف کر کے تنوین لگا دیتے ہیں''..............

قولہ ودر اَعۡلٰی وامثال آں:۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ اعلیٰ اور اس کے نظائر کی اصل بھی تنوین کے ساتھ ہونی چاہیے یعنی اَعۡلَیٌ کیونکہ اصل اسم میں انصراف ہے تو حذف الف کے بعد یہ غیر منصرف کیوں ہے؟ جواب: یہ ہے کہ اَعۡلٰی کے غیر منصرف ہونے کا سبب دو چیزیں ہیں ایک وصف اور دوسری چیز وزن فعل، جن میں کسی قسم کا خلل نہیں آیا لہٰذا وہ غیر منصرف ہے اور اس سے تنوین کو دور کر دیا گیا ہے۔

قولہ بروزن صوری فواعل:۔ وزن صوری وہ وزن ہے کہ موزون اور موزون بہ کے درمیان مطابقت ہو اول حرکات و سکنات میں کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن ہو، دوم حرکات کی خصوصیات میں کہ فتحہ کے مقابل فتحہ اور کسرہ کے مقابل کسرہ اور ضمہ کے مقابل ضمہ ہو جیسے اَکَابِرُ کہ وزن صوری کے اعتبار سے یہ مَفَاعِلُ اور اَفَاعِلُ کے وزن پر ہے لیکن وزن صرفی کے اعتبار سے اَفَاعِلُ کے وزن پر ہے یعنی وزن صوری میں اصل اور زائد کا لحاظ نہیں ہوتا۔ قانونچہ میں ہے:

وزن صرفی ضَوَارِبُ داں فَوَاعِلُ از فروض ۔۔۔ صوریش باشد مَفَاعِلُ پس فَعُوۡلَنۡ در عروض

چونکہ در تقریر صاحب فصول اکبری از اصل اشکال وارد نمی شود و تخفیف مؤونت بسیار ست لہٰذا قاعدہ را دریں کتاب بہمیں نہج نوشتیم. **ص (۳۸)** فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ **ب** صیغہ رَأَيْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ فائے تعقیب وقد تحقیق در ابتدائیش آمدہ وچوں ہائے ضمیر مفعول در آخر آں لاحق شدہ واؤ بر تُمْ افزودہ وقاعدہ چنیں ست کہ بعد كُمْ و هُمْ و تُمْ ہرگاہ ضمیرے لاحق میشود بعد میم واؤ می فزاید و میم مضموم می شود چوں قَتَلْتُمُوْهُمْ اَكَلْتُمُوْهَا اَبْشَرْتُمُوْنِىْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ بلکہ در تائے مکسورہ واحد مؤنث حاضر حین لحوق ضمیر گاہے یائے ساکنہ زیادہ میشود در صحیح بخاری در قول ابن مسعود وارد شدہ لَوْ قَرَأْتِيْهِ لَوَجَدْتِيْهِ. **ص (۳۹)** اَنُلْزِمُكُمُوْهَا **ب** صیغہ نُلْزِمُ ست مثل نُكْرِمُ ہمزۂ استفہام بر سرش آمدہ و كُمْ ضمیر مفعول در آخرش و بعد آں بسبب ہا ضمیر مفعول دوم بعد میم

چونکہ صاحب فصول اکبری کی تقریر میں سرے سے اشکال وارد نہیں ہوتا اور زیادہ مشقت سے تخفیف ہے لہٰذا اس کتاب میں ہم نے قاعدہ کو اسی طرز پر لکھا ہے۔ ص فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ: ب صیغہ رَأَيْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ ہے، فاء تعقیب اور قَدْ برائے تحقیق اس کے شروع میں ہے اور جب ہا ضمیر مفعول رَأَيْتُمْ کے آخر میں لاحق ہوئی تو تُمْ ضمیر کے بعد واؤ ما قبل مضموم بڑھادیا گیا اور واؤ زائد کرنے کا قاعدہ اس طرح ہے کہ "ضمیر كُمْ تُمْ اور هُمْ کے بعد جب کوئی ضمیر لاحق ہو تو میم کے بعد واؤ بڑھا دیا جاتا ہے اور میم اس کی موافقت میں مضموم ہو جاتا ہے" جیسے قَتَلْتُمُوْهُمْ اَكَلْتُمُوْهَا اَكْرَهْتُمُوْنِىْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ بلکہ واحد مؤنث حاضر کی تائے مکسورہ کے بعد یاء زیادہ ہو جاتی ہے جبکہ تاء کے بعد ضمیر ہو جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں آیا ہے: "لَوْ قَرَأْتِيْهِ لَوَجَدْتِيْهِ. ص اَنُلْزِمُكُمُوْهَا: ب نُلْزِمُ مثل نُكْرِمُ کے ہے، اس میں ہمزہ اصلی نہیں بلکہ ہمزہ برائے استفہام اول میں لایا گیا اور كُمْ ضمیر اس کے آخر میں، اور كُمْ کے بعد مفعول ثانی کی ضمیر ہا کی وجہ سے.........

قولہ وقاعدہ چنیں ست:۔ چنانچہ قانونچہ عجیبیہ میں ہے:

"در فَعَلْتُمْ با ضمیر نصب تُمْ گردد تُمُوْ" اور یہ واؤ کا اضافہ جمہور کے نزدیک واجب ہے لیکن یونس کے نزدیک جائز ہے۔

فائدہ :۔ کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں پر لعنت ذکر کی جو اپنے سر میں دوسروں کے بال باندھتی ہیں یا دوسروں سے بال بندھواتی ہیں ایک عورت نے آپ سے کہا کہ میں نے قرآن پڑھا ہے مجھے تو ایسی عورتوں پر لعنت کا ذکر نہیں ملا، آپ نے جواب دیا: "لَوْ قَرَأْتِيْهِ لَوَجَدْتِيْهِ" اگر تو قرآن پڑھتی تو ایسی عورتوں پر لعنت کا ذکر ضرور پاتی، پھر فرمایا کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے: ﴿مَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ یعنی جو کچھ تمہیں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔ میں نے ایسی عورتوں پر لعنت بحکم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لہٰذا ایسی عورتوں پر لعنت بحکم قرآن ثابت ہے۔

واؤافزودہ میم مضموم شدہ اَنُلۡزِمُکُمُوۡھَا گشتہ۔ ص (۴۰) اَنۡ سَیَکُوۡنُ ب صیغہ یکون ست مثل یَقُوۡلُ اشکال بسبب عدم نصب ست ووجہش اینکہ ایں ان ناصبہ نیست بلکہ مخففہ است از اَنَّ مشبہ بالفعل بعد عِلۡم و ظَنّ ایں اَنۡ می آید ونصب نمیکند۔ ص (۴۱) مِتۡنَا ب صیغہ متکلم مع الغیر ست چوں خِفۡنَا ووجہ اشکال دریں صیغہ ایں ست کہ مضارع آں درقرآن مجید مضموم العین مستعمل شدہ چوں یَمُوۡتُ ویَمُوۡتُوۡنَ پس باید کہ صیغہ از نَصَرَ یَنۡصُرُ باشد ومُتۡنَا آید چوں قُلۡنَا جوابش اینکہ اہل تفسیر نوشتہ اند کہ ایں لفظ از سَمِعَ آمدہ مَاتَ یَمَاتُ چوں خَافَ یَخَافُ واز نَصَرَ ہم آمدہ چوں مَاتَ یَمُوۡتُ ودرقرآن مجید ماضی از سمع مستعمل شدہ ومضارع از نَصَرَ.

واؤزیادہ کی گئی تو میم مضموم ہو گیا اَنُلۡزِمُکُمُوۡھَا ہوا۔ ص اَنۡ سَیَکُوۡنُ: ب صیغہ یکُونُ ہے مثل یَقُوۡلُ کے، اشکال عدم نصب کی وجہ سے ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اَنۡ ناصبہ نہیں بلکہ انّ مشبہ بالفعل سے مخففہ ہے، عِلم اور ظن کے بعد یہ اَنۡ آتا ہے اور نصب نہیں کرتا۔ ص مِتۡنَا: ب صیغہ متکلم مع الغیر ہے خِفۡنَا کی مثل، اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مضارع قرآن کریم میں مضموم العین مستعمل ہوا ہے جیسے یَمُوۡتُ اور یَمُوۡتُوۡنَ پس چاہیے کہ صیغہ مِتۡنَا نَصَرَ یَنۡصُرُ سے ہو اور قُلۡنَا کی مثل مُتۡنَا ہو؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ یہ سَمِعَ سے خَافَ یَخَافُ کی مثل مَاتَ یَمَاتُ بھی آتا ہے اور نصر ینصر سے بھی جیسے مَاتَ یَمُوۡتُ اور قرآن مجید میں ماضی سمع سے مستعمل ہوئی ہے اور مضارع نصر سے۔

فائدہ:۔ جب اَنۡ مخففہ فعل متصرف سے مقرون ہو تو اَنۡ کو سین یا سوف یا قد لازم ہے تا کہ اَنۡ مخففہ اور اَن مصدریہ میں فرق ہو سکے اور یہ سین وغیرہ نون محذوفہ کے عوض بن جائیں۔

قولہ پس باید کہ صیغہ:۔ یعنی جب مِتۡنَا کا مضارع مضموم العین ہے تو اسکو مُتۡنَا ہونا چاہیے، کیونکہ واوی مفتوح العین ومضموم العین کے صیغہ جمع مؤنث سے آخر تک کے صیغوں میں فاء کو ضمہ دیا جاتا ہے جیسے قُلۡنَ اور طُلۡنَ

قولہ مُتۡنَا:۔ اصل میں مَوَتۡنَا تھا واؤ الف ہو کر التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا پھر فاء کلمہ کو ضمہ دیا تو مُتۡنَا ہوا۔ قانونچہ شاہ ولایت میں ہے:۔

ہر واو مفتوحہ یا مضمومہ وچ ماضی معلوم	مجرد ثلاثی اجوف دے الف ہو کے معدوم
اس دے ماقبل نوں ضمہ دین وجوبا جان	جیونکر قُلۡنَ طُلۡنَ اندر صرفی رکھ دھیان

ص (۴۲) **فَمُبَجَسَتْ** **ب** **فَانْبَجَسَتْ** صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف ست مثل **اِنْفَطَرَتْ** ہمزہ بسبب درج افتادہ ونون کہ ساکن بود بسبب وقوع با بعد آں میم شدہ باینجہت در صیغہ اشکالے آمدہ. **ص** (۴۳) **اَلدَّاعِ** **ب** صیغہ اسم فاعل ست **دَاعِیٌ** یا بموجب قاعدہ کہ یائے آخر اسم معرف باللام راگاہے حذف میکنند ساقط شدہ. **ص** (۴۴) **اَلْجَوَارِ** **ب** **اَلْجَوَارِیُ** بودہ بقاعدۂ اینکہ ذکر کردیم یا را حذف کردند. **ص** (۴۵) **التَّنَادِ** **ب** **اَلتَّنَادِیُ** مصدر باب تفاعل ست **اَلتَّنَادُیُ** بودہ بقاعدۂ معلومہ ضمۂ دال کسرہ شدہ یا ساکن گشتہ و بقاعدۂ مذکورۂ حال افتادہ. **ص** (۴۶) **دَسّٰهَا** **ب** صیغہ **دَسّٰی** ست کہ دراصل **دَسَّسَ** بودہ حرف آخر تضعیف را...

ص **فَنْبَجَسَتْ**: ب صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف ہے **اِنْفَطَرَتْ** کی طرح، ہمزہ درمیان میں آنے کی وجہ سے گر گیا اور نون جو ساکن تھا اس کے بعد باء ہونے کی وجہ سے میم ہو گیا، صیغہ میں اشکال اسی وجہ سے آیا ہے۔ ص **اَلدَّاعِ**: ب صیغہ اسم فاعل **دَاعِیٌ** ہے، یاء اس قاعدہ کے سبب ساقط ہو گئی کہ اسم معرف باللام کے آخر میں یاء کبھی حذف کر دیتے ہیں۔ ص **اَلْجَوَارِ**: ب **اَلْجَوَارِیُ** تھا اسی قاعدہ سے جو ابھی ہم نے بیان کیا ہے یاء کو حذف کیا۔ ص **اَلتَّنَادِ**: ب **اَلتَّنَادِیُ** باب تفاعل کا مصدر ہے **اَلتَّنَادُیُ** تھا، قاعدہ معلومہ کے ساتھ دال کا ضمہ کسرہ ہو گیا، یاء ساکن ہو گئی اور حال میں ذکر کیے ہوئے قاعدہ سے گر گئی۔ ص **دَسّٰهَا**: ب صیغہ **دَسّٰی** ہے جو اصل میں **دَسَّسَ** تھا تضعیف کے حرفِ آخر کو...

قولہ میم شدہ:۔ یعنی نون تلفظ میں میم ہو گیا بایں قاعدہ کہ نون ساکن باء سے قبل واقع ہو تو میم ہو جاتا ہے خواہ کلمہ واحدہ ہو جیسے **یَنْبَغِیُ** یا دو کلمے ہوں جیسے **مِنْ بَعْدِ** ۔ قانونچہ عجیبہ میں ہے: "لیک قبل از باء بمیش قلب باشد مشتہر" یعنی نون باء سے قبل واقع ہو تو اسکو میم کرنا مشہور ہے۔

قولہ بقاعدہ معلومہ:۔ قاعدہ معروفہ سے مصنف کی مراد یہ قاعدہ ہے کہ اسم کے لام کلمہ میں اگر یاء ضمہ کے بعد واقع ہو تو کسرہ کے بعد ہو کر ساکن ہو جاتی ہے **اَلتَّنَادُیُ** اولاً اسی قاعدہ سے **اَلتَّنَادِیُ** بنا، پھر آخر سے یاء اس قاعدہ سے گر گئی کہ اسم معرف باللام کے آخر سے کبھی یاء تخفیفاً حذف کر دی جاتی ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ﴿یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ﴾ میں جو اصل میں الداعی تھا۔

بحرف علت بدل کردند اکثر عرب چنیں میکنند. **ص (۴۷)** فَظَلْتُمْ **ب** صیغہ فَظَلِلْتُمْ بودہ جمع مذکر حاضر ماضی معروف مضاعف از سَمِعَ بقاعدۂ عرب کہ از دو حرف تضعیف یکے را گاہے حذف میکنند لام اول را حذف کردند و گاہے فَظِلْتُمْ میگویند بکسر ظا بنقل حرکت لام اول بظا. **ص (۴۸)** قَرْنَ **ب** حسب بیان بعضے مفسرین دراصل اِقْرَرْنَ بودہ حسب قاعدہ مذکورہ آنفا راءِ اول بعد نقل حرکتش حذف کردند حاجت ہمزۂ وصل نماندہ لہٰذا بیفتاد قَرْنَ شد

حرف علت سے بدل دیا، عرب اکثر ایسا کرتے ہیں۔ ص فَظَلْتُمْ: ب صیغہ فَظَلِلْتُمْ تھا جمع مذکر حاضر ماضی معروف باب سَمِعَ سے، عرب کے اس قاعدہ سے کہ وہ کبھی دو میں سے ایک حرف تضعیف کو حذف کردیتے ہیں، لام اول کو حذف کردیا، اور کبھی لام اول کی حرکت ظاء کو نقل کر کے فَظِلْتُمْ کہتے ہیں۔ ص قَرْنَ: ب بعض مفسرین کے بیان کے مطابق یہ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق راءِ اول کو اسکی حرکت نقل کر کے حذف کیا ہمزہ کی ضرورت نہ رہی لہٰذا وہ گر گیا، تو قَرْنَ ہوا۔

قولہ بحرف علت بدل کردند:۔ یعنی دَسَّسَ میں تضعیف کے حرف آخر کو پہلے یاء کیا کیونکہ سین کو یاء کرنا کلام عرب میں موجود ہے جیسے اَلسَّادس سے اَلسَّادِیْ ۔ پھر یاء کو الف کیا اور ضمیر مفعول لاحق ہونے کے بعد دَسّٰھَا ہوا۔ اور حرف تضعیف کے اسی ابدال کے سبب مضاعف کو صحیح سے نکال کر معتل کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے، یعنی مضاعف صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا حرف کبھی حرف علت سے بدل جاتا ہے۔

قولہ لام اول را حذف کردند:۔ اگرچہ لام دوم کے حذف کا قول بھی موجود ہے لیکن مصنف نے لام اول کے حذف کو اختیار کیا اس لیے کہ ایسے مواقع میں حرف اول میں تصرف کیا جاتا ہے مثلاً متجانسین میں اول متحرک ہو تو اس کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے اور یہ حذف تخفیف کے شواذ میں سے ہے۔

قولہ بنقل حرکت لام اول:۔ یعنی فَظَلْتُمْ میں ظاء کا فتحہ ہے اگر لام اول کو بمع حرکت حذف کیا جائے اور اگر لام کی حرکت ماقبل کر منتقل کرنے کے بعد اسکو حذف کیا جائے تو فَظِلْتُمْ بکسر ظاء پڑھا جائے گا۔

قولہ قَرْنَ:۔ صیغہ جمع مؤنث امر حاضر ہے قرار سے پس اگر باب ضرب سے ہو تو قِرْنَ قاف کے کسرہ سے ہوگا اور یہی جمہور کی قرأت ہے اور اگر باب علم سے ہو تو قَرْنَ بفتح قاف ہوگا، مصنف علیہ الرحمۃ نے اسی قرأت کو اختیار کیا ہے۔ معنی ہوں گے تم قرار پکڑو اپنے گھروں میں۔

ودر بیضاوی یک توجیہ آں قَرْنَ مثل خفْنَ از قَارَ یَقَارُ مثل خَافَ یَخَافُ ومعنی آں مقارب بمادہ قرار نوشتہ. **ص** (۴۹) حُجُرَات ب جمع حُجْرَہ است در واحد عین ساکن در جمع حسب قاعدہ کہ عین فُعْلٌ بالضم مؤنث وفُعْلَةٌ را بوقت جمع بالف وتا ضمہ میدہند جیم را ضمہ دادند وفتحہ ہم دریںصورت جائزست ودر فِعْلٌ بالکسر مؤنث وفِعْلَةٌ چوں کِسْرَةٌ عین را کسرہ میدہند وگاہے فتحہ ودر امثال تَمْرَةٌ تَمَرَاتٌ گویند بفتح عین برائے تعلیم ایں قاعدہ ایں صیغہ نوشتہ شد. الحمد اللہ کہ ایں رسالہ بانجام رسید بفضلہٖ جلت آلاؤُہٗ محتوی برقواعدے کہ نافع مبتدی ومنتہی است بالخصوص باب افادات وخاتمہ مشتملبر فوائد یست کہ اکثر کتب صرف ازاں خالی ست و ادراک آں نہایت نافع مقصود بالذات از تحصیل علم صرف علم قرآن مجید ست.................................

اور تفسیر بیضاوی میں اس کی ایک توجیہ یہ لکھی ہے کہ قَرْنَ مثل خِفْنَ قَارَ یَقَارُ سے مثل خَافَ یَخَافُ کے ہے اور اس کے معنی مادۂ قرار کے قریب قریب لکھے ہیں۔ ص حُجُرَات: ب حُجرة کی جمع ہے، واحد میں عین ساکن ہے، جمع میں جیم یعنی عین کو ضمہ اس قاعدہ سے دیا گیا ہے کہ فُعْلٌ بالضم مؤنث اور فُعْلَةٌ کی عین کو الف وتاء کے ساتھ جمع بنانے کے وقت ضمہ دیتے ہیں اور اس صورت میں فتحہ بھی جائز ہے اور فِعْلٌ بالکسر مؤنث اور فِعْلَةٌ جیسے کِسْرَةٌ میں عین کو کسرہ دیتے ہیں اور کبھی فتحہ اور تَمْرَةٌ کی امثال میں تَمَرَاتٌ بفتح عین کہتے ہیں، یہی قاعدہ بیان کرنے کیلئے یہ صیغہ لکھا گیا ہے۔ بحمد اللہ یہ رسالہ بفضلہٖ جلت آلاءہٗ مکمل ہوا جو ایسے قواعد پر مشتمل ہے جو مبتدی ومنتہی دونوں کیلئے نافع ہیں، خاص کر افادات کا باب اور خاتمہ جو ایسے فوائد پر مشتمل ہے جن سے صرف کی اکثر کتب خالی ہیں حالانکہ ان کا جاننا بہت مفید ہے۔ علم صرف پڑھنے سے مقصود بالذات قرآن کریم کا علم حاصل کرنا ہے......

قوله در بیضاوی: ۔تفسیر بیضاوی میں ایک توجیہ یہ مذکور ہے کہ صیغہ قَرْنَ مثل خفن از قَارَ یَقَارُ بمعنی اِجْتَمَعَ مثل خَافَ یَخَافُ ہوسکتا ہے، اور اس کے معنی مادۂ قرار کے قریب قریب لکھے ہیں۔ تفسیر کشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ توجیہ ابوالفتح ہمدانی کی کتاب ''التبیان'' سے لی گئی ہے اور اس صورت میں قِرْنَ بکسر قاف مثل خِفْنَ ہوگا، اور معنی ہوں گے تم جمع رہو اپنے گھروں میں اور قرار واجتماع کے معنی میں قرب ظاہر ہے۔

قوله فُعْلٌ بالضم مؤنث: ۔مصنف علیہ الرحمۃ نے وزن فُعْلٌ کو ضم کے ساتھ مقید کیا ہے اس لیے کہ فُعْلٌ مذکر کی جمع الف و تاء کے ساتھ آتی ہی نہیں۔

قوله ضمہ میدہند: ۔ضمہ تو فا کلمہ کی رعایت سے اور فتحہ اس لیے کہ وہ اخف الحرکات ہے لہٰذا حُجُرَات میں جیم کو جو کہ عین کلمہ ہے ضمہ دیا گیا چونکہ حجرات کو یہی قاعدہ بیان کرنے کیلئے لائے ہیں اس لیے فُعْلٌ کی جمع کی مثال ذکر نہیں کی۔

ودر خاتمہ صیغ قرآن مجید مذکورہ شدہ کہ ادراک اکثر آں بے مراجعت کتب تفسیر دشوار ست ازیں النفع چہ خواہد بود وبہمیں جہت و بسبب اختتام ایں رسالہ در ۱۲۷۶ھ نامش علم الصیغہ گذاشتہ آمد وبسبب ظہور ایں قوانین جزیلۃ التحقیق بپاس خاطر شفیق حقیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہ رب المواہب ملقب بقوانین جزیلہ حافظیہ کردہ شد خدائے تعالی قبول فرماید وحقیر گنہگار نامہ سیاہ تباہ روزگار از مکارہ دنیویہ برآوردہ عافیت تامہ عنایت فرمودہ برآستانہ خود وحبیب خود برساند ومجی محسنی شفیقی حافظ وزیر علی صاحب باعث تصنیف ایں کتاب را بہمہ وجوہ مرفہ الحال ومقضی المرام وفائز بمرادات دینی ودنیوی دارد وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اٰمِيْنَ.

اور کتاب کے خاتمہ میں قرآن مجید کے صیغے ذکر کیے گئے کیونکہ انکے اکثر کتب تفسیر کی جانب مراجعت کے بغیر نہیں جانے جاسکتے، اس سے بڑھ کر اور کیا نفع ہو اور اسی وجہ سے نیز ۱۲۷۶ھ میں اس رسالہ کی تکمیل کی وجہ سے اس کا نام علم الصیغہ رکھا گیا ہے اور چونکہ ان عمدۃ التحقیق قوانین کا ظہور شفیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہ ربہ کی دلجوئی کیلئے ہوا اس لیے یہ رسالہ قوانین جزیلہ حافظیہ کے لقب سے ملقب کیا گیا، اللہ تعالیٰ اس ناچیز کو دنیا کے مکر وفریب سے رہائی دے کر اپنے اور اپنے حبیب کے آستانہ پر حاضری بخشے، اور اس تصنیف کے باعث حافظ وزیر علی کو آسودۂ حال اور مقصود کو پانے والا بنائے اور دینی و دنیاوی سعادتوں سے اسے نوازے.
آمین. بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف کی دیگر تصنیفات
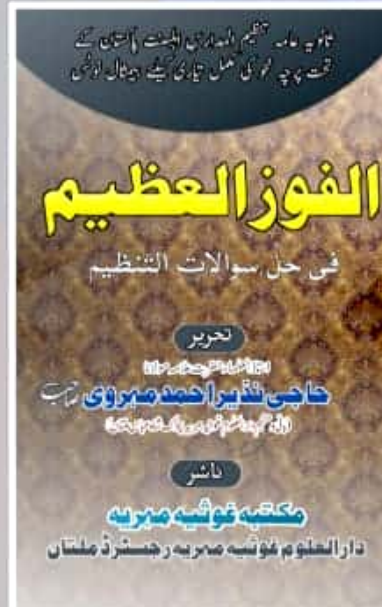
مکتبہ غوثیہ مہریہ

دار العلوم غوثیہ مہریہ رجسٹرڈ ملتان